بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَةً

سِراجُ الھُدیٰ

انتخاب:- احادیث مقدسہ بمعہ تشریح و توضیح

مؤلف

صاحبزادہ الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول نقشبندی

مجددی قادری للہٰ شریف ضلع جہلم

Marfat.com

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

سراج الھدیٰ

المسمی فصل الخطاب حصہ اول و حصہ دوم

انتخاب

احادیث مقدسہ بمعہ تشریح و توضیح

مؤلف

صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول نقشبندی مجددی قادری للّٰہی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ للّٰہ شریف (ضلع جہلم)

بسعی حافظ محمد اکرام حسین نقشبندی للّٰہ شریف

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	فصل الخطاب حصہ اوّل ودوم المسمیٰ سراج الھدیٰ
مؤلف	صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول نقشبندی مجددی قادری للٰہی
موضوع	انتخاب حدیث مبارکہ
طباعت	محمود برادرز پرنٹنگ پریس گوالمنڈی، راولپنڈی
کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر	ملک محمد عبدالقدوس آف راولپنڈی
پہلا ایڈیشن	۱۰۰۰ جنوری ۱۹۹۸ء
دوسرا ایڈیشن	۵۰۰ اکتوبر ۲۰۰۱ء
تیسرا ایڈیشن	۵۰۰ ستمبر ۲۰۰۶ء
طباعت ونگرانی	ملک محمد عبدالقدوس آف راولپنڈی
ٹائٹل	مڈ عبدالقیوم آف راولپنڈی
ھدیہ	485 روپے

ملنے کا پتہ

دربار عالیہ للٰہ شریف ضلع جہلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ
وَرَسُوْلِکَ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ اطْھَرِ الطَّاھِرِیْنَ
وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست
گر بہ اُو نہ رسیدی تمام بُولہبی است

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

اُس محسنِ انسانیت کے نام

جس کا وجود باجود باعثِ تخلیق کائنات ہوا (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَ اَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتٰمٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

ابوطالب

وہ گورے مکھڑے والا
جس کے روئے زیبا کے
واسطے سے ابرِ رحمت کی
دعائیں مانگی جاتی ہیں
وہ ۔ یتیموں کا سہارا
وہ ۔ بیواؤں اور مسکینوں
کا سرپرست

بگیرم دامنِ آں سیدِ لولاک در محشر
کہ محشر برنتا بدنیم حسنِ نیم تابش را
شبے در خانۂ زیں آں امام الانبیاء آمد
قضا گیرد عنانش را قدر گیرد رکابش را

مولانا گرامی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
5	درود شریف	ا
6	انتساب	ب
7	فہرست مضامین	ج
23	حرف آغاز	د
27	پیش لفظ	ہ
31	گذارش احوال	و
33	عرضِ حال	ز
	﴿حصہ اوّل﴾	
37	دنیا کی حقیقت	۱
39	دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت	۲
41	دنیا سے رغبت کرنا ہلاکت ہے	۳
43	میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں	۴
45	اپنے اور وارثوں کے مال کی وضاحت	۵
46	انسان کا اصل مال وہ ہے جو کھالے یا صدقہ کرے	۶

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
48	غنی کا تعلق مال سے نہیں دل سے ہے	۷
51	اللہ تعالیٰ کا ابن آدم کو خطاب کہ میری عبادت کر میں تجھے غنی کر دوں گا	۸
53	پانچ چیزیں غنیمت ہیں پانچ چیزوں سے پہلے	۹
55	یہ دنیا مافیہا ملعون ہے سوائے عالم اور ذاکر کے	۱۰
56	اللہ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے	۱۱
58	بھوکے بھیڑیے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے ہیں جتنا مال کا حریص انسان پہنچاتا ہے	۱۲
59	مال جمع کرنے کے صرف دو مقصد ہیں	۱۳
61	دنیا میں ابنِ آدم کا حق کیا ہے ؟	۱۴
63	سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چٹائی پر سونا اور جسم پر نشان لگ جانا	۱۵
65	سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بطحا وادی سونے کی بنا دینے کی پیشکش	۱۶
67	قیامت کے دن بندے سے پانچ سوالات پوچھے جائیں گے؟	۱۷
69	دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے دل میں حکمت آ جاتی ہے	۱۸
71	دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا	۱۹
72	حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مال جمع کرنے کی وحی نہیں کی گئی	۲۰
74	جب بندے کے مال میں بے برکتی دی جاتی ہے تو وہ مال پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے	۲۱
75	دنیا کا مال کس کا ہے اور جمع کون کرتا ہے ؟	۲۲
77	حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت پر خوف ’نفسانی خواہش اور لمبی امیدیں	۲۳

Marfat.com

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۴	دوفرشتوں کی منادی جو انسان اور جن کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے	80
۲۵	میت جب قبر میں جاتا ہے تو فرشتے اور انسان کہتے ہیں	82
۲۶	انسان میں چار خوبیاں ہوں تو کوئی حرج نہیں	83
۲۷	حضرت معاذ ابن جبلؓ کو حضور ﷺ کی وصیت	84
۲۸	سینہ میں نور کے داخلہ کی نشانی	87
۲۹	جب کوئی بندہ کم بولتا ہے تو اس سے قرب حاصل کرو	89
۳۰	بہت سے پریشان حال لوگ اللہ پر قسم کھالیں تو وہ پوری کر دے	90
۳۱	حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم کو ضعفاء کی وجہ سے روزی ملتی ہے	92
۳۲	جنت میں زیادہ تر فقراء اور جہنم میں زیادہ تر عورتیں ہوں گی	94
۳۳	حضرت عمرؓ کا نبی کریم ﷺ سے سوال اور جواب حضور ﷺ کا	96
۳۴	انسان کو ہمیشہ اپنے سے کم تر کو دیکھنا چاہئے	99
۳۵	حضور ﷺ نے فرمایا مجھے کمزوروں میں تلاش کرو	101
۳۶	نبی کریم ﷺ فقراء مہاجرین کے توسل سے فتح مانگتے تھے	104
۳۷	دنیا مومن کا قید خانہ ہے	106
۳۸	حضرت بلالؓ اور حضور ﷺ کے تیس دن ایسے گزرے کہ کھانا نہ کھایا	108
۳۹	جس میں دو عادتیں ہوں وہ صابر اور شاکر ہے	111
۴۰	حضرت ابوذرؓ کو کن سات چیزوں کا اپنے محبوب سے حکم ملا	113
۴۱	حضرت معاذؓ کو عیش پسندی سے منع کیا گیا	116
۴۲	جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہو اللہ اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوتا ہے	118
۴۳	مفلس اگر اپنے افلاس کو چھپائے تو اللہ حلال روزی دیتا ہے	119

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
120	انسان بوڑھا ہو جاتا ہے جبکہ اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں	۴۴
122	بوڑھے کا دل دو چیزوں سے جوان رہتا ہے	۴۵
123	اللہ تعالیٰ بوڑھے بندے کو معذور رکھتا ہے	۴۶
125	انسان مال کا سخت حریص ہے	۴۷
127	حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کی عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوگی	۴۸
128	وہ آدمی اچھا ہے جس کی عمر بھی لمبی ہو اور عمل بھی اچھے ہوں	۴۹
130	زیادہ عبادت والا شہادت یا شہید کا درجہ پالیتا ہے	۵۰
132	حضور ﷺ کا تین باتوں پر قسم کھانا	۵۱
135	موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق	۵۲
137	ساٹھ سال کی عمر والے کو بلاوا	۵۳
138	دو شہیدوں سے زیادہ بستر پر مرنے والے کی فضیلت	۵۴
141	قیامت کو لمبی عمر والے بھی عبادت کو تھوڑی سمجھیں گے	۵۵
142	دنیا ذلیل ہے ایک عجیب مثال	۵۶
144	مسلمان پر تعجب ہے ہر معاملہ میں	۵۷
146	اللہ پر توکل کا عجب فرمان	۵۸
148	زہدو تقویٰ کا عجب مفہوم	۵۹
150	ابن آدم کی سعادت اور شقاوت کیا ہے ؟	۶۰
151	لوگ اگر جان لیں تو یہ ایک آیت ہی کافی ہے	۶۱

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
153	ایک بھائی کو دوسرے بھائی پر شکایت	۶۲
155	نبوت ﷺ کا حوصلہ اور دل وجگر	۶۳
156	ریاکاری کا عمل	۶۴
158	مومن کے اچھے کام پر لوگوں کی تعریف کرنا	۶۵
159	نیکی کا دارومدار نیت پر ہے	۶۶
161	انسان کے لئے شر کیا ہے ؟	۶۷
163	تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے	۶۸
166	عبادت کرتے ہوئے اگر کوئی دیکھ لے تو کیا حکم ہے	۶۹
169	ریاکاری کا ہر کام شرک ہے	۷۰
170	خفیہ شرک کیا ہے ؟	۷۱
172	عمل خالص کی عجیب مثال	۷۲
174	جنتی لوگ کون ہیں؟	۷۳
176	غرور وتکبر کی عجیب وضاحت	۷۴
178	کون سے تین آدمیوں پر اللہ کا غصہ	۷۵
180	تواضع کی تعریف	۷۶
182	ہلاکت اور نجات کا وضاحتی بیان	۷۷
184	مفلس اور کنگال کون ہے ؟	۷۸
186	قیامت میں بدترین درجے والا کون ہوگا ؟	۷۹
187	مظلوم کی بدعا کی مقبولیت	۸۰
188	خوش اخلاقی کا درجہ	۸۱

Marfat.com

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۸۲	جھوٹی باتوں کی وضاحت۔ جھوٹ کیا ہے کیا نہیں؟	190
۸۳	محض اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کا درجہ	192
۸۴	ایک شخص کا سوال کہ قیامت کب آئے گی ؟	194
۸۵	بعض بندوں پر انبیاء اور شہداء کا رشک کرنا	197
۸۶	اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے ؟	200
۸۷	بندے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے کب جاتے ہیں ؟	201
۸۸	دو لڑکیوں کی کفالت کا درجہ	204
۸۹	یتیم کی کفالت کرنے والا حضور ﷺ کے ساتھ ہوگا	205
۹۰	تین جنتی اور پانچ دوزخی	206
۹۱	اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے	209
۹۲	جبرائیل علیہ السلام کی پڑوسی کے بارے میں وضاحت	210
۹۳	بوڑھے مسلمان اور حامل قرآن کا احترام	211
۹۴	مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے	213
۹۵	اندھے کے لئے خوش خبری' یتیم کی کفالت کرنے والا جنتی اور حضور ﷺ کا مختار ہونا	215
۹۶	کسی کی غیبت کا دفاع کرنا کیسا عمل ہے ؟	218
۹۷	بہترین ساتھی کون ہے ؟	219
۹۸	نیکی اور برائی میں تمیز کیسے ہو ؟	221

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
222	حضور انور ﷺ کے وضو کا غسالہ (بچا کھچا) صحابہؓ کا اپنے اوپر ملنا	۹۹
225	دو عورتیں ایک جنتی دوسری دوزخی	۱۰۰
227	حضور ﷺ کا اچھے اور بُرے کی خبر دینا	۱۰۱
229	بہترین صدقہ کیا ہے ؟	۱۰۲
230	ماں سے حسن سلوک	۱۰۳
232	والدین کی خدمت سے جنت کا حصول	۱۰۴
234	اپنے انساب کو یاد رکھنا اور رشتے جوڑنا	۱۰۵
235	صلہء رحمی کرنے والا کون ہے ؟	۱۰۶
237	قرابت داروں کی بے رخی پر ان سے تعلق جوڑنا	۱۰۷
239	اگر ماں نہ ہو تو خالہ اس کی قائم مقام ہے	۱۰۸
240	والدین کی موت کے بعد ان کا حق	۱۰۹
243	والدین کے نافرمان کے لئے عجب عمل ان کی وفات کے بعد	۱۱۰
244	حج مقبول کا ثواب کیسے حاصل ہو ؟	۱۱۱
246	فرمان رسول کریم ﷺ کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں	۱۱۲
248	جو کسی کو کافر کہے اور وہ نہ ہو تو کفر اسی پر لوٹ آتا ہے	۱۱۳
249	نسب کسی کی فضیلت یا گالی کا سبب نہیں	۱۱۴
251	ایک صحابی سے حضور ﷺ کا خوش طبعی فرمانا	۱۱۵
255	حضرت عائشہؓ کا حضور ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا	۱۱۶
257	منہ پر تعریف کرنے کی مذمت	۱۱۷
259	غیبت اور بہتان میں فرق	۱۱۸

Marfat.com

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۹	خفیہ گناہ کو شہرت دینا کیسا ہے ؟	261
۱۲۰	اس دنیا میں جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں ہوسکتا	262
۱۲۱	اللہ کی رحمت میں صرف اپنے کو شریک کرنا ناپسندیدہ ہے	264
۱۲۲	بُرے آدمی کے ساتھ حضور ﷺ کا خندہ پیشانی سے پیش آنا	265
۱۲۳	اللہ کے بہترین اور بدترین بندے کون ہیں؟	268
۱۲۴	غیبت کا کفارہ	271
۱۲۵	ایک صحابیؓ کا حضور ﷺ سے قصاص طلب کرنا	272
۱۲۶	جو شر کے زمانہ میں خلوت نشین ہوگا وہ پچاس صحابہ کرامؓ کے عمل کے برابر ثواب لے گا	275
۱۲۷	صحابہ کرامؓ کا حضور ﷺ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا	277
۱۲۸	نماز فجر کے بعد اپنے مصلّے سے دیر سے اٹھنا کیسا عمل ہے ؟	279
۱۲۹	جبرائیل علیہ السلام کی مدد حضرت حسان کے ساتھ	281
۱۳۰	اپنے انجام کی خبر کسے ہے اس کی تشریح	283
۱۳۱	بلی کی وجہ سے عورت عذاب میں مبتلا ہوگئی	284
۱۳۲	بندہ جس عمل یا عقیدہ پر مرے گا اسی پر حشر ہوگا	287
۱۳۳	فرمان نبوی ﷺ کہ میں وہ کچھ دیکھتا سنتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے سنتے	289
۱۳۴	تقویٰ انسان کو عمل پر ابھارتا ہے	292
۱۳۵	حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہوگئے	294

Marfat.com

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۶	کون سے تین قسم کے لوگ سایہ عرش میں رہیں گے ؟	296
۱۳۷	جنت میں چار چیزیں جنت سے بہتر ہیں	296
۱۳۸	حضور ﷺ اور صحابہؓ کی کانفرنس جس میں جبرائیل اور اللہ بھی شریک ہوئے	298
۱۳۹	قیامت میں سات لوگوں کو عرش کا سایہ ملے گا	300
۱۴۰	جبرائیل علیہ السلام کی وصیتیں	302
۱۴۱	جبرائیلؑ کا یہ وصایا من جانب اللہ ہے اپنی طرف سے نہیں	303
۱۴۲	حضور ﷺ کا خطبہ میں قیامت تک ہر چیز کا پتہ دینا	306
۱۴۳	آخر زمانہ میں فتنہ کا ظہور	308
۱۴۴	فتنہ کی نشانی ' آخر زمانہ میں قتل عام	310
۱۴۵	جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا حضور ﷺ کا فرمان	311
۱۴۶	جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے بیداری میں دیکھا	314
۱۴۷	ایک گناہ گار کا جنازہ سرکار ﷺ نے پڑھایا اور جنت کی خوشخبری دی	316
۱۴۸	نجات' ہلاکت اور درجات وکفارات کا بیان	320
۱۴۹	پانچ چیزوں کی توفیق ہو تو پانچ دوسری بھی مل جاتی ہیں	322
۱۵۰	اگر غیبت کے دعویٰ کی فکر نہ ہوتی تو پانچ کو جنت کی بشارت دے دیتا	323
	حصّہ دوم	
الف	مقدمۃ الکتاب	327
ب	عرض حال	337
۱	ضماد ازدی کا عجیب واقعہ اور قبول اسلام	341
۲	رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں خود اپنے کام آنا	347

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
349	حضرت انسؓ اپنی خدمت بیان کرتے ہیں	۳
351	ایک سوالی کو رسول اللہ ﷺ نے تمام بکریاں عنایت کر دیں	۴
355	حضرت انسؓ پر حضور ﷺ کی شفقت	۵
358	ایک یہودی بچے کی خدمت اور اس کا ایمان	۶
362	رسول اللہ ﷺ کا بچوں پر شفقت فرمانا	۷
365	رسول اللہ ﷺ کے پسینۂ اطہر کی خوشبو	۸
368	ایک وعظ میں رسول اللہ ﷺ نے ساری غیبی خبریں سُنا دیں	۹
371	جنت و دوزخ کا مناظرہ	۱۰
376	اللہ کی راہ میں چلنے والوں کا ذکر	۱۱
379	جنت ایک نعمت ہے جو ہمارے وہم سے وراء ہے	۱۲
381	نیک بندوں کی شفاعت کا ذکر	۱۳
383	جنت میں داخلہ کی تعداد	۱۴
387	ایک گنہگار کی صرف کلمہ شہادت پر بخشش ؟	۱۵
391	جنت میں بغیر حساب کے داخلہ ؟	۱۶
394	مومن کی بخشش اور کفار پر عتاب ؟	۱۷
397	دنیا کے زوال کی علامات ؟	۱۸
401	قیامت کیسے وقت میں آئے گی ؟	۱۹
402	بحیرہ راہب کا واقعہ حضور ﷺ کو حجر و شجر کا سلام	۲۰

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
406	ستونِ حنانہ کا ذکر اور اس کا رونا	۲۱
411	رسول اللہ ﷺ کی دُعا سے ایک ہفتہ تک بارش کا برسنا	۲۲
416	سخت قحط کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت	۲۳
419	صحابی اور تابعی کو آگ مَس نہیں کرسکتی	۲۴
421	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رفعتِ شان ملاحظہ ہو	۲۵
425	حضور ﷺ نے کوئی خلیفہ مقرر نہیں فرمایا کہ انکار پر عذاب آ جائے	۲۶
428	ایک شخص کا سوال کہ ایمان کیا ہے ؟	۲۷
429	وسوسہ کے متعلق عجیب وضاحت ؟	۲۸
431	نماز میں وہم آنا اور اس کا علاج ؟	۲۹
432	گناہِ کبیرہ چار ہیں	۳۰
434	جنت اور دوزخ والوں کا فیصلہ ہو چکا ہے	۳۱
439	مومن اور منافق سے منکر نکیر کے سوال و جواب	۳۲
447	دُعائے مغفرت دفن کے بعد	۳۳
449	جنتی کون ہوتا ہے ؟	۳۴
450	آخری زمانے والوں کو نجات کی خوش خبری	۳۵
452	ہدایت پر اجر اور ضلالت پر گناہ	۳۶
453	دو چیزوں پر حسد کرنا جائز ہے ؟	۳۷
455	موت کے بعد تین عمل باقی رہ جاتے ہیں ؟	۳۸
457	درس و تدریس کی فضیلت اور غم و مصیبت سے نجات ؟	۳۹
461	طلب علم اور عالم کی فضیلت ؟	۴۰

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
467	اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد مجدد بھیجتا ہے	۴۱
468	وہ صدقاتِ جاریہ جو موت کے بعد کام آتے ہیں ؟	۴۲
470	ایک ساعت کا درس تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے	۴۳
472	عالم کی عابد پر فضیلت حضور ﷺ کا فرمان	۴۴
474	چالیس احادیث یاد کرنے پر حضور ﷺ کی شفاعت	۴۵
476	وہ عالم جو اپنے علم سے نفع نہ اٹھائے	۴۶
477	علم دو ہیں-قلبی اور لسانی	۴۷
478	حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ سے علم کے دو برتن حاصل کئے	۴۸
481	جو علم کے لئے گھر سے نکلے وہ اللہ کی راہ میں ہے	۴۹
482	کونسی چیز گناہ مٹاتی ہے اور درجے بلند کرتی ہے ؟	۵۰
484	قیامت میں حضور ﷺ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے ؟	۵۱
490	قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا	۵۲
491	مبشرات کی تشریح	۵۳
493	حضور ﷺ کا کنیت سے منع فرمانا	۵۴
495	اذان کا جواب اور حضور ﷺ کے لئے وسیلے کی دُعا	۵۵
499	اذان کی اُجرت لینے سے منع فرمانا	۵۶
501	حضور ﷺ نے اپنے علم کلی کی تشریح فرمائی	۵۷
504	حضرت بلالؓ کا حضور ﷺ کے وضو کا پانی پینا اور جماعت سے آگے	۵۸

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	حدیث نمبر
	سے گزرنے کا حکم	
508	حضرت معاذؓ کو حضور ﷺ کا تنبیہ کرنا کہ نماز ہلکی پڑھائیں	۵۹
513	حضرت ربیعہؓ کو حضور ﷺ کا حکم کہ مانگ جو مانگنا ہے ؟	۶۰
518	اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ	۶۱
519	دو شخصیتوں کے لئے حضور ﷺ کی بددعا	۶۲
521	صبح کی نماز سفیدی میں پڑھنے کا اجرِ عظیم	۶۳
526	امام کو جماعت میں تخفیف کا حکم	۶۴
529	حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ کا حکم ذکرِ جہر و خفی کی تشریح	۶۵
533	رات کے آخری حصہ میں نماز اور ذکر کی فضیلت	۶۶
536	رسول اللہ ﷺ کا رات کی نماز کی ترغیب دینا	۶۷
539	صبح بیدار ہوتے ہی ذکر اور اس کی قبولیت	۶۸
542	حضرت ابوہریرہؓ کو تین باتوں کی وصیت	۶۹
544	جمعہ کی فضیلت اور انبیاء کے جسم سلامت رہنا	۷۰
549	بیناؤں کے لئے جنت کی بشارت	۷۱
551	اللہ تعالیٰ کا بندے سے قیامت کو تین سوال کرنا	۷۲
554	بیماری میں تندرستی والے اعمال لکھے جانا	۷۳
556	جسمانی بیماری میں مومن کا پورا عمل لکھے جانا	۷۴
557	بیماری سے مومن کے درجات بلند ہوتے ہیں	۷۵
559	حضور ﷺ کا آخری بیماری میں قلم دوات طلب کرنا اور اختلاف	۷۶
567	میت کے لئے مسلمانوں کی شفاعت قبول ہے	۷۷

Marfat.com

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۷۸	میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجنا ؟	563
۷۹	مسکین کی عجب تشریح ؟	565
۸۰	نیک کام پر معاوضہ لینا جائز ہے	567
۸۱	ماں کے مرنے پر سعد بن عبادہؓ کا حضور سے سوال کرنا کہ ان کے لئے کیا صدقہ کروں ؟	570
۸۲	ازواجِ مطہرات نے بکری کا گوشت خیرات کیا اور حضور ﷺ کا ارشاد	575
۸۳	اللہ تعالیٰ تین لوگوں سے محبت کرتا ہے اور تین سے سخت ناراض ہوتا ہے	576
۸۴	صومِ وصال سے صحابہؓ کو منع کرنا کہ تم میری مثل نہیں ہو	581
۸۵	روزہ کے متعلق حضور ﷺ کا وضاحتی حکم	585
۸۶	اللہ کی حمد اور پھر صلوٰۃ وسلام کے بعد دُعا قبول ہوجاتی ہے	588
۸۷	حضرت اُمّ ہانیؓ کا حضور ﷺ کا جوٹھا پینے کے لئے روزہ توڑ دینا	591
۸۸	سورۃ حشر کی آخری تین آیات کا درجہ اور ثواب	594
۸۹	کاتب لکھتے ہوئے قلم کہاں رکھے ؟	596
۹۰	حضرت عکرمہ بن ابوجہل کا ایمان لانا	599
۹۱	قیامِ تعظیمی کرانا منع ہے	601
۹۲	خوشامدی قصیدہ پڑھ کر انعام لینا	602
۹۳	کلام سے متعلقہ فرمان عالی	603
۹۴	قیامت میں لوگوں میں کون بُرا ہوگا ؟	605

Marfat.com

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۹۵	حضور ﷺ نے ایک شخص کے ساتھ وعدہ فرمایا ؟	606
۹۶	وعدہ کرنے کے احکام ؟	608
۹۷	پرندے رکھنے یا پالنے کا حکم ؟	610
۹۸	ایک بڑھیا سے حضور ﷺ کا مذاق کرنا کہ کوئی بوڑھا جنت میں نہ جائیگا	611
۹۹	مسلمان کی خیر خواہی کرنا	613
۱۰۰	غیبت کے متعلقہ ضروری احکام ؟	615
۱۰۱	اللہ کی راہ میں محبت کرنے والوں کا انجام ؟	616
۱۰۲	لوگوں میں صلح کرانے کا درجہ ثواب نماز روزہ سے بڑھ کر ہے	618
۱۰۳	قیامت کے دن عقل کے مطابق ہی بدلہ ملے گا	620
۱۰۴	عقل کی دو اقسام ہیں	622
۱۰۵	خوش حالی کا دارومدار دو چیزوں پر ہے ؟	624
۱۰۶	نرمی اور سختی کی عجیب شرح ؟	626
۱۰۷	یہود و نصاریٰ کی اتباع کی پیشینگوئی ؟	628
۱۰۸	مشورہ کی اہمیت اور سیاسی حالات کی پیشینگوئی ؟	630
۱۰۹	مسلمانوں کی بزدلی اور سیاسی حالات بدل جانے کی پیشینگوئی ؟	633
۱۱۰	نماز یا کسی نیکی کا ثواب بخشنا جائز ہے	636

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حرف آغاز

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

کوہستان نمک جہاں اس خطہ اراضی کے باسیوں کو بے پناہ معدنی دولت سے نواز رہا ہے اور پانی جیسی نعمت عظمیٰ کے بے شمار چشمے ان کی پیاس بجھا رہے ہیں ۔اس کے دامن میں دریائے جہلم کے شمالی کنارے پر واقع ضلع جہلم کا دور افتادہ قصبہ لِلّٰہ شریف (تحصیل پنڈ دادن خان) میں نسبت نقشبندی سے مشرف ایک علمی و روحانی خانوادہ جسے چشمۂ علم و تصوّف کہنا بے جانہ ہوگا۔ مدت سے تشنگانِ علم و تصوّف کی پیاس بجھا رہا ہے اور روحانیت کی ترویج اور مسلمانان خطہ کی فکری و علمی تربیت میں مصروف ہے۔ اپنی آبائی روایات کے تتبع میں تواضع و خودداری عزم و استقامت کے ساتھ خدمت دین متین اور خدمت خلق میں مشغول ہے ۔ اس معروف علمی خانوادے میں تحقیقی و فکری شخصیات کی موجودگی جنہوں نے ملی علوم میں فضیلت اور روحانی اعتبار سے جس رفعت کو چھوا وہ اس کے مقام کو ممیز و ممتاز کرتی ہے۔ اس خاندان سے تعلق رکھنے والے مردِ حق آگاہ اعلیٰ حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی قدس سرہ آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

Marfat.com

اس خاندان کے چشم و چراغ صاحب سجادہ شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب مدظلہ العالی۔ تحریر کے ذریعے بھی اسلام اور قرآنی تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ اور تصوّف وعلم کے انوار سے لوگوں کے قلوب منور کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کفر و الحاد نے ابتداء ہی سے اسلامی تعلیمات کا پوری قوت سے مقابلہ کیا' لیکن تمام تر کوشش کے باوجود وہ اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کا اندازِ فکر و عمل فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔ صوفیاء کی تعلیم اور انکی فکر عشقِ رسول ﷺ سے کس قدر لبریز ہے۔ کسی بھی اہل علم و تصوّف سے مخفی نہیں۔

۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء کو موضع کھوکھر زیریں میں زیارت و ملاقات شیخ المشائخ قبلہ حضرت حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ للہ شریف کے لئے گیا۔ دوران ملاقات حضرت قبلہ صاحب نے فرمایا کہ میں انتخاب احادیث ﷺ کی ایک کتاب مرتب کر رہا ہوں جس میں احادیث کی تشریح و تفسیر لکھ رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے زیارت بھی کرائی اور احادیث اور ان کی شرح دکھائیں۔ ساتھ ہی مجھ ناچیز کو حکم دیا کہ مذکور کتاب کی تقدیم و تعارف لکھوں۔ یہ محترم قبلہ حضرت صاحب کی نظر توجہ ہی ہو سکتی ہے ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ مقام اللہ اللہ

میری کیا بساط کہ ان کی فکری' تحقیقی' علمی اور فقہی نگارشات پر رائے زنی کروں۔ قبلہ حضور نے علم حدیث کے مختلف موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے تاکہ قارئین کو حدیث پاک کی علیٰ وجہ البصیرت معرفت حاصل ہو سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ احادیث کی جو شرح و تفسیر بیان کی گئی

Marfat.com

ہے وہ ایک عالم کی علمی کاوش نہیں بلکہ ایک عارف کی قلبی واردات کا تذکرہ ہے۔آپ کی تحریروں کے مطالعہ کے بعد اکثر اہل علم حضرات نے اعتدال پسندی' اثباتی اور مدلل اندازِ تحریر کو پسند کیا۔اور داددی۔میرے نزدیک یہ ایک انتہائی اہم کام ہے۔اس مبارک اور جلیل القدر کام کے لئے یقیناً قبلہ حضور جیسے عظیم المرتبت افراد ہی کام آسکتے ہیں۔جن کے ظاہر و باطن سے حضور انور ﷺ کی عقیدت و محبت کی معطر اور مطہر خوشبو آئے اور جن کی ہستی ایک عالم کے لئے مشعل راہ ہو اور زندگی کے ہر طبقۂ فکر میں جن کے عقیدت و ارادت منداپنے فکر و عمل کے ذریعے لوگوں کے قلوب و اذہان میں احادیث نبوی ﷺ کے فہم وادراک کی روشنی اتارنے کے لئے تیار ہوں۔آپ کے وسیع حلقۂ ارادت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی یہ بلند پایہ علمی و تحقیقی کاوش ایک روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

ربّ کائنات سے میری یہ دعا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے (آمین)

حافظ عبدالحلیم نقشبندی

خطیب جامع مسجد حیات النبیؐ

لائن پارک چکوال

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پرسوز و درد مند قلوب ذکر حبیب سے کم نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک شروع ہی سے قرآن پاک اور حدیث شریف مرغوب ترین موضوع سخن رہے ہیں۔ دراصل عشاق کے لئے اپنے محبوب کے ذکر سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز پسندیدہ ہو ہی نہیں سکتی۔ مولانا چراغ حسن حسرتؔ نے اسی لئے کہا تھا

آؤ حُسنِ یار کی باتیں کریں
زُلف کی رُخسار کی باتیں کریں

مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ نقشبندی قدس سرہ العزیز جن کو نبی کریم ﷺ کے عاشق صادق ہونے کی سند تاریخی لحاظ سے خود دربار رسالت ﷺ سے ملی تھی ایک ہدیۂ عقیدت میں کہتے ہیں کہ دراصل خوش قسمت مقامات تو وہ ہیں جہاں اس مقدس ترین ہستی ﷺ کے مبارک ذکر کی گونج برقرار رہے۔

خوشا مسجد و منبر و خانقاہ ہے
کہ در وَے بود قیل و قال محمدؐ

Marfat.com

برادرِ مکرم صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول صاحب نے برس ہا برس سے حدیث پاک کی تدریس خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور الحمد للہ کہ متعدد طلباء علم کے اس چشمہ سے سیراب و فیض یاب ہو چکے ہیں۔ لیکن نہایت خوش آئند اور لائق تحسین امر یہ ہے کہ انہوں نے اس چشمۂ فیض کو صرف درس و تدریس تک محدود رکھنے کا معمول ترک کر کے اس کا دائرہ وسیع تر کرنے کا پروگرام بنایا ہے چنانچہ انہوں نے عربی میں حدیث پاک کی ضخیم کتابوں سے براہ راست مستفیض ہونے کی سکت نہ رکھنے والے اصحاب کے لئے عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق کتب احادیث میں سے بعض احادیث کا انتخاب کیا اور زیرِ نظر تالیف میں متن کے ساتھ ان کا سلیس ترجمہ درج کرنے کے علاوہ وضاحت طلب مقامات کی تشریح و توضیح بھی کر دی۔

اس مستحسن کاوش سے اس طرح انہوں نے ایک فراموش شدہ مگر بنیادی ضرورت کی طرف متوجہ ہو کر عامۃ المسلمین کی بیش بہا خدمت سرانجام دی تو دوسری طرف ذکرِ حبیبِ پاک ﷺ سے طمانیتِ قلب کا سامان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مقام میں ارتقاع کی کامیاب سبیل بھی پیدا کی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مکتبِ عشق کا دستور عام و دساتیر سے ماوراء اپنی الگ روایات کا حامل ہے۔ اس میں سبق یاد کرنے والے کے نصیب میں چھٹی کہاں؟ نتیجتاً اس ذکر و افکار سے سوزِ عشق کا فزوں تر ہونا ایک فطری امر ہے اور پھر اس کی انتہا کسی کو بھی معلوم نہیں۔

''ارمغانِ حجاز'' میں حضرت علامہ نے اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اطہر میں پیش کیا اور نہایت درد آلودہ لہجہ میں عرض پرواز ہوئے کہ :-

'' یارسول اللہ ﷺ معلوم نہیں میرا دل کس کے رُخِ انور کی جلوہ افروزی کا قتیل ہے

Marfat.com

کہ اس کو کسی بھی پل چین نصیب نہیں۔ میں اس کو صحرا کی وسعتوں میں لے گیا تا کہ یہ تسکین پا سکے مگر وہاں اس کی افسردگی میں اضافہ ہو گیا اور جب میں نے آبِ جو کی روانی سے اسے بہلانا چاہا تو یہ زاروقطار رو پڑا۔"

ندانم دل شہید جلوۂ کیست
نصیب او قرارِ یک نفس نیست
بصحرا بُردم و افسردہ تر گشت
کنارِ آبِ جوئے زار بگریست

مقصود الرسول
للّٰہ شریف ضلع جہلم
(چکوال مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۹۷ء)

Marfat.com

گذارشِ احوال

اسلام کا تحریکی شعور برابر اس ضرورت کا احساس دلا رہا تھا کہ دنیا کے سب سے بڑے انسان اور انسانیت کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کے اقوال و ارشادات سے خوشہ چینی کر کے عہد حاضر کے عَامَۃُ الْمُسْلِمِیْن کو حضور ﷺ کی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔

احادیثِ مقدسہ کی ضخیم کتابوں کا مطالعہ اور ان سے استفادہ کرنا آج کے اس مصروف دور میں عام لوگوں کے بس کی بات نہ تھی کہ وہ اس سے اپنے قلوب کو روشنی اور اذہان کو جلا دے سکیں۔ آسانی کی خاطر نہایت ہی اختصار کے ساتھ میں نے بعض کتابوں سے خوشہ چینی کی اور چند فرمودات کو زیبِ قرطاس کیا۔

یہ ضرورت تو اپنے ہم مسلک بزرگوں اور رفیقوں کی طرح ہمیشہ میرے سامنے رہی لیکن اپنے متعلق یہ گمان بھی نہ گزرا تھا کہ اس میدان میں کوئی مفید خدمت سرانجام دے سکوں گا' یہ جو کچھ میں تیار کر کے پیش کر سکا ہوں یہ محض توفیقِ الٰہی کا ظہور ہے اور اس بے کس نواز کی نظرِ عنایت ہے۔

پاسبانِ من عنایاتِ وے است

Marfat.com

اور حقیقت یہ ہے کہ

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

اس کتاب کے مطالعہ سے حضور ﷺ کے اقوال زریں پر ایک اجمالی نظر ہو جاتی ہے اور مختلف شعبۂ زندگی کے حالات اس ترتیب سے سامنے آتے ہیں کہ دینی ذوق سے بہرہ ور حضرات یہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا یہی ہماری ضرورت تھی۔ انشاء اللہ جب کسی اپنے بندے کو اللہ تعالیٰ توفیق دے گا تو ایمان و کردار کی ایک روح اپنے اندر محسوس کرے گا۔

یہ حصہ اوّل ہے' اس میں احادیثِ مقدسہ کی مستند کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے جو کہ مسلمہ شارحین کی آراء سے مزین ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ذرہ ء بے مقدار کی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے اور ہمیں ہدایت سے نوازے اور یہ ہماری نجات اخروی کا سامان ہو۔ آمین

آخر میں حافظ گلزار حسین آف للہ شریف کی ہمت و سعی کا نہایت ممنون ہوں کہ انہوں نے ہر قسم کے قلمی اور ادبی تعاون سے میرے کام کو آسان کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

محمد مطلوب الرسول للّٰہی

للہ شریف

۲۵ ستمبر ۱۹۹۷ء

Marfat.com

حصہ اول

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث نمبر :- ۱

دنیا کی حقیقت

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ مَا الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّامِثْلَ مَا یَجْعَلُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَہٗ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ – (رواہ مسلم) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت مستورد ابن شداد سے فرماتے ہیں ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ کی قسم ، نہیں ہے دنیا ، آخرت کے مقابل مگر ایسی جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے ، پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے ؟

(مسلم)

Marfat.com

تشریح :-

آپ بہت کم سن صحابی ہیں ' حضور ﷺ کی وفات کے وقت بالکل نو عمر تھے مگر حضور ﷺ کا کلام یاد رکھا اور روایت کیا- مصر میں قیام رہا-

(اکمال ' اشعتہ)

یہ فقط سمجھانے کے لئے ہے ورنہ فانی اور متناہی کو باقی ' غیر فانی سے وجہ نسبت بھی نہیں جو بھیگی انگلی کی تری کو سمندر سے ہے- خیال رہے دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کر دے- عاقل ' عارف کی دنیا تو کھیتی ہے- اس کی دنیا بہت ہی عظیم ہے- غافل کی نماز بھی دنیا ہے جو وہ نام و نمود کے لئے کرتا ہے- عاقل کا کھانا ' پینا ' سونا ' جاگنا بلکہ جینا مرنا بھی دین ہے کہ حضور ﷺ کی سنت ہے- مسلمان اس لئے کھائے پیئے ' سوئے جاگے کہ یہ حضور ﷺ کی سنتیں ہیں-

حیاۃ الدُنیا اور چیز ہے -حیاۃ فی الدُنیا اور چیز ہے اور حیاۃ لِلدُنیا کچھ اور- یعنی دنیا کی زندگی ' دنیا میں زندگی ' دنیا کے لئے زندگی ' جو زندگی دنیا میں ہو مگر آخرت کے لئے ہو دنیا کے لئے نہ ہو وہ مبارک ہے-

مولانا رومؒ فرماتے ہیں-

آب در کِشتی ہلاکِ کِشتی است
آب اندر زیر کشتی کُشتی است

ترجمہ :- کشتی دریا میں رہے تو نجات ہے اور اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاکت ہے-

Marfat.com

مومن کا دل مال و اولاد میں رہنا چاہئے مگر دل میں اللہ و رسول ﷺ کے سوا کچھ نہ رہنا ضروری ہے۔ (مرات)

رابع حضرت للہیؒ جب کسی کو خلافت سے نوازتے تو چند نصائح کے ساتھ یہ شعر بھی لکھ دیتے۔

نمی گویم کہ از عالم جُدا باش
بہر جائے کہ باشی با خدا باش

ترجمہ :- میں نہیں کہتا کہ دنیا سے جدا رہو۔ تم جہاں بھی رہو خدا کے ساتھ رہو

ع تو دل لگا کر خدا خدا کر جو ہو رہا ہے وہ ہو کر رہیگا ۔

حدیث نمبر :- ۲

دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنّت ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃُ الْکَافِرِ ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' فرماتے ہیں ' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ (مشکوۃ کتاب الرقاق)

Marfat.com

تشریح :-

دنیا کے معنی ابھی عرض کردیے گئے ہیں -صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا دار کو تمام جہاں کے مرشد ہدایت نہیں دے سکتے -تارک الدُنیا دین دار کو سارے شیاطین مل کر گمراہ نہیں کر سکتے -دنیا دار دینی کام بھی کرتا ہے تو دنیا کے لئے اور دین دار دنیاوی کام بھی کرتا ہے تو دین کے لئے-

مومن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو مگر اُس کے لئے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے جس میں وہ دل نہیں لگاتا -جیل اگرچہ اے کلاس ہو پھر بھی جیل ہے-اور کافر خواہ کتنی ہی تکلیف میں ہو مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اس کے لئے دنیا باغ اور جنّت ہے 'یہاں دل لگا کر رہتا ہے-

لٰہذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور بعض کافر تکلیف میں- (مرات)

ایک روایت میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا 'اے ابوذر" دنیا مومن کی جیل ہے اور قبر اُس کے چھٹکارے کی جگہ -جنّت اس کے رہنے کا مقام ہے- اور دنیا کافر کے لئے جنّت ہے ' موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانہ- (مرقات)

دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنّت ہے-

علامہ وشتانی ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مومن کو دنیا میں حرام شہوات کو پورا کرنے سے منع کیا جاتا ہے اور اسے سخت ومشکل عبادات کا مکلف کیا جاتا ہے- جب وہ مر جاتا ہے تو وہ اس مشقت سے آزاد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالی

Marfat.com

انے جو اس کے لئے دائمی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں انکی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور کافر کے لئے جو بھی عیش و آرام ہے وہ دنیا میں ہے ' آخرت میں اس کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔

سراج الملوک میں مذکور ہے کہ ایک پریشان حال بدوضع یہودی نے لباس فاخرہ میں ملبوس ایک عالم کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کیا تم اپنے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت نہیں کرتے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ تو اب ذرا اپنا حال اور میرا حال دیکھو ۔ اس عالم نے جواب دیا کہ جب میں مر جاؤنگا اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجھ کو آخرت میں ثواب عطا فرمائے گا جو اس نے میرے لئے تیار کر رکھا ہے تو مجھے محسوس ہوگا کہ یہ دنیا میرے لئے قید خانہ تھی اور جب تم کو موت کے بعد دائمی عذاب ملے گا تو تم کو معلوم ہوگا کہ اس عذاب کے مقابلہ میں دنیا جنت تھی۔

(شرح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

حدیث نمبر :- ۲

دنیا سے رغبت کرنا ہلاکت ہے

عَنْ عُمَرِ وْبِنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَا فَسُوْهَا كَمَا تَنَا فَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا

Marfat.com

اَھْلَکَتْھُمْ - (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) مشکوٰۃ باب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عمرو ابن عوف سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خدا کی قسم! میں تم پر فقیری سے خوف نہیں کرتا ہوں لیکن میں تم پر اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے، جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی تو تم اس میں رغبت کر جاؤ جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے، اور تمہیں ویسے ہی ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کر دیا- (بخاری و مسلم)

تشریح :-

عمرو بن عوف انصاری صحابی ہیں- بدر میں شریک ہوئے- مدینہ منورہ میں قیام رہا یہ فرمان ایک بڑی حدیث مبارکہ کا ٹکڑا ہے، جو حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی مسکینیت دیکھ کر ارشاد فرمائی، تمہاری یہ فقیری عارضی ہے، عنقریب تم غنی ہو جاؤ گے مگر فقیری خطرناک نہیں البتہ امیری میں خطرہ کہ اس میں فتنے بہت ہیں-

حضور انور ﷺ کا یہ فرمان صحابہ کو ڈرانے اور احتیاط برتنے کے لئے ہے- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے صحابہ کو دنیاوی ناجائز رغبت اور ہلاکت یعنی کفر و طغیان سے محفوظ رکھا- وہ حضرات بادشاہ اور امیر ہو کر بھی دنیا میں پھنسے نہیں، حضرت عمرؓ کے پاس اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک ہی کرتہ تھا جسے آپؓ دھو دھو کر پہنتے تھے-

حضرت ابو بکرؓ کے کفن کے لئے گھر میں کپڑا نہ تھا- پہنے ہوئے کپڑے دھو کر

انہیں میں آپؓ کو کفن دیا گیا-

حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا کہ میں اپنی تلوار فروخت کرنا چاہتا ہوں تا کہ آج گھر کا خرچ چلا سکوں-

وہ حضرات امیری میں فقیری کر گئے ' رہیں ان کی آپس کی جنگیں- وہ دنیا کے لئے نہ تھیں -دیکھو کتاب'' امیر معاویہ'' مصنف مفتی احمد یار نعیمی گجراتی -لہٰذا اس حدیث مبارکہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضرات بہک گئے ہوں- (مراءت)

حدیث نمبر :- ۴

میّت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَہٗ وَاحِدٌ یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ -

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں 'فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں -دو تو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے-اس کے ساتھ اس کے گھر والے ' اس کا مال اور اس کے اعمال جاتے ہیں مگر اس

کے گھر والے اور مال واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کے اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں۔

(بخاری و مسلم)

تشریح :-

یعنی بعد مرنے قبر تک تین چیزیں انسان کے ساتھ جاتی ہیں۔دو بے وفا جو مردے کو چھوڑ کر واپس آ جاتی ہیں۔ایک وفادار ساتھ رہتی ہے۔

گھر والوں سے مراد بال بچے 'عزیز و اقارب' دوست آشنا' جو دفن اور نماز جنازہ میں شرکت کرنے جاتے ہیں۔ مال سے مراد اس کے غلام اور لونڈیاں ہیں -اعمال سے مراد سارے اچھے بُرے عمل ہیں جو میّت نے اپنی زندگی میں کیے۔ اعمال کے ساتھ جانے سے مراد ان کا میّت کے ساتھ تعلق ہے جو مرنے کے بعد قائم رہتا ہے۔ لہٰذا حدیث واضح ہے۔

نیک اعمال جو قبول ہو گئے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں۔بُرے اعمال شفاعت ' بخشش یا سزا بھگتنے تک چمٹے رہتے ہیں۔وہ ان چیزوں کے بعد پیچھا چھوڑتے ہیں۔جس پر مولیٰ رحم کرے۔حضور انور ﷺ جسے سنبھال لیں اس کا بیڑا پار ہے۔ " قبر 'اعمال کا صندوق ہے یا دوزخ کی بھٹی ہے یا جنت کی کیاری -اسی لئے بزرگوں کی قبر کو روضہ کہتے ہیں - یعنی جنت کا باغ "۔ (مرأت)

یہاں شارع بخاری فرماتے ہیں کہ ہر میّت موت کی تکلیف برداشت کرتی ہے۔ اس کے عمل اس پر پیش ہوتے ہیں 'اس کے ساتھ باقی رہنا کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ نیک و صالح ہے تو اس کا عمل خوبصورت چہرہ اور اچھے لباس اور بہترین خوشبو کے ساتھ قبر میں اس کے پاس آتا ہے اور اسے کہتا ہے تجھے اس بات کی خوشخبری ہو کہ تیرا معاملہ اللہ نے آسان کر دیا۔وہ کہتا ہے تو کون ہے ' کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں -حدیث میں کافر کے متعلق آتا ہے کہ

Marfat.com

اس کے پاس بدصورت آدمی آتا ہے اور کہتا ہیں میں تیرا عمل ہوں۔

(تفہیم البخاری)

حدیث نمبر :- ۵

اپنے اور وارثوں کے مال کی وضاحت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِی)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے فرماتے ہیں ' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں کون ہے ' جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی نہیں مگر اسے اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے ' اپنے وارث کے مال سے ' فرمایا تو اس کا مال وہ ہے جو آگے بھیج دے ' اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ جاوے۔

(بخاری ' مشکوۃ کتاب الرقاق)

تشریح :-

یعنی کون چاہتا ہے کہ میرے پاس مال نہ ہو اور میرے عزیزوں کے پاس مال ہو ' وہ

سب امیر ہوں- میں فقیر کنگال اس فرمان کا یہ مقصد ہے -

(اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض لوگوں کو دوسروں کا مال بڑا پسند ہوتا ہے یا یہ مقصد ہے کہ ایسا کون ہے جو دوسروں کا مال ان کے لئے سنبھال کر رکھے- اپنا مال برباد کر دے یا برباد ہونے دے-

خلاصہ یہ ہے کہ مال دوسروں کا ہے اعمال اپنے ہیں جو مال خیرات کر دیا جائے وہ اعمال بن گیا- اور جو جمع کر کے چھوڑ گیا وہ نرا مال رہا- اور جس مال کی زکوٰۃ نہ دی وہ اپنے لئے وبال 'وارثوں کے لئے مال ہوا-

خیال رہے کہ مال سے صدقات وخیرات کرتے رہنا - پھر اللہ اور رسول ﷺ کی رضا کے لئے وارثوں کو غنی کرنے کے لئے مال چھوڑنا یہ بھی عبادت ہے-

(مراءت)

قَدَّم فرما کر اشارتاً ارشاد ہوا کہ اپنی زندگی وتندرستی میں اپنے ہاتھ سے خیرات کر جائے - یہ بُرا ہے کہ زندگی میں کنجوس رہے مرتے وقت وصیت کرے یا امید کرے کہ میرے وارث میری طرف سے صدقہ وخیرات کیا کریں گے ' یہ شیطانی دھوکہ ہے-

حدیث نمبر :- ٦

انسان کا اصل مال وہ ہے جو کھا لے یا صدقہ کرے

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

سَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِيْ
مَالِيْ قَالَ وَهَلْ لَّكَ يَا بْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ
لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ ☆

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت مطرف سے' وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا' حضور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ تلاوت فرمارہے تھے- فرمایا کہ انسان کہتا ہے "میرا مال میرا مال"- فرمایا اے انسان تیرا مال نہیں ہے ' مگر جو کھا کر ختم کر دے ' یا پہن کر گلا دے یا خیرات کر کے آگے بڑھا دے- (مسلم)

شرح :-

آپ کا نام مطرف ابن عبداللہ ابن شخیر ہے- آپ تابعی ہیں ' آپؓ کے والد اہل بصرہ سے ہیں- بڑے عالم فقیہ اور متقی تھے-

یہ نماز کے علاوہ تلاوت تھی آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ تم لوگوں کو مال بڑھانے کی ہوس نے غافل کر دیا- اسی فکر میں زندگی گزاری کہ ایک کے دو ہوں اور دو کے چار -

اِلَّا مَا اَكَلْتَ اس طرح کہ کھانا کھا کر ہضم کرے ' کپڑا پہن کر اسے گلا دے '

Marfat.com

اگر بہت سے جوڑے بنا کر رکھے اور مرنے کے بعد چھوڑ گیا تو کپڑے بھی تیرے نہیں دوسروں کے ہیں-اس لئے جب اللہ نیا کپڑا یا نیا جوتا دے تو فوراً استعمال شروع کر دے-ختم ہو جانے پر اللہ اور دے گا-

حدیث نمبر :-۷

غنی کا تعلق مال سے نہیں دل سے ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' فرماتے ہیں ' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ امیری زیادہ مال واسباب سے نہیں بلکہ امیری دل کی غنا سے ہے-

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

تشریح :-

دل کی غنا سے مراد قناعت وصبر ' رضا بر قضا ہے -حریص مال دار فقیر ہے قناعت والا غریب ' امیر ہے-

Marfat.com

توںگری نہ بہ مال است نزدِ اہلِ کمال

کہ مالِ تالبِ گور است بعد ازاں اعمال

ترجمہ :- دولت مندی اہلِ کمال کے نزدیک مال سے نہیں ہے کیونکہ مال تو صرف مرنے تک ہے اس کے بعد اعمال ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ غنی النفس سے مراد کمالاتِ روحانیہ ہوں کہ اس کی برکت سے دولت مند اس کے دروازے کی خاک چاٹتے ہیں۔ دیکھ لو داتا گنج بخش اور خواجہ اجمیری کے آستانے (رضی اللہ عنہما) مطلب یہ ہے کہ غنی وہ ہے جس کو فناء نفس کا کمال حاصل ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں :-

رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا   لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْجُهَّالِ مَالٌ

فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْقَرِیْبٍ   وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ

(مرات)

ترجمہ :- اللہ کی تقسیم پر ہم راضی ہیں ہمیں علم دیا ہے اور جاہلوں کو مال' کیونکہ مال تو عنقریب ختم ہو جائے گا - علم باقی ہے اس کے لئے زوال نہیں ہے۔

قناعت کی وضاحت :- جو شخص مال رکھنے کے باوجود مال و دولت پر حریص ہو اور مال میں زیادتی کا طالب ہو تو وہ اپنے مال کی وجہ سے مستغنی نہیں ہے بلکہ وہ زیادہ مال کا محتاج ہے لہٰذا وہ غنی نہیں ہے۔ غنی تب ہوگا جب وہ مال و دولت سے مستغنی ہو جائے گا۔مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج رہے ' دنیا اور دنیا داروں کی چیزوں سے بے نیاز رہے۔مگر آج حال یہ ہے کہ لوگ بظاہر احکامِ خداوندی سے بے نیاز معلوم ہوتے ہیں۔اور دنیا

کی طرف ہر درجہ کے محتاج ہیں - خیال رہے کہ قناعت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسابقت اور جدوجہد کو ترک کر دیا جائے اور آگے بڑھنے کی لگن کو ختم کر دیا جائے - اسلام اور اسلام کے احکامات کی اشاعت 'تبلیغ' مسلمانوں کی اجتماعی فلاح اور ملک وقوم کی تعمیر وترقی ' وطن کی آزادی اور بقاء واستحکام ' زراعت ' صنعت ' سائنس ' ٹیکنالوجی اور دفاع کی ترقی میں تیز سے تیز تر گامزن رہنے اور اقوامِ عالم میں سب سے آگے بڑھنے کی دُھن عین اسلامی تقاضہ ہے- اللہ فرماتا ہے-

وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ - (آلِ عمران) اگر تم کامل مومن رہے تو تم ہی سب پر فائق رہو گے- نیز فرمایا - " وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ " (الانفال) کفار سے مقابلہ کے لئے جس قدر بن پڑے قوت حاصل کرو اور جتنے گھوڑے باندھ سکو (باندھو) اور ان (ہتھیاروں) سے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو ڈراؤ-

خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ذاتی عیش وعشرت کی دوڑ دھوپ میں لگے رہنا غیر مستحسن ہے اور مزاج اسلام کے خلاف ہے اور مسلمانوں کی اجتماعی تعمیر وترقی دینِ اسلام کے غلبہ کے لئے مصروفِ عمل رہنا ' عین منشاء اسلام ہے- رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے جس طرح زندگیاں گزاری ہیں ان سے ہمیں یہی فکر ملتی ہے کہ ان کے شب وروز سادگی اور فقر وفاقہ میں بسر ہوتے اور ان کا لشکر ہمیشہ کفار کی سرحدوں کے تعاقب میں رہتا تھا-

(شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

Marfat.com

حدیث بالا کی شرح میں صاحبِ تفہیم البخاری علامہ غلام رسول رضوی لکھتے ہیں کہ مال میں خیریت لذاتہٖ نہیں بلکہ اس کے متعلق اعتبار سے ہے اگرچہ اس کو خیر کہا جاتا ہے 'اسی طرح زیادہ مالدار آدمی لذاتہٖ غنی ہو تو اس کی غناء مال کو واجبات مستحبات اور دیگر نیک امور میں صرف کرنے پر موقوف نہ ہوتی اور اگر وہ لذاتہٖ فقیر ہوتا تو مال کے ختم ہونے کے خطرہ کے پیش نظر وہ خرچ کرنے سے رُک جاتا- وہ درحقیقت صورت اور معنی کے اعتبار سے فقیر ہے اگرچہ مال اس کے ہاتھ میں ہو کیونکہ وہ اس مال سے دنیا و آخرت میں نفع حاصل نہیں کرتا بلکہ بسا اوقات یہ مال اس کے لئے وبال ہوتا ہے-

(تفہیم البخاری از علامہ غلام رسول رضوی)

حدیث نمبر :- ۸

اللہ تعالیٰ کا ابنِ آدم سے خطاب کہ میری عبادت کر میں تجھے غنی کر دونگا

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَا بْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِی اَمْلَاءُ صَدْرَكَ غِنًی وَ اَسُدُّ فَقْرَكَ وَ اِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ یَدَكَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدُّ فَقْرَكَ -

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ ابْنِ مَاجَةَ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے ' فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا- میں تیرا سینہ غناء سے بھر دونگا اور غریبی دور کر دونگا - اگر تو یہ نہ کرے گا تو تیرا ہاتھ کام کاج سے بھر دونگا اور تیری فقیری بند نہ کرونگا- (احمد ' ابن ماجہ)

تشریح :-

یعنی تو اپنا دل میری عبادت واطاعت کے لئے خالی رکھ '' دست بہ کار دل بہ یار'' پر عمل کر فراغتِ دل کے یہی معنی ہیں - یہ مطلب نہیں کہ دنیا کے کاروبار نہ کر خود بھی بھوکے مرو اور بچوں کو بھی بھوکا مارو- دل کی دنیا دوسری ہے اگر اس پر عمل نصیب ہوگا تو انشاء اللہ کمائی میں برکت ' دل میں فراغت نصیب ہوگی - اگر اس طرح نہ کر سکے وہ اس طرح کہ اپنا دل دنیا میں لگا دے -کبھی آخرت کی طرف مائل نہ ہوگا - اس کا انجام وہ ہے جو حضور ﷺ فرما رہے ہیں-

اگر تو نے اپنے دل کو دنیا کی فکروں ہی میں لگا دیا ' تیرے دل میں دنیا اتر گئی تو تُو کام کرے گا زیادہ ' فکر کرے گا زیادہ ' ملے گا وہی جو تیرے مقدر میں ہے- تو مالدار ہو کر بھی فقیر ہی رہے گا - دل کا چین اللہ کی بڑی نعمت ہے - یہ اس کے ذکر سے نصیب ہوتا ہے- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملک ' مال ' علم پیش فرمائے گئے تو آپ نے علم اختیار فرمایا - رب نے علم کی برکت سے انہیں ملک و دولت بھی عطا فرمائے- (مرقات)

Marfat.com

اللہ سے آخرت مانگو دنیا خود بخود مل جائے گی- کسان دانہ کے لئے کاشت کرتا ہے تو بھوسہ خود ہی مل جاتا ہے- بندہ مومن کو روزی بے گمان ملتی ہے- " وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ " ترجمہ :- اس کو رزق وہاں سے ملے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو- (مرات)

کارسازِ ما بفکر کارِ ما — فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

ترجمہ :- ہمارا کارساز ہماری فکر میں ہے ' اپنے متعلق اپنی فکر بڑا دکھ ہے-

حدیث نمبر :- ۹

پانچ چیزیں غنیمت ہیں ' پانچ چیزوں سے

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُهٗ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عمرو بن میمون اودی سے ' فرماتے ہیں ' رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو ' بیماری سے پہلے تندرستی کو ' فقیری سے پہلے غناء کو ' مشغولیت سے پہلے فرصت کو اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔

(ترمذی) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

تشریح :-

اود ایک قبیلہ ہے جواود ابن صعب کی طرف منسوب ہے عمرو بن میمون کو بعض نے صحابی کہا ہے ' مگر قوی امکان یہ ہے کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں اسلام لائے مگر زیارت نہ کرسکے۔جلیل القدر تابعی ہیں -لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔

(اشعۃ)

اِغْتَنَام کے معنی ہیں غنیمت حاصل کرلینا۔یعنی ان چیزوں سے کچھ کمائی کرلو۔بار بار یہ مواقع نہیں ملتے۔لہٰذا صحت ' جوانی ' مالداری ' فراغت اور زندگی کو رایگاں نہ جانے دو۔اس میں نیک اعمال کرلو کیونکہ یہ نعمتیں بار بار نہیں ملتیں۔ باغ میں بہار اور بہار میں بُلبل کی شور و پکار ہمیشہ نہیں رہتی۔ کبھی کبھی ہوتی ہے -لہٰذا اسے غنیمت جانو۔(مرأت)

ارے بُلبُل نہ کر غُلغُل نہ ایہہ گل گل سدا ہوگا
سدا نہ باغ گلزاراں سدا نہ گُل کھلا ہو گا

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :-۱۰

یہ دنیا و مافیہا ملعون ہے سوائے عالم اور ذاکر کے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَ مَا وَالَاہُ وَ عَالِمٌ وَ مُتَعَلِّمٌ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیْ وَ اِبْنَ مَاجَةَ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ' فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ' خبردار (ہوشیار) رہو' دنیا لعنتی چیز ہے اور جو دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کے جو رب کے قریب کر دے اور عالم کے اور طالب علم کے۔

تشریح :-

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ جو چیز اللہ اور رسول ﷺ سے غافل کر دے وہ دنیا ہے یا جو اللہ و رسول ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہو وہ دنیا ہے۔ بال بچوں کی پرورش ' غذا ' لباس ' گھر وغیرہ حاصل کرنا سنت انبیاء کرام ہے۔ دنیا نہیں ہے۔ (مراءت)

یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ یہ چیزیں دنیا نہیں ہیں۔ اللہ کے ذکر سے مراد ساری عبادات ہیں وَالَا بنا ہے ولی سے بمعنی قرب یا محبت یا تابع ہونا یا سبب - لہٰذا جملہ کے چار معنی ہیں - وہ حضرات ' انبیاء و اولیاء جو اللہ سے قریب کر دیں۔

Marfat.com

یا اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے -یا جوذکر الٰہی سے قریب کردے یا جوذکر اللہ کے تابع ہے یا جوذکر اللہ تعالیٰ کا سبب ہے- (اشعۃ اللمعات)

یعنی اللہ کا ذکر اللہ کے محبوب بندے علماء وطلباء اگر چہ دنیا میں ہیں مگر دنیا نہیں ہیں- یہ تو اللہ کے محبوب ہیں-

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کا ذکر ہر عبادت ' ہر سعادت کا سر ہے - جیسے بدن کے لئے جان ضروری ہے ایسے ہی مومن کے لئے ذکرُ اللہ لازمی ہے- ذکرِ اللہ سے دنیا کی بقاء زمین وآسمان کا قیام ہے- (مرقات)

جب ذاکرین فنا ہو جائیں گے تو قیامت آجائے گی- (مراءت)

ذکر او سرمایہء ایمان بود

ہر گدا از ذکرِ او سلطان شود

ترجمہ :- اس کا ذکر ایمان کا سرمایہ ہے-اللہ کا ذکر کرنے سے گدا بادشاہ ہو جاتا ہے-

حدیث نمبر :- ۱۱

اللہ کے نزدیک دنیا مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے

عَنْ سَهْلِ بِنْ سَعْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيّ وَابْنُ مَاجَةَ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت سہل بن سعد سے ' فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ' اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ پلاتا- (احمد ' ترمذی ' ابن ماجہ)

تشریح :-

یعنی اگر دنیا کی قدر و منزلت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو نہ دی جاتی - کیونکہ کفار اللہ کے دشمن ہیں اور دشمن کو پیاری چیز نہیں دی جاتی - دنیا کے معنی ابھی گزشتہ حدیث شریف کی شرح میں گزر چکے ہیں- (مراۃ)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں-

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے معاش و نقرہ و فرزند و زن

ترجمہ :- دنیا خدا سے غافل ہونے کا نام ہے- مال و دولت کاروبار اور فرزند و زن کا نام نہیں-

حدیث نمبر :- ۱۲

بھوکے بھیڑیئے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے ہیں جتنا مال کا حریص انسان پہنچاتا ہے

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت کعب بن مالک سے ' فرماتے ہیں ' وہ اپنے والد سے راوی ہیں -فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں وہ ان بکریوں کو زیادہ خراب نہیں کرتے جتنا کہ انسان کا مال و عزت پر حرص کرنا اس کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے-

(ترمذی ' داری)

تشریح :-

نہایت نفیس تشبیہ ہے مقصد یہ ہے کہ مومن کا دین گویا بکری ہے اور اس کی حرص مال ' حرصِ عزت گویا دو بھوکے بھیڑیئے ہیں-مگر یہ دونوں بھیڑیئے مومن کے دین کو اس سے

Marfat.com

زیادہ برباد کرتے ہیں- انسان مال کی حرص میں حرام وحلال کی تمیز نہیں کرتا- اپنے عزیز و اقارب کو مال حاصل کرنے میں ہی خرچ کرتا ہے- پھر عزت حاصل کرنے کے لئے ایسے جتن کرتا ہے جو بالکل خلافِ اسلام ہیں- جیسا کہ آج ممبری ' وزارت چاہنے والوں کو دیکھا جا رہا ہے- (مرأت)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ریاکار مرنے کے بعد بھی ریا نہیں چھوڑتا -کسی نے پوچھا وہ کیسے ؟ فرمایا وہ چاہتا ہے کہ میرے جنازے میں بہت لوگ ہوں تاکہ میری عزت ہو -ریا مرنے کے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑتی- (مرقات)

حدیث نمبر :- ۱۳

مال جمع کرنے کے صرف دو مقصد ہیں

عَنْ اَبِی هَاشِمِ بِنْ عُتْبَةَ قَالَ عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا یَکْفِیْکَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْکَبٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنِّسَائِیُ وَ اِبْنَ مَاجَةَ)

وَفِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ اَبِیْ هَاشِمِ بِنْ عُتْبَد بِالدَّالِ بَدْلَ التَّاءِ وَهُوَ تَصْحِیْفٌ - مشکوٰۃ کتاب الرقاق

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہاشم بن عتبہ سے ' فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا- فرمایا کہ تمہیں مال جمع کرنے کے لئے ایک خادم اور اللہ کی راہ میں ایک سواری کافی ہے- (احمد ' ترمذی ' نسائی ' ابن ماجہ)

مصابیح کے بعض نسخوں میں بجائے ''ت'' کے ہاشم بن عتبد دال (د) سے ہے اور یہ غلط ہے-

تشریح :-

آپ کا نام شیبہ ابن عتبہ ہے کنیت ابو ہاشم ہندہ بن عتبہ کے بھائی اور حضرت امیر معاویہؓ کے ماموں ہیں- کیونکہ ہندہ امیر معاویہؓ کی والدہ ہیں-

آپ فتح مکہ کے دن ایمان لائے - آپ نے شام میں قیام رکھا - آپ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہوئی - آپ بڑے عالم فقیہہ و صالح تھے- آپ سے حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ صحابہ کرام نے روایات لیں- (مراءت ومرقات وغیرہ)

فرمایا کہ یہ غلام اور گھوڑے بھی اللہ ہی کے لئے ہوں- محض خواہش نفسانی کے لئے نہ ہوں- ان سے دینی کام جہاد یا تبلیغ حج یا طلبِ علم مقصود بالذات ہوں- دنیاوی کام مقصود بالتبع ہوں- لہٰذا اگر بادشاہ و امراء ' غلام یا گھوڑے اس نیت سے رکھیں کہ ضرورت پڑنے پر یہ مجاہدین ' غازیوں میں تقسیم کر کے ان سے جہاد کرایا جائے گا تو بالکل درست ہے کیونکہ نیت اچھی ہے - اس فرمانِ عالی کا مقصد یہ نہیں کہ ان دو چیزوں کے سواء اور کچھ پاس رکھو ہی نہیں- مقصد یہ ہے کہ بلا ضرورت چیزیں نہ رکھو- گویا مومن اس شعر کی تفسیر ہو-

Marfat.com

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی

میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی

نوٹ :- یہ غلطی مشکوٰۃ شریف کے نسخوں میں بھی ہے اور بعض حواشی میں بھی کہ عتبہ کو عتبد لکھا ہے- بجائے "ت" کے "د" ہے- (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۴

دنیا میں ابن آدم کا حق کیا ہے ؟

عَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی هٰذِهِ الْخِصَالِ بَیْتٌ یَسْکُنُهٗ وَثَوْبٌ یُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا سوائے ان اشیاء کے اور چیز میں حق نہیں ہے - وہ گھر جس میں رہتا ہو اور وہ کپڑا جو اس کا ستر چھپائے اور روٹی کا ٹکڑا اور پانی- (ترمذی)

تشریح :-

یعنی ان تین چیزوں کے سواء کسی چیز کی ضرورت نہیں - قیامت میں ان تینوں کا حساب نہ ہوگا- ان کے سواء اور چیزوں کا حساب ہوگا- رب تعالیٰ فرماتا ہے-

Marfat.com

"ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ"

ترجمہ :- پھر اُس دن تم سے ہر نعمت کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی- یہاں نعیم سے مراد عیش وعشرت کی چیزیں ہیں-

خیال رہے شخصی زندگی فانی ہے قومی زندگی باقی ہے-لہٰذا مسلمان اپنی شخصی زندگی کے لئے معمولی سامان اختیار کریں-قومی اور دینی زندگی کے لئے قیامت تک کا انتظام کرے- حضور ﷺ نے قومی و دینی زندگی کے لئے ممالک فتح فرمائے مگر اپنی ذات کے لئے آرام دہ مکان بھی نہ بنایا- یہاں شخصی زندگی اور شخصی حاجتوں کا ذکر ہے-

بوریا ممنوں خوابِ راحتش

تاجِ کسریٰ زیرِ پائے امتش

ترجمہ :- ان کی خوابِ راحت کی ممنوں چٹائی ہے -حالانکہ تاجِ کسریٰ ان کی امت کے زیرِ پاؤں ہے

گھر میں بقدرِ ضرورت گھر کا سامان داخل ہے ، روٹی میں سالن شامل ہے ، پانی میں دودھ لسّی وغیرہ داخل ہے کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے-حضور ﷺ نے دودھ ، لسی وغیرہ نوش فرمائی ہیں- حضرت ابراہیم ابن اودھمؒ فرماتے ہیں -

وَمَا هِيَ اِلَّا جُوْعَةٌ قَدْ سَدَدْتُّهَا

وَكُلُّ طَعَامٍ بَيْنَ جَنْبِيْ وَاحِدٌ

ترجمہ :- یہ تو صرف بھوک ہی ہے جسے میں نے روکا ہوا ہے ورنہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہر کھانا ایک ہی ہے-

Marfat.com

آج کل بھی بعض سیاسی پارٹیاں روٹی ، کپڑا اور مکان کا نعرہ تو لگاتی ہیں مگر غریب پاکستانیوں کو یہی تین چیزیں مہنگی ملتی ہیں۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۵

سرورِ کائنات ﷺ کا چٹائی پر سونا اور جسم پر نشان لگ جانا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَّبْسُطَ لَكَ وَ نَعْمَلَ فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے ، پھر اٹھے اس حالت میں کہ چٹائی نے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر اثر کیا ہوا تھا - تب ابن مسعودؓ نے عرض کیا ! یارسول اللہ ﷺ ہم کو آپ اجازت دے دیتے کہ ہم حضور ﷺ کے لئے بستر بچھا دیا کرتے اور سب انتظامات کر دیتے -تو فرمایا ! مجھے دنیا سے کیا تعلق ، میں اور دنیا نہیں ، مگر اس سوار کی طرح جو ایک درخت کے نیچے سایہ لے ، پھر چلا جائے اور

درخت کو چھوڑ جائے۔

(ترمذی ' ابن ماجہ) مشکوۃ کتاب الرقاق

تشریح :-

اس وقت جسم اطہر پر قمیص نہ تھی۔ صرف تہبند مبارک زیب تن فرمائے ننگی چٹائی پر آرام فرماتے غالباً کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی۔

بوریا ممنوں خوابِ راحتش

تاجِ کسریٰ زیرِ پائے امتش

ترجمہ :- ان کے آرام کی جگہ چٹائی ہے - حالانکہ کسریٰ کا تاج ان کے غلاموں کے قدموں میں ہے۔

یہاں 'لَوْ' شرط کے لئے نہیں بلکہ تمنا اور آرزو کے لئے ہے۔ یعنی کاش کہ حضور ﷺ ہم غلاموں کو اجازت دے دیتے تو ہم ہر قسم کے آرام کا انتظام کر دیتے ' یعنی اعلیٰ لباس بہترین نرم بستر۔ حضور ﷺ کی یہ سادگی ہم غلاموں سے دیکھی نہیں جاتی۔

وَ تَـرَكَهَـا یعنی سوار جتنی دیر آرام کے لئے اپنا بستر وغیرہ نہیں کھولتا بلکہ زمین پر لیٹ' دھوپ ڈھل جانے پر چل دیتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا حال ہے کہ ہم کونین کے مالک ہیں مگر اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے۔ لہٰذا حدیث مبارکہ کا یہ مطلب نہیں کہ حضور ﷺ نے پردہ فرمانے کے بعد دنیا کو اور اپنی امت کو چھوڑ دیا۔ ان سب سے لاتعلق ہو گئے۔

اگر ہم کو حضور ﷺ چھوڑ دیں تو ہم ہلاک ہو جائیں۔ دنیا میں اگر سورج نہ ہو تو دنیا اندھیری ہو جائے۔ اگر روح بدن میں نہ رہے تو بدن محض ایک گوشت کا لوتھڑا رہ جائے۔ اگر جڑ درخت کو چھوڑ دے تو درخت سوکھ جائے۔ اگر حضور ﷺ دنیا کو چھوڑ دیں تو

Marfat.com

کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ١٦

سرورِ کائنات ﷺ کو وادی بطحا سونے کی بنا دینے کی پیشکش

عَنْ اَبِیْ اَمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِیَجْعَلَ لِیْ بَطْحَآءَ مَکَّۃَ ذَھَبًا فَقُلْتُ لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنْ اَشْبَعُ یَوْمًا وَ اَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَ ذَکَرْتُکَ وَ اِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُکَ وَ شَکَرْتُکَ -

(رَوَاہُ اَحْمَدُ ' وَالتِّرْمِذِیُّ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوامامہؓ سے ' فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو مجھ پر میرے رب نے پیش فرمایا کہ میرے لئے مکہ کی زمین سونا بنا دے تو میں نے عرض کیا یارب نہیں - لیکن میں ایک دن سیر ہوا کروں اور ایک دن بھوکا رہوں تو جب بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کروں ' تجھے یاد کروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیری حمد کروں اور شکر کروں۔ (احمد ' ترمذی)

Marfat.com

تشریح :-

یعنی رب تعالیٰ نے مجھ پر دو چیزیں پیش فرمائیں-ایک یہ کہ مکّہ معظمہ کے پہاڑوں ، پتھروں ، کنکروں کو سونے کا بنا دیا جائے-دوسری یہ کہ سارا سونا میری اکیلے کی واحد ملکیت رہے ، کسی اور کا اس پر قبضہ نہ ہو- بطحاء کہتے ہیں اس میدان کو جس میں کنکر ، پتھر ، پہاڑ ہوں یعنی پتھریلی زمین-

خیال رہے یہاں اللہ نے حضور ﷺ سے مشورہ فرمایا تھا ، آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم اس کو سونا کر دیں-مشورہ میں اختلاف کا حق ہوتا ہے ، ماننا لازم نہیں ہوتا -اسی لئے سرکار نے عرض کیا ، نہیں -یہ نہیں بھی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی-اس نہیں پر ہزار ہاں قربان ہوں معنوی طور پر اللہ نے وہاں سونا بنا دیا ہے ، اب زمین حجاز میں سونا ہی نکل رہا ہے- حضور ﷺ خود سونے کی کان -لاکھوں حجاج آپ ﷺ کے دم سے وہاں پہنچتے ہیں اور کروڑوں روپے وہاں اہل مکّہ کو دے آتے ہیں-حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر آپ چاہتے تو مکّہ کے پہاڑ سونا بن جاتے- لہٰذا آیت کریمہ "

أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ...... الخ -
قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا "

ترجمہ :- یا تیرے لئے ایک سونے کا گھر ہو یا تو آسمان کے درمیان چڑھ جائے اور ہرگز تیرے چڑھ جانے کو نہیں مانیں گے- یہاں تک کہ ہمارے اوپر کتاب اُتار لائے جس کو ہم سب پڑھیں-فرما دیجئے میرا رب پاک ہے میں تو ایک پیغام پہنچانے والا آدمی ہی ہوں-

حضور کا عاجز ہونا بیان نہیں کرتیں ورنہ یہ حدیث اس کے خلاف ہوگی-

Marfat.com

یعنی اگر میں اتنے سونے کا مالک بن گیا تو صرف بندہ شاکر بنونگا ، مگر مسکینیت میں صابر بھی ہونگا اور شاکر بھی - لہٰذا امیری پر فقیری کو ترجیح دیتا ہوں - معلوم ہوا آپ ﷺ کی امیری ، غریبی اختیاری ہے - ہماری طرح بے اختیاری نہیں - انبیاء کرام ؑ کی موت بھی اختیاری ہوتی ہے اور بوقتِ وفات ان کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو رب کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں - دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ بیل کی کھال پر ہاتھ پھیرو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے فی بال ایک سال زندگی اور -

ہمارے آقا ﷺ کو بھی اختیار دیا گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی تب آپ کو وفات دی گئی -

حدیث نمبر :- ۱۷

قیامت کے دن بندے سے پانچ سوالات پوچھے جائیں گے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُسْئَلُ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ وَ عَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ وَ عَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَہٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَ مَا ذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن مسعودؓ سے وہ نبی ﷺ سے راوی ' فرمایا قیامت کے دن انسان کے قدم نہ ہٹیں گے حتیٰ کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے گا - اس کی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں خرچ کی ' اس کی جوانی کے متعلق کہ کاہے میں گزاری ' اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کاہے میں خرچ کیا اور اس میں کیا عمل کیا ' جس کا علم دیا گیا -

(ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

تشریح :-

یعنی بروز قیامت پانچ چیزوں کا حساب دیئے بغیر انسان بارگاہِ الٰہی سے نہیں ہٹ سکتا - ان پانچوں میں اگر رہ گیا تو سزا کا مستحق ٹھہرا - اگر ان میں سے نکل گیا تو جنّت میں چلا گیا -

اگرچہ عمر میں جوانی بھی آ گئی تھی ' مگر چونکہ جوانی میں نیک و بد اعمال زیادہ کئے جا سکتے ہیں کیونکہ اس وقت ساری قوّتیں اپنے کمال پر ہوتی ہیں اس لئے جوانی کے متعلق خاص سوال ہوگا - حدیث پاک میں ہے کہ جو جوانی میں عبادت کرے گا وہ عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوگا - اسے میدانِ قیامت کی گرمی نہ پہنچے گی - جوانی کی عبادت بہت قدر والی ہے -

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ سپاہی کے مراتب اور عہدے جنگ کے زمانہ میں بڑھائے جاتے ہیں ' امن کے زمانہ میں کچھ نہیں ہوتا - گویا جوانی کا زمانہ نفس سے جنگ کا زمانہ ہے -

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است
وقتِ پیری گرگِ ظالم می شود پرہیزگار

ترجمہ :- جوانی میں توبہ کرنا انبیاء کی شان ہے ' بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے-

مال کے متعلق دو سوال ہونگے -ایک یہ کہ کہاں سے کمایا ؟ حلال ذریعہ سے یا حرام ذریعہ سے ؟ دوسرا یہ کہ کس مقام پر خرچ کیا ؟ اطاعت میں یا معصیت میں -مبارک ہے وہ مال جو اچھی راہ سے آئے اور اچھی راہ پر خرچ ہو جائے -اگر بارش کا پانی پرنالہ سے نہ نکالا جائے تو وہ چھت توڑ دیتا ہے-

ابنِ عساکر نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کی کہ ان سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے قیامت میں سوال ہوگا کہ تم عالم تھے یا جاہل ' اگر تم نے کہا کہ عالم تو حکم ہوگا کہ اپنے علم پر عمل کیا کیا ؟ اگر تم نے کہا جاہل تھا تو فرمایا جائے گا کہ تم جاہل کیوں رہے ؟ تمہیں کیا عذر تھا ؟ علم سے مراد علمِ دین ہے -لہٰذا انسان کو چاہئے کہ علم سیکھے اور نیک عمل کرے-

"تَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ" دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرو- (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۸

دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے دل میں حکمت آجاتی ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا زَاهِدَ فِی الدُّنْیَا اِلَّا اَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِکْمَةَ فِیْ قَلْبِهٖ وَ اَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهٗ وَبَصَّرَهٗ عَیْبَ الدُّنْیَا وَدَآءَ هَا وَ

دَوَاءَ هَا وَ اَخْرَجَهٗ مِنْهَا سَالِمًا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ -

(رَوَاهُ الْبَیْہَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَان)(مشکوۃ کتاب الرقاق)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں بے رغبتی کرتا کوئی بندہ دنیا میں مگر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت اُگا دیتا ہے اور اس سے اس کی زبان میں گویائی دیتا ہے اور اسے دنیا کے عیب اس کی بیماریاں اور ان کا علاج دکھا دیتا ہے اور اسے دنیا سے جنت کی طرف سلامت نکالے گا- (بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

مرقات کے مطابق یہاں زہد سے مراد دنیا میں دل نہ لگانا ہے- اگرچہ لاکھوں کا مال ہو مگر دل یار سے لگا ہو تو وہ زہد ہی ہے- بعض شارحین کے مطابق حاجت سے زیادہ مال سے بے رغبت ہونا زہد ہے -یعنی ایسے آدمی کو اللہ ربُّ العزت چند نعمتیں عطا فرماتا ہے اس کے دل میں علم و معرفت کے چشمے پھوٹیں گے- علاوہ ازیں اس کی زبان پُر تاثیر ہوگی- اس کے منہ سے ہمیشہ حق بات نکلے گی اور اس میں تاثیر ہوگی-

یعنی قدرتی طور پر اسے دنیا کے عیوب معلوم ہوا کریں گے اور ان عیوب سے بچنے کا طریقہ بھی وہ قدرتی طور پر معلوم کرلیا کرے گا- " اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ " ایک حدیث میں ہے کہ اپنے دل سے فتویٰ لیا کرو -یہ فرمان ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے-

یعنی انشاءاللہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور اسے جنت کا داخلہ نصیب ہوگا- اس سے اشارتاً معلوم ہوا کہ جو دنیا میں راغب ہوگا اس کا حال اس کے برعکس ہوگا- (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۹

دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ اَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ اِلَّا ابْتَلَتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ کَذَالِکَ صَاحِبُ الدُّنْیَا لَا یَسْلِمُ مِنَ الذُّنُوْبِ- (رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کیا کوئی ایسا ہے جو پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں- لوگوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ - فرمایا یوں ہی دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا-

(بیہقی فی شعب الایمان) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

تشریح :-

نہایت نفیس تشبیہ ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ انسان پانی میں چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں- پاؤں ضرور بھیگیں گے-

یہاں دنیادار سے مراد دل میں دنیا کی محبت رکھنے والا ہے- محبتِ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے یا دنیا سے مراد وہ دنیا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کردے ' دنیا صفر ہے- آخرت عدد ہے- اگر صفر اکیلا ہو بغیر عدد کے تو خالی ہے- اگر عدد سے مل جائے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے-

Marfat.com

ابوجہل کی دنیا گناہوں کی جڑ تھی اور آخرت سے الگ ۔حضرت سلیمان علیہ السلام وحضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دنیا دین کے ساتھ تھی ' لہٰذا نیکیوں کی جڑ تھی ۔

اللہ تعالیٰ ابوجہل و قارون کی دولت سے ہر مسلمان کو بچائے۔ حضرت عثمانؓ کے خزانہ سے عطیہ دے۔

حدیث نمبر :۔ ۲۰

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے مال جمع کرنے کی وحی نہیں کی گئی

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ مُرْسِلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَ اَکُوْنَ مِنَ التَّاجِرِیْنَ وَ لٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ کُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۔

(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ)

مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :۔

حضرت جبیر بن نفیر سے ارسالاً روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ مال جمع کروں اور تاجروں میں سے ہو رہوں لیکن مجھے یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح بولوں اور سجدہ کرنے والوں میں ہوؤں اور اپنے رب کی

عبادت کرتے رہو حتیٰ کہ تم کو موت آ جائے۔

(شرح سنہ ' ابونعیم فی الحلیہ بروایت ابی مسلم)

تشریح :-

جبیر بن نفیر قبیلہ بنی حضرم سے ہیں ۔خلافتِ صدیقی میں ایمان لائے ۔ ۷۵ھ میں وفات پائی۔حدیث مُرسل ہے کیونکہ جبیر تابعی ہیں۔

فرمایا میری زندگی کا مقصد تجارت اور مال جمع کرنا نہیں۔میری زندگی کا مقصد تبلیغِ نبوّت اور اللہ کی اطاعت ہے اپنے پاس بقدرِ ضرورت مال رکھنا یا تجارت کرنا اسی کے تابع ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کہ حضور ﷺ فتح خیبر کے بعد ازواجِ مطہرات کو سال بھر کا خرچ عطا فرما دیتے تھے۔یا یہ کہ حضور ﷺ نے تجارت اور بکریاں چرائی ہیں ۔ ظہورِ نبوّت کے بعد حضور ﷺ نے چیزیں خریدیں ہیں ' فروخت بھی کی ہیں۔مگر وہ سب چیزیں عارضی تھیں ۔لہٰذا عثمان غنیؓ یا دوسرے صحابہ کرامؓ کا تجارتیں کرنا ' مال جمع کرنا ممنوع نہ تھا۔اگر مال جمع نہ کیا جائے تو زکوٰۃ وحج وغیرہ عبادتیں کیسے ممکن ہوں۔کام کرنا اور ہے کام میں مشغول ہو جانا کچھ اور ہے۔

اس آیت کریمہ میں موت آنے تک تسبیح ' نماز اور ہر ممکن عبادت کا حکم ہے یقین سے مراد یقینی چیز موت ہے۔خدا کرے مرتے دم تک کوئی نماز ' ذکرِ اللہ ' مسجد کی حاضری ' تکبیر اولیٰ ' نوافل کوئی چیز نہ چھوٹے ۔حضرات صوفیاء کے نزدیک یقین سے مراد عین الیقین یا حق الیقین ہے۔بعض مُفسّرین کے مطابق تسبیح و نماز تو عبادات ہیں اور وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ میں عبودیّت کا حکم ہے۔عبادت اور عبودیّت میں بڑا فرق ہے عبادت آسان مگر عبودیّت مشکل۔اللہ نصیب کرے۔

ابو مسلم خولانی بڑے زاہد، عابد و عالم تھے اور تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ سے ملاقات کی۔ ۶۲ھ میں وفات پائی۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۲۱

جب بندے کے مال میں بے برکتی دی جاتی ہے تو وہ مال پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِىْ مَالِهٖ جَعَلَهٗ فِى الْمَآءِ وَالطِّيْنِ -
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَان) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب بندے کے مال میں بے برکتی دی جاتی ہے تو وہ مال کو پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔ (بیہقی)

تشریح :-

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کون نہیں جانتا۔ آپ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔ خلیفہ چہارم تھے۔ بڑے سیاسی، زاہد، عابد، مجاہد، عالم، متقی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ پہلے خلفائے ثلاثہ کے مشیر اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمۃ الزہراؓ کے خاوند،

Marfat.com

حسنین کریمینؓ کے والد گرامی اور خیبر کے فاتح آپؓ ہی ہیں-

یعنی یہ کہ بلاضرورت عمارتیں بنانا - انکے گارے چونے میں پیسہ خرچ کرنا مراد ہے -مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے مال میں بے برکتی ڈالنا چاہتا ہے تو اسے مکانات بنانے گرانے کا شوق دے دیتا ہے- اس کی بد قسمتی دیکھو کہ اللہ و رسول ﷺ کی راہ میں خرچ کرنے ' حق والوں کے حق ادا کرنے کا اسے خیال تک نہیں آتا- وہ اسی خیال میں لگا رہتا ہے کہ یہ بگاڑو ' یہ بناؤ ' ضروری عمارات جیسے مسجد ' ضرورت کے مکان اور دکانیں اس حکم سے خارج ہیں- حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجدِ اقصیٰ لاکھوں روپے کے خرچ سے بنائی ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی ﷺ پر بہت کثیر رقم خرچ کی-

(مراٰت)

حدیث نمبر :- ۲۲

دنیا کا مال کس کا ہے اور جمع کون کرتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ -

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ' فرمایا

Marfat.com

دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اس کے لئے وہ جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

(احمد ' بیہقی شعب الایمان) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

تشریح :-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین سے ' صدیق اکبرؓ کی بیٹی ' نبی پاک ﷺ کی بیوی ' آپؓ کی رخصتی ہجرت کے بعد عمل میں آئی۔

یہاں دار سے مراد عیش وعشرت کا گھر ہے یعنی دنیا کو عیش کی جگہ وہی سمجھتا ہے جس کے مقدر میں آخرت کا عیش نہ ہو ورنہ مومن دنیا کو عمل کی جگہ اور رہنے کی منزل سمجھتا ہے کہ جتنی زندگی ہے اس میں کچھ کرلو ' پھر یہ نہ ملے گی - (مرقات)

مولانا فرماتے ہیں۔

؎ پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے است
مصطفیٰؐ فرمود دنیا ساعتے است

ترجمہ :- پس تجھے ہر لحظہ موت بھی ہے اور رجعت بھی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا ایک ساعت ہے۔

مال سے مراد حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال اور حرام جگہ خرچ کیا ہوا مال ہے۔ یہ مال حقیقت میں مال نہیں بلکہ وبال ہے ' یعنی دنیاوی حرام مال کو وہ مال سمجھتا ہے۔ جس کے نصیب میں حلال مال نہیں - تم ایسے نہ بنو ' مومن اس مال کو راہِ خدا میں خرچ کرکے آخرت سنبھالتا ہے۔

Marfat.com

یعنی غافل آدمی دنیاوی عیش و آرام کے لئے مال جمع کرتا ہے اور مومن آخرت کے لئے جمع کرتا ہے۔ غافل بے وقوف ہے اور مومن عاقل ہے۔ (مراءت)

حضرت میاں صاحبؒ فرماتے تھے کہ غفلت شعار انسان لذاتِ فانیہ کے چکر میں پھنس کر معاصی کے گرداب میں جا پڑتا ہے اور زندگی بھر اسی میں غوطے کھاتا رہتا ہے۔

دل آگاہ مے باید ورنہ
گدا یک لحظہ بے نامِ خدا نیست

ترجمہ :- دل کی آگاہی چاہئے ورنہ گدا تو ہر وقت اللہ کا نام لیتا ہے۔

حدیث نمبر :- ۲۳

حضور انور ﷺ کا امت پر خوف ، نفسانی خواہش اور لمبی امیدیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِی الْھَوٰی وَ طُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْھَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَ اَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَۃَ وَھٰذِہِ الدُّنْیَا مُرْتَحِلَۃٌ ذَاھِبَۃٌ وَھٰذِہِ الْاٰخِرَۃُ مُرْتَحِلَۃٌ قَادِمَۃٌ وَلِکُلِّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تَکُوْنُوْا مِنْ بَنِی الدُّنْیَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّکُمْ

Marfat.com

اَلْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ -

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيْ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان) مشکوۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت جابرؓ سے ' فرماتے ہیں ' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جن چیزوں سے میں اپنی امت پر خوف کرتا ہوں ان میں زیادہ خوفناک نفسانی خواہش ہے اور لمبی امید ' لیکن نفسانی خواہش تو حق سے روک دیتی ہے اور لمبی امید تو آخرت کو بھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کوچ کر کے جارہی ہے اور آخرت کوچ کر کے آرہی ہے-ان دونوں میں سے ہر ایک کے بچے ہیں -اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے بچے نہ بنو تو ایسا کرو ' کیونکہ تم آج عمل کی جگہ میں ہو جہاں حساب نہیں ' اور تم کل آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل نہ ہوگا -

(بیہقی فی شعب الایمان) مشکوۃ کتاب الرقاق

تشریح :-

یعنی جو دل چاہے وہ کرے ' قانون شرعی کا لحاظ نہ کرے اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی ہے بڑھاپے میں نیک عمل کر لونگا- ان دونوں دھوکوں میں عام لوگ گرفتار ہیں-نفس اور شیطان گناہ تو جلدی کراتے ہیں ' نیکیوں میں دیر لگواتے ہیں کہ ابھی عمر بہت ہے پھر کر لینا - نفسانی خواہش سے مراد وہ خواہشات جو خلاف اسلام ہوں ان کی پیروی کرنے والا ظاہر ہے اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرے گا-آخرت یاد آتی ہے جب موت سامنے ہو ' انسان موت کو قریب سمجھ کر آخرت کی تیاری کرتا ہے-جب دل میں خیال یہ ہو کہ ابھی سو دو سو

Marfat.com

سال مجھے موت نہیں آئے گی تو وہ آخرت کی تیاری کیسے کرے گا؟ فرمانِ عالی برحق ہے جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں تب سے دنیا جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔ ہر سانس آخرت کی طرف ایک قدم ہے۔لوگ بڑی دھوم دھام سے سالگرہ مناتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ زندگی کا ایک اور سال غفلت میں گزر گیا۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے مُنادی
خالق نے تری عمر کی ایک اور سانس گھٹا دی

معلوم نہیں دنیا کب ساتھ چھوڑ دے اور آخرت کب آجائے۔یہاں بچوں سے مراد تابع ، محکوم ، زیرِفرمان ، راکب وراغب ، یعنی بعض دنیا کے طالب اس میں راغب ، بعض آخرت کے طالب اس میں راکب۔ دونوں کی طلب نہیں ہوسکتی کیونکہ دونوں متضاد ہیں یعنی دنیا میں اللہ تمہارا حساب نہیں فرماتا۔جو چاہو عمل کرلو مرنے کے بعد وقت نہ ملے گا۔ وہاں صرف حساب ہوگا۔لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تم آج اپنا حساب خود کرتے رہو۔یاد رہے کہ حضرات انبیاء اولیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں مگر ان اعمال پر ثواب نہیں لہٰذا فرمانِ عالی بالکل برحق ہے کہ ثواب والا عمل صرف اور صرف زندگی میں ہی ہوسکتا ہے۔صدقاتِ جاریہ کا سب کام زندگی میں ہوسکتا ہے۔ہاں اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔لہٰذا حدیث پاک پر کوئی اعتراض نہیں۔ (مرأت)

.... ✡✡✡ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :-۲۴

دوفرشتوں کی منادی جوانسان اور جن کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلَّا وَ بِجَنْبَیْتَهَا مَلَکَانِ یُنَادِیَانِ یُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَیْرَ الثَّقَلَیْنِ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰی رَبِّکُمْ مَا قَلَّ وَ کَفٰی خَیْرٌ مِّمَّا کَثُرَ وَ اَلْهٰی -

(رَوَاهُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابودرداء سے فرماتے ہیں ' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں طلوع ہوتا سورج مگر اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں- پکارتے ہیں سوائے جن و انس کے ساری مخلوق کو سناتے ہیں کہ اے لوگو ! اپنے رب کی طرف لوٹ آ ؤ جو تھوڑا ہو اور کافی ہو وہ اس سے اچھا ہے جو زیادہ ہو اور غافل کردے-

تشریح :-

اس طرح کہ وہ فرشتے بھی سورج کے ساتھ ہی گردش کرتے ہیں اور ہر جگہ طلوع کے وقت سورج کے ساتھ ہوتے ہیں- لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ سورج تو ہر وقت کہیں نہ کہیں

طلوع ہوتا ہی رہتا ہے- جب یہاں دوپہر کا وقت ہوتا ہے تو دوسری جگہ صبح ' چونکہ دن نکلتے وقت لوگ کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں اس لئے صبح کے وقت ہی یہ اعلان مناسب ہوتا ہے- جن وانس کے سوا ساری مخلوق یہ آواز سنتی ہے -ان دونوں فرشتوں کا کلام حضور ﷺ کے ذریعے ہمیں سنایا جارہا ہے جس طرح رب نے اپنا کلام بندوں کو حضور ﷺ کے ذریعے سنایا تاکہ ان دونوں گروہوں کا ایمان بالغیب رہے کہ ایمان بالغیب پر ہی سزاو جزاء ہے اور اسی پر دارو مدار ہے- دونوں گروہوں پر ایمان بالغیب واجب ہے- کام کاج میں مشغول ہو کر رب تعالیٰ سے غافل نہ ہو جاؤ- ''ہاتھ کار میں ہو ' دل یار کے ساتھ ہو '' ہر وقت اس کے دروازے پر رہو -رب فرماتا ہے کہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ گناہ گار ہو تو اس کے دروازے پر آؤ-نیکو کار ہو تو بھی اس کے دروازے پر آؤ کیونکہ اس کے سوا کوئی اور دروازہ نہیں-

جو رزق مقدار میں تھوڑا ہو ' انسان کی حاجات پوری کردے-اسے پاکر انسان رب سے غافل نہ ہو جائے- وہ اس رزق سے بہتر ہے جو مقدار میں زیادہ ہو اور رب تعالیٰ سے غافل کردے کہ وہ تھوڑا مال اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور یہ زیادہ مال اللہ کا عذاب ہے-علم کا بھی یہی حال ہے کہ بقدرِ ضرورت علم جو خدارسی کا ذریعہ ہو ' اس زیادہ علم سے بہتر ہے جو رب تعالیٰ سے غافل کردے- عالم کو متکبر بنادے -یادرہے کہ فرشتے یہ بات درحقیقت جن وانس کو سناتے ہیں مگر ہمارے حضور ﷺ کی معرفت سے ان تک پہنچاتے ہیں-

☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۲۵

میّت جب قبر میں جاتا ہے تو فرشتے اور انسان کیا کہتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ یَبْلُغُ بِهٖ قَالَ اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ قَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْ اٰدَمَ مَا خَلَّفَ -

(رَوَاہُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ اسے مرفوع کرتے ہیں-فرمایا جب مردہ جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ آگے کیا بھیجا ؟ اور انسان کہتے ہیں کہ پیچھے کیا چھوڑ گیا ؟ اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے- (مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

تشریح :-

میت سے مراد وہ ہے جو مرنے لگے 'یعنی مرتے وقت اس کے وارثین تو چھوڑے ہوئے مال کی فکر میں ہوتے ہیں کہ کیا چھوڑے جا رہا ہے ؟ اور فرشتے جو اس کی روح قبض کرنے کے لئے آئے ہوتے ہیں وہ اس کے اعمال وعقائد کا حساب لگاتے ہیں کہ جیسے اس کے عمل ہوں ویسے ہی فرشتے ' اسی طرح نیک اعمال والے کو رحمت کے فرشتے لینے آتے ہیں جبکہ بدکار کو عذاب کے فرشتے یہ کہتے ہیں کہ اب آگے کے لئے کیا لائے ہو؟ (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۲۶

انسان میں چار خوبیاں ہوں تو کوئی حرج نہیں

عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍ وَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلَا عَلَیْکَ مَا فَاتَکَ الدُّنْیَا حِفْظُ اَمَانَۃٍ وَ صِدْقُ حَدِیْثٍ وَ حُسْنُ خَلِیْقَۃٍ وَ عِفَّۃٌ فِی طَعْمَۃٍ - (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَان)

مشکوۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے ' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تجھ میں چار خوبیاں ہوں تو تجھ پر حرج نہیں کہ دنیا تجھ سے الگ رہے- امانت کی حفاظت' بات کی سچائی' اچھی عادت ' کھانے میں پاکدامنی- (احمد بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

یعنی اگر یہ چار نعمتیں تجھے خدا عطا کر دے مگر دنیا تیرے پاس زیادہ نہ ہو تو پرواہ نہ کر- یہ چاروں نعمتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں بلکہ دنیا کی زیادتی کبھی ان نعمتوں کو نقصان بھی دیتی ہے لہذا اس صورت میں دنیا کی کمی ہی اچھی ہے- جسے یہ توفیق مل جائے انشاءاللہ وہ دنیا میں کسی کا محتاج نہیں رہتا- اچھی عزت والا انشاءاللہ بہت عزت پاتا ہے- جو اپنے حلق کو حرام کی کمائی سے اور زبان کو حرام بات سے محفوظ رکھے وہ بندہ انشاءاللہ مقبول الدعا ہوتا ہے وہ جو

Marfat.com

رب سے مانگتا ہے پالیتا ہے- تجربہ شاہد ہے اللہ تعالیٰ نصیب کرے - سچی بات ' حلال روزی ' عبادتوں کی اصل ہے- (مرأت)

حدیث نمبر :-۲۷

حضرت معاذ ابن جبل کو حضور ﷺ کی وصیّت

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُوْصِيْهِ وَ مُعَاذٌ رَاكِبٌ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِىْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِىْ بَعْدَ عَامِىْ هٰذَا وَ لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِىْ هٰذَا وَ قَبْرِىْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا الْفِرَاقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِىَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَ حَيْثُ كَانُوْا-

(رَوَاهُ اَحْمَدُ) مشکوۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے ' فرمایا جب انہیں رسول اللہ ﷺ

نے یمن کی طرف بھیجا تو رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ تشریف لے گئے -آپ انہیں وصیت فرمارہے تھے اور جب کہ معاذؓ سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ پیدل چل رہے تھے - ان کے کجاوہ کے نیچے تو جب فارغ ہوئے تو فرمایا ! اے معاذ ممکن ہے کہ تم اس سال کے بعد مجھے نہ ملو -غالباً تم اب میری مسجد اور میری قبر پر سے گزرو تو معاذؓ رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے گھبرا کر بہت روئے پھر حضور ﷺ واپس ہوئے تو اپنا چہرہ پاک مدینہ کی طرف کیا پھر فرمایا کہ لوگوں میں مجھ سے قریب ترین لوگ پرہیزگار ہیں جہاں بھی ہوں- (احمد)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں 'معاذؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو حسب معمول انہیں الوداع کرنے ثنیۃ الوداع تک گئے -معاذؓ سوار ' جبکہ حضور ﷺ پیدل چل رہے تھے- سنت یہی ہے کہ مہمان کو الوداع کرتے وقت کچھ دور اُس کے ساتھ جاؤ -اس عمل سے اپنے مقرر کردہ حکام کا احترام فرمانا ہے- یہاں لَعَلَّ شک کے لئے نہیں بلکہ یقین کے لئے جیسے رب فرماتا ہے -

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا یا فرمایا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ 'وقبری میں'' و'' بمعنی مع ہے یعنی میری قبر پر آؤ گے جو اسی مسجد میں ہوگی- (مرقات)

اس فرمان میں پانچ غیبی خبریں ہیں -۱- ہم عنقریب وفات پا جائیں گے ۲- ہماری وفات مدینہ میں ہوگی ۳- ہماری قبر مسجد نبوی ﷺ میں ہوگی- ۴- معاذؓ ہمارے بعد وفات پائیں گے ۵-حضرت معاذؓ ہماری قبر پر زیارت کرنے آئیں گے -یہ پانچوں باتیں علوم خمسہ سے ہیں-یہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا علم غیب- یہ خیال کر کے روئے کہ میں حضور انور ﷺ سے اب ہمیشہ کے لئے الوداع ہو رہا ہوں' آج بھی

Marfat.com

مدینہ منورہ سے نکلتے وقت جو حالت حجاج کی ہوتی ہے وہ بیان نہیں ہوسکتی-

فرماتے ہیں ' میں آگے روانہ ہوا ' حضور ﷺ واپس مدینہ کی طرف پھرے تو باآوازِ بلند فرمایا جو میں نے بھی اپنے کانوں سے سن لیا -آپ ﷺ نے تسلی کے لئے فرمایا- اس فرمان کے چند مقاصد ہوسکتے ہیں- ۱- اے معاذ تم اس ظاہری فراق سے غم نہ کرو ' تقویٰ اختیار کرو جہاں بھی ہوگے میرے قریب ہی رہو گے- ۲- تاقیامت مسلمان تقویٰ کے ذریعے مجھ سے قریب ہوسکیں گے- زبان ' وطن اور قومیت ہم سے قریب کرنے کے لئے کافی نہیں - قرآن کے پاس اطاعت کے قدم سے اور حضور ﷺ کے پاس ارادت کے قدم سے پہنچو- ہم صرف مدینہ میں نہیں بلکہ عشّاق کے سینہ میں رہتے ہیں- ۳- میرے متصل جو خلیفہ ہونگے (حضرت ابوبکر صدیقؓ) وہ میرے بہت ہی قریب ہونگے -تم ان کو دیکھ لیا کرنا اُن کے رخسار میں میرا اجمال دیکھو گے-

(اشعۃ از مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی ومرقات از ملا علی قاری حنفی)

بعض حضور ﷺ کے قرابت دار مکہ میں رہ کر بھی حضور ﷺ سے دُور رہے جیسے ابولہب وغیرہ- بعض دُور رہ کر بھی حضور ﷺ سے قریب رہے جیسے اویس قرنیؓ وغیرہ- تقویٰ بہت قسم کا ہے جیسا تقویٰ ویسا حضورؐ سے قُرب- اللہ تعالیٰ قُربِ محمدی نصیب فرمائے-

(مرأت)

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جانِ مضطر
کہ مباد بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

ترجمہ :- جب محبوب کے آستانے تک رسائی کا شرف ہوجائے تو جان اُن پر قربان کردے کیونکہ شاید یہ موقعہ پھر نصیب نہ ہو-

Marfat.com

حدیث نمبر :-۲۸

سینہ میں نور کے داخلہ کی نشانی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ يُّعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ التَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَ الْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ -

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن مسعودؓ سے فرماتے ہیں ' کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے- تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نُور جب سینہ میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے- عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ کیا اس کی کوئی نشانی بھی ہے- جس سے یہ نُور پہچانا جا سکے- فرمایا ہاں ' دھوکہ کی جگہ سے دُور رہنا ' دائمی گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا- (بیہقی فی شعب الایمان) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

Marfat.com

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ہدایت سے مراد ہدایتِ خاص ہے جس کے ساتھ خیر کی توفیق مل جاتی ہے- عام ہدایت تو رب نے ساری مخلوق کو فرمائی - ہدایتِ عامہ کے لئے انبیاء تمام انسانوں کے لئے بھیجے - (مرأت)

اور جب مومن کا سینہ کھل جاتا ہے تو عرش و کرسی ' لوح و قلم ' زمین و آسمان تمام سے زیادہ وسیع ہو جاتا ہے- حدیثِ قدسی میں آتا ہے کہ میں نہ تو زمین و آسمان میں سماتا ہوں بلکہ میں تو مومن کے سینہ میں سماتا ہوں-

مولانا فرماتے ہیں:-

من نہ گنجم در زمین و آسمان
بلکہ ے گنجم بقلبِ مومناں

ترجمہ :- میں زمین و آسمان میں نہیں سماتا ' ہاں مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں-

یہ اس نورانی مومن کا سینہ ہے ' اس نورِ قلبی کی تین علامتیں ہیں- ۱- دنیا سے دل نہ لگانا ۲- آخرت سے دل لگانا ۳- دنیا میں اعمالِ صالح کرنا - دنیا کو دارالغرور اس لئے فرمایا کہ اس کا دکھلاوہ بہت ہے حقیقت کچھ نہیں- جیسے صحرا یا تھور دُور سے پانی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں ریت یا تھور (کلر) ہوتا ہے- یا جیسے پانی کا بلبلہ کہ دیکھنے میں بہت اُبھرا ہوا مگر اندر کچھ نہیں- دنیا سے بادشاہوں ' امیروں ' وزیروں نے دھوکہ کھایا کہ بہت کچھ جمع کیا بڑی محنت و مشقت سے جمع کیا مگر ایک سانس اُلٹی آ گئی - آن کی آن میں سب کچھ چھوڑا اور خالی ہاتھ چلے گئے- یہ ہے دنیا کا دھوکہ' سکندر جب گیا دنیا سے تو دونوں ہاتھ خالی تھے- یاد رہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و حضرت سلیمان علیہ السلام کی دنیا نہیں

Marfat.com

دھوکہ نہ دے سکی کیونکہ ان کی دنیا آخرت کی کھیتی تھی کہ اس سے انہوں نے رب کو راضی کر لیا۔ دنیا ان کے لئے دار الغرور نہیں بلکہ دار السرور تھی۔ وہ شاد شاد آئے، شاد شاد رہے، شاد شاد چلے گئے۔

وہ موت بلکہ علامتِ موت سے پہلے گناہوں سے توبہ نیک اعمال کا توشہ جمع کر لیتے ہیں۔ ریل آنے سے پہلے سامان تیار رکھتے ہیں۔ موت یار کے پاس لے جانے والی ریل ہے، اس کے آنے سے پہلے سامان تیار کر لو۔ پھر ریل کے آنے پر کچھ نہ ہو سکے گا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۲۹

جب کوئی بندہ کم بولتا ہے تو اس سے قرب حاصل کرو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ خَلَّادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطِیْ زُهْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ فَاِنَّهٗ یُلْقَی الْحِکْمَةَ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو خلادؓ سے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمتیں دی گئی ہیں۔ تو ان سے قرب حاصل کرو کیونکہ اسے حکمت دی جاتی ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان) مشکوٰۃ کتاب الرقاق

Marfat.com

تشریح :-

ابوخلادؓ کے نام میں اختلاف ہے -بعض صحابہ کرامؓ کے نزدیک ان کا نام عبدالرحمٰن ہے حق یہ ہے کہ ابوخلادؓ صحابی ہیں-

یعنی وہ دنیاوی باتیں کم کرتے ہیں- ذکر اللہ یا دُرود شریف اس میں داخل نہیں - کیونکہ ذکرِ اللہ وغیرہ تو عبادت ہے- اللہ کرے ان سے زبان ہر وقت تر رہے -

(مرأت)

صاحبِ مرقات ملاّ علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد علم باعمل ہے- بعض کے نزدیک شریعت وطریقت کا اجتماع حکمت ہے- حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص اختیار کرے تو اس کی زبان سے حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں- انکی صحبت اکسیر ہے- رب تعالیٰ فرماتے ہیں - کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ ' حقیقت میں ایسا مسلمان نائب پیغمبر وارثِ رسول ﷺ ہے- جنہیں دنیا مشائخ کے نام سے پہچانتی ہے-

(مرقات)

حدیث نمبر :- ۳۰

بہت سے پریشان حال لوگ اللہ پر قسم کھالیں تو وہ پوری کردے

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَ ةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ رَبَّ اَشۡعَثَ مَدۡ فُوۡعٍ بِا لۡاَبۡوَابِ لَوۡ اَقۡسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَ بَرَّهٗ -

(رَوَاهُ مُسۡلِمٌ) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے 'فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے نکالے ہوئے -اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انہیں بری کرلے - (مسلم)

تشریح :-

اس فرمانِ عالی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں- وہاں سے نکالے جاتے ہیں- وہ تو رب کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے- اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارہ نہ کرتا- رب نے انہیں دنیا والوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تا کہ لوگ ان کا وقت ضائع نہ کریں- (مرأت)

فرمانِ عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں - ا- وہ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کوئی چیز مانگے ' کہ خدایا تجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی تُو یہ کردے -تو ربِ تعالیٰ ضرور کردے گا- یہ بندہ ہے بندہ کی ضد اپنے رب سے - ۲- یہ کہ اگر وہ بندہ خدا کے کام پر قسم کھا کر لوگوں کو خبر دے دے 'تو خدا اس کی قسم پوری کردے- مثلاً وہ کہہ دے کہ خدا کی قسم تیرا بیٹا ہوگا ' یا رب کی قسم آج بارش ہوگی تو رب تعالیٰ ان کی زبان سچی کرنے کے لئے یہ کردے- بعض لوگ بزرگوں کی زبان سے کچھ کہلواتے ہیں 'حضور ﷺ کہہ دو کہ تیرا بیٹا ہوگا ' تُو مقدمہ میں کامیاب ہوگا- اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے-

(اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

Marfat.com

حضرت غوث بہاء الحق ملتانیؒ اور بوڑھی عورت کا واقعہ اس کا ثبوت ہے کہ عورت نے کہا بہاء الحق واپس آ جاؤ -اللہ کی قسم آج بارش ہو جائے گی میں بارش کرادونگی-

(فہرست القرآن از مفتی احمد یار نعیمی)

''ان کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی''

حضرت مولانا مفتی محمد امین محدثِ اعظم مدظلہٗ فیصل آبادی اس واقعہ کے راوی ہیں کہ میرے بھائی ڈاکٹر محمد شریف کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی -ڈاکٹر اور طبی معائنہ والے مایوس ہو چکے تھے- ایک دفعہ رابع حضرت للّٰہیؒ (جو اُن کے مرشد تھے) نے پوچھا کہ ڈاکٹر آپ کی کوئی اولاد ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ جناب کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی کوئی امید ہے تو حضرتؒ نے فرمایا ! نہیں اولاد تو ضرور ہونی چاہئے -بس یہی الفاظ کام کر گئے اور سال بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا جو آج بھی اللہ کے فضل سے بقیدِ حیات ہے-(مؤلف)

حدیث نمبر :- ۳۱

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم کو ضعفاء کی وجہ سے ہی روزی ملتی ہے

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰیَ سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلاً عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلاَّ بِضُعَفَآئِکُمْ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِی) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت مصعب بن سعد سے' فرماتے ہیں کہ حضرت سعد نے سمجھا کہ انہیں اپنے سے نیچوں پر بزرگی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے کمزوروں کی برکت سے ہی مدد کیے جاتے ہو اور روزی دیے جاتے ہو- (بخاری)

تشریح :-

صاحب مرقات ملا علی قاری حنفی اور صاحب اشعۃ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کے مطابق حضرت مصعب ابن سعد ابن ابی وقاص ہیں- آپ تابعی ہیں - اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ 'حضرت علی ابن عمر طلحہ سے ملاقات ہے- (رضی اللہ عنہم) ۱۰۳ھ میں وفات پائی-

شارح مشکوۃ صاحب مراٰت فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بڑے مالدار ' سخی اور بہادر تھے- ایک بار ان کے دل میں خیال آیا کہ میں فلاں فقیر مہاجر صحابی سے افضل ہوں- آپ نے منہ سے کچھ نہ کہا تھا تب حضور ﷺ نے یہ فرمایا- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دلوں کے خطرات سے مطلع فرمایا- آپ ؓ کا یہ خیال بطور شکر ہوگا نہ کہ بطور فخر چونکہ یہ تصوّر کہ میں بہادری اور سخاوت میں فلاں سے افضل ہوں آپ کی شان کے لائق نہ تھا اس لئے یہ ارشاد ہوا -فرمایا اے سعدؓ تمہاری سخاوت تو دولت سے ہے اور شجاعت طاقت وقوّت سے مگر دولت 'قوّت 'فتح ' فقراء کی برکت سے ہے- وہ تم حضرات کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں 'اس سے توسّل ثابت ہوا- (مراٰت)

فقراء مسلمان بندوں کے لئے قطب اور اوطار ہیں جیسے خیمہ میخوں اور قطب چوب سے قائم ہے- ایسے ہی دنیا ان لوگوں سے قائم ہے- فقراء کی برکت سے بندوں کو رزق ملتا ہے

ان کے طفیل بارشیں ہوتی ہیں -غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ملنے کا ذریعہ یہی لوگ ہیں-
(مرقات از ملّا علی قاری حنفی)

حدیث نمبر :- ۳۲

جنّت میں زیادہ تر فقراء اور جہنم میں زیادہ تر عورتیں ہونگی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ -
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) مشکوۃ باب فضل الفقراء

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنّت میں جھانکا تو وہاں کے عام باشندے فقیر لوگ دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو وہاں اکثر باشندے عورتیں دیکھیں- (بخاری و مسلم)

تشریح :-

یہ واقعہ جسمانی معراج کا نہیں کیونکہ اس رات تو حضور انور ﷺ جنّت میں تشریف لے گئے تھے وہاں کی سیر فرمائی تھی -یہ خواب کا واقعہ معلوم ہوتا ہے- (مرات)
کیونکہ حضرات انبیاء کرامؑ کی اطاعت کرنے والے اکثر فقراء ہی رہے- آج بھی

Marfat.com

دیکھ لو علماء وحفاظ ' وقت پڑنے پر غازی شہید اکثر غریب لوگ ہی ہوتے ہیں- اب بھی مساجد میں دینی مدرسے غریبوں کے دم سے آباد ہیں- امیروں کے لئے کالج ' سینما ' کھیل تماشے ہیں- فرمانِ عالی بالکل برحق ہے- (مرات)

چونکہ عورتیں زیادہ تر دنیا کی طرف مائل ہوتی ہیں اور اپنے خاوند بلکہ گھر بھر کو نیکیوں سے روک دیتی ہیں اور عورتیں ناشکری ' بے صبری زیادہ کرتی ہیں -عورت بگڑ کر سارے گھر کو بگاڑ دیتی ہے اور سنبھل کر سارے گھر کو سنبھال لیتی ہے- بچے کا پہلا سکول ماں کی گود ہے- جنت و دوزخ کا یہ داخلہ بعد قیامت ہوگا مگر حضور ﷺ کی نگاہ شریف نے اسے ملاحظہ فرمالیا- ہمارے خواب وخیال سے بھی زیادہ تیز حضور ﷺ کی نگاہ شریف ہے- ہم خواب وخیال سے اگلی آئندہ چیزیں دیکھ لیتے ہیں- (مرات)

یہاں صاحب تفہیم البخاری لکھتے ہیں کہ مہلب نے کہا کہ عورتیں اس لئے دوزخ میں زیادہ ہونگی کہ یہ اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں- علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ عورتیں جنت میں اس لئے کم ہونگی کہ ان میں نفسانی خوہشات کا غلبہ ہوتا ہے- اکثر دیکھا گیا ہے کہ زیادہ عورتیں جلد ہی بے دین لوگوں کے دھوکہ میں آجاتی ہیں جو ان کی خواہش کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کو آخرت کیطرف توجہ دلائے تو اس طرف کان تک نہیں دھرتیں بلکہ دنیاوی زیب و زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور فقراء جنت میں اس لئے زیادہ ہونگے کہ ان کو اتنا مال میسر نہیں ہوتا جس کے سبب وہ بداعمالیوں کی طرف مائل ہوسکیں کیونکہ اکثر کثرتِ اموال ہی معاصی کا وسیلہ بنتے ہیں- سیدِ عالم ﷺ نے فقر کے فتنہ کے شر سے پناہ مانگی ہے کیونکہ اس کا شر کفر تک پہنچا دیتا ہے- یہ فقر اگر شر سے خالی ہو تو اس کی بہت فضیلت ہے- سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِی (کہ فقر میرا فخر ہے) اسی طرح غناء وامارت کے فتنہ کے

Marfat.com

شر سے آپ ﷺ نے پناہ چاہی ہے- امارت کا شر انسان کا دل سخت کر دیتا ہے اور وہ جور واستبداد پر آمادہ ہوتا ہے اگر سوال کیا جائے کہ جنت میں کوئی بھی کنوارہ نہ ہوگا - ہر ایک جنتی کی کم از کم دو بیویاں ہونگی تو دوزخ میں ان کی کثرت کیسے ہوگی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی شفاعت سے پہلے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہونگی اور ہر شخص کے لئے دو بیویاں ہونے کی تقدیر پر جنت میں زیادہ ہونگی - (کذا قال العلماء)

علامہ رضوی کہتے ہیں کہ میری رائے میں جواب یہ ہے کہ ہر ایک جنتی کی دو بیویاں حُور عین سے ہونگی اور وہ یقیناً جنت میں ہونگی- یہاں دنیاوی عورتوں کا ذکر کہ وہ دوزخ میں زیادہ ہونگی کیونکہ وہی دنیاوی زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور وہی فساق کے دھوکہ میں جلدی آ جاتی ہیں اور اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں-جنت کی عورتیں تو شوہروں سے محبت کریں گی اُن کا ناشکری کرنا غیر متصور ہے- وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ -

(تفہیم البخاری)

حدیث نمبر :- ۳۳

حضرت عمرؓ کا نبی کریم ﷺ سے سوال

اور حضور ﷺ کا جواب

عَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰی رُمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرُّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ مِنْ اُدْمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ

Marfat.com

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ فَلْیُوَسِّعْ عَلٰی اُمَّتِکَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَیْھِمْ وَ ھُمْ لَا یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ فَقَالَ اَوَ فِیْ ھٰذَا اَنْتَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰئِکَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَھُمْ طَیِّبَاتُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَھُمُ الدُّنْیَا وَ لَنَا الْاٰخِرَۃُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)۔ مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

ترجمہ :-

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے' فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ تنکوں والی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے- آپؐ اور اس چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہ تھا اور پنکھے آپؐ کی کروٹ میں اثر کر گئے تھے- چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے جس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا - میں نے کہا ! یارسول اللہ ﷺ رب سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ کی امت پر وسعت فرما دے کیونکہ فارس و روم پر بڑی وسعت کی گئی ہے- حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے - فرمایا اے ابنِ خطاب تم اس خیال میں ہو -یہ وہ قوم ہے جن کے لئے دنیاوی زندگی میں ان کو نعمتیں دے دی گئیں-ایک روایت میں یوں ہے کہ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ دنیا ان کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے- (بخاری ' مسلم)

تشریح :-

حصیر چٹائی رمال کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ہے -ان پتوں کو اردو میں پنگے کہتے

Marfat.com

ہیں یہ ہے حضور ﷺ کی سادہ زندگی-تکیہ کا غلاف چمڑے کا جس میں کھجور کی نرم چھال یعنی

کھجور درخت کا نرم گودا تھا-اس عرض ومعروض میں غالباً امت کا ذکر زائد ہے-مطلب یہ ہے

کہ آپ پر وسعت فرمادے مگر بے ادبی کے خوف سے امت کا نام لیا-یعنی حضور ﷺ

آپ کی امت اس فقر و فاقہ میں آپ کی پیروی نہ کر سکے گی-یہ دعا کریں کہ اللہ ان پر دنیا وسیع

کرے- انہیں عیش وعشرت نصیب ہو مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے -جیسا کہ جواب عالی

سے معلوم ہو رہا ہے-حضور ﷺ کی امت پر آپ کے صدقے دنیا بہت فراخ ہوئی تمام دنی

کے بادشاہ مسلمان بنادیے گئے-تاریخ والے جانتے ہیں-

بوریا ممنونِ خوابِ راحتش

تاجِ کسریٰ زیرِ پائے امتش

ترجمہ :- چٹائی ممنوں ہے کہ وہ مجھ پر نیند کرتے ہیں ' حالانکہ تاجِ کسریٰ ان کے

غلاموں کے پاؤں میں ہے-

عرض کی کہ روم و فارس کے بادشاہ کافر ہیں - اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے ' و

عیش و آرام میں ہیں-حضور ﷺ آپ تو اللہ کے محبوب ہیں-حضور کا عیش و آرام ان سے

زیادہ ہونا چاہیے-یعنی تمہاری رائے تو ایسی شاندار ہوتی ہے اس کے موافق قرآنی آیات نازل

ہوئی ہیں-تم جیسا پختہ اور درست رائے والا کوئی ہی ہوگا 'تم بھی یہاں دھوکہ کھا گئے اور قیصر

کسریٰ کی عیش وعشرت والی زندگی کی آرزو ہمارے واسطے کرنے لگے- اس لئے یہاں اب

خطاب کے خطاب سے یاد فرمایا-نام نہ پکارا-ابن خطاب فرمانے میں بھی عجیب ناز و انداز ہے

فرمایا ان کفار کو دنیاوی عیش و آرام عطا فرمانا اللہ کی رحمت نہیں بلکہ اللہ کا عذاب ہے کہ

اس کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو گئے-کفر و فسق کے باوجود نعمتیں ملنا اللہ کا ان

Marfat.com

عذاب ہے۔فرماتے ہیں کفار کے لئے صرف دنیا ہو۔ ہمارے لئے آخرت بھی ہو۔صوفیاء کے نزدیک دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کردے' جو مال و دولت آخرت کا توشہ بن جائے وہ دین ہے لہٰذا اس حدیث پاک کی بناء پر دولت عثانی پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔وہ دولت تو عین دین تھی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے بعد میں حضور ﷺ کو بہت دولت عطا فرمائی جو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے بانٹی۔ اب بھی ہم سب حضور ﷺ کے آستانہ سے پل رہے ہیں۔ بہر حال حدیث پاک بالکل واضح ہے کہ مومن کی دنیا اور' کافر کی دنیا کچھ اور ہے۔

؎ دونوں کی ہے پرواز اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

(مرات)

حدیث نمبر :- ۲۴

انسان کو ہمیشہ اپنے سے کم تر کو دیکھنا چاہیے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ سَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْهِ فِی الْمَالِ الْخَلْقِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ - (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اسے دیکھے جسے اس پر مال و اعضاء میں بڑائی دی گئی ہے تو اسے بھی دیکھ لے جو اس سے نیچے ہے۔ (مسلم و بخاری) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

Marfat.com

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ اگر تم کبھی ایسے شخص کو جو صحت یا دولت میں تم سے زیادہ ہو اور تم کو اس پر رنج ہو تو فوراً ایسے کو بھی دیکھ لو جو صحت و دولت میں تم سے کم ہو اور خدا کا شکرادا کرو- شیخ سعدیؒ شیرازی گلستان میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا جوتا سفر کی وجہ سے ختم ہو گیا نیا خرید نہ سکتا تھا- میں لوگوں کو جوتے پہنے دیکھ کر رو رہا تھا کہ اسی دوران شہر کی جامع مسجد پہنچا وہاں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے پاس پاؤں ہی نہ تھے اور وہ چوتڑوں سے گھسٹ رہا تھا میں نے فوراً توبہ کی اور سجدہ میں گر کر شکر باری تعالیٰ کرنے لگا- یہ ہے اس حدیث پاک پر عمل اس سے دل کو بہت تسکین ہوتی ہے- اللہ تعالیٰ اس پر عمل نصیب کرے- آمین - اور مسلم شریف میں اس طرح عبارت ہے-

" قال انظر و الٰی من ھو اسفل منکم و لا تنظر الٰی من ھو فوقکم فھوا جدر ان لاّ تزدرو انعمۃ اللہ علیکم "

ترجمہ :- یعنی فرمایا تم اپنے سے نیچے کو دیکھو اپنے سے اوپر کو نہ دیکھو- یہ عمل اس کا باعث ہے کہ تم اللہ کی نعمت کی ناقدری نہ کرو- مطلب یہ ہے کہ دنیاوی چیزوں میں اپنے سے نیچے کو دیکھو تا کہ تم شکر کرو اور دین کی چیزوں میں اپنے سے اوپر کو دیکھو تا کہ تم اپنی عبادت پر تکبر نہ کرو- اگر تم پنجگانہ نماز پڑھتے ہو تو انہیں دیکھو جو تہجد اور اشراق بھی پڑھتے ہیں- مگر افسوس صد افسوس ہمارے معاشرہ میں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے- مال و دولت والے کو معزز شہری جبکہ نمازی دیندار کو حقیر سمجھا جاتا ہے- اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے -

(مرات)

Marfat.com

شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی کہتے ہیں۔ کہ اگر ایسے شخص کو دیکھو جو دنیاوی ناز ونعمت میں اس سے بلند پایہ ہے تو ایسے شخص کو بھی دیکھ لینا چاہئے جس سے یہ بلند پایہ ہے۔ تاکہ بلند پایہ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران نہ کرے بلکہ اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں دنیاوی مال ومتاع، خوبصورتی اور اولاد وغیرہ کو دیکھے تاکہ اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور خوش ہو لیکن جس کا تعلق آخرت سے ہے وہاں اس کو دیکھے جو اس سے دین داری میں بلند پایہ ہے تاکہ فضائل حاصل کرنے میں راغب ہو۔ (تفہیم البخاری)

حدیث نمبر :- ۳۵

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے کمزوروں میں تلاش کرو

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

ترجمہ :-

حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی، فرمایا مجھے کمزوروں میں تلاش کرو ۔تم اپنے کمزوروں کی وجہ سے ہی روزی اور فتح دیے جاتے ہو۔

(ابوداؤد)

Marfat.com

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ یہاں ضعفاء سے مراد وہ صالح مومن ہیں جن میں کبھی شیخی نہیں ہوتی۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے نیک مومنوں میں تلاش کرو۔ میں ملوں گا - ڈھونڈنے سے مراد ہے کہ ان فقراء ومساکین کی خدمت کیا کرو جس سے وہ راضی ہوجائیں -ان کی مجلسوں میں حاضر رہو۔

یہاں اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حدیثِ قُدسی ہے کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں۔ مجھے وہاں طلب کرو -میری رضا ضعفاء کی رضا میں پوشیدہ ہے۔ (اشعۃ)

یہاں مرقات نے بحوالہ ابن ملک فرمایا ہے کہ حضور ﷺ روحانی توجہ سے تو ہردم ان مقبولوں کی محفل میں رہتے ہیں مگر کئی دفعہ جسماً وصورتاً بھی ان مجالس میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

(مرقات ازملا علی قاری حنفی)

صاحب مرأت فرماتے ہیں کہ ایسی پاک مجلسوں میں اگر کوئی شخص اجنبی نظر آئے تو ضرور اس سے مصافحہ کریں۔ممکن ہے کہ اس گروہ میں کوئی شہسوار ہو۔حضرت جبرائیل امین علیہ السلام شکلِ انسانی میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آتے - حضرت خضر علیہ السلام مختلف انسانی شکلوں میں لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض اُمتیوں کے جنازہ میں بھی شرکت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت شاہ عبدالعزیز" کی پہلی

Marfat.com

محراب ختم ہونے پر ختم شریف میں شرکت فرمائی۔ مجلس میں ایک بزرگ آئے ' نام پوچھا گیا تو فرمایا' ابو ہریرہؓ ' مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ آج عبدالعزیز کے ہاں ختم ہے ہم وہاں جا رہے ہیں اور مجھے کسی اور مقام پر جانے کا حکم صادر فرمایا۔ اسی لئے مجھے یہاں پہنچنے میں تاخیر ہوگئی ہے۔ بس اتنا فرمایا اور غائب ہوگئے۔

(فتاویٰ عزیزیہ مقدمہ ص ۱۳ فارسی عبارت کا ترجمہ)

عرس بزرگاں ' میلاد شریف کی مجالس اور بزرگانِ دین کی زیارات میں شرکت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ شاید حضور ﷺ کی قدم بوسی کا شرف نصیب ہو جائے۔ آخرت میں حضور ﷺ کے ملنے کے تین مقام ہیں۔حوضِ کوثر ' میزانِ عمل اور صراط ۔جبکہ دنیا میں آپ ﷺ کے ملنے کی جگہ بزرگوں کی مجالس ۔ان سے دُوری اللہ و رسولؐ سے دُوری ہے۔

مولانا فرماتے ہیں۔

چوں شوی دُور از حضورِ اولیاء
ایں چنیں داں دُور گشتی از خُدا

ترجمہ:- جب تو اولیاء اللہ سے دُور ہوا تو جان لے کہ تُو اللہ سے دُور ہو گیا۔

یہاں اشعتہ نے فرمایا کہ راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے تُرْزَقُوْنَ فرمایا تُنْصَرُوْنَ فرمایا۔ بہرحال مطلب یہ ہے کہ ضعفاء میں قطب اور اوتار ہوتے ہیں ان سے نظامِ دنیا قائم ہے۔ اگر یہ رہیں تو دنیا رہے ہے۔ مثلاً خیمہ چوب اور عناب میخوں سے

Marfat.com

قائم ہے اگر یہ نہ رہیں تو خیمہ گر جائے۔ آسمان کا خیمہ ان بزرگوں سے قائم ہے۔
(مرقات از ملاّ علی قاری حنفی)

حدیث نمبر :- ۳۶

نبی کریم ﷺ فقراء ' مہاجرین کے توسل سے فتح مانگتے تھے

عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ۔ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

ترجمہ :-

روایت ہے امیہ ابن خالد ابن عبداللہ ابن اسید سے 'وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہے کہ حضور ﷺ فقراء اور مہاجرین کے توسّل سے فتح مانگتے تھے۔

(شرح سنہ) (مشکوۃ باب فضل الفقراء)

تشریح :-

امیہ بن خالد کو بعض محدثین صحابی کہتے ہیں ' مگر آپ تابعی ہیں۔ ثقہ' مکّی یا مدنی ۸۰ھ کے بعد وفات پائی۔ (مراءت)

چنانچہ حضور انور ﷺ جہاد میں اس طرح دعا فرماتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اُنْصُرْنَا

Marfat.com

عَلَى الْاَعْدَاءِ بِحَقِّ عِبَادَكَ الْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ - یعنی اے اللہ ہماری دشمن پر نصرت فرما ' اپنے مہاجر فقیروں کے حق سے جو تیرے بندے ہیں- اگر چہ سرکارِ دو عالم ﷺ خود سب کے وسیلہ عظمٰی ہیں مگر آپ کا ان کے وسیلہ سے دعا مانگنا یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کے وسیلہ سے دعا کرنا سنّتِ رسول ﷺ ہے اور افضل بندے اپنے نیک خدّام کے وسیلہ سے دعا کریں-صرف نیک اعمال کے وسیلہ پر قناعت نہ کیا کریں-

(مرات)

اس حدیث پاک کو بہت طرح سے قوت حاصل ہے-

فرمانِ باری تعالیٰ ہے -"لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا"

(اگر مسلمان کافروں سے جُدا ہو جاتے تو ان کو کافر ہونے کی وجہ سے ہم عذاب دیتے)اگر مکہ سے یہ فقراء مومنین نکل جاتے تو ہم کفّار کو عذاب دے دیتے - پتہ لگا کہ کفّار کا عذاب سے بچے رہنا فقراء مومنین کی برکت سے ہے-

ابن ابی شیبہ طبرانی ابن عبداللہ نے روایت کی کہ کان ﷺ بِصَعَالِيْكِ الْمُسْلِمِيْنَ -

امیہ ابن خالد صاحبِ مشکوٰۃ کے نزدیک صحابی ہیں اور اگر تابعی بھی ہوں تو نہایت ثقہ ہیں -ایک ثقہ کی مرسل حدیث قبول ہے- (مرقات)

مندرجہ بالا آیت وحدیث وسیلہ اولیاء کے لئے اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے-

مولانا فرماتے ہیں-

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ گردد ورق

Marfat.com

ترجمہ :- اللہ اور خاصانِ حق کی عنایت کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہے تو اس کا اعمالنامہ سیاہ ہے۔

بقول علامہ اقبالؒ -

اسی میں دیکھ مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
کہ تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رُو کر لے

.... ☆☆☆ ....

حدیث نمبر :- ۳۷

دنیا مومن کا قید خانہ ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُہٗ وَاِذَا فَارَقَ الدنیا فارق السجن والسنة - (رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا مومن کا جیل خانہ ہے اور اس کی قحط سالی ہے۔ جب مومن دنیا چھوڑتا ہے تو جیل اور قحط سے نکل جاتا ہے۔ (شرح سنہ ' مشکوۃ باب فضل الفقراء)

Marfat.com

تشریح :-

جس طرح جیل میں قیدی کا دل نہیں لگتا اگر چہ وہاں ہر طرح کی سہولتیں بھی میسر ہوں اسی طرح مومن کا دل دنیا میں نہیں لگتا۔ اگر چہ اسے بڑا ہی آرام ہو۔ اس حدیث پاک کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان کو دنیا میں تکلیف ہی تکلیف ہے ' تکلیف اور بات ہے اور دل نہ لگنا کچھ اور ۔ مثال کے طور پر قحط سالی میں انسانوں کو ذلّت ' قلت اور تکلیف ہوتی ہے ' اسی طرح مسلمان کو دنیا میں کوئی نہ کوئی تکلیف رہتی ہے یہ آزمودہ چیز ہے بلکہ تکلیفیں' ناکامیاں اور مصیبتیں ہی انسان کو انسان بنا کر رکھتی ہیں۔ عیش و آرام میں غفلت جبکہ تکلیف میں بیداری ہوتی ہے۔ رجوع الی اللہ ہوتا ہے۔

مومن کو آخرت میں اس قدر آرام اور راحتیں ہیں کہ ان کے مقابل دنیا کی بادشاہت بھی جیل ہے اور کافر کو آخرت میں ایسی مصیبتیں جھیلنا ہونگی کہ ان کے مقابلے میں دنیا کی سخت ترین تکلیف گویا جنت ہوگی۔ مومن مر کر دنیاوی جنجال سے آزاد ہوتا ہے اور کافر مر کر پھنستا ہے موت ایک ریل ہے جو مومن کو عیش خانہ تک اور کافر کو جیل خانہ تک پہنچاتی ہے۔ جس طرح ایک ہی ریل میں کسی کے بارات ہوسکتی ہے اور کسی کی میت ' یا پھر اسی ریل میں کسی کو پھانسی کے لئے لے جایا جا رہا ہو۔ اور کوئی جیل سے آزاد ہو کر جا رہا ہو۔ (مرأت)

دریں محنت سرائے بے مواسا
بہ نعمت ہائے خویشم کن شناسا

ترجمہ :- اس بے رحم محنت سرا میں اپنی نعمتوں سے مالا مال فرما۔

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۳۸

حضرت بلالؓ اور حضور ﷺ کے تیس دن ایسے گزرے کہ کھانا نہ کھایا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰهِ وَ مَا يُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِی اللّٰهِ وَ مَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَ لَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَّ يَوْمٍ مَا لِیَ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَّاكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ يُّوَارِيْهِ اِبْطُ بِلَالٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ وَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ حِيْنَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ هَارِبًا مِّنْ مَكَّةَ وَ مَعَهٗ بِلَالٌ اِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ يَحْمِلُ تَحْتَ اِبْطِهٖ) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی راہ میں بہت ڈرایا گیا جتنا کوئی نہیں ڈرایا جاتا ، اور میں اللہ کی راہ میں ستایا گیا ، ایسا کوئی نہیں ستایا جاتا ، اور مجھ پر تیس دن رات ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلالؓ کے لئے کھانا نہ تھا۔ سواء اس قدر کہ جسے بلالؓ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

Marfat.com

اور فرمایا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے اور آپؐ کے ساتھ بلالؓ تھے -- بلالؓ کے ساتھ اتنا کھانا تھا جسے وہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے-

تشریح :-

یعنی دین اسلام کی تبلیغ اور کتاب اللہ کی اشاعت کے سلسلے میں جتنا کفار نے آپ ﷺ کو ڈرایا اتنا کسی اور نبی کو ان کی قوم نے نہیں ڈرایا - اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے فرمایا کہ دین کی تبلیغ میں جتنا کفار نے آپ ﷺ کو ستایا اتنا کسی اور نبی کو ستایا نہ گیا - صاحب مرقات ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ جب کفارِ مکہ نے آنحضرت ﷺ کو بہت ستایا اس وقت آپؐ کے ساتھ طاقتور مسلمان نہ تھے - جب اسلام پھیلا تو کفار کی طاقت کمزور ہوگئی اور انہیں کم ستایا گیا - نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم سے تکالیف برداشت کیں مگر حضور انور ﷺ نے تیئس (۲۳) سال - لیکن نوح علیہ السلام کی تکالیف سے آپ کی تکالیف سخت تر ہیں - چونکہ آپؐ سیّد الانبیاء ہیں اس لئے آپؐ کی مشکلات بھی زیادہ ہیں - گہن چاند اور سورج کو ہی لگتا ہے تاروں کو نہیں اسی طرح دُکھ بڑوں کو چھوٹوں کی نسبت زیادہ ملتا ہے -

خیال رہے یہ واقعہ ہجرتِ مدینہ کا نہیں کیونکہ اس دن آپ ﷺ کے ساتھ صدیق اکبرؓ تھے - سیّدنا بلالؓ نہیں تھے - غالباً یہ واقعہ تبلیغِ طائف کا ہے - نبوّت کے دسویں سال ابوطالب کی وفات ہوئی اور پانچ دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوگیا - حضور ﷺ نے اس سال کا نام عام الحزن (غم کا سال) رکھا - تین ماہ بعد آخر شوال میں حضور

ﷺ تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے آپ ؐ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہؓ تھے-
آپ ؐ نے وہاں کے سردار بنی ثقیف کے معتمد شخص عبدیالیل ابن عبدکلال کو تبلیغ کی - اس نے
آپ ﷺ کے پیچھے آوارہ لڑکے لگا دیے جنہوں نے آپ ﷺ کو زخمی کردیا- زیدؓ
نے روکا تو ان کا سر زخموں سے چُور ہو گیا- تب جبرائیل امین علیہ السلام نے آ کر عرض کی
یارسول اللہ ﷺ ! حکم فرمائیں تو طائف کے پہاڑوں کو ملا دوں ' جس سے یہ لوگ پس
جائیں- فرمایا اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ممکن ہے ان کی اولاد مسلمان ہو جائے - تاریخ
اٹھا کر دیکھو ' طائف میں بڑے بڑے مسلمان سپہ سالار پیدا ہوئے - یہ سب کچھ آپ ﷺ
کی دعا کا صدقہ ہے-

صاحب مرقات ولمعات فرماتے ہیں کہ یہاں یہ واقعہ مراد نہیں کیونکہ اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ بلالؓ نہ تھے- بلکہ زیدؓ تھے- یہاں طائف کا کوئی اور سفر مراد ہے جس میں سیّدنا بلالؓ ساتھ تھے- بعض نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے طائف کے کئی سفر کئے ہیں- یہاں حدیث پاک میں ذُوکَبَد فرما کر یہ اشارہ دیا کہ ہم دونوں کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو کوئی جانور بھی کھا سکے - چہ جائیکہ انسان کھائے - شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں کہ بغل میں کھانا ظاہر ہے تھوڑا سا ہی سما سکے گا- چار یا چھ روٹیاں ' اتنا کھانا اور تیس دن ' دو صاحبان کا گزارہ-

(مرأت)

اس سیّد الصابرین پر لاکھوں سلام- میں قربان جاؤں کہ سرکار ﷺ نے تبلیغِ دین کی خاطر ایسی تکالیف اور مشقتیں اٹھائیں کہ آج تک تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے-

.... ☆☆☆ ....

حدیث نمبر :- ۳۹

جس میں دو عادتیں ہوں وہ صابر اور شاکر ہے

عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ کَانَتَا فِیْہِ کَتَبَہُ اللّٰہُ شَاکِرًا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِیْ دِیْنِہٖ اِلٰی مَنْ ھُوَ فَوْقَہٗ فَاقْتَدٰی بِہٖ وَ نَظَرَ فِیْ دُنْیَا اِلٰی مَنْ ھُوَ دُوْنَہٗ فَحَمِدَ اللّٰہَ عَلٰی مَا فَضَّلَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ کَتَبَہُ اللّٰہُ شَاکِرًا صَابِرًا وَ مَنْ نَظَرَ فِیْ دِیْنِہٖ اِلٰی مَنْ ھُوَ دُوْنَہٗ وَ نَظَرَ دُنْیَاہُ اِلٰی مَنْ ھُوَ فَوْقَہٗ فَاَسِفَ عَلٰی مَا فَاتَہٗ مِنْہُ لَمْ یَکْتُبْہُ اللّٰہُ شَاکِرًا وَّ لَا صَابِرًا۔ (رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

ترجمہ :-

حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں دو عادتیں ہوں اسے اللہ تعالیٰ صابر شاکر لکھتا ہے۔ جو اپنے دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھے تو اس کی پیروی کرے اور اپنی دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے تو اللہ کا شکر کرے اس پر کہ اللہ نے اسے اس شخص پر بزرگی دی تو اللہ تعالیٰ اسے شاکر صابر لکھے گا اور جو اپنے دین میں اپنے سے کم کو دیکھے اور اپنی دنیا میں اپنے سے اوپر کو

دیکھے تو فوت شدہ دنیا پر غم کرے -اللہ اسے نہ شاکر لکھے گا نہ صابر-

تشریح :-

شکر اور صبر دونوں کا ایک شخص میں جمع ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ شکر تو نعمت کے ملنے پر کیا جاتا ہے اور صبر نعمت نہ ملنے یا چھن جانے پر ملتا ہے ' مگر جو ان دو چیزوں پر صبر اور شکر پر عمل کرے گا وہ صابر اور شاکر ہوگا- گویا یہ ہے اجتماعِ ضدین- (مرات)

فرمایا کہ اگر تم اچھے کام کرتے فخر نہ کرو بلکہ ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے زیادہ نیک ہیں ' خواہ وہ زندہ ہوں یا ان کو حضرات صحابہ کرامؓ واہلِ بیتؓ کے اعمال پر غور اور عمل کرنا چاہئے- جو زیادہ نیکیوں کی کوشش کرے گا اس کے سبب اللہ اسے صابر لکھے گا- جب یہ شخص ان بزرگوں جیسے کام نہ کر سکے گا تو افسوس کرے گا- یہ اس کا صبر ہوگا- ہمیں افسوس کرنا چاہئے کہ کاش ہم بھی صحابہ کرامؓ کے وقت ہوتے اور جمالِ مصطفےٰ ﷺ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ' قدموں پر جان نچھاور کرتے-

اپنے سے نیچے کو دنیا داری میں دیکھ کر شکر کرنا چاہئے- اس کے سوچنے سے بڑی سے بڑی مصیبت بھی آسان ہو جاتی ہے - اگر کسی کا جوان بیٹا مر جائے اور صبر نہ آئے تو وہ حضرت علی اکبر کی شہادت پر غور کرے -انشاءاللہ فوراً صبر نصیب ہوگا -دین میں اپنے سے کم اور دنیا میں اپنے سے اوپر دیکھنے والے شخص کی زندگی حسد ' جلن ' بے صبری اور دل کی کوفت میں گزرے گی- امیروں کو دیکھ کر جلتا بھنتا رہے گا کہ ہائے میرے پاس مال کم ہے اور اپنی عبادت پر فخر کرے گا کہ فلاں بے نمازی ہے اور میں نمازی ہوں ' میں اس سے بہتر ہوں ' تکبر ہے- فرمانِ باری تعالیٰ- ہے "لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ" (اور تم اس چیز کا غم نہ کھاؤ جو تم سے فوت ہوگئی ہے اور تم اس پر خوش مت ہو

Marfat.com

جو تمہیں دی گئی ہے) (پ ۲۷ حدید ۲۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کی کمی پر رنج کرے گا وہ ایک ہزار سال کی مسافت دوزخ سے قریب ہو جائے گا اور جو شخص دینی کوتاہی پر رنج کرے گا وہ جنت سے ایک ہزار سال کی راہ قریب ہو جائے گا۔

(مرقات از ملا علی قاری حنفی)

حدیث نمبر :- ۴۰

حضرت ابوذرؓ کو کن سات چیزوں کا اپنے محبوب سے حکم ملا؟

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنِیْ خَلِیْلِیْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ الْمَسَاكِیْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ دُوْنِیْ وَلَا اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقِیْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اَسْئَالُ اَحَدًا شَیْئًا وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ -

(رَوَاهُ اَحْمَدُ) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ' فرمایا مجھے میرے محبوب نے سات چیزوں کا حکم دیا - مجھے مسکینوں سے محبت اور اُن سے قُرب کا حکم دیا ہے اور مجھے حکم دیا کہ اپنے سے ادنیٰ کو دیکھوں اور اپنے سے اوپر کو نہ دیکھوں اور مجھے حکم دیا کہ رشتوں کو جوڑوں اگرچہ وہ رشتہ دور کا ہو اور مجھے حکم دیا کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور مجھے حکم دیا کہ سچی بات کروں اگرچہ کڑوی ہو اور مجھے حکم دیا کہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور مجھے حکم دیا کہ یہ زیادہ کہوں " لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ ...... الخ -نہیں ہے طاقت اور قوت مگر اللہ سے- کیونکہ یہ عرش کے نیچے کا خزانہ ہے-

تشریح :-

یہاں خلیل سے مراد سرکار دو عالم ﷺ ہیں- خلیل وہ جس کی محبت دل کے اندر داخل ہو جائے- یہ بنا ہے خَلّۃٌ سے بمعنی کشادگی- دل کی کشادگی بھر دینے والی محبت خلۃ ہے- خلیل وہ جو محبوب بھی ہو مطاع بھی- خلیل کے بہت معنی ہیں- اَمَرَنِی کا حکم استحبابی ہے اور سب مسلمانوں کو ہے بمعرفت حضرت ابوذرؓ - ہوسکتا ہے حکم وجوبی ہو اور ابوذرؓ کے لئے خاص ہو- حدیث پاک کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت بلالؓ سے تو محبت ہو اور حضرت عثمان غنیؓ سے محبت نہ ہو تو قُرب سے مراد دِلی قُرب ہے یا جسمانی قُرب یعنی مساکین کی صحبت میں رہنا - مساکین کی صحبت دل میں مسکینیت پیدا کرتی ہے- یعنی دنیاوی مال ومتاع ' عزت وجاہ میں اپنے سے کم کو دیکھو اور دینی کاموں میں اپنے سے اوپر کو دیکھنا چاہئے-

اَصِلَ الرَّحِم سے مراد رشتہ دار ہیں- جوڑنے کا مطلب ہے ان سے اچھا سلوک کرنا ' ان سے بدسلوکی نہ کرنا-- اس کی تفسیر میں حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے

بھائیوں سے برتاؤ اور فتح مکہ کے دن قریش سے حضور ﷺ کا برتاؤ دیکھو۔

اَحَــدًا سے مراد دنیادار لوگ ہیں۔حضور ﷺ سے مانگنا ہر ایک لئے فخر ہے۔ آپ ﷺ کا دروازہ تو وہ ہے جہاں بادشاہ بھی بھیک مانگتے ہیں۔

؎ منگتے تو ہیں منگتے ، کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ مِلا ہو

اِنْ کَانَ مُرًّا کا مطلب ہے اپنے متعلق اور دوسروں کے متعلق ہمیشہ حق بات کہو۔ اپنا قصور ہو تو فوراً مان لو اپنے متعلق حق کہنا بڑا مشکل ہے۔ کڑوی سے مراد اپنے یا دوسرے پر کڑوی۔

دنیاوی وجاہت والے کا خوف مجھے حق کہنے سے نہ روکے رہے۔ اگر کبھی ان کو اللہ والے لوگوں کا کوئی عمل بظاہر خلاف معلوم ہو تو اعتراض کرنے میں جلدی نہ کرے۔کئی دفعہ ان کے بعض اعمال غلط معلوم ہوتے ہیں مگر در حقیقت بالکل درست ہوتے ہیں۔ جیسے ماہ رمضان میں حضرت بایزید بسطامیؒ کا لوگوں کے سامنے روٹی کا ٹکڑا کھالینا ' بالکل حق تھا کیونکہ آپ مسافر تھے۔اس ذریعہ سے لوگوں کو اپنی عقیدت سے ہٹادیا۔اسی طرح قرآن حکیم میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ۔

کَنْزٌ تَحْتَ الْعَرْشِ لَا حَوْلَ شریف (عرش کے نیچے کا خزانہ) جنت کی اعلیٰ نعمت ہے جو عرشِ اعظم کے نیچے محفوظ ہے۔عرشِ اعظم جنت الفردوس کی چھت ہے۔اس کی برکت سے دل کو چین ' روح کو خوشی نصیب ہوتی ہے۔اس میں بندہ اپنی قوت وطاقت سے الگ ہوکر اللہ تعالیٰ کی قوت اور طاقت پر بھروسہ کرتا ہے۔وسوسہ کی بیماری کے لئے یہ عمل مجرب ہے کہ بعد نمازِ فجر و مغرب لَا حَوْلَ شریف سات سات بار پانی پر دم کرکے پانی پی لیا

Marfat.com

کرے۔ انشاء اللہ یہ بیماری جاتی رہے گی۔ یہ تیسرے کلمہ کی جزو ہے اور سلسلہ نقشبندیہ میں ختم خواجگاں میں یہی لَا حَـوْلَ شریف پانچ سو دفعہ پڑھ کر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ننانوے بلاؤں کا علاج لاحول شریف میں ہے۔ جن میں ادنیٰ غم اور دکھ ہے۔ یہ کلمہ جنت کا خزانہ اس اعتبار سے بھی ہے کہ یہ کہنے سے آخرت میں کثیر المنافع کی توقع ہے گویا کہ یہ نفیس اور عمدہ خزانہ ہے۔

(تفہیم البخاری)

حدیث نمبر :- ۴۱

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو عیش پسندی سے منع کیا گیا

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِيَّاكَ وَ التَّنَعُّمُ عِبَادَاللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

ترجمہ :-

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا کہ تم عیش پسندی سے بچنا۔ اللہ کے بندے عیش و عشرت میں مشغول نہیں ہوتے۔

(مشکٰوۃ باب فضل الفقراء)

Marfat.com

تشریح :-

یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ مقام ثنیۃ الوداع تک حضرت معاذؓ کو رخصت کرنے تشریف لے گئے- حضرت معاذؓ سوار تھے جبکہ سیّد الانبیاء ﷺ پیدل جا رہے تھے - وہاں آپ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو فرمایا کہ تم یمن میں گورنر بن کر جا رہے ہو مگر حکام کی سی عیش و آرام کی زندگی اختیار نہ کرنا- سادہ غذا اور لباس سادہ رکھنا تا کہ نفس موٹا اور تم غافل نہ ہو جاؤ - یاد رہے سرکارِ دو عالم ﷺ کے صحابہؓ جو گورنر بن کر جاتے تھے انہیں میدہ والا آٹا کھانا منع تھا- سادہ زندگی سے انسان دین اور دنیا میں آرام سے رہتا ہے- لیکن افسوس صد افسوس آج مسلمان یہ سبق بھول گئے- ہمارے کالجوں میں فیشن پرستی اور زیادہ خرچ کرنا سکھایا جاتا ہے- طلباء تعلیم سے فارغ ہو کر فضول خرچ بن کر نکلتے ہیں- پھر مہذّب ڈاکو ' شریف بدمعاش بنتے ہیں اور اگر نوکری مل جائے تو رشوتوں سے ملک کا ستیاناس کرتے ہیں- ان کا خرچ اتنا وسیع ہوتا ہے کہ تنخواہ پر گزارہ نہیں ہوتا اور رشوت سے خرچ پورا کیا جاتا ہے- حالانکہ خود اور اولاد کو ایسا رزق کھلانا حرام ہے- حدیث پاک میں ہے کہ جب انسان حرام کمائی کھاتا ہے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی

اگر معمولی خرچ کریں تو یہ نوبت نہ آئے - اللہ کے بندے ہر حال میں خصوصاً امیر یا حاکم بن کر عیش پسند نہیں ہوتے- اگر حکّام غافل اور عیش پسند ہو جائیں تو رعایا تباہ اور ملک برباد ہوگا- قرآنِ مقدس کفار کے متعلق فرماتا ہے - يَاكُلُوْنَ كَمَا تَاكُلُ الْاَنْعَامُ (وہ ایسے کھاتے ہیں جیسے (ڈنگر) چوپائے کھاتے ہیں) اچھا کھانا اچھا پینا اور چیز ہے مگر عیش پسندی کچھ اور ہے - اسی طرح عمدہ غذا و لباس اور ہے سادہ غذا و لباس کچھ اور ہے- اللہ تعالیٰ اچھی نعمتیں دے تو اچھا کھاؤ ' پہنو - مگر سادگی کے ساتھ اور پھر اچھے کھانے پینے کے عادی نہ بن جاؤ - کبھی پلاؤ کبھی دال کبھی چٹنی کبھی پراٹھے اور کبھی مُرغ کا گوشت وغیرہ- (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۲

جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہو تو اللہ اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوتا ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان)

ترجمہ :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہوگا تو اللہ اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا۔
(مشکوٰۃ باب فضل الفقراء)

تشریح :-

صاحب مرقات ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء دو قسم کی ہے۔ ازلی اور ابدی۔ رضاء ابدی ہماری رضاء سے پہلے ہے جب وہ ہم سے راضی ہوتا ہے تو ہم کو نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ مگر رضاء ابدی ہماری رضاء کے بعد ہے۔ جب ہم اللہ سے راضی ہو جاتے ہیں۔ نیکیاں کر لیتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہوتا ہے۔ یہاں رضاء ابدی کا ذکر ہے -اس لئے بندے کی رضاء پہلے بیان ہوئی۔ اور آیت کریمہ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

Marfat.com

(اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے) رضاء ازلی کا ذکر ہے ۔ اس لئے وہاں رضاء الٰہی کا پہلے ذکر ہے۔ (مرقات)

حدیثِ پاک کا مطلب واضح ہے کہ اگر تم معمولی روزی پا کر شکر زیادہ کرو تو رب تعالیٰ تمہارے معمولی اعمال کی بہت ہی قدر فرمائے گا۔ اور قلیل عمل میں اجرِ جزیل عطا فرمائے گا۔ (مرات)

حدیث نمبر :- ۴۳

مفلس اگر افلاس کو چھپائے تو اللہ حلال روزی دیتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاعَ اَوِ احْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يَّرْزُقَهُ رِزْقَ سَنَةٍ مِّنْ حَلَالٍ -

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَان) مشکوٰۃ باب فضل الفقراء

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بھوکا یا حاجت مند ہو پھر اُسے لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالیٰ کے کرم پر یہ ہے کہ اسے ایک سال کی حلال روزی عطا فرمائے گا۔

تشریح :-

یہاں بھوک سے مراد قابلِ برداشت بھوک ہے۔ جس سے ہلاکت نہ ہو اس کا چھپانا اور خود کما کر کھانا پیٹ بھرنا بہتر ہے لیکن اگر بھوک سے جان نکل رہی ہو تو اس کا ظاہر کرنا اور کسی سے کچھ لے کر بقدرِ ضرورت کھالینا فرض ہے اگر چھپائے گا اور بھوکا مرجائے گا تو حرام موت مرے گا۔ (مرقات)

فقہاء کا یہ فتویٰ اس حدیث پاک کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث کو سمجھنے کے لئے بچی فہم اور سمجھ ہونا ضروری ہے۔ فرمانِ پاک درست اور مجرّب ہے اپنی فقیری چھپانے والے بفضلہٖ تعالیٰ امیر ہو جاتے ہیں۔ کبھی جلد اور کبھی دیر سے مگر فقط چھپانے پر کفایت نہ کرے بلکہ کمانے کی بھی کوشش کرے۔ یہ سال بھر کی روزی آسمان سے نہیں برسے گی بلکہ اسباب سے میسّر ہوگی ۔ جو مومن صاحبِ عیال ' کثیر البال اور فقیر الحال ہو پھر سوال سے بچے تو وہ صاحبِ کمال اور محبوبِ ربِّ ذُوالجلال ہے کہ کسی سے رب کی شکایت نہیں کرتا بلکہ راضی برضاء رہتا ہے مگر یہ عمل ہے بہت مشکل۔ (مراءت)

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا - آمِیْن

حدیث نمبر :- ٤٤

انسان بوڑھا ہو جاتا ہے جبکہ اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھْرِمُ

Marfat.com

اِبْنِ اٰدَمَ وَ یَشُبُّ مِنْہُ اِثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَا لْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ - (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ :-

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں- مال کی حرص اور عمر کی حرص-

(بخاری ومسلم ، مشکوٰۃ باب الامل والحرص)

تشریح :-

یہاں عام دنیادار انسان مراد ہے جو بڑھاپے میں بھی حریص رہتا ہے- بعض اللہ کے بندے جوانی میں بھی حریص نہیں ہوتے وہ اس حکم سے الگ ہیں- مگر ایسے خوش نصیب بندے بہت قلیل ہیں- عموماً بوڑھے آدمی مال جمع کرنے ، مال بڑھانے میں بہت مشغول رہتے ہیں - ہمیشہ زندگی کی دعائیں کراتے ہیں اور اگر کوئی انہیں کوسے تو لڑتے ہیں- یہ ہے محبت مال و عمر- حریص کا دل یا تو قناعت سے بھرتا ہے یا قبر کی مٹی سے- اس حدیث شریف کی صحت پر تجربہ شاہد ہے-

؎ بیخ ہائے خوئے بد محکم شدہ
قوتِ بر کندنِ آں گم شدہ

ترجمہ :- بری عادت کی جڑ پکی ہو گئی اس کو ختم کرنے کی قوت بھی ختم ہو گئی

موت تو سر پر کھڑی ہے اور امیدیں بہت لمبی لمبی بندھی ہوئی ہیں یہ ہم جیسے غافلوں کا ذکر ہے -حضور ﷺ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے-

Marfat.com

کل امرئ مصبح فی اھلہ
والموت اقرب من شراك نعلہ

ترجمہ :- ہر آدمی اپنے گھر میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اُس کے جُوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

انسان بڑھاپے میں بھی یہ سوچتا ہے کہ ابھی عمر بہت ہے نیکیاں آئندہ کرلیں گے اسی خیال میں رہتے ہیں کہ موت آ جاتی ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے مُنادی
خالق نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

صوفیاء فرماتے ہیں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ یا فرماتے ہیں۔ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوْا یعنی حساب دینے سے پہلے اپنا حساب کرلو آج بھی احتساب کا لفظ چل نکلا ہے لیکن اے غافل انسان کبھی اُس احتساب کو بھی یاد کرلیا کر جس کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ "اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ"۔
(بے شک اللہ کی پکڑ سخت ہے) (مرات المناجیح)

حدیث نمبر :- ٤٥

بوڑھے کا دل دو چیزوں سے جوان رہتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اِثْنَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَ طُوْلِ الْاَمَلِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) مشکوٰۃ باب الامل والحرص

Marfat.com

حدیث نمبر :- ٤٦

اللہ تعالیٰ بوڑھے بندے کو معذور رکھتا ہے

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى اِمْرِءٍ اُخِّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰى بَلَغَهٗ سِتِّيْنَ سَنَةً - (رَوَاهُ الْبُخَارِی) مشکوٰۃ باب الامل والحرص

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے کا دل دو چیزوں میں جوان رہتا ہے - محبتِ دنیا اور لمبی امیدیں- (بخاری و مسلم)

انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اُس بندے کو معذور رکھتا ہے جس کی موت پیچھے کر دی گئی ہو -یہاں تک کہ اسے ساٹھ سال تک پہنچا دیا- (بخاری)

تشریح :-

محبتِ دنیا موت سے ڈرنے کا ذریعہ ہے اور لمبی امید ذریعہ ہے اعمالِ صالحہ میں دیر لگانے کا-لیکن اللہ سے امید اور آخرت کی لمبی امید میں کمال ایمان کی نشانی ہے- امل دنیا کی امید کو کہتے ہیں اور رِجَاءً آخرت کی امید کو- اللہ سے امید کو کہا جاتا ہے - امل بُری ہے اور رجاء اچھی ہے-

دوسری حدیث مبارکہ لفظ اَعْذَرَ کے دو معانی ہیں ایک یہ کہ اَعْذَرَ کے معنی ہیں کہ دُور کر دیتا ہے-یعنی بابِ افعال کا ہمزہ سلب کے لئے ہے تب مطلب یہ ہوگا کہ بچپن اور

Marfat.com

جوانی میں غفلت کا عذر سنا جائے گا مگر جو بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرے اُس کا عذر قابلِ قبول نہ ہوگا- کیونکہ بچپن میں جوانی کی امید تھی- جوانی میں بڑھاپے کی امید تھی- اب بڑھاپے میں سوائے موت کے اور کس چیز کا انتظار ہے- اگر اب بھی عبادت نہ کرے تو سزا کے قابل ہے اس کا کوئی بہانہ قابلِ سماعت نہیں- دوسرا یہ کہ اعذر ماضی ہے ' معنی معذور یعنی جو بوڑھا آدمی بڑھاپے کی وجہ سے زیادہ عبادت نہ کر سکے -مگر جوانی میں بڑی عبادتیں کرتا رہا ہو تو اللہ اسے معذور قرار دے کر اس کے نامہء اعمال میں وہی جوانی کی عبادت لکھتا ہے- ساٹھ سال پورا بڑھاپا ہے- شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں-

رسم است کہ مالکانِ تحریر آزاد کنند بندہء پیر

ترجمہ :- یہ رسم ہے کہ تحریر کے مالک بوڑھے غلام کو آزاد کر دیتے ہیں-

اے بارِ خدایا عالم آراء
بر سعدیِ پیر خود بہ بخشاء

ترجمہ :- اے جہاں کے مالک اللہ تُو بھی اپنے بوڑھے سعدی کو معاف فرما دے-

بوڑھے نوکر کی پنشن ہو جاتی ہے وہ رؤف ورحیم ربّ بھی اپنے بوڑھے بندوں کی پنشن کر دیتا ہے- مگر پنشن اُس کی ہوتی ہے جو جوانی میں خدمت کرتا رہے- (مرأت)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں-

کان للہ بودہ ای در ماضے
تا کہ کان اللہ لہٗ آمد جزا

ترجمہ :- گذشتہ زمانہ میں تو اللہ کا ہوا رہا- اس کی جزا ہے کہ اب تیرا ہو گیا-

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۷

انسان مال کا سخت حریص ہے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْکَانَ لِاِبْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَّالٍ لَا تَبْغٰی ثَالِثًا وَّ لَا یَمْلَأُ جَوْفَ اِبْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ -

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) مشکوٰۃ باب الامل والحرص

ترجمہ :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس دو وادیاں (جنگل) مال کے ہوں تو بھی تیسرا جنگل تلاش کرے گا- انسان کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ توبہ قبول کر لیتا ہے- اُس کی جو توبہ کرے- (بخاری و مسلم)

تشریح :-

یہاں دو اور تیسرا جنگل حد بندی کے لئے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کے پاس دو یا تین جنگلوں جتنا مال بھی ہو تو پھر بھی وہ زیادہ کی خواہش کرے گا- انسان کی ہوس زیادہ مال سے نہیں بجھتی یہ تو فضلِ ربانی سے بجھتی ہے- لفظ تُراب سے مراد قبر کی مٹی ہے یعنی انسان کی ہوس قبر تک رہتی ہے- مر کر ہوس ختم ہوتی ہے- یہ حکم عمومی ہے- اللہ کے

نیک بندے اس حکم سے خارج ہیں- وہ تو بڑے صابر و شاکر ہیں- جیسے حضرات انبیاءؑ اور خالص اولیاء اللہ ' مگر یہ لوگ بہت کم ہیں-

یہاں صاحب مرقات ملاّ علی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ صوفیاء کا قول ہے کہ انسان کی پیدائش مٹی سے ہے اور مٹی کی فطرت خشکی ہے اس کی خشکی صرف بارش سے ہی دُور ہوتی ہے- بارش ہونے پر اس میں سبزہ 'پھل 'پھول سب کچھ ہوتے ہیں- یوں ہی اگر انسان پر توفیق کی بارش نہ ہو تو انسان محض خشک ہے -اگر نبوت کے بادل سے توفیق و ہدایت کی بارش ہو تو اُس میں ولایت وتقویٰ وغیرہ کے پھل و پھول لگتے ہیں-

(مرقات)

انسان اگرچہ برائیوں کا مجموعہ ہے لیکن اگر توبہ کر کے رب کی طرف رجوع کرے تو آغوشِ رحمت اس کے لئے کھلی ہے -ارشادِ باری تعالیٰ ہے- لَوَجَدَ اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (البتہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے) صوفیاء کے نزدیک توفیق کی بارش توبہ ہے یاد رہے بارش سے مٹی میں باغ لگتے ہیں پتھروں میں نہیں- سخت دل آدمی کم نیک ہوتے ہیں- مولاناؒ رومؒ فرماتے ہیں-

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گُل بروید رنگ رنگ

کم ز خاکی ' چونکہ خاکے یار یافت
در بہارے صد ہزار انوار یافت

مولاناؒ رومؒ (مرآت)

ترجمہ :- بہاروں میں پتھر سبز نہیں ہوتے تُو خاک ہو جا تا کہ رنگا رنگ پھول کھلیں - کیا ! تُو مٹی سے بھی کم ہے؟ کیونکہ مٹی کو جب پانی ملتا ہے تو سبزہ و پھول سے بھر جاتی ہے-

حدیث نمبر :- ٤٨

حضور ﷺ نے فرمایا میری امّت کی عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَيْنَ سِتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَ اَقَلُّهُمْ مَنْ يُّجَوِّزُ ذٰلِكَ -

(رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ وَ ابْنِ مَاجَةَ) مشکوٰۃ باب الامل والحرص

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہونگی - بہت کم لوگ اس سے آگے جائیں گے-

(ترمذی ' ابن ماجہ)

تشریح :-

بہت کم لوگ ستر سال عمر میں آگے بڑھیں گے -سو سال سے آگے بڑھنے والے تو بہت ہی کم ہونگے -حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سوتین سال ہوئی -اسماء بنت ابوبکرؓ کی عمر ایک سو سال ہوئی لیکن ان حضرات کی قوت میں کمی نہ آئی-

حسان بن ثابتؓ آپ کے والد اور آپ کے دادا تینوں کی عمریں ایک سوبیس سال ہوئیں- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر ساڑھے تین سو سال ہوئی مگر اسلام میں تھوڑا عرصہ رہے- ۵۳ھ میں وفات پائی- (مرقات)

حضرت سلمان فارسیؓ کا مزار بغداد شریف سے تیں میل دُور سلمان پارک بستی میں ہے پہلے اسے مدائن کہتے تھے- (مرأت)

یہ سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین میں سے ہیں-

حدیث نمبر :- ۴۹

وہ آدمی اچھا ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل بھی اچھے

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَ حَسُنَ عَمَلُہٗ فَاَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَ سَاءَ عَمَلُہٗ

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِیُّ وَالدَّارِمِی) مشکوۃ باب استجاب الحال والعمر للطاعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوبکرہؓ سے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کون آدمی اچھا ہے -فرمایا جس کی عمر بھی لمبی ہو اور اس کے عمل بھی اچھے ہوں-عرض کیا تو کون آدمی بُرا ہے -فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور اس کے عمل بھی بُرے ہوں-

احمد ' ترمذی ' دارمی

تشریح :-

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں اور اہلِ طائف میں سے ہیں-یعنی جس شخص کی عمر دراز ہو اور اس کی نیکیاں زیادہ ہوں-ہر آنے والا دن اس کی نیکیاں بڑھائے -ایسا شخص بہت ہی خوش نصیب ہے اور جس کی نیکیاں گناہوں کے برابر ہوں وہ دوسرے نمبر کا خوش نصیب ہے ایسا شخص مشکل سے ملے گا-جو زندگی میں کبھی کوئی گناہ نہ کرے-یہ شان حضرات انبیاء کرامؑ یا خاص اولیاء اللہؒ کی ہے-وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جس کی زندگی دراز ہو اور اس کے گناہ نیکیوں سے زیادہ ہوں اور اس کی زندگی میں آنے والا ہر دن اس کے گناہوں میں اضافہ کرے- (مرات)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث طبرانی ' حاکم' بیہقی' ابونعیم نے مختلف راویوں اور مختلف الفاظ سے روایت فرمائی ہے- یہ الفاظ اور روایت 'حضرت ابوبکرہؓ سے صرف دو کتب میں ہی ہے- (مرقات)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۰

زیادہ عبادت والا شہادت یا شہید کا درجہ پالیتا ہے

عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَهٗ بِجُمُعَةٍ اَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا قُلْتُمْ قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَيَرْحَمَهٗ وَيُلْحِقَهٗ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَعَمَلُهٗ اَوْ قَالَ صِيَامُهٗ لَمَا بَيْنَهُمَا اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ - (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

مشکوۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عبید ابن خالدؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ فرمایا اور ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں مارا گیا- پھر ایک ہفتہ یا اس کے قریب دوسرا آدمی فوت ہو گیا- لوگوں نے اس کی نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے کیا کہا- عرض کیا ہم نے اللہ سے دعا کی کہ اسے بخش دے، اس پر رحم کر اور اسے اپنے ساتھی سے ملا دے- تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس شہید کے بعد اس کی نمازیں اور اس کے عمل کو یاد

Marfat.com

فرمایا -شہید کے روزوں کے بعد اس کے روزے کہاں گئے؟ان کے درمیان کا فاصلہ آسمان و زمین کے فاصلے سے زیادہ دراز ہے۔ (ابوداؤد ' نسائی)

تشریح :-

صاحبِ اشعتہ اور صاحبِ مرقات کے نزدیک عبید ابن خالدؓ صحابی ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ اور کوفہ کے رہنے والے تھے۔مہاجر بن کر مدینہ حاضر ہوئے 'لہٰذا آپ مہاجر ہوئے۔

(مرقات ' اشعتہ)

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ یا تو وہ دونوں آدمی مہاجر تھے یا ان میں سے ایک مہاجر تھے اور دوسرے انصاری - دوسرا احتمال قوی ہے کیونکہ عقد مؤاخات کا رشتہ مہاجر اور انصاری میں کیا جاتا تھا - یہ معلوم نہ ہوسکا کہ شہید مہاجر ہوئے یا انصاری - بہرحال ایک صاحب پہلے شہید ہوئے اور دوسرے صاحب کچھ دنوں کے بعد اپنے بستر پر فوت ہوئے - سرکارِ دو عالم ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ نماز جنازہ میں تم نے اس کے لئے کیا دعا کی؟ نماز جنازہ میں دعائے ماثورہ تو پڑھی ہی جاتی ہے مگر دوسری دعاؤں کی بھی اجازت ہے۔حضور ﷺ نے نماز جنازہ میں اور بہت دعائیں کی ہیں۔ (مرأت)

دوسرے صاحب شہید نہ ہوئے بلکہ ان کا بھائی ہفتہ عشرہ پہلے شہید ہوگیا - مولیٰ تو اپنے کرم سے اس کو اسی شہید کا درجہ عطا فرما - ان دونوں کو وہاں بھی اکٹھا کردے ' جس طرح یہاں یک جا تھے - سبحان اللہ بڑی پیاری دعا کی - فرمایا اس شخص کو جو یہ ہفتہ عشرہ زیادہ مل گیا ' ان دنوں میں اس نے نماز روزے اور دوسری نیکیاں کیں - اس لئے اس کا درجہ شہید سے زیادہ ہوا - یہ صاحب مرابط تھے یعنی جہاد کی خاطر ہر دم تیار اور مرابط کو شہادت کا درجہ ملتا ہے - لہٰذا نیت میں اس شہید کے برابر ہوئے - باقی دنوں میں اعمال میں سبقت لے گئے - نیز بعض غیر

شہید ' شہید سے بڑھ جاتے ہیں-صدیق اکبرؓ تلوار سے شہید نہیں ہوئے مگر شہیدوں سے افضل ہیں-رب ذوالجلال نے فرمایا - مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ -(انبیاء سے ' صدیقوں سے ' شہداء اور نیک لوگوں سے)صدیق کو شہداء پر مقدم فرمایا-

حدیث نمبر :- ۵۱

حضور ﷺ کا تین باتوں پر قسم کھانا

عَنْ اَبِىْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِىْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلٰثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَ اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ فَاَمَّا الَّذِىْ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ فَاِنَّهٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

مشکوٰۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو کبشہ انماریؓ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کے تین باتیں وہ ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ایک بات کی تمہیں خبر دیتا ہوں یاد رکھو- وہ تین باتیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ کسی بندے کا مال صدقہ سے کم نہیں ہوتا اور کوئی ظلم نہیں کیا جاتا جس پر وہ صبر کرے مگر اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور کوئی بندہ مانگنے کا دروازہ نہیں کھولتا- مگر اللہ اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے-

(ترمذی اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تشریح :-

حضرت ابو کبشہ انماریؓ کا نام عمرو بن سعد یا سعد ابن عمرو یا عامر ابن سعد صحابی ہیں- آخر زمانہ میں شام میں رہے- (مرات)

یعنی تین خبریں قسم سے بیان کرتا ہوں اور ایک خبر بغیر قسم کے- خیال رہے کہ حضور انور ﷺ کی خبر خواہ قسم سے ہو یا بغیر قسم بالکل حق و درست ہے- حضور ﷺ کی خبر کا درست ہونا ایسا ہی لازم وضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی خبر کا حق ہونا لازم ہے کہ رب تعالیٰ کا جھوٹ بھی ناممکن ہے اور نبی کا جھوٹ بھی ناممکن -اگرچہ وہ بالذات ہے اور یہ محال یا بغیر جیسے رب تعالیٰ کی قسمیں تاکید کے لئے ہوتی ہیں ایسے ہی حضور ﷺ کی قسمیں بھی تاکید کلام کے لئے ہیں-صرف اُقْسِمُ فرما کر قسم کھائی گئی- واللہ نہیں فرمایا یہ بھی قسم کا ایک طریقہ ہے-صدقہ سے مراد ہر خیرات ہے-فرضی ہو یا نفلی تجربہ شاہد ہے کہ خیرات سے مال بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا- آزما کر دیکھ لو- میرا رب سچا

Marfat.com

اُس کا رسول سچا- صدقہ سے دنیا میں برکت اور آخرت میں ثواب ہے-حق تو یہ ہے کہ صدقہ والے مال کو عموماً حاکم ، حکیم ، وکیل اور چور نہیں کھاتے اور دنیاوی نقصان بھی بہت کم ہوتے ہیں - صبر سے مراد اخلاقی صبر ہے نہ کہ مجبوری کا صبر- رب تعالیٰ فرماتا ہے -

فَاعْفُوْا وَصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ (معاف کرواور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دربار میں آئے ہوئے بھائیوں کو معاف کر دیا-حضور اکرم ﷺ نے فتح مکّہ کے موقعہ پر تمام اہلِ مکّہ کو معاف کر دیا اور فرمایا -لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْم (آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں)(یوسف ۹۱ پ ۱۳) انہیں بھی معاف کر دیا جن سے عمر بھر ظلم وستم دیکھے تھے دیکھ لو ان حضرات کی آج بھی واہ واہ ہو رہی ہے - یہ ہے عزت بڑھنا-

تجربہ شاہد ہے کہ پیشہ ور بھکاریوں کے پاس اولاً تو مال جمع ہوتا ہی نہیں اگر جمع ہو جائے تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے یونہی چھوڑ جاتے ہیں-ان کے مال میں برکت نہیں ہوتی-

صاحبِ مرقات ملاّ علی قاری حنفی نے ان کی مثال اس کتے سے دی ہے جو منہ میں ٹکڑا لئے شفاف وصاف نہر پر گزرے اور اس میں اپنے عکس کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ دوسرا کتا ہے-اس سے ٹکڑا چھین لینے کے لئے اس پر منہ پھاڑ کر حملہ کرے-تو اپنا ٹکڑا بھی کھو بیٹھے -

(مرقات)

حدیث نمبر :- ۵۲

موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَیْرًا اِسْتَعْمَلَہٗ فَقِیْلَ وَکَیْفَ یَسْتَعْمِلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یُوَفِّقُہٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) مشکوٰۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے کہ حضرت انسؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اُس سے کام لیتا ہے -عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیسے کام لیتا ہے - فرمایا اسے موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ (رواہ الترمذی)

تشریح :-

غالبًا بندہ سے مراد بندۂ مومن ہے- یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کی جب بھلائی چاہتا ہے تو نہ تو اسے رہنے دے کہ وہ اپنی زندگی برباد وضائع کردے نہ اُسے گناہوں میں مبتلا ہونے دے- ممکن ہے کہ عبد سے مراد ہر بندہ، مومن و کافر ہے- اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو کافر نہیں رہنے دیتا- آخر کار وہ مومن ہو جاتا ہے- صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ انسان کام تو ہمیشہ ہی کرتا ہے

Marfat.com

کوئی شخص بیکار نہیں رہتا ' جاگنا' چلنا' پھرنا بھی تو کام ہی ہیں- سرکار نے کام سے کون سا کام مراد لیا ہے فرمایا کام سے مراد نیک کام ہیں اور کام لینے سے مراد اس کی موت کے قریب کام لینا ہے- مطلب یہ ہے کہ ایسے بندے کا انجام اچھا ہوتا ہے اگر چہ زندگی گناہوں میں گزارے مگر توبہ کر کے گناہوں کا کفارہ ادا کر کے مرتا ہے- خاتمہ کا اعتبار ہے -اس حدیث مبارکہ سے دو فائدے حاصل ہوئے -ایک یہ کہ مومن کی زندگی موت سے افضل ہے- زندگی عمل کا وقت ہے دوسرے ہر کسی گنہگار کے متعلق ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کہ وہ دوزخی ہی ہے- یہ تو اللہ کو ہی خبر ہے ممکن ہے کہ وہ مرتے وقت نیک ہو جائے- خیال رہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ موت زندگی سے افضل ہے کہ وہ راحت و آرام اور اپنے کام کے پھل پانے کا زمانہ ہے- عشاق کہتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کی حیات شریف کے زمانہ میں مومن کی زندگی فراق کا زمانہ ہے- موت یار کے دیدار کا ذریعہ ہے-

؎ سنا ہے قبر میں دیدار ہوگا بے حجابانہ
کفن کو پھاڑ کر اٹھیں گے مُردے اپنی مدفن سے

صاحب مرقات ملا علی قاری حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حاکم نے بسند صحیح ' احمد ' ابن حبان ' طبرانی نے مختلف صحابہؓ سے مختلف عبارتوں سے روایت کی-

(مرقات)

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۳

ساٹھ سال کی عمر والے کو بلاوا

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادُ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ اَبْنَآءُ السِّتِّيْنَ وَ هُوَ الْعُمُرُ الَّذِىْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَاءَكُمُ النَّذِيْرُ - (رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَان) مشکوۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ ساٹھ سالہ لوگ کہاں ہیں۔ یہ عمر وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " کیا ہم نے تم کو اس قدر عمر نہ دی جس میں نصیحت پکڑنے والا نصیحت پکڑے اور آئے تمہارے پاس ڈرانے والا "۔ (بیہقی)

تشریح :-

بروز قیامت بلاوا ہوگا کہ پہلے ساٹھ سال والے بوڑھے حاضر ہوں اور اپنی عمروں کا حساب دیں کہ انہوں نے دراز عمر کس طرح کام میں خرچ کی۔ انسانی عمر کے تین حصے ہوتے ہیں بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔ ساٹھ سالہ آدمی یہ تینوں حصے پالیتا ہے ۔ بچپن نہ سنبھلے تو جوانی میں سنبھل جائے اور جوانی میں نہ سنبھلے تو بڑھاپے میں ٹھیک ہو جائے لیکن اگر بڑھاپے میں بھی

Marfat.com

درست نہ ہوا تو پھر کب ہوگا- اب تو صرف موت ہی باقی ہے-لہٰذا بڈھا گنہگار کوئی عذرو معذرت نہیں کرسکتا- آیت مقدسہ میں ڈرانے والے سے مراد رسول اللہ ﷺ یا قرآن مجید یا بڑھاپا یا موت ہے-بوڑھے کے پاس یہ سارے ڈرانے والے پہنچ جاتے ہیں-

(مرأت از مفتی احمد یار خان نعیمی)

حدیث نمبر :- ٥٤

دوشہیدوں سے زیادہ بستر پر مرنے والے کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِیْ عَذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّكْفِیْنِیْهِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا فَكَانُوْا عِنْدَهٗ فَبَعَثَ النَّبِیَّ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتَشْهَدُ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْهِ الْاٰخَرُ فَاسْتَشْهَدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَیْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةَ فِی الْجَنَّةِ وَرَاَیْتُ الْمَیِّتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ اَمَامَهُمْ وَالَّذِیْ اسْتَشْهَدَ اٰخِرَ یَلِیْهِ وَ اَوَّلَهُمْ یَلِیْهِ فَدَخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِیِّ ذٰلِكَ فَقَالَ وَ مَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ

Marfat.com

مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَ تَكْبِيْرِهٖ وَ تَهْلِيْلِهٖ -

(رَوَاهُ اَحْمَد) مشکوۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن شداد ؒ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ بنی عذرہ کے تین شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے- تو وہ ان کے پاس رہے- تو پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں ہماری طرف سے کون سنبھالے گا- جناب طلحہ ؓ بولے ' میں -تو وہ ان کے پاس رہے تو پھر نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو ان میں سے ایک اس لشکر میں گیا- وہ شہید ہو گیا- پھر اور لشکر بھیجا تو ان میں سے دوسرا گیا- وہ بھی شہید ہو گیا اور تیسرا اپنے بستر پر مر گیا- راوی کہتے ہیں کہ جناب طلحہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا- بستر پر مرنے والے کو ان سب سے آگے دیکھا اور جو پیچھے شہید ہوا اسے اس کے قریب اور پہلے شہید ہونے والا اس کے قریب دیکھا - میرے دل میں اس سے کچھ خیال آ گیا تب پہلے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا کہ تم نے اس میں سے کس چیز پر تعجب کیا -اللہ کے نزدیک اس مومن سے کوئی چیز افضل نہیں جسے اسلام میں زیادہ عمر دی جائے- اس کی تسبیح ' تکبیر اور اس کے کلمہ کی وجہ سے- (احمد)

تشریح :-

عبداللہ بن شداد تابعی ' آپ کے والد شداد ابن اوس صحابی ہیں- حضرت میمونہ آپ کی خالہ ہیں- بڑے عالم متقی تھے- حضرت عمر ؓ ' حضرت علی ؓ ' حضرت معاذ ابن جبل ؓ ابن عباس ؓ سے روایات لی ہیں-

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تینوں نو مسلم فقیر ہمارے مہمان ہیں- ان کا کھانا کپڑا وغیرہ ہمارے ذمہ ہے -جو ہماری طرف سے ان کا خرچ برداشت کرے تا قیامت ہم جیسے فقیروں کا گزارہ حضور ﷺ کے دروازے سے ہوتا رہے گا - دنیاوی وسیلے ان ہی کے کرم کے مظہر ہیں- تینوں حضرات ' حضرت طلحہؓ کے دائمی مہمان ٹھہرے -حتیٰ کہ ان میں سے وہ باری باری راہِ خدا میں شہید ہو گئے- (مرات)

صاحبِ مرقات لکھتے ہیں کہ تیسرے صاحب ان دو جہادوں میں یا تو گئے ہی نہ تھے ' یا گئے تھے مگر شہید نہ ہوئے- بعد میں بیماری سے فوت ہوئے- مگر وہ جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے یعنی مرابط فی سبیل اللہ- یہ قیود خیال میں رہیں- مزید کہتے ہیں کہ ابو طلحہؓ نے خواب میں دیکھا یا کشف سے- (مرقات)

یہ حدیث الہامِ اولیاء ' کشفِ اولیاء کی دلیل ہے- بعض حضرات کشفِ قبور کر لیتے ہیں- اس کا ماخذ یہی حدیث ہے- طلحہؓ فرماتے ہیں کہ جنّت میں اس طرح دیکھا کہ تیسرے صاحب جو شہید نہ ہوئے تھے مگر ان میں نمبر اوّل تھے- دوسرے شہید نمبر دوم اور پہلے شہید ہونے والے تیسرے نمبر پر تھے- یہ اولیّت آخریّت درجہ اور مرتبہ کی تھیں- کہ جیسا درجہ انہیں ملا تھا ویسا ہی انہوں نے دیکھا- جناب طلحہؓ فرماتے ہیں کہ یہ ترتیب دیکھ کر مجھے ایسا سوال یا اشکال پیدا ہوا کہ میں خود حل نہ کر سکا کہ غیر شہید تو نمبر اوّل اور شہداء اس کے ماتحت ہیں- یہ اشکال حضور ﷺ نے اس طرح حل فرمایا کہ دوسرے شہید کو پہلے شہید سے کچھ عمر زیادہ مل گئی- اور تیسرے آدمی کو پہلے ان دونوں سے زیادہ عمر ملی- چونکہ انہیں ذکر اللہ ' عبادت و اطاعت کا موقع زیادہ ملا اس لئے یہ دونوں اس پہلے شہید سے افضل ہوئے ۔ اور ان دونوں میں تیسرے صاحب دوسرے شہید سے اعلیٰ ہوئے- پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ تیسرے صاحب بھی

Marfat.com

شہادتِ جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اسلئے انہیں حکمی شہادت تو مل گئی لیکن ذکر اللہ میں وہ بڑھ گئے۔لہذا ان کا درجہ زیادہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کی زندگی کا ہر دن بلکہ ہر ساعت اسکی نیکیاں بڑھ جانے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین۔

(مرآت)

حدیث نمبر :- ۵۵

قیامت کو لمبی عمر والے بھی عبادت کو تھوڑی سمجھیں گے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عُمَیْرَةَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ للّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدً الَوْخَرَّ عَلٰی وَجْهِهٖ مِنْ یَّوْمٍ وُلِدَ اِلٰی اَنْ یَّمُوْتَ هَرَمًا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ لَحَقَّرَهٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَوَدَّ اَنَّهٗ رُدَّ اِلَی الدُّنْیَا کَیْمَا یَزْدَادَ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَد) مشکوٰۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت محمد بن عمیرہ سے یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے اپنے چہرے کے بل گرجائے یعنی کہ اللہ کی اطاعت میں بوڑھا ہو کر مرجائے تو اس دن اس عبادت کو حقیر سمجھے گا اور تمنا

کرے گا کہ دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ اجر و ثواب اور زیادہ کرے۔ (احمد)

تشریح :-

صاحبِ اشعۃ للمعات شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ محمد بن عمیرہ کی صحابیت مشہور نہ تھی۔ اس لئے راوی نے یہ کہہ دیا کہ آپ حضور ﷺ کے صحابی تھے آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ (اشعۃ)

یہ فرضی صورت ہے جس سے ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا یعنی فرض کرو کہ کوئی شخص پیدا ہوتے ہی عبادت میں ایسا مشغول ہو جائے کہ کبھی کوئی کام نفس کے لئے نہ کرے اور اسی حال میں بوڑھا ہو کر مر جائے۔ چہرے کے بل گر جانے کا مطلب ہے کہ عبادت میں مشغول ہو جائے۔ ممکن ہے اس سے مراد سجدہ میں گر جانا ہو۔ وہ شخص مرتے وقت یہی کہے گا کہ میں نے کچھ نہ کیا۔ کچھ اور موقعہ مل جاتا تو اور کچھ کر لیتا اور تمنا کرے گا کہ عبادات و ریاضات کے لئے دنیا میں پھر بھیج دیا جاؤں۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ جسے ربِ تعالیٰ بخش دے گا وہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا نہ کرے گا۔ وہاں مطلب یہ ہے کہ یہاں رہنے سہنے، یہاں کے عیش کرنے کے لئے یہاں آنے کی تمنا نہ کرے گا۔ یہ آرزو دوسرے مقصد یعنی عبادتِ الٰہی کے لئے ہے۔ (مرآت)

حدیث نمبر :- ۵۶

دنیا ذلیل ہے ایک عجیب مثال

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

مَرَّ عَلٰی اِسَکٍ مَیِّتٍ قَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنْ ھٰذَا لَہٗ بِدِرْھَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّہٗ لَنَا بِشَیْءٍ قَالَ فَوَاللّٰہِ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا عَلَیْکُمْ ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بھیڑ کے مرے ہوئے بچے پر گزرے تو فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ یہ اسے ایک درہم کے عوض سے لے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی بھی چیز کے عوض ملے-تو فرمایا اللہ کی قسم ! دنیا اللہ کو اس سے زیادہ ذلیل ہے جیسی یہ تمہارے نزدیک- (مسلم ' مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

تشریح :-

بکری کا مردار بچہ کوئی چار آنے میں بھی نہیں خریدتا ' کیونکہ اس کی کھال بے کار اور گوشت وغیرہ حرام ہے اسے کون خریدے- وہ بکری کا مردار بچہ گلا سڑا ہوا تھا -یعنی اللہ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہے- حدیث سے مراد دنیا کی حقیقت واضح کرنا ہے- دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کر دے- عاقل عارف کی دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے- اس کی قیمت بہت عظیم ہے- غافل کی نماز بھی دنیا ہے کیونکہ وہ دکھلاوے کے لئے پڑھتا ہے-

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا دار کو تمام جہان کے مرشد ہدایت نہیں دے سکتے- تارک الدنیا دین دار کو سارے شیاطین مل کر گمراہ نہیں کر سکتے- دنیا دار دینی کام بھی دنیا کی خاطر کرتا ہے اور دیندار دنیاوی کام بھی دین کے لئے کرتا ہے-

مولانا فرماتے ہیں -

Marfat.com

؎ خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی اند
در متاعِ فانی چوں فانی اند

ترجمہ :- دیکھو یہ خلقت کیسے اندھیرے میں پڑی ہے اس فانی متاع دنیا میں کس طرح فانی ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر :- ۵۷

مسلمان پر تعجب ہے ہر معاملہ میں

عَنْ صُہَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اَنْ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ لَہٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ -
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت صہیبؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! تعجب ہے مردِ مسلمان پر کہ اس کے سارے کام خیر ہیں - یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہوتی سوائے مردِ مومن کے- کہ اگر اسے راحت پہنچے تو شکر کرے تو اس کے لئے راحت خیر ہو اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرے ، تو صبر اس کے لئے بہتر ہو - (مسلم ، مشکوۃ باب التوکل والصبر)

Marfat.com

تشریح :-

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ حضرت صہیبؓ ابن سنان ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن جدعان کے آزاد کردہ غلام۔ آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے اصلی باشندے موصل کے ہیں مگر رومیوں نے آپ کو قید کر کے روم پہنچا دیا۔ پھر مکہ معظمہ میں فروخت ہو کر آئے۔ مکہ ہی میں ایمان لائے ۔ اللہ کی راہ میں بہت ستائے گئے۔ آپ کے متعلق یہ آیت اُتری ۔ " وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ " (اور لوگوں میں سے بعض اپنی جانوں کو خدا کی رضا کے لئے بیچتے ہیں)(بقرہ ۲۰۶ پ ۲) آپ نے نوے سال عمر پائی ۔ ۸۰ ہجری میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (مرقات)

مومن کے لئے دنیا میں خیر ہی خیر ہے ' شر بھی خیر ہے۔ راحت و آرام بھی خیر ہے۔ مصیبت و آلام بھی خیر ۔ وہ ہر طرح نفع میں ہے ۔ مومن نعمتیں پا کر شاکر بن جاتا ہے اور مصیبتیں پا کر صابر بن جاتا ہے۔ خیال رہے کہ شکر و صبر دونوں تین قسم کے ہوتے ہیں۔ دلی ' قولی ' عملی یعنی جنانی ' لسانی ' ارکانی ' مالدار کا زکوٰۃ نکالنا عملی شکر ہے۔ یہ ہی حال صبر کا ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیری فقیری دو سواریاں ہیں مجھے پرواہ نہیں کہ کس سواری پر سوار ہو جاؤں۔ (مرقات)

ع فقر و شاہی واردات مصطفیٰؐ است

ترجمہ :- غریبی اور امیری دونوں حضور ﷺ کے واردات ہیں۔

کافر فقیر ہو تو رب کی شکایتیں کر کے کافر رہتا ہے۔ امیر ہو تو فخر و تکبر کر کے اپنا کفر اور زیادہ کر لیتا ہے۔ مومن کا ہر حال اچھا ہوتا ہے ۔ امیر ہو تو شاکر ہوتا ہے ' فقیر ہو تو صابر ہوتا ہے۔ اس کا بھروسہ اور اس کا تصوراتی محور اللہ کی ذات ہے۔

ع اندر بھی ہُو تے باہر بھی ہُو پھر باہُو کِت لبھیندا ہُو

حدیث نمبر :- ۵۸

اللہ پر توکّل کا عجیب فرمان

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عمرؓ ابن خطاب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر اللہ پر جیسا چاہیے ویسا توکل کرو تو وہ تم کو ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام شکم سیر لوٹتے ہیں۔

(ترمذی ' مشکوٰۃ باب التوکل والصبر)

تشریح :-

حقِ توکل یہ ہے کہ فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کو ہی جانے۔ بعض نے فرمایا کہ کسب کرنا اور نتیجہ اللہ پر چھوڑنا حقِ توکل ہے۔ جسم کو کام میں لگائے اور دل کو اللہ سے وابستہ رکھے۔ تجربہ بھی ہے کہ اللہ پر توکل کرنے والے بھوکے نہیں مرتے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

Marfat.com

؎ رزق نہ رکھیں ساتھ یہ پنچھی اور درویش
جن کا رب پر آسرا ان کو رزق ہمیش

پرندے تلاشِ رزق کے لئے آشیانہ سے باہر ضرور جاتے ہیں اور درختوں میں چلنے ...رنے کی طاقت نہیں اس لئے انہیں وہاں ہی کھانا پانی پہنچتا ہے- کوے کا بچہ انڈے سے نکلتا ...ہے تو سفید ہوتا ہے -اس کے ماں باپ اس سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں -اللہ تعالیٰ اس بچے ...کے منہ میں بھنگے جمع کر دیتا ہے -یہ بچہ انہیں کھا کر بڑا ہوتا ہے -جب کالا پڑ جاتا ہے تب ماں ...باپ آتے ہیں- (مرقات)

اس طرح صاحب توکل مومن کو اللہ تعالیٰ بھی 'غیبی رزق' سے نوازتا ہے جہاں اس کا ...گمان بھی نہیں ہوتا وہاں سے اُس کو انواع واقسام کی نعمتیں آتی ہیں وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ ...عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ " اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے پس وہ ہی اس کے لئے کافی ...ہے " (پ۲۸ طلاق ۳)

...نا فرماتے ہیں -

؎ کاف کافی آمد از بہر عباد
صدق وعدہ کٓھٰیٰعٓصٓ

ترجمہ :- بندوں کے لئے کاف ہی کافی ہے یعنی اللہ- کٓھٰیٰعٓصٓ اس کا ...وعدہ ہے-

.... ✡✡✡ ....

حدیث نمبر :- ۵۹

زہد وتقویٰ کا عجب مفہوم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
الزَّھَادَۃُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ تَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَۃَ
الْمَالِ وَلٰکِنَّ الزَّھَادَۃَ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَّا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ
یَدَیْکَ اَوْثَقَ بِمَا فِیْ یَدِی اللّٰہِ وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ ثَوَابِ
الْمُصِیْبَۃِ اِذْ اَنْتَ اُصِبْتَ بِھَا اَرْغَبَ فِیْھَا لَوْ اَنَّھَا اُبْقِیَتْ
لَکَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنِ مَاجَۃَ)

مشکوۃ باب التوکل والصبر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا میں زہد وتقویٰ نہ تو حلال کو حرام کر لینے سے ہے اور نہ مال برباد کرنے سے، لیکن دنیا میں زہد یہ ہے کہ بغیر اپنے قبضہ کی چیز کے، اس پر زیادہ بھروسہ کرے - جو اللہ کے قبضہ میں ہے اور جب تو مصیبت میں گرفتار ہو تو مصیبت کے ثواب میں زیادہ راغب ہو، اگر وہ تجھ پر باقی رکھی جاوے- (ترمذی، ابن ماجہ)

Marfat.com

تشریح :-

بعض جھوٹے پیروں فقیروں کو دیکھا گیا کہ وہ گوشت یا دوسرے اعلیٰ کھانے نہیں کھاتے ہمیشہ موٹا کھاتے اور موٹا پہنتے ہیں- مگر اس کے ساتھ ہی جھوٹ ' غیبت 'بھنگ ' چرس اور ترکِ نماز میں مبتلا رہتے ہیں اور اسے فقیری بلکہ اولیائی سمجھتے ہیں- وہ لوگ اس فرمانِ عالی کے مظہر ہیں 'یہ لوگ پیر نہیں بلکہ شیاطین ہیں کہ حرام چیز تو چھوڑتے نہیں اور حلال سے محروم ہو جاتے ہیں- فقیری کے لئے بھی علمِ شریعت کی ضرورت ہے- مال برباد کرنے کی چند صورتیں ہیں اور وہ سب حرام ہیں-

۱- ناجائز جگہ خرچ کرنا ۲- بلاوجہ مال لٹا دینا ۳- بال بچے ہوتے ہوئے مال لوگوں میں تقسیم کر دینا ۴- سارا مال خیرات کر کے اپنے اور اپنی اولاد کو بھکاری ' فقیر بنا دینا

ہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے بال بچوں کی طرح صابر وشاکر اور متوکل ہوں تو وہ سب خیرات کر دیں ورنہ آج خیرات کر کے کل بھیک مانگنا ' یہ حرام ہے- فرمایا تو متقی تب بنے گا جب تیرے دو اعتقاد ہو جائیں- ایک یہ کہ جو چیز تیرے مِلک اور تیرے قبضہ میں ہے اگر اللہ نہ چاہے تو تُو اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا- دوسرا یہ کہ جو چیز نہ تیری مِلک اور نہ تیرے قبضہ میں ہو اگر رب تعالیٰ چاہے کہ تُو اُس سے فائدہ اٹھائے تو عنقریب وہ چیز تیرے پاس پہنچے گی اور تُو اس سے فائدہ اٹھائے گا- غرض یہ کہ تیرا توکل اللہ پر ہو ' اپنے پر یا اپنے مُلک پر یا اپنے قبضہ پر نہ ہو- یہ توکل انسان کو سچا بندہ بنا دیتا ہے- کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اپنے گھر میں ہی پکا ہوا کھانا نصیب نہیں ہوتا - اور جہاں وہم وگمان بھی نہ ہو وہاں سے کھانا مل جاتا ہے- تجربہ شاہد ہے - یہ واقعات اس فرمانِ عالی کی شرح ہیں-

نیز متقی ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ اگر تجھ پر کوئی آفت آ جائے اور تیرا دل

چاہے کہ یہ آفت جلد ٹل جائے اگر پھر تجھے خیال آ جائے کہ یہ مصیبت تو ثواب کا ذریعہ ہے تو تمہارے دل میں اس کی رغبت واقع ہو جانے کی خواہش زیادہ ہو - یہاں رغبت کا ذکر ہے دعا کا نہیں- مصیبت کی دعا کرنا ممنوع ہے- مگر اس کے ثواب کی رغبت کرنا اچھا ہے- جب مصیبت آ پڑے تو اس کی تکلیف پر نظر نہ ہو بلکہ اس کے ثواب پر نظر ہو- (مرأت)

حدیث نمبر :- ٦٠

ابن آدم کی سعادت اور شقاوت کیا ہے

عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَ مِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَ مِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ - (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) مشکوٰۃ باب التوکل والصبر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت سعدؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی نیک بختی اس سے ہے کہ اس کا اللہ کے فیصلے سے راضی ہونا ہے اور انسان کی بدبختی اس کا اللہ سے خیر مانگنا چھوڑ دینا ہے- انسان کی بدبختی اس سے ہے کہ اس کا اپنے متعلق اللہ کے فیصلے سے ناراض ہونا ہے-

(احمد ترمذی اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے)

Marfat.com

تشریح :-

سعادت وشقاوت ایک غیبی چیز ہے مگر ان دونوں کی علامات ہیں جو بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو اور اس کی قضا پر سر جھکائے رہے -سمجھ لو کہ انشاءاللہ یہ سعید ہے- اس کا خاتمہ اچھا ہونے والا ہے- اگر اس کے برعکس ہو تو علامت بدبختی کی ہے- حضرت انسؓ نے مرفوعاً روایت فرمایا کہ جو استخارہ کرے گا نقصان نہ اٹھائے گا- جو مشورہ کرے گا وہ شرمندہ نہ ہوگا- جو درمیانہ خرچ رکھے گا وہ فقیر نہ ہوگا- (طبرانی ' مرقات از ملا علی قاری حنفی)

میانہ روی بڑی اچھی چیز ہے- بعض علماء فرماتے ہیں کہ چار آدمی چار نعمتوں سے محروم نہ ہوں گے- شکر گزار بندہ زیادتی نعمت سے محروم نہیں ہوتا اور توبہ کرنے والا بندہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا اور استخارہ کرنے والا خیر سے محروم نہیں ہوتا اور نہ ہی محروم ہوگا اور مشورہ کرنے والا درستی سے محروم نہ ہوگا - جو شخص اللہ کے حکم سے ناراض رہے اور رب کی شکائتیں کرتا رہے وہ بدنصیب ہے- یاد رہے کہ مصیبتوں کو دُور کرنے کے لئے تدبیریں کرنا بُرا نہیں ہے بلکہ اس کا حکم ہے- رب کے فیصلے سے ناراض ہو کر اُس کی شان میں بکواس کرنا بُرا ہے جیسا کہ بعض جاہلوں کا طریقہ ہے

(مرآت)

حدیث نمبر :- ٦١

لوگ اگر جان لیں تو یہ ایک آیت ہی کافی ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَ عْلَمُ اٰیَةً لَّوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَکَفَتْهُمْ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ

يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ -

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ ابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیّ) مشکوٰۃ باب التوکل والصبر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اسے اختیار کرلیں تو وہ انہیں کافی ہو کہ جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے چھٹکارہ بنادے گا اور بے گمان جگہ سے اسے روزی دے گا-

(احمد ' ابن ماجہ ' دارمی)

تشریح :-

فرماتے ہیں اگر اس آیت کریمہ پر تمام دنیا عمل کرے تو دین و دنیا کے رنج وغم سے اور فکروں سے آزاد ہو جائے - یہ ایک آیت تمام کے لئے کافی ہے- تقویٰ سے مراد تقویٰ عامہ ہے یعنی اللہ و رسولؐ کے احکامات پر عمل کرنا اور جن چیزوں سے انہوں نے منع فرمایا ہے ان سے بچے رہنا ' تقویٰ ہے- یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے جس پر اُس کا کرم ہوتا ہے اسے تقویٰ نصیب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تقویٰ پر وعدے فرمائے - ایک تو ہر مشکل و مصیبت سے نجات ملنا اور غیب سے روزی عطا ہونا - یاد رہے کہ مصیبت و بلا اور چیز ہے رب تعالیٰ کا امتحان کچھ اور مصیبت سے نجات ملنا چاہیئے مگر امتحان میں کامیابی ہونا چاہیئے- حضرت حسین امام المتقین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں اللہ نے ایسی کامیابی عطا فرمائی جس کی مثال نہیں -

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

Marfat.com

لہٰذا اس آیت کریمہ پر اعتراض نہیں کہ کہ جناب حسینؓ یا امام احمد ابن حنبل متقی تھے مگر ان سے مصیبت نہ ٹلی - وہ مصیبت نہ تھی آزمائش تھی - جو شخص اس آیت کریمہ کو ورد میں رکھے۔ اسے دستِ غیب نصیب ہو جاتا ہے - یعنی غیب سے روزی ملنا - (مرأت)

حدیث نمبر :۶۲

ایک بھائی کی دوسرے بھائی پر شکایت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاتِي النَّبِيَّ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُعْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِيَّ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ' فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے - ایک آپ ﷺ کی خدمت میں آتا تھا ان میں سے دوسرا کوئی پیشہ کرتا تھا - تو پیشہ والے کماؤ نے حضور ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی تو فرمایا شاید تجھے اس کی برکت سے روزی مل رہی ہے - (ترمذی)

(اور فرمایا یہ حدیث صحیح غریب ہے) مشکوٰۃ باب التوکل والصبر

Marfat.com

تشریح :-

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ غالباً وہ دونوں سگے بھائی تھے جن کا کھانا پینا مشترک تھا- (مرقات)

ان دونوں میں سے ایک اپنے کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر چکا تھا- حضور ﷺ کے پاس علمِ دین سیکھنے آتا تھا - یہ رسم آج تک چلی آرہی ہے کہ بعض لوگ اپنے کو یا اپنے بچوں کو علمِ دین کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور مسلمان ان کا خرچہ اٹھاتے ہیں - اصحابِ صفہ ؓ بھی ایسے ہی لوگ تھے-

صاحبِ مرقات نے فرمایا کہ وہ طالب علم غیر شادی شدہ تھا اور یہ کمانے والا بال بچے دار تھا- اس طالب علم کا خرچہ بھی یہ کماؤ بھائی اٹھاتا تھا- معلوم ہوا کہ طالب علم کی خدمت کرنا اور خرچہ دینا بہت بڑی عبادت ہے- شکایت کرنے والے نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اس کو طلبِ علم سے منع فرمادیں اور اسے کمائی کرنے کا حکم دیں تاکہ یہ اپنی دنیا سنبھال لے اور اس کی شادی وغیرہ کا انتظام ہو سکے- مجھ سے اس کا بوجھ اتر جائے' سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تو اسے علمِ دین سیکھنے دے اور اس کا خرچہ تو برداشت کئے جا- اللہ اس کا رزق تیرے دستر خوان پر بھیجے گا- تجھے برکتیں حاصل ہونگی- فرمانِ عالی سے چند مسائل معلوم ہوئے- ایک یہ کہ بعض لوگوں کا اپنے کو علمِ دین کے لئے وقف کر دینا سنّتِ صحابہ کرامؓ ہے- عالمِ دین بننا فرضِ کفایہ ہے- بقدرِ ضرورت علمِ دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے- ۲- ان طالب علموں کا خرچہ مسلمانوں کو اٹھانا چاہئے - انشاء اللہ اس میں بڑی برکت اور ثواب ہے- ۳- اپنے غریب قرابت داروں کی مدد کرنا بڑی برکت کا باعث ہے- رب تعالیٰ فرماتا ہے - وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ''اور قرابت والے کو اس کا حق دے اور مسکین اور

Marfat.com

مسافر کو بھی" (پ۱۵ بنی اسرائیل۲۶) اور جب ایک شخص غریب بھی ہو قرابت دار بھی ہو اور طالب علم بھی ہو تو اس پر خرچ کرنا نُور" علیٰ نُور" ہے۔

خیال رہے کہ حضور ﷺ کا لَعَلَّ فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ کریموں کی شاید بھی یقینی بلکہ حق الیقین ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ہے" وَهَلْ تُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ" یہ حدیث اس حدیث کی شرح ہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ٦٣

نبوّت ﷺ کا حوصلہ و دل و جگر

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِىْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَادْمُوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِىْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (متفق عليه)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن مسعودؓ سے فرماتے ہیں گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نبیوں میں سے ایک نبی کی حکایت بیان فرما رہے ہیں جنہیں ان کی قوم نے مارا تو انہیں خونم خون کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے تھے اور کہتے تھے الٰہی میری قوم کو بخش دے کہ یہ جانتے نہیں۔ (بخاری و مسلم ،مشکوٰۃ باب التوکل والصبر)

Marfat.com

تشریح :-

یہ ہے تصورِ رسول ﷺ حضرات صحابہ کرامؓ حضورؐ کی اداؤں کے تصور میں رہتے تھے۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

صاحبِ اشعۃ فرماتے ہیں کہ نبی سے مراد یا تو نوح علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم سے بڑی مصیبت اٹھاتے تھے ۔حتیٰ کہ کئی کئی دن بے ہوش رہتے تھے۔ ہوش میں آنے کے بعد پھر تبلیغ فرمانے چلے جاتے تھے یا خود حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے ۔یہ واقعہ طائف کی تبلیغ اور اُحد شریف کے جہاد کا بھی ہوسکتا ہے کہ حضور انور ﷺ ان ظالم کفار کو دعائیں دیتے جاتے تھے۔ چہرہ مبارک سے خون صاف کرتے جاتے تھے تاکہ خون آنکھوں یا منہ میں نہ پڑے یا زمین پر نہ گرے۔ زمین پر گرنے سے عذابِ الٰہی آجانے کا اندیشہ تھا۔ (اشعۃ)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ کا مطلب ہے کہ تُو انہیں ایمان کی توفیق دے 'عذاب نہ دے ورنہ کفار کے لئے بخشش کی دعا بحکمِ قرآن منع ہے۔

لَا یَعْلَمُوْنَ کے معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں ' اگر پہچانتے ہوتے تو یہ حرکت نہ کرتے۔معلوم ہوا کہ جاہل کا گناہ ہلکا ہوتا ہے عالم کے گناہ سے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ٦٤

ریاکاری کا عمل

عَنْ جُنْدِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِیْ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهٖ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) مشکوٰۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت جندبؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو سنانا چاہے گا ' اللہ اسے سنادے گا اور جو دکھانا چاہے گا تو اللہ اسے دکھادے گا-

(مسلم و بخاری)

شرح :-

جو شخص کوئی عبادات لوگوں کو دکھانے ' سنانے کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں اس کے عمل لوگوں میں مشہور کر دے گا- مگر عزت کے ساتھ نہیں بلکہ ذلت کے ساتھ' کہ لوگ اس کے عمل سن کر اس پر پھٹکاری کریں گے- تجربہ شاہد ہے کہ بعض لوگ اپنے صدقات خیرات شہرت کے لئے اخباروں میں ' دیواروں پر لکھواتے ہیں- لوگ پڑھ پڑھ کر ان پر لعن طعن کی بوچھاڑ کرتے ہیں کہ اس شہرت کی کیا ضرورت تھی- بعض لوگ شہرت کے لئے اولاد کی شادیوں میں بہت خرچ کرتے ہیں مگر چوطرفہ سے ان پر وہ پھٹکار پڑتی ہے کہ خدا کی پناہ- اس حدیث پاک کا ظہور آج بھی ہو رہا ہے- (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ٦٥

مومن کے اچھے کام پر لوگوں کا تعریف کرنا

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَ یَحْمَدُہُ النَّاسُ عَلَیْہِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ وَ یُحِبُّہُ النَّاسُ عَلَیْہِ قَالَ تِلْکَ عَاجِلُ بُشْرَا الْمُؤْمِنِ -

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے جو اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس عمل پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں فرمایا ' یہ مومن کی فوری بشارت ہے- (مسلم)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ آزمائش کرلو کہ جو کام اللہ کے لئے چھپ کر کرو خود بخود اس کا چرچہ ہو جاتا ہے اور لوگ اس کی تعریفیں کرنے لگتے ہیں- لوگ چھپ کر سجدہ پڑھتے ہیں مگر ان کے چہرے کا نور ان کا یہ عمل شائع کر دیتا ہے- اشارتاً اس سوال میں یہ صورت بھی داخل

Marfat.com

ہے سوال یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ بھی ریا ہے تو جواب میں فرمایا ' یہ ریا نہیں ہے بلکہ قبولیت کی علامت ہے کہ لوگوں کے منہ سے خود بخود اس کی تعریف نکلتی ہے۔صحابہ کرامؓ کے چھپے ہوئے عمل اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ' حضور ﷺ کی احادیث میں ایسے شائع ہوئے کہ آج تک دنیا میں مشہور ہیں۔یہ بشارتِ ربانی ہے۔ارشادِ باری ہے ۔" لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ " (دنیا اور آخرت کی زندگی میں ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے) (پ ۱۱ یونس ۶۴) غرض یہ ہے کہ ریا کا تعلق عامل کی نیت سے ہے کہ اگر وہ دکھلاوے یا شہرت کی نیت سے نیکی کریگا تو یہ ریا ہے۔ (مرات)

حدیث نمبر :- ٦٦

نیکی کا دارومدار نیّت پر ہے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَيَاتِيْهِ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَلَا يَاتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبَانٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ) مشکوٰۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کی نیت

Marfat.com

آخرت کمانا ہوتو اللہ تعالیٰ اس کی غنا اس کے دل میں ڈال دے گا اور اس کی متفرقات کو جمع کر دے گا اور اس کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کی نیت دنیا طلبی ہوگی تو اللہ فقیری اسکی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس پر اس کے کام پراگندہ کر دے گا اور اس کے پاس اتنی ہی آئے گی جتنی اس کے لئے لکھی گئی ہے۔

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ شَمِلٌ جمع ہے شَمِلَۃٌ کی بمعنی حاجت یا عادت یعنی اخلاص والے کو رب تعالیٰ دلی استغنا بھی بخشتا ہے اور اس کی متفرق حاجتیں یکجا بھی جمع فرمادیتا ہے کہ گھر بیٹھے اسکی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔ضرورتوں کے پاس وہ نہیں جاتا ' ضروریات اس کے پاس آتی ہیں - جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔جس جانور کو (کھونٹے) سے باندھ دیتے ہیں اس کی ہر ضرورت وہاں ہی پہنچ جاتی ہے۔

دنیا سے مراد دنیاوی نعمتیں بھی ہیں اور دنیا کے لوگ بھی۔یعنی دنیا اور دنیا دار اس کے پاس خادم بن کر حاضری دیتے ہیں 'جیسا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر دیکھا جا رہا ہے۔

؎ ان کے در کا جو ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا

فقیری سے مراد لوگوں کی محتاجی اور ان کا حاجت مند رہنا ہے۔ یعنی دنیاداروں کے دروازوں پر دھکے کھانا اور ان کی خوشامدیں کرنا۔

شَتَّتَ عَلَیْہِ اَمْرُہٗ سے مراد اس کا دل پریشان رہے کبھی روٹی کے پیچھے دوڑے گا اور کبھی کپڑے کی فکر میں مارا مارا پھرنے گا یا دیگر ضروریات کے لئے پریشان پھرے گا اور اللہ اللہ کرنے کا وقت نہ پائے گا۔یہ بات تجربہ سے بھی ثابت ہے۔کُتِبَ لَہٗ کا مطلب ہے کہ

Marfat.com

ایسی دوڑ دھوپ سے اس کی دنیا میں اضافہ نہ ہوگا بلکہ اس کی پریشانیوں میں اور اضافہ ہوگا - دنیا اسے وہی ملے گی جتنی اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے- (مرأت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنی خواہش کے مطابق رزق نہیں ملتا بلکہ وہی ملتا ہے جو مقدر میں ہوتا ہے- شیخ ... اتے ہیں-

تعلق حجابست و بے حاصلی
چو پیوند ہا بگسلی واصلی

ترجمہ :- لوگوں کی طرف رجحان ' یہ اللہ سے حجاب اور بے حاصلی ہے- جب ایسے تعلق توڑے گا ' تو اللہ مل جائے گا -

حدیث نمبر :- ٦٧

انسان کے لئے شر کیا ہے ؟

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِحَسْبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِيْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ -

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) مشکوۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں

Marfat.com

کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے شر کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا میں انگلیوں سے اشارہ کیا جائے۔ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

(بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

صاحبِ مرأت فرماتے ہیں کہ دینی کمالات ' دولت' صحت ' طاقت میں یوں ہی دینی کمالات علم ' عبادت ' ریاضت میں مشہور ہونا عوام کے لئے تو خطرناک ہی ہے کہ اس سے عموماً دل میں غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سے گمنامی بہتر ہے۔ ہاں بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ وہ شہرت سے متکبر نہیں ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ نیک نامی و بدنامی اللہ کے قبضہ میں ہے اور لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ انہیں زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگاتے دیر نہیں لگتی ۔حضور ﷺ کے تحمل کا تو یہ حال ہے کہ۔

ے اُن کے قدم پہ جبہ سا روم و عجم کی نخوتیں
اُن کے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خود سری
پیش او گیتی جبیں فرسودہ است
خویشتن را عبدہٗ فرمودہ است

حضور ﷺ کی چوکھٹ پر دنیا سر رگڑ رہی ہے مگر خود کو یہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں ' یہ ہے تحمل اور برداشت۔ حضور ﷺ کے بعض نائبین کو یہ تحمل اور برداشت نصیب ہو جاتا ہے اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ سے یہی مراد ہے۔

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ شہرت پسندی کی بیماری میں مبتلا علماء اور عابدین کی تعداد زیادہ ہے۔ (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۶۸

تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ خَرَجَ یَوْمًا اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ مُعَاذُ ابْنِ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ
یَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکَ قَالَ یُبْکِیْنِیْ بِشَیْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ اَنْ یَسِیْرَ الرِّیَا
شِرْکٌ وَمَنْ عَادٰی لِلّٰهِ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهُ بِالْمُحَارَبَةِ
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِیَاءَ الْاَخْفِیَاءَ الَّذِیْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ
یَتَفَقَّدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ یُدْعَوْا وَلَمْ یُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ
مَصَابِیْحُ الْهُدٰی یَخْرُجُوْنَ مِنْ کُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ -

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعْبِ الْاِیْمَانِ) مشکوۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی طرف گئے تو نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس معاذ ابن جبلؓ کو بیٹھا ہوا پایا جو رو رہے تھے تو فرمایا آپ کو کون سی چیز رلاتی ہے ' بولے مجھے وہ چیز رلاتی ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی- میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے- اور جو اللہ کے ولی سے دشمنی کرے تو وہ اللہ کے سامنے جنگ کے لئے آ گیا- اللہ تعالی

Marfat.com

پسند کرتا ہے ان نیکوں ' پرہیزگاروں چھپے ہوؤں کو کہ جب وہ غائب ہو جائیں تو ڈھونڈے نہ جائیں اور اگر حاضر ہوں تو نہ بلائے جائیں ' نہ قریب کئے جائیں- ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں- ہر تاریک گرد آلود سے نکلیں- (ابن ماجہ ' بیہقی)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں حجرہ شریف میں دروازہ تھا- جس سے لوگ قبر انور تک پہنچ جاتے- بہت عرصہ بعد دروازہ بند کر دیا گیا -اب قبر انور تک ہر آدمی نہیں پہنچ سکتا- معاذ ابن جبلؓ خاص قبر انور سے متصل بیٹھے ہوئے رو رہے تھے- حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ اے معاذؓ ! کیوں رو رہے ہو 'فراق رسول اللہ ﷺ رلا رہا ہے یا کوئی اور تکلیف ہے- معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کو تکلیف میں دیکھے تو ضرور وجہ پوچھے- اگر ہو سکے تو اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے -حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نصیحت حضور انور ﷺ سے سنی تھی مگر اس پر عمل نہ کر سکا- اپنی اس محرومی یا معذوری پر رو رہا ہوں- علماء فرماتے ہیں کہ ریا کے بہت درجے ہیں- کچھ درجے چھوٹی چیونٹی سے زیادہ باریک ہیں -انسان ان کو ریا نہیں سمجھتا مگر وہ ریا ہیں- ان سے بچنا بہت ہی مشکل ہے- اس سے تو خاص لوگوں کا بچنا بھی مشکل ہے- عوام کا تو ذکر ہی کیا- معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں بھی ریا کے کسی درجے میں مبتلا ہوں -

مزید فرماتے ہیں کہ میرے رونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے دوستوں کو ایذا رب سے جنگ ہے- اور اولیاء ایسے چھپے ہوئے ہیں کہ ان کی پہچان بہت مشکل ہے- کئی دفعہ پڑوسیوں یا دوستوں سے شکر رنجی ہو جاتی ہے- ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی اللہ کا ولی ہو ان کی تکلیف میرے لئے مصیبت بن جائے- حدیث قدسی ہے -

اَوْلِیَاءُ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ میرے ولی میری قبا میں رہتے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا- (مرقات)

خیال رہے کہ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں-تکوینی ولی اور تشریعی ولی -تکوینی ولی جو
دنیا کے سیاہ وسفید کے مالک ومختار بنادئے جاتے ہیں- ان کی تعداد مقرر ہے-مگر تشریعی اولیاء
اللہ تعداد میں جہاں چالیس متقی مسلمان جمع ہوں وہاں ایک ولی انشاء اللہ ضرور ہوتا ہے- اس ولی کو
خود بھی خبر نہیں ہوتی کہ میں ولی ہوں-مگر ولی ہوتا ہے -شاید حدیث پاک میں غالبًا اس سے وہی
اولیاء تشریعی مراد ہوں-ممکن ہے اس سے مراد تکوینی اولیاء ہوں کہ اکثر ان میں چھپے ہوئے
رہتے ہیں- وہ حضرات کم ہیں جنہیں مخلوق پہچانتی ہے-مثلاً ''غوثِ پاکؒ'' خواجہ اجمیریؒ اور داتا
گنج بخشؒ ہجویری وغیرہ-یاد رہے نبوّت کا اعلان ضروری ہے مگر ولایت کا اعلان ضروری نہیں
- اکثر اعلانِ ولایت کرنے والے خالی ہوتے ہیں - سعدیؒ فرماتے ہیں -

ایں مدعیاں در طلبش بے خبر اند
آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

ترجمہ :- یہ جھوٹے مدعی اس کی طلب سے ناواقف ہیں ' جس کو خبر ہوتی ہے وہ
واویلا نہیں کرتا'

علماء کے لئے اعلان ضروری ہے کیونکہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اسی طرح
نبوّت کا اعلان بھی ضروری ہے-لیکن اولیاء اکثر چھپے رہتے ہیں- علماء دین اسلام کی ظاہری پولیس
ہیں جبکہ ولی اللہ خفیہ پولیس ہیں- یہ حضرات بھی اپنے کو ولی نہیں کہتے-بعض اولیاء کے متعلق
لوگوں کی زبان سے خوامخواہ ولی نکلتا ہے- جس طرح چراغ سے ہدایت ونُور ملتا- ایسے ہی
ان کے دلوں میں ' ان کی نگاہوں سے لوگوں کو نُور ملتا ہے- یہ حضرات حقانیتِ اسلام کی دلیلیں
ہیں-حق دین وہ ہے جس میں اولیاء ہوں انہیں کا راستہ مستقیم ہے-فرمان باری ہے -
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا) اور
ماتاہے- وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ (اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ) اس شاخ کا

Marfat.com

تعلق جڑ سے قائم ہے جس میں سبزہ و پھول ہوں ' سوکھی شاخ کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا-وہ آگ کے لائق ہے-اسلام کی اس شاخ کا تعلق حضور ﷺ سے قائم ہے جس میں ولایت کے پھول ہوں-یہ اولیاء اللہ تاریک گھروں ' غیر مشہور محلّوں ' نامعلوم بستیوں سے پیدا ہوتے رہیں گے-

؎ خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ترجمہ :- دنیا کے خاکساروں کو حقارت سے نہ دیکھ ' تجھے کیا خبر کہ اس غبار میں کوئی سوار بھی ہو-

یا یہ مطلب ہے کہ یہ حضرات تاریک گردو غبار والے عقائد و اعمال و شبہات سے نکل جائیں گے -کبھی اس میں پھنسیں گے نہیں- (مرقات)

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ ہر عالمِ دین متقی ولی اللہ ہے اگر متقی عالم ولی نہ ہو تو کوئی ولی ہی نہیں- (مرقات)

مشہور یہ ہے کہ جس سے روحانی فیوض جاری ہوں انہیں صوفیاء اور اولیاء کہا جاتا ہے -جن سے شرعی فیوض جاری ہوں انہیں علماء کہا جاتا ہے- (مراۃ)

حدیث نمبر :- ٦٩

عبادت کرتے ہوئے کوئی دیکھ لے تو کیا حکم ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمْ بَيْنَا اَنَا فِیْ بَيْتِیْ فِیْ مُصَلَّائِیْ اِذْ دَخَلَ عَلٰی رَجُلٍ فَاَعْجَبَنِیَ الْحَالُ الَّتِیْ رَآنِیْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) مشکوٰۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب کہ میں اپنے گھر میں مصلّے پر تھا کہ میرے پاس ایک شخص آ گیا تو مجھے اپنی حالت پسند آئی جس پر مجھے اس نے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ تم پر اللہ رحمت کرے تم کو دو ثواب ہیں -خفیہ کا ثواب اور اعلانیہ کا ثواب - (ترمذی)

اور صاحب ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے-

تشریح :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں مصلّے پر نوافل یا ورد وظیفہ پڑھ رہا تھا کیونکہ حضرات صحابہ کرامؓ فرض نمازیں مسجد میں با جماعت ادا کرتے تھے -گھر کا ذکر اس لئے فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ میں ریا کاری کے لئے یہ عمل نہ کر رہا تھا ورنہ لوگوں کے مجمع میں کرتا -گھر کے گوشہ میں نہ کرتا- اس آنے والے نے مجھے مصلّے پر یہ عمل کرتے دیکھا- دخل فرما کر یہ بتایا کہ میں نے اسے بلایا نہ تھا نہ اس نے آنا چاہا تھا- اتفاقاً ہی آ گیا تھا- آنے والا ان کا کوئی عزیز یا قریبی ہو گا جو بغیر اذن آ سکے یا آپ کے گھر والوں نے

اسے اجازت دے دی ہوگی۔

فَاَعۡجَبَنِی الۡحَالُ (مجھے اپنے حال پر خوشی ہوئی) سے مراد ہے کہ آپ کو یہ خوشی یا تو اس لئے تھی کہ وہ آنے والا بھی مجھے دیکھ کر میری طرح یہ اعمال کرے تو اس کے اعمال میں مجھے بھی ثواب ملے یا اس لئے کہ وہ مسلمان میرے اس عمل پر بلکہ میرے ایمان واسلام پر گواہ ہو جائے۔کل قیامت میں بارگاہِ الٰہی میں مسلمانوں بلکہ اللہ کی مخلوق کی گواہیاں بہت ہی کام آئیں گی ۔بہر حال یہ خوشی غرور کی نہ تھی بلکہ اللہ کے اس کرم کی تھی ۔صاحب مرقات اور صاحب اشعتہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرمایا تمہارے اس کام کی ابتداء محض اخلاص پر تھی۔اسی وجہ سے تم گھر کے کونے میں یہ کام کر رہے تھے۔اللہ نے تمہارے اس کام کو ظاہر فرمادیا۔یہ بھی اس کا کرم ہے۔تمہارا اس پر خوش ہونا کہ ایک مسلمان نے مجھے بُرے کام پر نہ دیکھا بلکہ اچھے کام پر دیکھا۔یہ خوشی بھی اللہ کا کرم ہے۔ اس پر بھی ثواب ہے کہ یہ خوشی شکر کی ہے نہ کہ فخر کی۔ غافل زیادتیِ مال سے خوش ہوتا ہے ' مومن عاقل توفیقِ اعمال سے۔رب فرماتا ہے قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَ بِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا (آپ فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ ہی ساتھ اُن کے چاہئے کہ وہ خوش ہوں) آپ فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اُسی کی رحمت اور اُسی پر چاہئے کہ خوشی کریں (پ۱۱ یونس ۵۸) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جسے گناہ پر رنج اور نیکی پر خوشی ہو وہ کامل مومن ہے لہٰذا تمہیں اس خوشی پر ثواب ہے۔

(مرقات و اشعتہ)

بہر حال ریاء اور اخلاص کا دارومدار نیت پر ہے۔

حدیث نمبر :- ۷۰

ریاکاری کا ہر کام شرک ہے

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَ مَنْ صَامَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَ مَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ -

(رَوَاهُ اَحْمَد) مشکوٰۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو دکھلاوے کے لئے نماز پڑھے اس نے شرک کیا اور جو دکھلاوے کے لئے روزہ رکھے اس نے شرک کیا اور جو دکھلاوے کے لئے صدقہ دے اس نے شرک کیا- (احمد)

شرح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ شرک دو قسم کا ہے -ایک شرک جلی یعنی کھلم کھلا شرک بت پرستی کرنا اور دوسرا شرک خفی ' ریاکاری ہے -یوں کہو کہ شرک اعتقادی تو کھلا شرک ہے اور شرک عملی ریاکاری ہے-صوفیاء فرماتے ہیں کُلُّ مَا صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ جو تمہیں اللہ سے روکے وہی تمہارا بت ہے' نفس امارہ بھی بت ہے- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ میں بھی ریاکاری ہو سکتی ہے- ہاں روزے میں ریاء خالص

Marfat.com

نہیں ہوسکتی- اسی لئے ارشاد ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا) بعض لوگ روزہ رکھ کر لوگوں کے سامنے بہت کُلیاں کرتے ہیں ' سر پر پانی ڈالتے رہتے ہیں ' کہتے پھرتے ہیں ہائے روزہ بہت لگا ہے -بڑی پیاس لگی ہے وغیرہ- یہ بھی روزے کی ریاء ہے اور اس حدیث میں داخل ہے- خیال رہے ریاء کی دو قسمیں ہیں 'ایک ریاء اصل عمل میں ' دوسری ریاء وصفِ عمل میں- اصل عمل میں ریاء یہ ہے کہ کوئی دیکھے تو یہ نماز پڑھ لے 'نہ دیکھے تو نماز پڑھے ہی نہیں- وصفِ عمل میں ریاء یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز خوب اچھی طرح پڑھے- تنہائی میں معمولی طرح پڑھے- پہلی ریاء بہت بُری ہے اور دوسری اس سے کم بُری ہے-

شیخ سعدی ؒ فرماتے ہیں -

کلیدِ درِ دوزخ است آں نماز
کہ در رُوئے مردم گزاری دراز

ترجمہ :- وہ نماز دوزخ کی کُنجی ہے جو تُو لوگوں کو دکھلاوے کے لئے پڑھتا ہے- (مراٰۃ المناجیح)

حدیث نمبر :- ۷۱

خفیہ شرک کیا ہے ؟

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ خُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ نَتَذَکَّرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا

Marfat.com

خبِرُكُم بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُم عِندِى
مِنَ الْمَسِيحَ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰى يَا رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ الشِّرْكُ
الْخَفِيُّ اَنْ تَقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّىْ فَيَزِيْدُ صَلٰوتَهٗ لِمَا يَرٰى
مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ ۔ (رَوَاهُ ابْنِ مَاجَةَ) مشکوٰۃ باب الریا والسمعۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو سعید خدری ؓ سے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے تو فرمایا کہ کیا میں تم کو اس چیز کی خبر دوں جو میرے نزدیک تمہارے لئے مسیح دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا وہ خفیہ شرک ہے یعنی یہ کہ کوئی آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اپنی نماز اس لئے زیادہ کرے کہ کسی شخص کو دیکھے کہ وہ آ کر دیکھ رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

شرح :-

خَرَجَ عَلَيْنَا یعنی دولت خانہ سے یا باہر سے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے نماز کا وقت تھا یا ویسے ہی حضرات صحابہ ؓ کا مجمع تھا اور اتفاقاً دجال کے خطرات کا ہم لوگ تذکرہ کر رہے تھے۔ فرمایا دجال کو تو کوئی شخص ہی پائے گا وہ بھی قیامت کے قریب۔ پھر انسان اس سے بچ بھی سکے گا ۔ نہ اس کے پاس جائے نہ اس کے پھندے میں پھنسے۔ مگر ریا کاری کی مصیبت ہر شخص کو ہر وقت درپیش ہے اسلئے یہ آفت دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔ اگر اکیلے نماز پڑھے تو تھوڑی اور ہلکی پڑھے ، مگر جب اسے کوئی دیکھ رہا ہو تو نوافل بہت تعداد میں پڑھے اور خوب دراز پڑھے۔ یہ ہے وصف میں ریاء۔ جب یہ بھی شرکِ خفی ہوا تو اصل نماز میں ریاء بہت ہی خطرناک ہے۔ ریاء کی دو قسمیں گذشتہ احادیث کی شرح میں بیان ہو چکی ہیں۔ اصل

Marfat.com

عبادت میں ریاء زیادہ خطرناک ہے -نماز کا ذکر مثالاً فرمایا ہر نیکی کا یہی حال ہے-اس بیماری میں واعظین زیادہ مبتلا ہیں-عموماً ہر واعظ کا خیال یہ ہوتا ہے کہ میرا وعظ سب سے اچھا رہے- لوگ خوب واہ واہ کہیں- بعض واعظین بغیر داد لئے وعظ نہیں کر سکتے -اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے ریاء والی عبادت گھنے ہوئے تخم کی طرح ہے- جس سے پیداوار نہیں ہوتی یا جیسے بادام بغیر مغز کے کسی کام کا نہیں ہوتا- (مرأت)

حدیث نمبر :- ۷۲

عمل خالص کی عجیب مثال

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً عَمِلَ عَمَلاً فِیْ صَخْرَۃٍ لَا بَابَ لَھَا وَلَا کُوَّۃَ خَرَجَ عَمَلُہٗ اِلَی النَّاسِ کَائِنًا مَا کَانَ -
(رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی پتھر کی چٹان میں بیٹھ کر عمل کرے جس کا نہ کوئی دروازہ ہو نہ روزن تو بھی اس کا عمل لوگوں تک نکل آوے گا جو عمل بھی ہو-

(بیہقی 'شعب الایمان ' مشکوٰۃ باب الریاء والسمعۃ)

تشریح :-

صاحبِ مرأت فرماتے ہیں کہ فرض کرو کوئی شخص ایسے بند غار میں نیکی کرے جس میں نہ تو دروازہ ہو کہ کوئی وہاں پہنچ سکے نہ کوئی روزن وسوراخ ہو جس سے کوئی جھانک سکے -یعنی کیسے ہی خلوت خانہ میں کیسے ہی چھپ کر عبادت کرے-ظاہر ہو ہی جاتا ہے- مقصد یہ ہے کہ تم ریاء کر کے اپنے ثواب کیوں برباد کرتے ہو-تم اخلاص سے نیکیاں کرو ' خفیہ کرو - اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں خود بخود لوگوں کو بتادے گا-لوگوں کے دل تمہیں خود بخود نیک ماننے لگیں گے-یہ نہایت ہی مجرب ہے بعض لوگ خفیہ تہجد پڑھتے ہیں ' لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجد خواں کہنے لگتے ہیں-تہجد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے-جس کا رات دن مشاہدہ ہو رہا ہے- لوگ اسی وجہ سے حضور غوثِ پاک " خواجہ اجمیری" کو ولی کہتے ہیں کیونکہ ربِ تعالیٰ کہلوا رہا ہے کہ یہ اس فرمانِ عالی کا ظہور ہے-

نیک اعمال کا نُور چہرے پر ظاہر ہوتا ہے ' فرمانِ باری ہے- سِيْمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ تجربہ تو یہ ہے کہ خوفِ خدا اور عشقِ مصطفٰے ﷺ دل میں ہو تو چہرہ اور ہی طرح کا ہو جاتا ہے-بعض بزرگوں کے چہرے دیکھ کر کافر مسلمان ہو گئے- گناہ گاروں نے دیکھا تو نہ صرف گناہوں سے تائب ہوئے بلکہ متقی بن گئے-

(مرأت از شیخ الحدیث مفتی احمد یار خان نعیمی)

مولانا روم فرماتے ہیں-

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

ترجمہ :- تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے- تجھے دیکھتے ہی بغیر حیل وحجت کے مشکل حل ہو جاتی ہے-

حدیث نمبر :- ۷۳

جنتی لوگ کون ہیں ؟

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كُلُّ جَوَّاظٍ زَنِيْمٍ مُتَكَبِّرٍ) مشکوٰۃ باب الغضب والکبر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت حارثہ ابن وہبؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنتی لوگ نہ بتاؤں- ہر کمزور جسے کمزور سمجھا جائے ' اگر وہ اللہ پر قسم کھا جائے تو اللہ اس کی قسم پوری کردے گا- کیا میں تمہیں آگ والے نہ بتاؤں- ہر سخت دل ' بدکار ' متکبر - (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ہر سخت دل حرامی غرور والا-

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ ضعیف کے معنی یہ ہیں کہ جس میں تکبر' جبر' ظلم نہ ہو - یہ مطلب نہیں کہ اس میں طاقت وقوّت نہ ہو- اللہ تعالیٰ کو قوی اور طاقت ور مسلمان پسند ہیں- یعنی اس میں طاقت تو ہو مگر وہ اپنی طاقت مسلمانوں پر استعمال نہ کرے اور

Marfat.com

مضعف کے معنی ہیں کہ مسلمانوں کو اس پر امن ہو کہ یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا - اس کے شر سے مسلمان اپنے کو محفوظ سمجھیں - یہ مطلب نہیں کہ مسلمان اسے ذلیل و خوار سمجھیں - مسلمان تو بڑی عزت والا ہے - ارشاد باری تعالیٰ ہے اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ - (مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں)

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ کا مطلب ہے کہ اگر وہ کہہ دے کہ قسم خدا کی تیرے یہاں بیٹا ہوگا یا قسم بخدا آج بارش ہوگی یا اسلامی لشکر کو فتح ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم ضرور پوری فرمادے - ضرور اس کے بیٹا ہو ' ضرور بارش آئے ' ضرور لشکرِ اسلام کو فتح ہو - خیال رہے کہ پہلے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے - پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی رضا چاہتا ہے - صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا وَلَسَوْفَ يَرْضٰى اور اپنے محبوب ﷺ کے لئے فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى معلوم ہوا کہ بزرگوں سے اللہ کی نعمتیں مانگنا جائز ہے کہ ان کے منہ سے نکلی بات اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے -

عُتُل کے بہت معنی ہیں - سخت دل ' بدزبان ' جھگڑالو - اسی طرح جَوَّاظ کے معنی - موٹا ' فربہ ' بدکار ' فاسق ' بخیل ' جو اپنا مال چھپائے اور دوسروں کے مال پر نظر رکھے - (مرقات)

یہاں سارے معنی درست ہیں - زَنِيْم بنا ہے زنم سے یعنی کان کٹی بکری ' جس کا کان کٹ کر لٹک رہا ہو - اصطلاح میں زنیم حرامی کو کہتے ہیں کہ یہ شخص بھی دوسری قوم سے ملحق ہوتا ہے - جیسے ولید بن مغیرہ - یہاں زنیم معنی شریر و لئیم ہے جس کے شر سے مسلمان پریشان ہوں - اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرامی بچے بڑے شریر و خبیث ہوتے ہیں -

Marfat.com

(مرقات)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حرامی جنت میں نہ جاوے گا ' اس کی کوئی اصل نہیں - ہاں جو حرامیوں کے سے کام کرے وہ اولاً جنت میں نہ جائے گا- (مرقات)

حدیث نمبر :- ۷۴

غرور وتکبّر کی عجیب وضاحت

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَ نَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب الغضب والکبر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ و[ہ] جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ذرّہ برابر غرور ہو ' تو ایک آدمی نے عرض کیا کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں ' اس کا جوتا اچھا ہو - فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے او[ر]

جمال کو پسند فرماتا ہے - غرور ' حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے- (مسلم)

تشریح :-

فرمانِ عالی کے چند معنی ہو سکتے ہیں- ١- دنیا میں جس کے دل میں رائی کے برابر بھی کفر ہو وہ جنت میں ہرگز نہ جائے گا- کبر سے مراد اللہ ورسول ﷺ کے سامنے غرور کرنا ' یہ کفر ہے- ٢- دنیا میں جس کے دل میں رائی برابر غرور ہوگا وہ جنت میں اولاً نہ جائے گا ٣- جس کے دل میں رائی برابر غرور ہوگا وہ غرور لے کر جنت میں نہ جائے گا - پہلے رب تعالیٰ اس کا تکبر دور کر دے گا پھر اسے جنت میں داخل فرمائے گا- ارشاد ربانی ہے - وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَاناً عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِيْنَ - آگ میں کبر اور غرور ہے اور خاک میں عجز وانکساری- باغ کھیت میں لگتے ہیں ' آگ میں نہیں -اسی طرح ایمان وعرفان کے باغ ' خاک جیسے عاجز ومنکسر دل میں لگتے ہیں آگ جیسے متکبر دل میں نہیں لگتے-

سائل سمجھے کہ شاید اچھا لباس پہننا' اچھا جوتا پہننا ' بھی غرور میں داخل ہے- اس میں اپنی مالداری یا بڑائی کا اظہار ہے نیز اکثر متکبرین اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے ہیں- تو یہ عمدگی لباس متکبرین کی علامت ہے -سوال درست ہے فرمایا رب تعالیٰ ذات و صفات میں جمیل ہے ' اچھا ہے ' مخلوق اس کی صفات کی مظہر ہے- تو مسلمان کو چاہئے کہ اپنی عادات ' صورت ' لباس اور اعمال اچھے رکھے تا کہ خالق کی صفتِ جمیل کا مظہر بنے نیز اس لباس میں رب تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے جو محبوب ہے- رب فرماتا ہے- وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ - اس کا تکبر سے کوئی تعلق نہیں- متکبر وہ ہے جو کسی معمولی انسان کی حق بات کو صرف اس لئے جھٹلائے کہ یہ اس آدمی کے منہ سے نکلی ہے اور مساکین کو ذلیل سمجھے-

(مرات)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۷۵

کون سے تین آدمیوں پر اللہ کا غصہ؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَ فِیْ رِوَایَةٍ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ كَذَّابٌ وَ عَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوۃ باب الغضب والکبر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا- ایک دوسری روایت میں ہے کہ نہ تو ان کی طرف نظر کرے بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے- بڈھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور فقیر غروروالا- (مسلم)

تشریح :-

ملا علی قاری حنفی مرقات میں فرماتے ہیں ان تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کر[م] ومحبت کا کلام نہ کرے گا- غضب وقہر کا کلام کرے گا- لہٰذا حدیث مبارکہ واضح ہے مطلب یہ ہے کہ قیامت کے اوّل وقت جب عدلِ الٰہی کا ظہور ہوگا تب ان سے کلام

Marfat.com

کرے گا یا مطلقاً بلا واسطہ کلام نہ کرے گا بواسطہ فرشتوں کے کرے گا- (مرقات)

ان کے گناہ معاف نہ کرے گا یا ان کی صفائی لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا- تزکیہ کے یہ دونوں معنی ہی آتے ہیں- رب تعالیٰ ان پر نظرِ رحمت نہ کرے گا بلکہ نظرِ قہر کرے گا بہر حال زنا اگرچہ بُرا ہے ،سخت گناہ ہے ،مگر بڈھا آدمی زنا کرے تو بدترین گناہ ہے کہ اس کی شہوت قریباً ختم ہو چکی ہے- وہ مغلوب و مجبور نہیں- جوان آدمی گویا معذور ہے- (مرقات)

بعض لوگ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں ،بعض لوگ حاکم کے ڈر یا بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بولتے ہیں ،بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آ کر جھوٹ کے ذریعے روزی کماتے ہیں- بادشاہ کو ان میں سے کوئی مجبوری نہیں وہ اگر جھوٹ بولتا ہے تو بلا وجہ ہی بولتا ہے- حکومت والوں ، مال والوں کے پاس غرور و تکبر کے اسباب موجود ہیں اگر فقیر غرور کرے تو محض دلی خباثت کی وجہ سے ہی کرے گا اس لئے اس کا تکبر بدترین جُرم ہے -بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے معمولی نوکری ،معمولی کام نہیں کرتے زکوٰۃ وخیرات قبول نہیں کرتے ،خود بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی بھوکا مارتے ہیں- وہ بھی اس وعید میں شامل ہیں-بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے اپنے لڑکوں ،لڑکیوں کے لئے بڑے مالدار رشتے تلاش کرتے ہیں ،اسی تلاش میں اولاد بوڑھی ہو جاتی ہے-مگر شادی نہیں کرتے جس کے نتیجے بہت بُرے ظاہر ہوتے ہیں- یہ سب اس فرمانِ عالی میں داخل ہیں- درُود اس حکیمِ مطلق ،محبوبِ کبریاء ﷺ پر جو ہم پر ہمارے والدین ،بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں-قرآن پاک میں ہے- حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْم اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق فرمائے

Marfat.com

اس ایک کلمہ میں کیسی ہدائتیں ہیں۔ (مراٰت المناجیح)

حدیث نمبر :- ٧٦

تواضع کی تعریف

عَنْ عُمَرَ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَا اَیُّھَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَ مَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَ فِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ -

(رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) مشکٰوۃ باب الغضب والکبر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ' آپ نے منبر پر فرمایا اے لوگو انکسار اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے انکسار و عجز کرتا ہے اللہ اسے اونچا کر دیتا ہے تو وہ اپنے دل کا چھوٹا ہوتا ہے اور لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہوتا ہے۔ اور جو غرور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیچا کر دیتا ہے تو وہ لوگوں کی نگ

Marfat.com

میں چھوٹا ہوتا ہے اور اپنے دل میں بڑا ' حتٰی کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سوٗر سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

تشریح :-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی خاص شخص سے معمولی طریقہ سے نہ کہا بلکہ بہت اہتمام کے ساتھ برسرِ منبر اعلان فرمایا کہ ہر مسلمان اپنے بھائی کے ساتھ نرم رہے۔ رب تعالیٰ مومنوں کی صفت یوں بیان فرماتا ہے۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ - جو شخص اپنے کو رضاءِ الٰہی کے لئے مسلمانوں کے لئے نرم کردے ان کے سامنے انکسار سے پیش آئے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت فرمادیتا ہے اور اسے بڑی بلندی بخشتا ہے۔

حضور ﷺ نے ایک دعا تعلیم فرمائی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ صَغِيْرًا وَّ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا - الٰہی مجھے میری اپنی نگاہ میں چھوٹا ' لوگوں کی نگاہ میں بڑا بنادے۔ حضرات اولیاء اللہ ہمیشہ 'اپنے کو عاجز و گنہگار سمجھتے ہیں اور لوگ ان کے آستانوں پر پیشانیاں رگڑتے ہیں -

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است

خویشتن را عبدہٗ فرمودہ است

حضور ﷺ نے ہمیشہ اپنے کو بندہ فرمایا - دنیا ان کے آستانے پر ماتھا ٹیکتی ہے آج حضور ﷺ کے آستانہ کا غبار بھی قیمتی ہے۔ بعض لوگ شیخی کے مارے اکڑ جاتے ہیں لوگ انہیں گالیاں دیتے ہیں ' انہیں برائی سے یاد کرتے ہیں۔ دیکھ لو ' ابلیس اپنے کو بہت ہی اونچا سمجھتا ہے مگر دنیا اس پر لعنت و پھٹکار کررہی ہے ' یہ ہے اس

فرمانِ عالی کا ظہور۔ لوگوں کی نگاہ میں اس کی یہ ذلت اس کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ذلیل ہے، مومنوں کی نگاہ میں ذلت و مرذودیت کی دلیل ہے۔ خدا کی پناہ۔

(مرأت المناجیح)

حدیث نمبر :- ۷۷

ہلاکت ونجات کا وضاحتی بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مُنْجِیَاتٌ وَثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَتَقْوَ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَ السُّخْطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰى وَالْفَقْرِ وَ اَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُّطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ اَشَدُّ هُنَّ - (رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں۔ نجات دینے والی چیزیں یہ کہ اللہ سے ڈرنا ہے خفیہ اور علانیہ اور سچی بات کہنا ہے خوشی و ناخوشی میں اور درمیانی چال ہے امیری اور فقیری میں۔ لیکن ہلاک کرنے والی چیزیں تو وہ نفسانی خواہش ہے جس کی پیروی

کی جائے' اور بخل ہے جس کی اطاعت ہو' اور انسان کا اپنے کو اچھا جاننا- یہ ان سب میں
خت تر ہے- (مشکوٰۃ باب الغضب والکبر)

شرح :-

فِی السِّرِّ وَ الْعَلَانِیَۃِ یعنی لوگوں کے سامنے اور خلوت ہر حالت میں نیک کام
رے 'اللہ سے ڈرے ' اللہ کا ڈر تمام نیکیوں کی جڑ ہے- اللہ نصیب کرے- قصد میانہ روی
ی ہر حالت میں سچ بولے 'غصہ اور خاموشی اسے حق گوئی سے باز نہ رکھے اور اپنا خرچ درمیانہ
کھے 'نہ بخل کرے نہ فضول خرچی- کمانا ایک کمال ہے اور صحیح خرچ کرنا پچاس کمال درمیانی چال
شہ ہی مفید ہے- نفسانی خواہش کی پیروی کرنے کا مطلب ہے کہ جو دل چاہے وہ کرے
ئز ونا جائز کا خیال نہ کرے- اس کی باگ ڈور نفسِ امّارہ کے ہاتھ میں ہو- ظاہر ہے کہ ایسا
ص ہلاک ہی ہوگا- پرایا مال ناحق کھانا اپنے ذمہ جو حقوق ہوں وہ ادا نہ کرنا 'گناہ میں مشغول
ہنا ' یہ سب بخل کی اطاعت ہی سے ہوتا ہے- بخل کا نتیجہ حرص ہے-

(مرقات)

اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ یعنی کسی کی بات نہ ماننا 'خواہ کتنی اچھی ہو 'اپنی بات
منوانا 'خوہ کتنی ہی بری ہو- اپنے کو کامل سمجھنا دوسروں کو ناقص جاننا- یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے
یب سے پاک ہونا 'ہر خوبی سے موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے- جو اپنے کو ایسا سمجھے وہ
نے کو خدا کا ہمسر سمجھتا ہے- ہم سب عیب دار ہیں -بے عیب ذات 'اللہ کی ذات ہے یا اس کی
وہ بے عیب بنا دے' جیسے فرشتے یا انبیاء یا بعض اولیاء کرام- (مرقات)

حدیث نمبر :- ۷۸

مفلس اور کنگال کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاالْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَاتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِیَامٍ وَ زَكٰوةٍ وَیَاتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَ قَذَفَ هٰذَا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا وَ سَفَكَ دَمَ هٰذَا وَ ضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰى مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ -

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب الظلم

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ' کیا جانتے ہو کے مفلس وکنگال کون ہے ؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ مال وسامان ' تو فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزے زکوٰۃ لے کر آیا اور یوں آیا کہ کسی کو گالی دی ' کسی کو تہمت لگائی ' کسی کا مال کھایا کسی کا خون بہایا ' کسی کو مارا' تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس مظلوم کو دے دی جائیں

Marfat.com

کچھ اُس مظلوم کو ' پھر اگر اس کے ذمہ حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان مظلوموں کی خطائیں لے کر اس ظالم پر ڈال دی جائیں- پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے (مسلم)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ مفلس سے مراد کامل پورا پورا غریب ہے یا وہ جو بظاہر غنی معلوم ہوتا ہو مگر حقیقتاً مفلس ہو ' صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے محاورہ یا اصطلاح میں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس مال نہ ہو- بہر حال حضور ﷺ کا سوال حقیقت پر مبنی ہے صحابہ کرامؓ کا جواب عُرف پر ہے-فرمایا وہ نیک اعمال سے بھرپور آئے ' مالی ' بدنی ہر طرح کی نیکیاں اس کے پاس ہوں- خیال رہے کہ دنیا کی تونگری مال سے ہے- آخرت کی تونگری اعمال سے ہے-

صاحب مرقات نے فرمایا کہ اعمال سے مراد مقبول نیکیاں ہیں جو شرعاً درست ہوں اور عنداللہ قبول ہوں ' تقویٰ کے دو بازو ہیں - ایک بازو ہے ' بُری چیزوں خصوصاً لوگوں کی حق تلفی سے بچنا - دوسرا بازو ہے نیک اعمال کرنا- یہ نفی ہے اور اثبات کا مجموعہ تقویٰ ہے- اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ گنہگار بھی حضور ﷺ کا امتی ہے کہ اسے حضور ﷺ نے امتی فرمایا دوسرا یہ کہ گنہگاروں کی نیکیاں بھی قبول ہو سکتی ہیں- ہاں نیکیوں کا بقاء اس سے ہے کہ اس نے کسی کا حق نہ مارا ہو- وہ شخص نیکیاں لے کر تو آئے مگر اس کی نیکیاں کچھ تو قرض خواہ لے لیں ' کچھ دوسرے مظلوم لوگ- یہ لائے سب کچھ مگر بچے کچھ نہیں -

تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے کہ ایک کا ثواب دس سے لے کر سات سو تک -بعض کا اس سے بھی زیادہ ' یہ چھین لیا جانا زیادتی میں ہوگا - اصل ایک نیکی بھی چھینی نہ جائے گی- یعنی روزہ ' قرض دار کو نہ دیا جائے گا

Marfat.com

کہ فرمایا جائے گا- الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا عوض ہوں-صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ حقوق العباد میں شفاعت نہ ہوگی- جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کر دے- (مرقات)

معلوم ہوا قرض ' بلکہ سارے حقوق العباد کی نہ معافی ہے نہ شفاعت- بغیر صاحب حق کے معاف کئے ' معاف نہیں ہو سکتے -حدیث مبارکہ کا مقصد یہ ہے کہ روپیہ پیسہ کی مفلسی عارضی ہے جو موت آنے پر ' بلکہ کبھی زندگی میں ہی دولت مل جانے پر ختم ہو جاتی ہے- یہ مفلس وہ ہے جو مرنے کے بعد ہوگا ' اصل نیکی اہلِ حقوق کو نہ دی جائے گی بلکہ وہ زیادتیاں جو رب کے فضل سے ملی ہیں وہ دے دی جائیں گی- روزہ کی اصل کسی کو نہ دی جائے گی نہ زیادتی-اہلِ حقوق کے گناہ ظالم پر ڈالنا عین عدل ہے- دنیا میں مقروض کا مکان ' سامان' اہلِ حقوق کو دے دئے جاتے ہیں-وہاں اگر ایسا ہو تو مضائقہ نہیں- خیال رہے یہاں سیئات سے مراد بُرے عقائد نہیں بلکہ بُرے اعمال ہیں ' وہ بھی صغیرہ -لہٰذا اگر کسی مسلمان پر کافر کا قرض رہ گیا تو اس کا کفر یا زنا ' چوری وغیرہ اس پر نہ ڈالی جائے گی- (مرأت)

حدیث نمبر :- ۷۹

قیامت میں بدترین درجے والا کون ہوگا ؟

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَبْدٌ اَذْھَبَ اٰخِرَتَہٗ بِدُنْیَا غَیْرِہٖ (رَوَاہُ ابْنِ مَاجَۃَ) مشکوٰۃ باب الظلم

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں بدترین درجہ والا قیامت کے دن وہ بندہ ہے جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کردے۔

تشریح :-

صاحب مرأت فرماتے ہیں کہ یہ اس طرح کہ دوسرے کو ناجائز طریقہ سے دنیا کما کر دے۔ دنیا اس کی بڑھائے ' آخرت اپنی برباد کرے جیسا کہ ظالم حکام رعایا پر ظلم کرکے ناجائز ذریعوں سے بادشاہ کے خزانے بھرتے ہیں۔ یا اس طرح کہ دنیادار کی ناجائز تعلیم و توقیر کرکے خود گناہگار ہوا کرے۔ جیسا کہ خوشامدی لوگوں کا وطیرہ ہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۸۰

مظلوم کی بدعا کی مقبولیت

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْئَلُ اللّٰهَ حَقَّهٗ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ - (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

مشکوٰۃ باب الظلم

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو۔ وہ اللہ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ کسی حق والے کا حق اس سے

نہیں روکتا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح :-

مظلوم کافر ہو یا مسلمان 'فاسق ہو یا پرہیزگار ' دعا خواہ زبان سے ہو یا دل سے 'خواہ آنکھوں کے آنسوؤں سے ہو ' صبر کا گھونٹ پی جانے سے 'ان سب سے ہی بچو۔ مظلوم جو رب سے فریاد کرتا ہے وہ اپنا حق مانگتا ہے -رب تعالٰی کے ہاں ظلم نہیں۔مشہور ضرب المثل ہے ''کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ضرور ہے مگر بے انصاف نہیں''۔ اللہ تعالٰی عادل بادشاہ ہے ہر حق والے کو اس کا حق دلواتا ہے۔خواہ جلدی یا دیر سے۔دوسرے کا حق سخت ہڈی ہے کہ اگر نگل لی جائے تو پیٹ پھاڑ ڈالتی ہے۔

بہت دفعہ ہماری دعائیں یا بزرگوں کی ہمارے لئے دعائیں اس لئے قبول نہیں ہوتیں کہ ہم نے لوگوں کے حق مارے یا دبائے ہوتے ہیں۔ان کی یہ بددعائیں ہمارے پیچھے پڑی ہوتی ہیں خاص کر مظلوموں کی بددعا کا اجابت استقبال کرتی ہے۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردند
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ترجمہ :- مظلوموں کی آہ سے ڈر 'کہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ کی قبولیت اس کے استقبال کو آتی ہے۔

حدیث نمبر :- ۸۱

خوش اخلاقی کا درجہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكَ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ - (رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ)

مشکوٰۃ باب الرفق والحیاء وحسن الخلق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مومن حُسنِ خُلق سے رات میں کھڑے رہنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔

تشریح :-

مومن سے مراد مومن کامل عالم وعامل ہے۔ (مرقات)

خوش خلق مسلمان کو خوش خلقی کی وجہ سے نفلی روزوں اور نفلی تہجد کا ثواب مل جاتا ہے کہ وہ علانیہ اور خفیہ اللہ کی مخلوق کو خوش رکھتا ہے۔ نفلی روزہ 'نماز کا فائدہ صرف اپنے کو ہوتا ہے۔مگر خوش خلقی کا فائدہ مخلوق اٹھاتی ہے۔لازم سے متعدی اچھی ہے۔ (مرات)

حضرت فریدالدین "گنج شکر" فرماتے ہیں کہ خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔حضرت ابوبکر الکتانی فرماتے ہیں کہ تصوّف ' اخلاقِ حسنہ کا نام ہے۔ جو شخص تم پر اخلاقِ حسنہ سے فوقیت لے جائے 'سمجھو کہ تزکیۂ نفس اور قلبی صفائی میں بھی وہ سب سے بڑھا گے ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۸۲

جھوٹی باتوں کی وضاحت' جھوٹ کیا ہے کیا نہیں ؟

عَنْ اُمِّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسَ وَیَقُوْلُ خَیْرًا وَیَنْمِیْ خَیْرًا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرْخِصُ فِیْ شَیْءٍ مِمَّا یَقُوْلُ النَّاسُ کَذِبٌ اِلَّا فِیْ ثَلٰثٍ اَلْحَرْبُ وَالْاِصْلَاحُ بَیْنَ النَّاسِ وَحَدِیْثُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَحَدِیْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا -

مشکوٰۃ باب ما نہی عنہ من التھاجر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے' فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرادے۔ بات بھلی کہے اور بھلی بات پہنچائے۔ (مسلم و بخاری)

مسلم نے یہ زیادتی کی کہ' فرماتی ہیں میں نے انہیں یعنی نبی کریم ﷺ کو نہیں سنا کہ آپ لوگ جو جھوٹ بولتے ہیں ان میں سے کسی چیز کی اجازت دیتے ہوں سوائے تین جھوٹ کے۔ جنگ' لوگوں کے درمیان صلح اور مرد کی اپنی بیوی سے بات اور بیوی کی اپنے خاوند سے بات

Marfat.com

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں- انہوں نے ہجرت سے پہلے کسی سے نکاح نہیں کیا- بعد ہجرت عبدالرحمٰن ابن عوف سے اوران کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا- ان کا باپ عقبہ ابن ابی معیط مشہور کافر ہے جو حضور ﷺ کا سخت ترین دشمن تھا- (اشعۃ للمعات)

اُمّ کلثوم بنتِ رسول اللہ ﷺ اور ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں اوراُمّ کلثومؓ بنتِ علیؓ جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شکم سے ہیں وہ اور ہیں- یہ امّ کلثومؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھیں-

يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ یعنی جن مسلمانوں کی آپس میں لڑائی ہو ان میں جھوٹ بول کر صلح کرادے کہ ہر ایک تک دوسرے کی دل خوش کُن بات گھڑ کر سنادے کہ وہ تمہاری بہت تعریف کرتا تھا- تم سے مل جانے کا خواہشمند ہے وغیرہ- بھلی بات سے مراد دل خوش کُن اور دل پسند بات ہے- بھلی فرما کر اشارتاً بتایا کہ جھوٹ ہے مگر بُرا نہیں بلکہ اچھا ہے اوراس پر ثواب ہے- خیال رہے کہ بعض سچ کفر ہو جاتے ہیں- اور بعض جھوٹ ایمان وعرفان کا رُکن بن جاتے ہیں- بے گناہ کا اپنے آپ کو گنہگار کہنا ہے تو جھوٹ مگر رب کو مقبول ہے ' پسند ہے- شیطان نے سچ ہی کہا تھا کہ خَلَقْتَنِيْ مِنَ النَّارِ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ - (القرآن) تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اوراُسے (یعنی آدم علیہ السلام کو) مٹی سے پیدا کیا ہے- مگر اس سچ پر ہی مردُود ہوا - بہر حال یہ حدیث مبارکہ بہت ہی جامع ہے- جھوٹ سے مراد ہے خلافِ واقعہ- حضور ﷺ نے تین موقعہ پر خلافِ واقعہ بات کہہ دینے کی اجازت دی ہے کہ ان کا انجام بہت اچھا ہے- جہاد میں اگر مسلمان کمزور ہوں ° کفار قوی ' پھر مسلمان کہیں کہ ہم بڑے طاقتور ہیں ' تم کو فنا کر دیں گے - ہمارے پاس سامانِ جنگ بہت ہے جس سے کفار کا

Marfat.com

حوصلہ پست ہو بالکل جائز ہے- اگرچہ یہ ہے تو جھوٹ مگر ہے جنگی تدبیر- زوجین میں سے کوئی دوسرے سے اپنی بہت محبت ظاہر کرے حالانکہ اسے اتنی محبت نہ ہو یا اپنی بیوی سے زیور کا وعدہ کرے مگر بنوا نہ سکے- یہ سب اگرچہ ہے جھوٹ، مگر ہے جائز کہ اس میں معاشرہ کی اصلاح ہے

(مرأت)

حدیث نمبر :- ۸۳

محض اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کا درجہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں میری عظمت کے لئے آپس میں محبت کرنے والے آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

(مسلم)

Marfat.com

تشریح :-

شارح مشکوۃ فرماتے ہیں کہ حکم ہوگا کہ وہ مسلمان ہماری بارگاہ میں حاضر ہوں جو کسی دنیاوی وجہ سے نہیں بلکہ صرف میری رضا' میری خوشنودی کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے کہ میری عظمت ان کے دلوں میں تھی ۔اس لئے مجھے راضی کرنا چاہتے تھے ۔میرے بندوں کو راضی کر کے۔

ظِــلّ کے معنی ہیں' سایہ۔مگر کبھی اس سے مراد ہوتی ہے۔پناہ' امان جسے کہا جاتا ہے کہ عادل بادشاہ ظِلّ اللہ ہے یا بزرگوں کو لکھتے ہیں' دام ظِــلّهُم ۔اگر یہاں سایہ کے معنی میں ہے تو مراد ہے' عرش اعظم کا سایہ' کہ سایہ جسم کا ہوتا ہے' رب تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور اگر مراد اس سے پناہ ہے تو معنی ظاہر ہیں ۔ (مراٰت)

یہاں شارح مسلم اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ بروز قیامت رب العالمین فرمائے گا کہ میری جلالِ ذات سے محبت کرنے والے آج کہاں ہیں' یعنی جو لوگ میرے حق کی وجہ سے میری تعظیم' میری اطاعت اور مجھ سے محبت کرتے تھے' کسی دنیاوی غرض کی وجہ سے میری تعظیم اور میری اطاعت نہیں کرتے تھے' اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا ذکر ان آیات میں ہے۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَهُمۡ کَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔(ترجمہ) اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے غیروں کو اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں اور وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں۔جیسی اللہ سے محبت کرنی چاہیے اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِهٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰهُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّهُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَهٗۤ ۔ (ترجمہ) اے ایمان

Marfat.com

والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ حدیثِ مذکور میں ہے کہ میری جلالِ ذات سے محبت کرنے والے آج کہاں ہیں۔ آج میں انہیں اپنے سائے میں رکھوں گا۔ آج میرے سائے کے علاوہ کسی کا سایہ نہیں۔ علامہ وشتانی ابی مالکی فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں ہے میرے عرش کا سایہ بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سورج کی گرمی اور محشر کے عذاب سے اپنے سائے میں رکھے گا۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات آدمیوں میں وہ دو آدمی بھی ہیں جو اللہ کی محبت میں ملیں اور اللہ کی محبت میں جدا ہوں۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے علاوہ بھی کوئی اور سایہ ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن بقدرِ اعمال سایے ہوں گے جو سورج اور جہنم کی گرمی سے بچائیں گے لیکن سب سے عظیم اور مکرم سایہ عرش کا ہوگا جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرمائے گا۔ ان نیک بندوں میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بھی ہونگے۔

(شرح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی)

حدیث :-نمبر ۸۴

ایک شخص کا سوال کہ قیامت کب آئے گی؟

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتٰی السَّاعَۃُ قَالَ وَیْلَکَ وَمَا عَدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا

Marfat.com

عَدُدْتُ لَهَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ حْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ عْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَهُمْ بِهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ

رجمہ :-

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کب ہے۔ فرمایا ! افسوس تجھ پر' تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے' وہ بولا' میں نے اس کی تیاری کوئی نہیں کی ہے۔ بجز اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ں فرمایا تُو اس کے ساتھ ہوگا۔ جس سے تجھے محبت ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی چیز پر ایسا خوش ہوتے نہ دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ے۔ (بخاری و مسلم)

رح :-

وَیْلَکَ غضب کے لئے نہیں' کرم کے لئے ہے ۔ جس طرح ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ سے فرمایا رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ (ترجمہ) ابی ذر غفاریؓ کا ناک خاک آلودہ ہو ے۔ اس کلمہ کا مزہ وہ جانے جس کو دل سے لگی ہو یا مقصد یہ ہے کہ تو اعمال تو کرتا نہیں صرف ت کے متعلق پوچھتا ہے۔ سائل بڑے متقی پرہیزگار' عبادت گزار تھے مگر انہوں نے اپنے کو قیامت کی تیاری قرار نہ دیا۔ کہ یہ سب نیکیاں تو اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ہے جو مجھے دنیا میں

Marfat.com

مل چکیں اور مل رہی ہیں۔ آخرت کی صرف تیاری یہ ہے کہ مجھے اس برات کے دولہا سے محبت ۔ دولہا سے تعلق اس سے محبت برات کے کھانے والے کو انعام کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ مرقات میں ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اللہ اور رسول ﷺ سے محبت سائرین اور طائرین کے مقامات میں اعلیٰ مقام ہے۔ ساری عبادات محبت کی فروغ ہیں مگر محبت کے ساتھ اطاعت بلکہ متابعت ضرور ہے۔ برات کا کھانا صرف عمدہ لباس سے نہیں ملتا بلکہ دولہا سے تعلق کی بناء پر ملتا ہے۔ اگر رب العالمین سے کچھ لینا ہے تو رحمت اللعالمین سے تعلق پیدا کرو۔

فَرِحُوْا۔ یعنی صحابہ کرام کو سب سے بڑی خوشی تو اپنے اسلام لانے پر ہوئی تھی کہ تعالیٰ نے انہیں مومن صحابی بننے کی توفیق بخشی۔ اس کے بعد آج یہ فرمان عالی سن کر بڑی خ ہوئی۔ اس خوشی کی وجہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم حضور ﷺ پر دل و جان سے تھے۔ ان میں سے بعض تو حضور پاک ﷺ کے بغیر چین نہ پاتے تھے۔ انہیں کھٹکا تھا کہ مدینہ م میں تو ہم کو حضور ﷺ کی ہمراہی نصیب ہے کہ یار نے مدینہ میں اپنا کاشانہ بنایا ہے مگر جنت کیا بنے گا کہ حضور ﷺ کا مقام اعلیٰ عِلِّیِّیْن سے بھی اعلیٰ ہوگا۔ ہم کسی اور درجہ میں ہوں گے

آج حضور ﷺ نے پردہ اٹھا دیا' تمام کو تسلی دے دی' فرمایا کہ جس کو مجھ سے صحیح محبت گی اسے مجھ سے فراق نہ ہوگا۔ میرے ساتھ ہی رہے گا۔ ادھر رب کائنات قرآن پاک میں محبت کا راستہ بتاتے ہوئے فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ترجمہ) آپ حکم دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی تمہارے ساتھ اللہ محبت کرے گا۔

خیال رہے کہ حدیث پاک میں درجہ کی ہمراہی یا برابری مراد نہیں بلکہ ایسی ہمراہی ہے جیسے سلطان کے خواص' خدام' سلطان کے ساتھ اس کے بنگلہ میں رہتے سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے کل حضور ﷺ کا قرب نصیب ہو جائے۔ اس قرب کا

Marfat.com

حضور ﷺ سے محبت ہے اور حضور ﷺ کی محبت کا ذریعہ اتباع سنت، کثرت سے درود پاک پڑھنا اور آپ ﷺ کے حالات طیبہ کا مطالعہ اور محبت والوں کی صحبت ہے۔ یہ صحبت اکسیر اعظم ہے۔

(مرأت)

حدیث نمبر :- ۸۵

بعض بندوں پر انبیاء اور شہداء کا رشک کرنا

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَاهُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطُوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اَنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَكَذَا فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

مشکوٰۃ بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
کہ اللہ کے بعض بندے وہ ہیں جو نہ تو نبی ہیں نہ شہید ان پر حضرات انبیاء و شہداء قیامت کے دن
رشک کریں گے۔ ان کے قرب الٰہی کی وجہ سے۔ لوگ بولے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں خبر دیں کہ
کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ 'وہ قوم ہے جو اللہ کے قرآن کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے
ہیں' بغیر آپس کی قرابت داری کے اور بغیر آپس کے مالی لین دین کے' تو اللہ کی قسم ان کے چہرے
نور ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے۔ جب لوگ ڈریں گے تو یہ نہ ڈریں گے۔ اور جب لوگ غمگین
ہوں گے تو یہ غمگین نہ ہونگے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔خبردار رہو بے شک اللہ کے ولی نہ ان پر ڈر ہے نہ غمگین ہوں
گے۔ (ابوداؤد) اور اسے شرح سنہ نے حضرت ابو مالک سے روایت کیا۔ مصابیح کے
الفاظ میں مع زیادہ کے یوں ہی شعب الایمان میں ہے۔

تشریح:-

اُنَـــاسٌ جمع فرما کر یہ بتایا کہ یہ حضرات انسان ہیں اور وہ ایک دو نہیں بلکہ پوری
جماعت ہے۔ یہ اولیاء اللہ اور ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے اور ان حضرات کے قرب الٰہی کی انبیاء
شہداء تعریف کریں گے یا ان کی بے غمی و بے فکری پر رشک کریں گے۔ بروز قیامت گنہگاروں
کو اپنی اور انبیاء اکرام کو اپنی امت کی فکر بھی ہو گی 'غم بھی۔ مگر یہ حضرات اپنے اور دوسروں کے
غم و فکر سے آزاد ہوں گے۔ اس آزادی پر حضرات انبیاء رشک کریں گے۔ اس سے یہ لازم نہیں
کہ یہ لوگ انبیاء سے افضل ہوں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (ترجمہ) خبردار اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔

اولیاءاللہ ارشاد ہوا ' انبیاءاللہ ارشاد نہ ہوا۔

رُوحُ اللّٰہ قوی یہ ہے کہ روح اللہ را کے ضمہ سے ہے۔ بمعنی زندگی بخش چیز اور اس سے مراد قرآن حکیم ہے کہ یہ بھی مسلمانوں کو جاودانی زندگی بخشتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اَوْحَیْنَا اِلَیکَ رُوحاً مِنْ اَمْرِنَا اس کی اور بھی شرحیں کی گئی ہیں یعنی قرآن مجید کی اتباع اس کے احکام کی پابندی کی وجہ سے محبت کرتے ہیں کہ یہ لوگ پکے مسلمان ہیں اور ان کی اس محبت کی وجہ آپس کی قرابت داری اور لین دین نہیں ہوتی۔ صرف اس لئے مَحبت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے۔ حضور ﷺ کا مطیع فرمان ہے' خواہ اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ للہ فی اللہ محبت صرف اجنبی سے ہی چاہیے۔ اپنے عزیزوں' قرابتداروں سے نہ چاہیے اگر چہ وہ کیسا ہی نیک اور صالح ہو۔ چونکہ دنیاوی محبتیں اکثر نسب اور مالی تعلق کی بناء پر ہوتی ہے۔ اسلئے ان ہی دو چیزوں کا ذکر فرمایا گیا۔ طمع ' لالچ ' مال کی زیادتی ہوتی ہے۔

وَجُوهُهُمْ لَنُورٌ یعنی ان کے چہرے نورانی ہونگے اور وہ نور کے منبروں پر ہونگے۔ جیسے دنیا کی مجلسوں میں معزز آدمی کو عزت کی جگہ پر بٹھایا جاتا ہے اسی طرح رب تعالیٰ انہیں عزت کی جگہ پر بٹھائے گا تاکہ اہل محشر پر ان کی عظمت ظاہر ہو۔ اس ارشادِ عالی نے انبیاء حضرات کے رشک کی وجہ بیان فرمادی کہ یہ لوگ اس دن اپنی اور دوسروں کی فکروں سے آزاد ہونگے۔ اس بے فکری اور آزادی پر رشک کیا جائے گا۔ نہ انہیں اپنے بخشے جانے کی فکر' کیونکہ وہ بخش دیئے گئے اور نہ دوسروں کو بخشوانے کی فکر کہ وہ کسی کے ذمہ دار نہیں' لہٰذا حدیث بالکل واضح ہوگئی۔ آیت کریمہ یا تو حضور ﷺ نے تلاوت فرمائی' اپنے فرمان کی تائید کیلئے یا حضرت عمرؓ نے تلاوت فرمائی حدیث کی تقویت کے لئے خیال رہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی اگر قرآنی آیات سے قوت پائے تو صحیح ہو جاتی ہے۔ یعنی ان لوگوں کو نہ عذاب کا خوف ہوگا اور نہ ثواب رہنے کا غم ہوگا۔ (مراٗت)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۸٦

اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ قَائِلٌ الصَّلٰوۃُ وَ الزَّکٰوۃُ وَ قَالَ قَائِلٌ الْجِہَادُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ رَوٰی اَبُوْدَاؤُدَ اَلْفَصْلَ الْاٰخِرَ)

مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ و من اللہ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے ہیں ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے کسی کہنے والے نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ اور کسی کہنے والے نے کہا کہ جہاد۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا عمل اللہ کی راہ میں محبت اور اللہ کی راہ میں عداوت ہے۔

(احمد اور ابوداؤد نے آخری حصہ روایت کیا)

تشریح :-

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ مسجد مبارک میں تھے۔ حضور ﷺ حجرہ مقدسہ میں تھے اچانک حجرہ اقدس سے مسجد میں ہمارے پاس تشریف لائے۔ (مرقات)

غالباً یہ تشریف آوری نماز کیلئے نہ تھی بلکہ ان حضرات کو شرف ملاقات بخشنے کیلئے تھی۔ اس

Marfat.com

لئے علینا فرمایا احب فرمایا افضل نہ فرمایا۔ اس لئے کہ محبوبیت کے لئے افضلیت لازم ہیں۔ جیسا کہ حضرت علیؓ حضور انور ﷺ کو محبوب ترین ہیں مگر حضرات شیخین حضرت علیؓ سے فضل ہیں۔ (مرقات)

ان حضرات نے افضلیت اور احبیت میں فرق نہ فرمایا۔ چونکہ نماز یا زکوۃ یا جہاد افضل اعمال ہیں۔ اس لئے لوگوں نے یہ جواب دیا" و " معنی او ہے۔ خیال رہے کہ عموماً نماز تمام اعمال سے افضل ہے۔ بعض ہنگامی حالات میں جہاد نماز سے افضل ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز زکوۃ اور جہاد بھی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہ کی شاخیں ہیں کہ مسلمان ان اعمال سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے اور تمام گناہوں سے نفرت البغض فی اللہ کی شاخیں ہیں کہ مومن تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کرتا ہے۔ یوں ہی نمازیوں عابدوں سے محبت اللہ کے لئے ہے۔ کفار فساق سے نفرت اللہ کے لئے ہے نیز کل قیامت میں جس عامل پر حضرات انبیاء وشہداء غبطہ کریں گے وہ بھی اللہ کے لئے محبت اللہ کے لئے عداوت ہے۔ لہٰذا اس عمل کا محبوب ترین ہونا بالکل درست ہے دوسری عبادات اگرچہ افضل ہوں مگر یہ عمل ان عبادات کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کو بڑا پیارا ہے۔ ابوداؤد نے حضور انور ﷺ کا تشریف لانا سوال فرمانا اور صحابہ کا فائدہ جواب دینا اسکا ذکر نہ کیا بلکہ احب الاعمال سے روایت فرمائی۔ (مراۃ)

حدیث نمبر :- ۸۷

بندے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے کب جاتے ہیں؟

عن اَبِی رَزِیْن اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مِلَاکِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِهٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

Marfat.com

عَلَيْکَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّکْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَکَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰهِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰهِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰهِ یَا اَبَا رَزِیْن هَلْ شَعَرْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ زَائِرًا اَخَاهُ شَیَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَکٍ کُلُّهُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَنَّهٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَكَ فِیْ ذٰلِکَ فَافْعَلْ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابورزینؓ سے ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی پالو تم ذکر والوں کی مجلس اختیار کرو اور جب تم تنہائی میں ہو تو جہاں تک کرسکو اپنی زبان اللہ کے ذکر میں ہلاتے رہو اور اللہ کی راہ میں محبت کرو اور اللہ کی راہ میں عداوت کرو۔ اے ابورزین کیا تمہیں خبر ہے کہ کوئی شخص جب اپنے گھر سے اپنے بھائی کی ملاقات کے لئے نکلتا ہے تو اُسے ستر ہزار فرشتے پہنچاتے ہیں وہ تمام اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہی اس نے تیری راہ میں (تعلق) جوڑا ہے تو بھی اسے جوڑ۔ تو اگر کرسکو کہ اپنے جسم کو اس میں مشغول کرو تو ضرور کرو۔

تشریح :-

صاحب مرقات و اکمال فرماتے ہیں کہ ابورزینؓ کا نام لقیط بن عامر ابن صبرہ عقیلی ہیں۔ طائف کے رہنے والے تھے۔ مشہور صحابی ہیں۔ آپ سے حضرت عبداللہ ابن عمرو نے

Marfat.com

حضرات نے روایات لیں۔

مِلَاكُ میم کے کسرہ سے وہ چیز جس پر کوئی چیز قائم ہو جیسے دل کہ اس پر جسم قائم ہے اس کا ترجمہ "اصل" بہت مناسب ہے۔ هٰذَا الْاَمْرِ سے مراد دین ہے۔ یا دین و دنیا کی تمام خوبیاں۔ دوسرے معنی یہاں زیادہ ظاہر ہیں جیسا کہ اَلَّذِیْ تُصِیْبُ بِهٖ ..... الخ سے معلوم ہو رہا ہے یعنی اے صحابہ کیا ہم تم کو دین و دنیا کی تمام خوبیوں کی اصل سب کی جڑ نہ بتا دیں

مجالس سے مراد علماء دین اور اولیاء کاملین و صالحین و اصلین کی مجالس ہیں کیونکہ یہ مجلسیں جنت کے باغات ہیں جیسا کہ دوسری حدیث شریف میں ہے یہ مجلسیں خواہ مدرسے ہوں یا درس قرآن و حدیث کی مجلسیں یا حضرات صوفیاء کرام کے ذکر کی محفلیں۔ یہ فرمان بہت جامع ہے۔ جس مجلس میں اللہ کا خوف حضور ﷺ کا عشق اور اطاعت رسول ﷺ کا شوق پیدا ہو وہ مجلس اکسیر ہے۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں خلوت یا جلوت۔ اس فرمان عالی میں دونوں ہی کی اصلاح فرما دی گئی جلوت ہو تو اللہ والوں کی صحبت میں خلوت ہو تو اللہ کے ذکر میں بعض مشائخ نے اس فرمان عالی سے دلیل پکڑی کہ ذکر خفی افضل ہے۔ ذکر جلی سے بعض نے فرمایا کہ ذکر لسانی افضل ہے کیونکہ یہاں زبان ہلانے کا حکم دیا گیا ہے مگر انسان بھی مختلف ہیں۔ حالات بھی مختلف بعض حالات میں ذکر جلی افضل بعض وقت ذکر خفی افضل۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اذان اور حج کی تلبیہ نماز جہر کی قرأت آہستہ کہی جائیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ نماز تہجد اور نماز خفی میں قرأت جہر سے کی جائے۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ ذکر وہ بہتر ہے کہ ذاکر ذکر میں فنا ہو اور مذکور سے باقی ہو وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ سب کچھ بھول کر اپنے سے بھی غافل ہو کر رب کو یاد کرو ذکر جہر ہو یا خفی۔ وَاَحَبَّ فِی اللّٰهِ یعنی جو تمہیں اللہ کے ذکر پر مدد دے اس سے اللہ کے لئے محبت کرو اگر چہ وہ [illegible] ہو اور جو تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دے اس سے اللہ کے لئے نفرت کرو اگر چہ تمہارا

Marfat.com

عزیز ہو۔

شَیَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یعنی اسے اس کے گھر تک پہنچاتے ہیں یہ پہچانا عزت افزائی کیلئے ہوتا ہے اور یہ پہچانا دعائے خیر کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسے دعائیں دیتے جاتے اور ساتھ چلتے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ ممکن ہے کہ اس میں صالحین کی قبور کی زیارت بھی داخل ہو کہ وہ بھی اللہ کے لئے کی جاتی ہے۔

فرشتے دعا مانگتے ہیں کہ اس شخص نے تیری راہ میں اس سے رشتۂ محبت جوڑا ہے تو اس کا اپنے سے رشتۂ بندگی رشتۂ اطاعت جوڑ لے کہ اسے اپنا خاص بندہ بنالے۔

فَافْعَلْ یعنی یہ عمل تھوڑا ہے مگر اس کے فائدے بہت ہیں لہٰذا اسے ہمیشہ کیا کرو۔ بعض حضرات جب کسی مقبول بندے سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں تو باوضو اور ذکر الٰہی کرتے جاتے ہیں۔ یہاں مرقات نے بروایت ابو یعلیٰ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ ایسا خفی ذکر جلی ذکر سے ستر (۷۰) درجہ افضل ہے۔ (مرقات و مرأت)

حدیث نمبر :- ۸۸

دو لڑکیوں کی کفالت کا درجہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنَا وَ ھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو دو لڑکیوں کو

Marfat.com

پالے حتیٰ کہ وہ جوان ہو جائیں تو میں اور وہ قیامت کے دن ایسے آئیں گے اور اپنی انگلیوں کو ملایا (مسلم)

تشریح:-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں خوش دلی سے دولڑکیوں کو پالنا خواہ اپنی بیٹیاں ہوں یا بہنیں ہوں یا یتیم بچیاں ہوں۔کل قیامت میں حضور ﷺ سے قُرب کا ذریعہ ہیں اور جس کو اس دن حضور ﷺ کا قُرب نصیب ہو جائے اسے سب کچھ مل جائے۔

گر محمد کا ساتھ ہو جائے
پھر تو سمجھو نجات ہو جائے

ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا جو کوئی بیٹیوں میں مبتلا کر دیا جائے پھر ان سے اچھا سلوک کرے تو وہ اس کیلئے آگ سے آڑ ہو جائیں گی۔ (مسلم و بخاری)

اس اجر کی وجہ یہ ہے کہ لڑکوں سے لوگوں کو بہت امیدیں وابستہ ہیں کہ جوان ہو کر ہماری خدمت کریں گے۔لڑکیوں پر خرچ ہی کرنا ہوتا ہے وہ بھی بغیر کسی امید کے مگر دیکھا گیا ہے کہ آج کل بمقابلہ لڑکوں کے لڑکیاں والدین کی خدمت بھی زیادہ کرتی ہیں اور مرنے کے بعد ختم یا فاتحہ بھی زیادہ لڑکیاں ہی کرتی ہیں۔کوئی خوش نصیب ہی لڑکوں سے آرام پاتا ہے۔اکثر لڑکے بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور بربادی بھی کرتے ہیں۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۸۹

یتیم کی کفالت کرنے والا حضور ﷺ کے ساتھ ہو گا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰی وَ فَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئاً۔

(رواہ البخاری) مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا پالنے والا خواہ اپنا ہو یا غیر کا جنت میں اس طرح ہوں گے اور کلمہ کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا ان کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔

تشریح :-

یتیم وہ نابالغ انسان ہے جس کا والد فوت ہو چکا ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ لفظ یتیم ان دونوں کو شامل ہے۔

جانوروں میں یتیم وہ چھوٹا بچہ جس کی ماں مرگئی ہو اور موتی وہ یتیم کہلاتا ہے جو اپنی سیپ میں اکیلا ہو۔ یہاں انسان یتیم مراد ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ وہ یتیم خواہ اپنا پوتا' نواسہ' بھتیجا یا بھانجا ہو یا کوئی غیر بچہ جس سے رشتہ داریاں نہ ہوں۔ فرمایا جس طرح ان دونوں انگلیوں میں کوئی فاصلہ نہیں ایسے ہی قیامت میں مجھ میں اور اس میں کوئی فاصلہ اور دوری نہ ہوگی اس کو مجھ سے بہت ہی قرب نصیب ہوگا۔

حدیث نمبر :- ۹۰

تین جنتی اور پانچ دوزخی

عَنْ عَيَاضِ بْنِ حَمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

لَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلٰثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ
وَفِّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِىْ قُرْبٰى وَ مُسْلِمٌ
عَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ وَ اَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ
لضَّعِيْفُ الَّذِىْ لَا زَبْرَ لَهٗ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْغُوْنَ
هْلاً وَّلَا مَالاً وَالْخَائِنُ الَّذِىْ لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَ اِنْ دَقَّ اِلَّا
انَهٗ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِىْ اِلَّا وَ هُوَ يَخَادِعُكَ عَنْ
هْلِكَ وَمَالِكَ وَ ذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيْرُ
فَحَّاشُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

جمہ :-

روایت ہے حضرت عیاض ابن حمارؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتی تین ہیں۔ وہ حاکم جو عدل والا' صدقہ والا' توفیق والا اور وہ شخص جو رحم دل اور نرم دل ہو ہر قرابت والے پر اور وہ مسلمان جو پاک دامن سوال کرنے سے بچنے والا عیال دار ہو۔ آگ والے پانچ ہیں' وہ کمزور جس کی خود اپنی رائے نہ ہو جو کہ تم میں رہیں' تمہارے تابع ہو کہ نہ گھر بار چاہتے ہیں نہ مال اور وہ خیانت والا جس کی ہوس ڈھکی چھپی نہیں رہتی' اگرچہ معمولی چیز ہو مگر خیانت کرتا ہو اور وہ شخص جو نہیں صبح کرتا نہ ہی شام کرتا ہے مگر وہ تم کو دھوکہ دیتا رہتا ہے تمہارے گھر بار اور تمہارے مال میں اور حضور ﷺ نے کنجوسی' جھوٹ' بدخلق اور فحش گو کا بھی ذکر فرمایا (مسلم)

تشریح:-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا کہ میری امت میں تین قسم کے لوگ یقی جنتی ہیں۔ سُلْطَان مُقْسِط یعنی جسے اللہ حکومت بھی دے تو وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی ا نیک سلوک کرے اگر حاکم درست ہو جائے تو رعایا خود بخود درست ہو جاتی ہے۔ یعنی عو مسلمانوں پر عموماً اور اپنے عزیز قرابت داروں پر خصوصاً مہربان ہو۔

ذُوْ عَیَالٍ وہ مسلمان جو باوجود عیال دار ہونے کے کسی سے بھیک نہ مانگے اور گ کے قریب نہ جائے۔ اَلَّذِیْ لَا زَبْرَ لَہٗ یعنی اس میں اتنی عقل نہ ہو کہ اسے برائیوں بچائے کبھی آخرت کے نفع ونقصان کو سوچتا نہ ہو۔ جانوروں کی طرح صرف کھانے عیش کرنے فکر میں لگا رہے۔

لَا یَبْغُوْنَ اَھْلاً وَلَا مَالاً یعنی حلال بیوی رکھتے نہیں حلال روزی کماتے نہ محنت سے جی چراتے ہیں اور غیر عورتوں پر نظر حرام رکھتے ہیں۔ غیروں کا مال ناجائز طور پر کھا کے در پے رہتے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔

اِلَّا خَانَہٗ یعنی اسے خیانت کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ معمولی اور حقیری اما میں خیانت کرنے سے باز نہیں رہتا یعنی وہ گنہگار ہونے کے علاوہ ذلیل طبیعت والا بھی ہے دوزخی ہے کیونکہ یہ عادات خالص دوزخیوں کے ہیں۔

یُخَادِعُکَ میں صبح وشام سے مراد ہمیشہ ہے یعنی وہ دھوکہ دینے کا عادی ہو چکا تم سے جب کبھی کلام یا معاملہ کرے تو دھوکہ ہی دے گا۔ یہ بھی دوزخی ہے۔

بَخِلَ اَوِ الْکَذِبَ چونکہ راوی کو حضور ﷺ کے وہ الفاظ طیبہ یاد نہ رہے جو ﷺ نے بخل اور جھوٹ کے متعلق فرمائے۔ اس لئے راوی نے ذَکَرَ کا لفظ بیان کیا اگر الفاظ طیبہ یاد ہوتے تو باقاعدہ بطریق روایت ارشاد کرتے۔

Marfat.com

شَنْظِيْرٌ فَحَّاشٌ بخل وکذب کا معطوف ہے تو نصبی حالت میں ہے یعنی حضور ﷺ نے شَنْظِیْر اور فحاش کا بھی ذکر فرمایا کہ وہ بھی دوزخی ہیں۔ شنظیر بروزن خنزیر بمعنی بد خلق سخت طبیعت۔ ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں مبتداء ہوں اور ان کی خبر مِنْ اَهْلِ النَّارِ پوشیدہ ہو تب یہ دونوں مرفوع ہوں گے۔ مشکوٰۃ کے بعض نسخوں میں والفحاش ہے یعنی فحاش معطوف ہے۔ اَلشَّنْظِيْرُ پر تب تو معنی بالکل ظاہر ہیں۔ (مرأت)

حضرت فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

حدیث نمبر :- ۹۱

اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے کہ اللہ کی قسم وہ مومن نہیں اللہ کی قسم وہ مومن نہیں' اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ ﷺ ! فرمایا وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو۔

(بخاری و مسلم)

تشریح:-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کے تین بار لَا یُؤْمِنُ فرمانا تاکیداً ہے۔ لَا یُؤْمِنُ میں کمال ایمان کی نفی ہے یعنی وہ کامل مومن نہیں ہوسکتا' نہیں ہوسکتا ' نہیں ہوسکتا۔حضور ﷺ نے اس کی وضاحت پہلے نہ فرمائی بلکہ سائل کے پوچھنے پر بتایا تاکہ سننے والوں کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے' جو بات انتظار اور پوچھ گچھ کے بعد معلوم ہو وہ بہت دل نشین ہوتی ہے۔اگر چہ ہر مسلمان کو اپنے شر سے بچانا ضروری ہے مگر پڑوسی کو شر سے بچانا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ اس سے ہر وقت کام رہتا ہے۔وہ ہمارے اچھے اخلاق کا زیادہ مستحق ہے۔ ربِ کائنات پڑوسی کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ یعنی پڑوسی خواہ رشتہ دار ہو یا نہ ہو اس سے اچھا سلوک کرو۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۹۲

جبرائیلؑ کی پڑوسی کے بارے میں وضاحت

عَنْ عَائِشَۃَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَازَالَ جِبْرَائِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِثُہٗ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کے مجھے جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے متعلق حکم الٰہی پہنچاتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ یہاں وصیّت سے مراد اصطلاحی وصیّت نہیں بلکہ تاکیدی حکم مراد ہے۔ حکم کس کا؟ احکم الحاکمین کا' نہ کہ جبرائیلؑ کا کیونکہ حضرت جبرائیل امین حضور ﷺ کے خادم ہیں۔ رب کی طرف سے فرمان رساں و فیضان رساں ہیں۔ یُوْصِیْنِیْ سے مراد ہے کہ حضرت جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو حکم پہنچاتے رہے کہ آپ اپنی امت کو یہ حکم پہنچا دو۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو پڑوسی کی مالی میراث میں شریک کردے گا۔ قرابت کی طرح یہ وصیّت بھی میراث پانے کا ذریعہ ہوجائے گی۔ حضور ﷺ کی میراث مراد نہیں کہ حضرات انبیاء کرامؑ کی مالی میراث کسی کو نہیں ملتی۔

(مرأت)

حدیث نمبر :- ۹۳

بوڑھے مسلمان اور حامل قرآن کا احترام

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَ حَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَ اِکْرَامُ

Marfat.com

السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

(رواہ ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ :-

حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان اور حامل قرآن کا احترام کیا جائے وہ حامل قرآن جو نہ تو اس میں زیادتی کرے اور نہ اس سے دور رہے اور عادل بادشاہ کا احترام کیا جائے۔

(ابوداؤد و بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ یعنی سفید داڑھی والے مسلمان کا احترام خود رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اللہ کریم اس سے شرم فرماتا ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی پھیرے تو بندہ اس کا احترام کیوں نہ کرے۔

حاملِ قرآن میں حفاظ' علماء ' عالم دین' قراء' مفسرین اور ہمیشہ تلاوت کرنے وا[لے] سب ہی داخل ہیں' سب کا احترام چاہئے۔ (مرقات از ملا علی قاری حنفی)

وہ حامل قرآن وہ عالم' وہ حفاظ قابلِ تعظیم ہیں جو بد مذہب ' بے دین نہ ہوں' نیز قرآن کو لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنائیں' اس کی غلط تاویلیں کریں' اس میں خیانتیں کریں' ا[س] کے ذریعہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلائیں۔ ان پر تو اللہ تعالیٰ کی بھی پھٹکار ہے اور اس کے بندو[ں] کی بھی۔ (مرقات)

دیوان حافظ میں یہ شعر ہے کہ

Marfat.com

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے

دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

ترجمہ :- اے حافظ شراب اور رندی کرلے تو کوئی حرج نہیں لیکن دگراں کی طرح فریب دھوکا کسی کو نہ دے۔ (دگراں ایک جانور ہے جو ایران میں ہوتا ہے)

منصف حاکم' عدل والا بادشاہ اللہ کی رحمت ہیں' جن کے سایہ میں اللہ کی مخلوق آرام پاتی ہے وہ رعایا کے لئے مہربان باپ کی مثل ہوتے ہیں اس لئے ان کا احترام ضروری ہے۔

(مراۃ)

حدیث نمبر :- ۹٤

مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَ یُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ اِمْرَءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ لَهٗ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَ مَالُهٗ وَ عِرْضُهٗ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'

Marfat.com

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے اور اپنے سینہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا۔ انسان کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور اس کی عزت حرام ہے۔ (مسلم)

تشریح :-

وَلَا يَحْقِرُهُ یعنی نہ تو مسلمان کو دل میں حقیر جانو، نہ اسے حقارت کے الفاظ سے پکارو یا بُرے لقب سے یاد کرو، نہ اس کا مذاق بناؤ۔ آج کل یہ عیب ہم میں بہت ہیں۔ پیشوں، نسبوں یا غربت و افلاس کی وجہ سے مسلمان بھائی کو حقیر جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم میں صوبائی تعصب بہت ہو گیا ہے کہ وہ پنجابی ہے، وہ بنگالی، وہ سندھی، وہ سرحدی ہے۔ اسلام نے یہ سارے فرق مٹا دیئے۔ شہد کی مکھی مختلف پھولوں کے رس چوس لیتی ہے تو اس کا نام شہد بن جاتا ہے۔ مختلف لکڑیوں کو آگ جلائے تو اس کا نام راکھ ہو جاتا ہے۔ آم، جامن، بکائن اور کیکر کا فرق مٹ جاتا ہے۔ یوں ہی جب سرکار دو عالم ﷺ کا دامن پکڑ لیا تو سب مسلمان ایک ہو گئے۔ حبشی ہو یا رومی۔ مولانا جامی فرماتے ہیں۔

بندۂ عشق شُدی تَرک نسب کُن جامؔی
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

ترجمہ :- اے جامؔی تو بندۂ عشق ہے تو ذات و نسب کو چھوڑ کہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا اسلام میں عزت تقویٰ و پرہیزگاری سے ہے اور تقویٰ کا اصلی ٹھکانہ دل ہے۔ تمہیں کیا خبر کہ جس مسکین مسلمان کو تم حقیر سمجھتے ہو اس کا دل تقویٰ کی شمع سے روشن ہو اور وہ اللہ کا پیارا ہو، تم سے بہتر ہو۔

Marfat.com

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر

توچہ دانی کہ دریں راہ سوارے باشد

ترجمہ:- کم مایہ لوگوں کو حقارت سے نہ دیکھ تو کیا جانتا ہے کہ اس میں کوئی سوار بھی ہو۔

صوفیاء کرام اس جملہ کے معنی یہ کرتے ہیں کہ حضور خاتم النبیّن ﷺ نے اپنے سینۂ انور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ و پرہیز گاری یہاں ہے۔ یعنی تقویٰ کی کان' پرہیز گاری کا مرکز میرا سینہ ہے۔ میرے سینہ سے تمام اولیاء وعلماء کے دلوں کی طرف تقویٰ کے دریا بہتے ہیں۔ ان سینوں سے عوام کے سینوں کی طرف تقویٰ کی نہریں نکلتی ہیں۔

(مرقات از ملا علی قاری حنفی)

حضور ﷺ کا سینۂ انور کشفِ غیوب کا آئینہ ہے۔ کونین میں حضور ﷺ کی عطائیں بہتی ہیں۔

(مرقات)

دمہ' ومالہ' وعرضہ' یعنی کوئی مسلمان کسی مسلمان کا مال بغیر اس کی اجازت نہ لے۔ کسی کی آبروریزی نہ کرے۔ کسی مسلمان کو ناحق اور ظلماً قتل نہ کرے کیونکہ یہ سب سخت جرم ہیں۔

(مراٗت المناجیح)

حدیث نمبر :- ۹۵

اندھے کیلئے خوشخبری' یتیم کی کفالت کرنے والا جنتی اور حضور ﷺ کا مختار ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِہٖ وَ شَرَابِہٖ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہٗ

Marfat.com

الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاثْنَتَيْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً وَمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا كَرِيْمَتَاهُ قَالَ عَيْنَاهُ.

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ علی الحق

ترجمہ:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی یتیم کو اپنے کھانے میں شامل کرے گا تو اللہ اس کے لئے جنت یقینی طور پر لازم فرما دیتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی ایسا گناہ کرے جو نا قابل بخشش ہو اور جو تین بیٹیاں یا ان کی مثل بہنوں کی پرورش کرے کہ انہیں ادب سکھائے۔ ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ انہیں بے نیاز کر دے تو اللہ اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر دو کو تو فرمایا یا دو کو۔ یہاں تک کہ اگر لوگ کہتے ایک کو تو حضور ﷺ فرما دیتے ایک کو اور اللہ جس کی پیاری دو چیزیں دور کر دے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کون سی دو پیاری چیزیں۔ فرمایا اس کی دونوں آنکھیں۔ (شرح سنہ)

Marfat.com

تشریح:-

شارح مشکوۃ فرماتے ہیں کہ کھانے پینے میں شامل کرنا عام ہے۔ خواہ اسے اپنے ساتھ کھلائے پلائے یا اسے اپنے گھر میں رکھ کر پرورش کرے یا یتیم خانہ بنا کر ان پر خرچ کرے۔

ذَنْبًا لَا یَغْفِرُ یعنی شرک وکفر کہ یہ گناہ قابل بخشش نہیں۔ رب کائنات فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ اسی طرح حقوق العباد بھی کسی نیک عمل سے معاف نہیں ہوتے وہ تو ادا کرنا ہی پڑیں گے یا حق والے سے معاف کرانا ہوں گے۔ (مرقات)

عموماً بیٹوں سے دنیاوی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں کہ یہ جوان ہو کر ہماری خدمت کریں گے ہمیں کما کر کھلائیں گے۔ لڑکیوں سے یہ امیدیں نہیں ہوتیں اس لئے لڑکیوں کا پالنا ان پر صبر کرنا زیادہ ثواب ہے۔ لڑکی سے مراد خواہ بیٹی ہو یا بہن ہو۔ انہیں سکھانے سے مراد علم دین سکھانا سینا پرونا اور جن ہنروں کی ان کو ضرورت ہے وہ سکھانا جس سے وہ کسی کی محتاج نہ رہیں۔ صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ یہاں جواب عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کی رحمتیں اور اس کی بخششیں حضور ﷺ کے قبضہ میں دی گئی ہیں۔ جس نعمت کو چاہیں عام فرما دیں۔

(مرقات)

دیکھو جو وعدہ تین لڑکیوں کے پالنے پر کیا گیا تھا ایک امتی کے سوال پر وہی وعدہ دو بیٹیوں کے پالنے پر ہو گیا۔ یہ ہے حضور ﷺ کا مختار من اللہ ہونا۔

اس جگہ حضرت شیخ محدث عبد الحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ''احکام مفوض است براں حضرت ہر چہ خواہد کند وبہر کہ خواہد نکند وہر کہ خواہد تخصیص نماید'' یعنی تمام احکام اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے سپرد کر دیئے ہیں جو کچھ چاہیں کریں اور جو نہ چاہیں نہ کریں اور جس کی چاہیں تخصیص کر دیں۔ (اشعۃ اللمعات)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۹٦

کسی کی غیبت کا دفاع کرنا کیسا عمل ہے؟

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِيْهِ بِالْمَغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

ترجمہ :-

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی کے گوشت سے اس کی پیٹھ پیچھے دفاع کرے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اسے آگ سے آزاد کرے۔

(بیہقی شعب الایمان مشکوٰۃ باب الشفقۃ بالرحمۃ علی الخلق)

تشریح :-

حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت یزید ابن سکن مشہور صحابیہ ہیں۔ انصاریہ ہیں۔ بڑی عاقلہ بڑی عابدہ تھیں۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ (مراٰت)

لَحْمَ اَخِيْهِ یعنی بھائی کے گوشت سے مراد مسلمان بھائی کی غیبت۔ دفع کرنے سے مراد ہے غیبت نہ ہونے دینا یا اس کا جواب دے دینا۔

يُعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ آگ سے آزادی کا مژدہ ہے اس کے لئے جو کسی گنہگار کی

Marfat.com

غیبت نہ ہونے دے اور اسکی پس پشت حمایت کرے تو جو کوئی سید الانبیاء محبوب کبریاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے بدگو دشمنوں کو جوابات دے۔ ناموس رسالت ﷺ پر ہونے والہ حملوں کا موثر جواب دے اور حضور ﷺ کی صفات عالیہ کے گیت گائے۔ سوچ لو کہ اس خوش نصیب کا درجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے ہیں۔

فَـــاِنَّ اَبِـــیْ وَالِـــدَتِـــیْ وَ عِـــرْضِـــیْ
لِـــعِـــرْضِ مُـــحَـــمَّـــدٍ ﷺ مِـــنْـــكُـــمْ وَقَـــاءٌ

ترجمہ :- میرے ماں باپ میری عزت و آبرو محمد ﷺ کی عزت و آبرو کے لئے تمہارے مقابلہ میں ڈھال ہیں۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۹۷

بہترین ساتھی کون ہے؟

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْاَ صْحَابِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُ هُمْ لِصَاحِبِهٖ وَ خَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُ هُمْ لِجَارِهٖ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِیْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک

بہترین وہ ساتھی ہیں جو اپنے ہمراہیوں کے لئے بہتر ہوں اور اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہیں جو اپنے پڑوسی کے لئے اچھے ہوں۔ (ترمذی' دارمی' ترمذی)

(ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے)

تشریح:-

خَیْرُ الْاَصْحَابِ "بہترین ساتھی" یہاں ساتھی سے مراد عام ساتھی ہیں۔ سفر کے ساتھی' مدرسہ کے ساتھی' گھر کے ساتھی' غرضیکہ مسلمان کو چاہیے کہ ہر ساتھی کے ساتھ اچھا سلوک کرے' ان کی خیر خواہی کرے' ان سے اچھا برتاؤ کرے انہیں بری باتوں سے روکنا' اچھی راہ دکھانا سب ہی اس میں داخل ہے۔ خَیْرُ الْجِیْرَانِ "یعنی بہترین پڑوسی" شارح مشکوٰۃ نے فرمایا کہ عبادات کی درستی سے بھی زیادہ اہم ہے معاملات کی درستی' پڑوسی سے ہر وقت معاملہ رہتا ہے اس لئے اس سے اچھا برتاؤ کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بچوں کو اپنی اولاد سمجھے۔ اس کی عزت ذلت کو اپنی عزت ذلت سمجھے' پڑوسی اگر کافر بھی ہو تب بھی اس کے حقوق ادا کرے۔ حضرت بایزید بسطامی کا پڑوسی یہودی تھا' سفر میں گیا اس کے بال بچے گھر میں رہ گئے۔ رات کو یہودی کا بچہ روتا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ بچہ کیوں روتا ہے؟ یہودن بولی "گھر میں چراغ نہیں ہے' بچہ اندھیرے میں گھبراتا ہے" اس دن سے آپ روزانہ چراغ میں خوب تیل بھر کر روشن کر کے یہودی کے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔ جب یہودی لوٹا' اس کی بیوی نے واقعہ سنایا۔ یہودی بولا کہ جس گھر میں بایزید کا چراغ آ گیا وہاں اندھیرا کیوں رہے۔ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ سبحان اللہ۔ (مرأت المناجیح)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۹۸

نیکی اور برائی میں تمیز کیسے ہو؟

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ لِیْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَاْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِیْرَانَکَ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَھُمْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ -

(رواہ ابن ماجۃ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ علی الخلق

ترجمہ :-

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا 'یارسول اللہ ﷺ میں کیسے جانوں جب کہ میں بھلائی کروں یا جب کہ میں برائی کروں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے بھلائی کی تو واقعی تم نے بھلائی کی اور جب تم انہیں یہ کہتے سنو کہ تم نے برائی کی تو واقعی تم نے برائی کی۔

(ابن ماجہ)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ سائل نے عرض کیا کہ مجھے تو اپنے سارے کام ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر واقعہ میں اچھے کام اور برے کام کی علامت کیا ہے' یہاں کام سے مراد معاملات ہیں۔ عقائد اور عبادات میں کسی کے اچھا اور برا کہنے کا اعتبار نہیں۔

Marfat.com

معاملات میں اچھائی برائی کی علامت یہ ہے کہ تمہارے سارے پڑوسی قدرتی طور پر تم کو اچھا کہیں یا بُرا کہیں ' قدرتی بات کہ بعض بندوں کے لئے خود بخود اچھائی نکلتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ۔ (تم اللہ کے لوگ گواہ ہو زمین میں) مسلمانوں کی زبان خالق کا قلم ہے۔ پڑوسی چونکہ چھپے حالات سے واقف ہوتے ہیں اس لئے یہاں پڑوسی کی قید لگائی۔ اپنے متعلق خود فیصلہ نہ کرو کہ ہم اچھے ہیں یا بُرے۔ مخلوق کی زبان سے وہی نکلتا ہے جو رب نکلواتا ہے۔ آج بعض قبر والوں کو لوگ ولی اللہ کہ رہے ہیں 'ان کے مزارات پر میلے لگے ہوتے ہیں۔ یہ ہے خلق کی زبان۔ (مراٗت)

حدیث نمبر :- ۹۹

حضور انور ﷺ کے وضو کا غسالہ (بچا کچھا) صحابہؓ کا اپنے اوپر ملنا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ قُرَادٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْماً فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهٖ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلٰی هٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْيُصَدِّقْ حَدِيْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَالْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ۔

(رَوَاهُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی قراد سے نبی کریم ﷺ نے ایک دن وضو کیا تو حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ آپکے بقیہ وضو کو اپنے پر ملنے لگے تو ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اس پر کیا چیز ابھارتی ہے۔ وہ بولے اللہ اور رسول کی محبت۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ اللہ ورسول ﷺ سے محبت کرے یا اس سے اللہ ورسول ﷺ محبت کریں تو وہ جب بات کرے سچی کرے جب امین بنایا جائے تو امانت ادا کرے اور اپنے پڑوسی کا پڑوس اچھا نبھائے۔ (بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

یَتَمَسَّحُوْنَ صحابہ کرامؓ برکت حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے وضو کا مستعمل پانی ہاتھوں اور منہ پر ملتے تھے۔ حضور ﷺ کا جسم انور سراپا نور ہے لہٰذا جو پانی جسم انور سے مس ہو جاتا وہ نورانی ہو جاتا۔ ہمارے وضو اور غسل کا مستعمل پانی قابلِ استعمال نہیں ہوتا مگر حضور ﷺ کا استعمال شدہ پانی پاک طیب اور طاہر ہے بلکہ پاک کرنے والا ہے۔ حضور ﷺ کے اعضائے مبارکہ سے مس ہونے والے پانی کی تاثیر کا کیا کہنا ! سبحان اللہ۔

مَا یَحْمِلُکُمْ حضور ﷺ کا یہ دریافت فرمانا آنے والے مضمون کا ابتدائیہ ہے ورنہ حضور انور ﷺ ہر شخص کی دلی کیفیت سے بھی آگاہ ہیں۔ بقول مولانا روم۔

اے فروغت صبح آثار و دھور
چشمِ تو بینندہِ ما فی الصدور

ترجمہ :- آپ کی روشنی دونوں جہان کو روشن کر رہی ہے آپکی آنکھ سینوں کے راز بھی

Marfat.com

دیکھ لیتی ہے۔

حُبُّ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ صحابہ کرامؓ کا جواب محبت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کا غماز ہے کہ حضور ﷺ ہمارے محبوب ہیں اور دلوں کا چین اور قرار ہیں جو پانی جسم اطہر سے مس ہو جائے وہ ہمیں پیارا لگتا ہے۔ اس لئے اسے چومتے ہیں۔

فَلْیُصَدِّقْ حَدِیْثَہٗ یعنی ہمارے غسالہ سے برکت حاصل کرنا تو درست ہے اور اس میں فیوض و برکات بہت ہین مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے نسبت محبت استوار کرنے کے لئے یہ عمل کافی نہیں۔ یہ کام نفس پر گراں نہیں۔ یہ کام تو منافقین بھی کر لیتے ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کے لئے ان کی اطاعت و فرمانبرداری بھی ضروری ہے۔ کہ وہی نفس کے لئے مشکل ہے۔ سچائی' امانت اور پڑوسی کا خیال' یہ تینوں کام اصلاح احوال اور درستیٔ معاملات کی بنیاد ہیں اس لئے ان کا ذکر فرمایا۔ جو مسلمان اپنے معاملات درست کرے گا اسے عبادات درست کرنا آسان ہو گا اور معاملات میں زبان سچی' ہر قسم کی امانت کی ادائیگی اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک بڑی ہی اہم چیزیں ہیں۔ کسی کو آزمانا ہو تو کثرت نوافل و عبادات سے نہ آزماؤ بلکہ معاملات سے آزماؤ' اگر معاملات درست ہیں تو واقعی کامل ہے۔ آج کل نمازی' حاجی' صوفی اور قاری تو بہت ہیں مگر سچے امتی تھوڑے۔ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور سرور کائنات ﷺ صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

ترجمہ:۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۰۰

دو عورتیں ایک جنتی دوسری جہنمی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ قِلَّةَ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقْسَطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں بی بی کی نماز، روزے اور اس کے صدقات کا چرچہ ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ستاتی ہے۔ فرمایا وہ آگ میں ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت اسکی نماز، روزے صدقات کی کمی کا ذکر ہوتا ہے وہ تو پنیر کے کچھ ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے اور وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنتی ہے۔

(احمد، بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

Marfat.com

تشریح:-

یہاں شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ شاید کہنے والے نے اس بی بی کا نام لیا ہوگا مگر راوی کو یاد نہ رہا یا قصداً نہ لیا تا کہ اس مومنہ کی رسوائی نہ ہو۔ زبان کا ذکر اس لئے کیا کہ اکثر لوگ دوسروں کو زبان سے تکلیف دیتے ہیں۔ لڑنا بھڑنا' غیبت چغلی کھانا وغیرہ زبان کا زخم سناں کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے کہ یہ مرہم سے بھر جاتا ہے مگر وہ نہیں بھرتا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں۔

جَرَاحَاتِ السِّهَامِ لَهَا الْتِّيَامُ
وَلاَ يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

ترجمہ :- تیر کے زخم کا علاج ہے مگر زبان کے زخم کا علاج نہیں ہے۔

هِيَ فِي النَّارِ یعنی یہ کام دوزخیوں کے ہیں' اگر یہ عبادت گزار بی بی اپنی تیز زبان سے توبہ نہ کرے گی تو اولاً دوزخ میں جائے گی۔ نوافل پڑھنے سے لوگوں کے حق معاف نہیں ہوتے پھر سزا بھگت کر جنت جائے گی لہٰذا یہ حدیث اس قانون کے خلاف نہیں کہ تمام صحابہ؄ عادل ہیں۔ کوئی فاسق نہیں۔ بعض صحابہ؄ سے گناہ ہوئے مگر وہ قائم نہ رہے توبہ کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔

تُذْكَرُ قِلَّةً ' یعنی وہ نفلی نماز ' نفلی صدقات کم کرتی ہے۔ فرض نماز میں کمی مراد نہیں کیونکہ یہ تو فسق ہے۔ صحابہ کرام؄ فسق سے محفوظ ہیں۔

تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ یعنی وہ بی بی صاحبہ مسکین غریب ہیں۔ معمولی چیز یعنی کچھ ہی خیرات کر سکتی ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ نفلی عبادات کی کمی مراد ہے کہ پنیر کے ٹکڑے قطرے زکوٰۃ وغیرہ میں خیرات نہیں کیے جاتے۔ صرف نفلی صدقات میں دیئے جاتے ہیں۔

هِيَ فِي الْجَنَّةِ اس فرمان عالی سے ہم لوگوں کے کان کھل جانے چاہیں ہم

Marfat.com

سے اکثر لوگ اصول چھوڑ کر فضول میں کوشش کرتے ہیں۔ فرائض کی پرواہ نہیں' نوافل پر زور۔
معاملات خراب' وظیفوں' چلوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ دوا کے ساتھ پرہیز ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ
معاملات کی درستی نصیب فرمائے۔ آمین (مراٗت)

حدیث نمبر :- ۱۰۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اچھے اور برے کی خبر دینا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ
شَرِّکُمْ قَالَ فَسَکَتُوْا فَقَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ
بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَیْرُکُمْ
مَنْ یُرْجٰی خَیْرُهٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّکُمْ
لَا یُرْجٰی خَیْرُهٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّهٗ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ
التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ
بیٹھے ہوئے لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اچھوں بروں کی خبر نہ دوں۔
کہتے ہیں کہ حاضرین خاموش رہے تو یہ تین بار فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا ہاں

یارسول اللہ ﷺ ہم کو ہمارے بُرے بھلوں کی خبر دیجئے -تو فرمایا کہ تمہارا بھلا وہ شخص ہے جس سے خیر کی امید کی جائے اور اس کے شر سے اطمینان کیا جائے اور تمہارا بُرا وہ شخص ہے جس سے خیر کی امید نہ کی جائے اور اس کے شر سے امن نہ ہو۔ (ترمذی' بیہقی شعب الایمان اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' مشکوٰۃ باب الشفقۃ علی الخلق)

تشریح :-

حضور ﷺ ایک مجلس صحابہؓ پر گزرے تو وہاں کھڑے ہو گئے' ٹھہر گئے اور پہلے لوگوں سے یہ سوال فرمایا تا کہ ترغیب اور تعلیم ہو اور دلوں میں جم جائے۔

فَسَكَتُوا وہ حضرات اس لئے خاموش رہے کہ شاید حضور ﷺ ہمارے نام لیکر فرمائیں کے فلاں اچھا ہے فلاں برا جس سے ہمارے پردے فاش ہو جائیں گے اس لئے خاموشی بہتر ہے تا کہ ہمارے پردے رہیں۔

ثَلٰثُ مَرَّاتٍ یعنی تین بار فرمایا' حضور ﷺ کا منشاء یہ تھا کہ یہ حضرات خود اشتیاق ظاہر کریں تو ہم بتائیں تا کہ یہ حضرات اشتیاق کا ثواب پائیں اور ہمارا کلام بغور سنیں اس لئے بار بار سوال فرمایا اور خود ہی بیان نہ فرمادیا۔ حضور انور ﷺ وہ سخی ہیں جو تقاضے کر کر کے فقیروں کو بھیک دیتے ہیں۔

فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ان صاحب نے محسوس فرمایا کہ حضور ﷺ کو اس فرمان عالی کی رغبت ہے اور حضور ﷺ فرمانا چاہتے ہیں۔ اس رغبت میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے لہٰذا عرض کیا کہ حضور ﷺ ضرور فرمائیں۔ حضور کے ارادہ مبارکہ میں ہمارا بھلا ہی ہوگا۔

خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهٗ یعنی قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف سے اطمینان ہو کہ یہ شخص کسی کو تکلیف نہیں دیتا' تو خیر خواہی ہی کرتا ہے۔

لَا يُرْجٰى خَيْرُهٗ یعنی قدرتی طور پر لوگ اس سے ڈرتے ہوں کہ یہ شخص

Marfat.com

خطرناک ہے اس سے بچو اس سے خیر نہ پہنچے گی شر ہی پہنچے گا معلوم ہوا کہ لوگوں کے دل ان کی زبان ربّ کا قلم ہے لہٰذا جسے عام طور پر لوگ ولی کہیں وہ عنداللہ ولی ہے۔ (مراۃ)

حدیث نمبر :- ۱۰۲

بہترین صدقہ کیا ہے ؟

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُکَ مَرْدُوْدَةً اِلَیْکَ لَیْسَ لَھَا کَاسِبٌ غَیْرُكَ۔

(رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ) مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت سراقہ ابن مالکؓ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بہترین صدقہ پر رہبری نہ کروں۔ تمہاری وہ بیٹی جو تم تک لوٹا دی جائے تمہارے سواء اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو۔ (ابن ماجہ)

تشریح:-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ سراقہ ابن مالکؓ ابن جعشم ہیں۔ قبیلہ بنی مدلج سے آپ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہاں صدقہ سے مراد شرعی صدقہ' واجبہ نہیں کہ وہ تو اپنی اولاد کو جائز نہیں بلکہ مراد نیکی اور کارِ ثواب ہے اس کا بہترین نیکی ہونا اس لئے ہے کہ اس میں حق قرابت کا ادا کرنا بھی ہے اور بے کس کی پرورش بھی اور ایک عصمت والی بی بی کی حفاظت بھی۔

لَیْسَ لَھَا کَاسِبٌ غَیْرُكَ وہ تمہاری بیٹی جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو یا پاگل دیوانہ ہو یا گم ہو گیا ہو یا اس نے طلاق دے دی ہو مگر لڑکی کسی مجبوری کی وجہ سے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی یا اسے اچھا رشتہ ملتا نہیں' اس لئے وہ مجبوراً میکے میں آ گئی۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' اس کی پرورش کرنا بہترین صدقہ ہے کہ وہ اب بے آس ہو کر تمہارے سہارے پر تمہارے پاس آئی۔ بعض لوگ خود لڑکیوں کو اپنے گھر بٹھا لیتے ہیں اسے بلا وجہ بسنے نہیں دیتے' وہ یہاں مراد نہیں۔ ایسے لوگ تو بڑے مجرم ہیں اسی لئے یہاں مَرْدُوْدَةٌ ارشاد ہوا۔

(مرأت المناجیح)

حدیث نمبر :- ۱۰۲

ماں سے حسن سلوک

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) مشکوٰۃ باب البر والصلۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے اچھے برتاوے کا زیادہ حقدار کون ہے فرمایا تمہاری ماں' عرض کیا پھر کون فرمایا تمہاری ماں' عرض کیا پھر کون' فرمایا تمہاری ماں' عرض کیا پھر کون' فرمایا تمہارا باپ اور

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا تمہاری ماں' پھر تمہاری ماں' پھر تمہاری ماں' پھر تمہارا باپ' پھر تمہارا قریبی' پھر تمہارا قریبی۔

تشریح :-

صِحَابَۃ صاد کے کسرہ سے بمعنی مدد یا برتاؤ خدمت' اسی سے ہے صحبت وہ ہمراہی جو الفت' خدمت و مدد کے ساتھ ہو۔ اسلئے جن کفار نے حضور انور ﷺ کے ساتھ مجلس کی انہیں صحابی نہیں کہا جاتا کہ وہ ہمراہی الفت و خدمت کے ساتھ نہ تھی یعنی میرے رشتہ دار قریبی دور کے بہت سے ہیں اچھا برتاؤ کس سے کروں اس کا کون مستحق ہے۔

ثُمَّ اَبُوْكَ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے کیونکہ ماں بچہ پر تین احسان کرتی ہے' باپ ایک احسان۔ پیٹ میں رکھنا' جننا' پرورش کرنا۔ لیکن باپ صرف پرورش ہی کرتا ہے۔ بیٹا ماں باپ دونوں کی خدمت کرے مگر مقابلہ کی صورت میں ادب واحترام باپ کا زیادہ کرے۔ خدمت وانعام ماں کی زیادہ کرے۔ (اشعۃ اللمعات)

والدین کے ساتھ سلوک یہ ہے کہ ان سے نرم اور نیچی آواز سے کلام کرے۔ مالی و بدنی خدمت کرے۔ صرف اپنے نوکروں سے ہی ان کا کام نہ کرائے بلکہ خود کرے' ان کا ہر جائز حکم تسلیم کرے' انہیں نام لے کر نہ پکارے' اگر وہ غلطی پر ہوں تو نرمی سے ان کی اصلاح کرے' اگر قبول نہ کریں تو ان پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے' انکی سختی پر تحمل کرے۔ یہ آداب قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل شریف میں مذکور ہیں۔

فَاَدْنٰكَ یعنی ماں باپ کے ساتھ ان کے عزیزوں کے حق بھی ادا کرے کہ چچا' ماموں۔ دادا' نانا' بہن' بھائی وغیرہ۔ سب کے درجہ بدرجہ حقوق ادا کرے۔ (مراٗت)

یہاں شارح مسلم بحوالہ علامہ یحیٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں کہ ماں کا حق مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اولاد کی تربیت میں ماں کو زیادہ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ ماں کی اولاد پر شفقت زیادہ

Marfat.com

ہوتی ہے۔حمل' وضع حمل' دودھ پلانے اور پرورش کے دیگر مراحل طے کرنے میں ماں کوزیادہ
مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔خیال رہے کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی حقدار ماں ہوتی ہے پھر باپ
اوراس کے بعد قرب کے اعتبار سے درجہ بدرجہ رشتہ دار۔حارث محاسی نے کہا کہ اس پر اجماع ہے
کہ ماں کا درجہ باپ سے زیادہ ہے۔قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ جمہور کا یہی نظریہ ہے اور بعض
علماء نے کہا ہے کہ دونوں کا درجہ برابر ہے۔کہا گیا ہے کہ یہ قول امام مالک کا ہے لیکن صحیح بات یہ
ہے کہ ماں کا درجہ زیادہ ہے اور یہی احادیث صحیحہ سے مستفاد ہے۔مسند احمد میں حضرت انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی عمر بڑھادی جائے اور اس کے رزق میں
زیادتی کی جائے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اور صلہ رحمی کرے۔

(شرح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

حدیث نمبر :- ۱۰۴

والدین کی خدمت سے جنت کا حصول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُه' رَغِمَ اَنْفُه' قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَ
هُمَا اَوْكِلَا هُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوۃ باب البر والصلۃ

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

فرمایا کہ اس کی ناک رگڑ جائے' اس کی ناک رگڑ جائے' عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کس کی؟ فرمایا اس کی جو اپنے ماں باپ کو پائے اور ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے میں ہوں پھر جنت میں نہ چلا جائے۔

تشریح :-

رَغِمَ اَنفُہ' یعنی وہ ذلیل ہو جائے' وہ ذلیل ہو جائے' ناک رگڑنے سے مراد ذلت و خواری ہے۔ ناک رگڑنے سے مراد ہے کہ تباہ و برباد ہوا۔ اَحَدَ ھُمَا اور کِلاَ ھُمَا یہ دونوں عِندَ الکِبَرِ کا فاعل ہیں۔ لہٰذا مرفوع ہیں یعنی انہیں اس حال میں پائے کہ وہ دونوں یا ایک' بڑھاپے کی قید اس لئے لگائی کہ اس وقت ہی خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور بارگاہ الٰہی میں بوڑھے کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے وہ کریم' سفید داڑھی والے بندے کے پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں پھیرتا۔ اولاد کو چاہیے کے ایسے وقت اور ایسے وقت کی خدمت کو غنیمت جانیں۔

ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ اس طرح کہ ان کی نافرمانی کرے یا ان کی خدمت میں کمی کرے یا انہیں سخت الفاظ اور درشت لب و لہجہ میں جواب دے۔ خیال رہے کہ بڑھاپے میں مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اور غصہ بڑھ جاتا ہے' ایسے وقت میں ان کی سخت باتوں کو برداشت کرتا رہے' ایسے حالات میں ان کو راضی رکھے۔ انشاء اللہ دونوں جہان میں آرام پائے گا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَاِمَّا یَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۔ (ترجمہ:- تمہارے ہوتے ہوئے دونوں سے ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہو اور نرمی سے گفتگو کرو)

[بڑھ]اپے کا ذکر بار بار اس لئے ہوتا ہے کہ وہ وقت سنبھالنے کا ہوتا ہے جس نے وہ وقت سنبھال لیا [اس] نے کمائی کر لی ایسے آڑے وقت میں ان پر دل کھول کر خرچ کرو' ان کی خدمت بھی کرو' ان

Marfat.com

کے لئے دعا بھی کرو۔ بچپن میں یہ مجبور تھا تو والدین نے پرورش کی' نگہداشت کی اور اب وہ مجبور ہیں تو یہ انہیں سنبھالے اللہ کی رحمت اسے سنبھالے گی۔

(مرقات)

یہاں صاحب شرح مسلم فرماتے ہیں کہ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدُ هُمَا فِی کُلِّ یَوْمِ الْجُمْعَةِ فَقَرَاءَ عِنْدَهٗ یٰسٓ غُفِرَ لَهٗ۔

(کامل الابن عدی)

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورہ یٰسین پڑھے تو اس شخص کی مغفرت ہو جائے گی۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ تین چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے۔ ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا' قرآن مجید کو' اور سمندر کو۔ (ابونعیم' شرح مسلم)

حدیث نمبر :- ۱۰۵

اپنے انساب کو یاد رکھنا اور رشتے جوڑنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِکُمْ مَاتَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامُکُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ مَنْسَاةٌ فِی الْاَثَرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) مشکوٰۃ باب البر والصلۃ

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے نسب یاد رکھو' جس سے اپنے رشتے جوڑو کیونکہ رشتے جوڑنا گھر والوں میں محبت ہے' مال میں برکت ہے' عمر میں درازی ہے۔ (ترمذی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

تشریح :-

مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ اپنے دودھیال' ننھیال کے رشتے یاد رکھو اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کس سے ہمارا کیا رشتہ ہے تاکہ رشتوں کے مراتب کے مطابق حقوق ادا کئے جائیں۔ صلہ رحمی کا ناطہ قائم رہے گا۔ اگر تم کو رشتوں کی خبر نہ ہوگی تو ان سے سلوک کیسے کرو گے؟

مَثْرَاةٌ بنا ہے ثریٰ سے بمعنی کثرت۔ اسی سے "ثروت" ہے۔ مثرات کے معنی ہیں مال میں اضافہ اور ذریعہ برکت۔

مَنْسَاةٌ بنا ہے نساء سے بمعنی تاخیر یا دیر۔ اس لئے ادھار کو نسیہ کہتے ہیں کیونکہ اس کی وصولی میں دیر ہوتی ہے۔

صلہ رحمی سے انسان کی عمر میں برکت ہوتی ہے۔ راحت' چین اور سکون کے باعث نعمت عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ قطع رحمی سے کشیدگی اور ہر پریشانی جنم لیتی ہے جبکہ صلہ رحمی سے خوشی و مسرت کے چشمے پھوٹتے ہیں اور قربتوں اور محبتوں کی فراوانی ہوتی ہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۰۶

صلہ رحمی کرنے والا کون ہے ؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحْمُهٗ وَصَلَهَا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیْؒ) مشکوٰۃ باب البر والصلۃ

ترجمہ :-

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رشتہ جوڑنے والا وہ نہیں جو یہ کہہ چکا ہو لیکن جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑ دے۔ (بخاری مشکوٰۃ باب البر والصلۃ)

تشریح :-

وَصَلَهَا وہ اسے جوڑ دے جو شخص اپنے عزیزوں سے سلوک کرے وہ کچھ کریں تو بدلہ چکانے کے لئے جواباً کچھ کرے تو یہ کوئی کمال نہیں۔ کامل رشتے جوڑنے والا وہ ہے جو اپنے عزیزوں کی برائی کا بدلہ بھی بھلائی سے دے۔ وہ زیادتی کریں اور یہ حسن سلوک کا مظاہرہ کرے۔ حضور ﷺ کا عمل شریف صلہ رحمی اور حسن سلوک کی اکمل تفسیر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے ستم سہہ کران کی پرورش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ غرض یہ کہ یہ حدیث طیبہ کمال اخلاق کی تعلیم دے رہی ہے۔ آج تعلیمات نبوی ﷺ سے دوری کی وجہ سے گھروں قبیلوں اور خاندانوں سے سکھ چین رخصت ہو رہا ہے۔ وہ ہمارے باپ کی وفات پر نہ آیا ہم اس کے کسی رشتے دار کی موت پر تعزیت کیوں کریں۔ اس طرح کا تصور حضور ﷺ کی تعلیمات کے منافی ہے۔ کاش کہ آج ہم پھر حضور ﷺ کی تعلیمات مقدسہ کو سمجھیں اور رشتوں کے تقدس کو کسی صورت پامال نہ ہونے دیں۔ (مراٗت)

حدیث نمبر :- ۱۰۷

قرابت داروں کی بے رخی پر ان سے تعلق جوڑنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَ یَسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب البر والصلۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت بوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے قرابت دار ہیں میں ان سے جوڑتا ہوں وہ مجھ سے توڑتے ہیں میں ان سے بھلائی کرتا ہوں وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں میں ان سے بردباری سے برتتا ہوں وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں تو فرمایا کہ اگر تو ویسا ہی ہے جیسا کہہ رہا ہے تو تُو انکے منہ میں بھوبل ڈال رہا ہے اور تیرے ساتھ اللہ کی طرف سے ان پر ایک مددگار رہے گا جب تک تو اس حال پر رہے۔ (مسلم)

تشریح :-

قرابت سے مراد ذی قرابت یعنی رشتہ دار ہیں۔ یہ صاحب ان کی شکایت بارگاہ رسالت ﷺ میں کر رہے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ میں ہر طرح ان کی برائیوں کا بدلہ بھلائی سے

Marfat.com

دیتا ہوں۔ یہ دوسروں کی غیبت یا اپنی شیخی مارنا نہیں بلکہ مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ تسف کے معنی ہیں ان کے منہ میں بھرتا ہے۔ مـل ّ میم کے فتح لام کے شد سے بمعنی گرم راکھ جسے اردو میں بھوبل کہتے ہیں۔اس جملہ کے بہت معنی ہیں۔ (۱) اس حالت میں ان لوگوں کو تیرا مال حرام ہے اور پھر وہ کھا رہے ہیں تو گویا اپنہ منہ مین گرم راکھ بھر رہے ہیں۔ (۲) ان کو ان حالات میں ایسی شرمندگی چاہیے کہ ان کے منہ جھلس جائیں جیسے بھوبل پڑ جانے سے منہ جھلس جاتا ہے۔ (۳) ان کی برائیوں کے عوض تیرا ان سے سلوک کرنا گویا ان کے منہ میں بھوبل بھرنا ہے تو انہیں ذلیل کر رہا ہے۔ تیری عزت بڑھ رہی ہے اور ان کی شرمندگی و ذلت بڑھ رہی ہے۔ خیرات کرنے سے مال بڑھتا ہے اور عفو و کرم سے عزت بڑھتی ہے۔

مَادُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ یعنی جب تک تیرا یہ حلم اور برائی کے عوض بھلائی ہے تب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے مدد پہنچتی رہے گی یا تجھ پر رب کی طرف سے فرشتہ مقرر رہے گا جو تجھے ان کے شر سے بچائے گا اور تیرے عزت و مال میں برکت دے گا۔ (مراٰت)

یہاں صاحب شرح مسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص قطع رحم کرنے والے کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہے وہ ان کو جلی ہوئی راکھ کھلا رہا ہے۔اس جلتی ہوئی راکھ کھانے کو اس عذاب سے تشبیہ دی ہے جو قطع رحم کرنے کی وجہ سے ان کو لاحق ہوگا اور اس میں حسن سلوک کرنے والے پر کوئی ضرر نہیں ہے۔یا اس کا مطلب یہ ہے کہ نیکی کرنے والے کی مسلسل نیکیوں اور بدکار کی مسلسل جفاؤں سے وہ دل میں جلتا ہے اور اپنی بدسلوکی کا احساس کر کے اپنی حقارت محسوس کرتا ہے جیسے کسی کے منہ پر جلتی ہوئی آگ ڈال دی ہو نیز اس حدیث میں ہے کہ جب تک تم اس روش پر رہو گے اللہ کی طرف سے ان کے مقابلہ میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی جفا کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کی توفیق دیکر تمہاری مدد کرے گا۔اور دنیا و آخرت میں تمہارا درجہ بلند کرے گا بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ جس شخص کے متعلق تمہیں یہ گمان ہے کہ وہ تمہارے سلام کا جواب نہیں

Marfat.com

دے گا تم اس کو سلام مت کرو کیونکہ تم سلام کر کے اس کو حرام کا مرتکب کر رہے ہو۔ یہ نکتہ غلط ہے بلکہ تم اس کو سلام کرو ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے توبہ کر لے اور تم کسی ظنی امر کی وجہ سے سنت کو مت چھوڑو اور اس حدیث میں بھی اس قول کا رد ہے کیونکہ آپ نے سوال کرنے والے صحابی کو اس حسن سلوک پر دوام اور بقاء کی ہدایت دی اور اس روش پر رہنے سے انسان کو بدی کے مقابلہ میں نیکی کرنے اور برائی کا جواب دینے کا موقع ملتا ہے۔

(شرح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ' فرماتے ہیں کہ اگر تم خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔

حدیث نمبر :- ۱۰۸

اگر ماں نہ ہو تو خالہ اس کی قائم مقام ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْماً فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ قَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَھَلْ لَکَ مِنْ خَالَۃٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّھَا ۔

(رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ میں نے بہت بڑا گناہ کرلیا ہے تو کیا میری توبہ ہو سکتی ہے

؟ فرمایا کیا تیری ماں ہے' عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تیری کوئی خالہ ہے' عرض کیا ہاں' فرمایا اس سے اچھا سلوک کرو۔ (ترمذی ' مشکوٰۃ باب البر والصلۃ)

تشریح :-

اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا یعنی میں نے قولی یا عملی بدترین گناہ کرلیا ہے' ایسے بدترین گناہ کی بھی توبہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟ خیال رہے کہ یہاں سوال گناہ کے متعلق ہے کسی بندے کے حق کے متعلق نہیں کہ حق العبد بغیر ادا کئے یا بغیر اس صاحب حق کے معاف کئے معاف نہیں ہوتا فَبِرَّهَا یہ ہے حضورﷺ کی شان پردہ پوشی کہ اس سے یہ نہیں پوچھا کہ تو نے گناہ کیا کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کے سامنے بیان کرکے رسوا نہ ہو۔ حضورﷺ کو معلوم تھا کہ اس نے وہ گناہ کیا ہے جو صلہ رحمی کی وجہ سے معاف ہوسکتا ہے' کسی کا حق نہیں مارا ہے جس کی معافی صلہ رحمی وغیرہ' نیک عمل سے نہ ہوسکے۔ اس فرمان عالی سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ صلہ رحمی سے گناہ معاف ہوتے ہیں کہ صلہ رحمی بھی نیکی ہے اور نیکیوں سے گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ترجمہ :- برائیوں کو نیکیاں زائل کردیتی ہیں) دوسرا یہ کہ چھپے گناہ کی توبہ بھی چھپ کر ہی کرے۔ ہاں علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ کرے۔ اَلتَّوْبَةُ عَلٰى قَدْرِ الْحُوْبَةِ توبہ گناہ کے حد کی ہو۔ اس سے نبی کریمﷺ کے علم غیب کا بھی ثبوت ہوا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۰۹

والدین کی موت کے بعد ان کا حق

عَنْ اَبِىْ اُسَيْدِ السَّاعِدِىْ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّ ہُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِہِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَہُمَا وَ اِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا وَ اصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِہِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِہِمَا۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَ ابْنِ مَاجَۃَ) مشکوۃ باب البر والصلۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابواسید ساعدیؓ سے فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا میرے والدین کی بھلائیوں میں سے کوئی بھلائی باقی ہے؟ جو میں ان کی موت کے بعد ان سے کروں' فرمایا ہاں ان کے لئے دعائے رحمت' ان کی بخشش کی دعا' ان کے بعد ان کے وعدے پورے کرنا اور ان رشتوں کو جوڑنا جو ان ہی کی وجہ سے ہی جوڑے جائیں اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

تشریح :-

اسید ساعدیؓ صحابی انصاری ہیں۔ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ سے بہت محدثین نے روایات کیں۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ (۷۸) سال عمر پائی۔ ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔ آپ سارے بدری صحابہؓ میں آخری صحابی تھے۔ آپ کی وفات سے بدری صحابہ کا سلسلہ ختم ہوا بڑی عظمت والے تھے۔

ہَلْ بَقِیَ مِنْ بِرٍّ یعنی میرے والدین انتقال کر چکے ہیں اب میں ان سے کوئی

Marfat.com

سلوک کیسے کروں' دل کرتا ہے کہ سلوک کا سلسلہ جاری رہے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا تم ان کے ساتھ چار قسم کے سلوک کر سکتے ہو۔ ایک تو انکے لئے دعائے خیر اور ان کے گناہوں کی معافی کی رب سے درخواست دعا میں نماز جنازہ بھی داخل ہے۔ (مرقات)

ہر نماز کے آخر میں رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ پڑھنا بھی ان کے نام پر صدقات وخیرات کرنا بھی ان کی طرف سے حج بدل کرنا یا کرانا بھی۔ ان کا ۳ واں' دسواں' چالیسواں اور برسی وغیرہ کرنا بھی۔ الغرض یہ لفظ بہت جامع ہے۔

(مراءت)

مزید یہ کہ خالق کائنات نے ہمیں یہ دعا مانگنا بھی بتایا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ وقل رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا والدین کی وصیت پوری کرنا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کسی سے جو وعدہ کیا ہو اور بغیر پورا کیے مر گئے ہوں وہ پورا کرنا اس میں ادائے قرض بھی شامل ہے۔ بعض لوگ اپنے والدین کی اچھی رسمیں باقی رکھتے ہیں۔ یہ بھی اس میں داخل ہے اگر والدین کسی تاریخ کو خیرات کرتے تھے یا میلاد شریف یا گیارھویں شریف کرتے تھے تو وہ ہمیشہ نبھاتے رہیں۔ جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اس مسجد کی آبادی کی کوشش کرنا۔ جس خانقاہ سے انہیں عقیدت تھی اس خانقاہ سے وابستہ رہنا' یہ تمام صورتیں اسی حدیث میں داخل ہیں۔

لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جن عزیزوں سے رشتہ صرف ماں باپ کی وجہ سے ہو دوسری وجہ سے نہ ہو ان سے سلوک کرنا کہ یہ میرے والدین کی خوشنودی کا ذریعہ ہے' اس میں بھائی' بہن' چچا' ماموں' پھوپھی' خالہ سب ہی داخل ہیں۔ دوسرا یہ کہ خالص رضاء والدین کے لئے ان سے سلوک کرنا اپنی ناموری یا شہرت وغیرہ کو دخل نہ دے' اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کی رضا کے لئے کام کرنا بھی بعض صورتوں میں ثواب کا باعث ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی رضا کے لئے نیک اعمال کرنا بالکل جائز ہے۔ شرک یا گناہ نہیں

نبی اکرم ﷺ کا حق والدین سے زیادہ ہے۔ مرقات اور اشعۃ نے اسی دوسرے احتمال کو اختیار کیا۔
غرضیکہ ان عزیزوں کی والدین کی رضا کے لئے خدمت کرے اور والدین کی رضا اللہ ورسول ﷺ کے لئے چاہیے۔

اِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا احترام میں تعظیم واکرام بھی شامل ہے اوران کی خدمت ان پر مال خرچ کرنا بھی شامل ہے۔ بیٹے کو چاہیے کہ باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک اور ماں کی سہیلیوں کی قدر کرے۔

(مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۱۰

والدین کے نافرمان کیلئے عجب عمل ان کی وفات کے بعد

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَ اِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَ یَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًّا۔

(رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان) مشکوٰۃ باب البر والصلۃ

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی بندہ جس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور وہ ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کے لئے دعا کرتا رہے بخشش مانگتا رہے۔ حتیٰ کہ اللہ اسے نیکو کار لکھ دیتا ہے۔

(بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ والدین کی نافرمانی میں حق اللہ کی تلفی بھی ہے اور حق العباد کی بربادی بھی۔ لہٰذا یہ گناہ بھی ہے اور ماں باپ کا حق مارنا بھی اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔

یَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا یعنی یہ نافرمان والدین کی وفات کے بعد اولاً نافرمانی سے توبہ کرے۔ پھر مرتے دم تک ان کے لئے گناہوں سے بخشش کی دعا اور ایصال ثواب کرتا رہے تو رب تعالیٰ برزخ میں اسکے والدین کو اس سے راضی کر دے گا۔ یاد رہے کہ گناہ کبیرہ بغیر توبہ معاف نہیں ہوتا۔ (مرقات)

ہم لوگ ماں باپ کی وفات کے بعد ان کا ۳ واں ۴۰ واں ۱۰۰ واں اور برسی وغیرہ یا وقتاً فوقتاً ان کے نام پر جو خیرات کرتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے بلکہ ہر نمازی نماز ختم کرتے وقت ماں باپ کو دعائیں دیکر سلام پھیرتا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۱۱

حج مقبول کا ثواب کیسے حاصل ہو؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ) مشکوٰۃ باب البر والصلۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی اپنے ماں باپ سے بھلائی کرنے والا لڑکا جو اپنے والدین کو ایک نظر رحمت سے دیکھے مگر اللہ اس کے لئے نظر کے عوض مقبول حج لکھتا ہے۔ عرض کیا کہ اگر چہ ہر دن سو بار دیکھے، فرمایا ہاں اللہ سب سے بڑا ہے اور سب سے پاک ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

شارح مشکوۃ فرماتے ہیں کہ اطاعت شعار لڑکے کو فرمانبرداری کا ثواب تو ملے گا ہی لیکن پیار اور محبت سے انہیں دیکھنے کا الگ ثواب ملے گا۔ غور کیجیے کہ جب والدین کے دیکھنے کا اتنا ثواب ہے تو جو مومن ان آنکھوں سے حضور ﷺ کا چہرہ انور محبت سے دیکھے اس کو ثواب کتنا ملے گا۔ اس کا اندازہ میری عقل سے وراء ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے نام پاک کو محبت سے دیکھنا چومنا بھی ثواب ہے۔

ے خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا ان کا
خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا

عرض کیا گیا کہ اگر دن میں سو بار دیکھے تو پھر۔ (شاید) سائل نے سمجھا ہوگا کہ دن بھر کی نگاہیں ایک بار میں شمار ہوں گی اس لئے یہ سوال کر کے مسئلہ حل کرا لیا کہ والدین کو دن بھر میں سو (۱۰۰) دفعہ بھی اگر نظر رحمت سے دیکھا جائے تو ہر بار دیکھنے کا ثواب حج مقبول ہے۔

(مرأت)

حضور ﷺ کا جواب اللہ اکبر سے دینا اس لئے ہے کہ اللہ کو ایسی چیزوں کی پرواہ نہیں کہ کتنا دیا اور کتنا دے رہا ہوں وہ ایسے احساسات سے بہت بلند ہے۔

حدیث نمبر :- ۱۱۲

فرمان رسول ﷺ کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) مشکوۃ باب المفاخرۃ والعصبیۃ

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بڑھایا میں اس کا بندہ ہی ہوں تو کہو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

لَا تُطْرُوْ بنا ہے اِطْرَاءٌ سے یعنی مبالغہ کرنا، جھوٹی تعریف کرنا، حد سے بڑھانا یعنی مجھے خدا یا خدا کا بیٹا یا خدا تعالیٰ کا رشتہ دار عزیز نہ کہو کہ یہ چیزیں ہم جنسوں میں ہوتی ہیں۔ رب تعالیٰ جنس سے پاک ہے۔ یہاں خاص مبالغہ کی ممانعت ہے یعنی جس قسم کا مبالغہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا تم میرے بارے میں وہ نہ کرو۔

عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ اس کے معنی یہ نہیں کہ تم مجھے عبداللہ و رسولہ کے سوا کچھ نہ کہو نہ شفیع المذنبین کہو نہ رحمت اللعالمین کہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ میری وہ صفات بیان کرو جو عبدیت کے ماتحت ہوں۔ الوہیت والی صفات مت بیان کرو لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے متعارض نہیں۔

Marfat.com

اَنَا سَیِّدُ وُلِدِ آدَمَ یا جیسے اَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا صَمَتُوْا ۔نہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیات نعت کے خلاف ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا حق یہ ہے کہ سواء ابن اللہ وغیرہ کے جو تعریف کر سکتے ہو کرو۔

امام بوصیریؒ فرماتے ہیں۔

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ
وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَّمِنْ عَظَمٍ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

سوائے ابن اللہ وغیرہ کے باقی جو کہہ سکتے ہو کہو کہ ہمارے الفاظ محدود ہیں۔ حضور ﷺ کی صفات غیر محدود ہیں- ساری دنیا' ساری عمر حضور ﷺ کی صفتیں بیان کرے' سمندر کا قطرہ بھی نہیں ہو سکتا کہ غیر محدود کو محدود کس طرح بیان کرے۔ ہمارے الفاظ محدود ہیں۔ (اٹھائیس) حرفوں میں حضور ﷺ کی صفات لامحدود ہیں۔ (مرات)

اسی طرح علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
ایں سراپا انتظار او منتظر

ترجمہ :- عبد اور ہے اور عبدہٗ ضمیر کے ساتھ اور ہے۔ عبد ہر وقت انتظار میں رہتا ہے عبدہٗ کا انتظار کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اسی جگہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

و بحقیقت ہیچ یکے جز خدا حقیقت او را نداند

و ثنائے او نتواند گفت زیرا کہ او را چنانچہ اوست

ہیچکس جز خدا نشناسد چنانکہ خدا را چوں اوست کس نہ شناخت

ترجمہ:-

اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کے بغیر حضور ﷺ کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا اور آپ کی تعریف نہیں کرسکتا۔ چنانچہ حضور ﷺ کی ذات کو خدا نے پہچانا ہے اور خدا کی ذات کو حضور ﷺ نے ہی پہچانا ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

حدیث نمبر : ۱۱۳

جو کسی کو کافر کہے اور وہ نہ ہو تو کفر اسی پر لوٹ آتا ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلاَّ عَادَ عَلَیْہِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) باب حفظ اللسان من الغیبۃ والشتم۔

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی شخص کے کافر ہونے کا دعویٰ کرے یا کہے اللہ کا دشمن، اور وہ ایسا نہ ہو، مگر اس پر لوٹتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

Marfat.com

تشریح:۔

شارح مشکوۃ مفتی احمد یار خان نعیمیؒ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو کافر یا فاسق نہ کہو کیونکہ اگر وہ واقعی کافر یا فاسق ہوا تب تو یہ الفاظ اس پر صادق آئے گا ورنہ کہنے والے پر کہ یہ کہنے والا کافر یا فاسق ہو جائے گا یا کافر و فاسق کہنے کا وبال اس پر پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا کسی عقیدہ اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنے والا یا ایسے مسلمان کو جس کا اسلام یقینی قطعی ہو کہنے والا خود کافر ہے۔ بطور گالی کافر کہنے کا سخت گنہگار ہے۔ جیسے کسی کو حرامی کہا تو اسے حدِ قزف لگ سکتی ہے۔

(مرأت)

حدیث نمبر : ۱۱٤

نسب کسی کی فضیلت یا گالی کا سبب نہیں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْ آدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُهُ لَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِيْنٍ وَتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلًا

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان)

ترجمہ:۔

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے یہ نسب کسی پر گالی کا سبب نہیں ہیں ۔ تم سب آدم کی اولاد ہو جیسے صاع کی چیز

Marfat.com

صاع (ٹوپہ) سے ہے۔ جسے اسنے بھرا نہ ہو۔ کسی کو کسی پر کوئی برتری نہیں مگر دین اور تقویٰ سے۔
انسان کے لئے یہ عار کافی ہے کہ وہ بدزبان فحش گو کنجوس ہو۔

(احمد' بیہقی' مشکوٰۃ باب المفاخرۃ والعصبیۃ)

لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ نسب گالی کا باعث نہیں۔ کوئی کسی کو نسب کی گالی نہ دے۔ جیسے کہا جاتا ہے اوجولاہے! او نائی! وغیرہ' اگر حقارت کرنا مقصود ہو تو یہ حرام ہے۔ یہ مرض پھیلتا جا رہا ہے جس سے انسانیت کی تحقیر ہوتی ہے۔

طَفَّ ط کے فتحہ سے ف کے شد سے بمعنی کم ہونا یا کم کرنا۔ اسی سے ہے تطفیف' بمعنی کم تولنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِيْنَ" اصطلاح میں طفؔ وہ چیز ہے جو صاع (ٹوپہ) وغیرہ پیمانہ میں بھری جائے مگر اسے پُر نہ کرے کچھ خالی رہے' مطلب یہ ہے کہ ہر انسان پورا کامل انسان نہیں' اس میں کچھ کمی ضرور ہے جیسے صاع پیمانہ کا طَفؔ کہ اس میں کمی ہوتی ہے۔

بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلاً بدزبانی' فحش گوئی اور کنجوسی یہ خصلتیں باعث شرم وعار ہیں نہ کہ نسب۔ ان عیوب سے بچنے کی کوشش کرو نسب پر طعن کیسا۔ رزق حلال کمانے کے لئے جو بھی پیشہ اختیار کیا جائے درست ہے ہاں آج کل کچھ ایسے کاروبار بھی چل نکلے ہیں جن سے فحاشی و عریانی اور مغربیت کو فروغ مل رہا ہے اور ہمارے نوجوان اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ واقعی قابل مذمت ہیں۔ مثلاً انڈین فلموں کے وڈیو کیسٹ' بلیو پرنٹ' یہ سب "فاحشا" کے زمرے میں آتے ہیں۔ ایسی کمائی جو مخرب اخلاق لٹریچر یا کسی ایسی سرگرمی سے حاصل کی جائے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا' مذموم ہے۔ مذکورہ حدیث مقدسہ میں واضح کیا گیا ہے کہ سب آدم کی اولاد ہیں۔ فضیلت کا معیار تقویٰ اور دین ہے۔ قابل نفرت تو رذائل ہیں جو (بدزبانی' بے حیائی اور کنجوسی) پر ہیں۔

(مرات)

Marfat.com

حدیث نمبر : ۱۱۵

ایک صحابیؓ سے حضور ﷺ کا خوش طبعی فرمانا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اِسْمُهٗ زَاهِرَ ابْنِ حَرَامٍ وَكَانَ يُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَادِيَةِ فَجَهَّزَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهٗ وَكَانَ دَمِيْمًا فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيْعُ مَتَاعَهٗ فَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهٗ فَقَالَ اَرْسِلْنِيْ مَنْ هٰذَا فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا يَالُوْ مَا اَلْزَقَ ظَهْرَهٗ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عَرَفَهٗ وَجَعَلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّشْتَرِى الْعَبْدُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا وَّ اللّٰهِ تَجِدُنِيْ كَاسِدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) مشکوٰۃ باب المزاح

ترجمہ:-

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ دیہاتیوں میں سے ایک شخص زاہر بن حرام تھے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ہدیہ لاتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ انہیں سامان دیتے تھے۔ جب وہ جانا چاہتے' نبی کریم ﷺ فرماتے کہ زاہر ہمارے دیہاتی بھائی ہیں اور ہم زاہر کے شہری ہیں اور نبی کریم ﷺ ان سے محبت کرتے تھے' وہ خوبصورت نہ تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے' زاہر اپنا سامان بیچ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے پیچھے سے اپنی گود میں لے لیا وہ حضور ﷺ کو نہ دیکھتے تھے۔ بولے یہ کون ہیں؟ مجھے چھوڑ دو انہوں نے التفات کیا تو نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا تو انہوں نے کمی نہیں کی۔ اپنی پشت نبی کریم ﷺ کے سینہ انور سے رگڑنے لگے جبکہ حضور ﷺ کو پہچان لیا اور نبی کریمؐ فرمانے لگے' اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ وہ بولے تب تو اللہ کی قسم آپ ﷺ مجھے بے قیمت پائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن تم اللہ کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو۔ (شرح سنہ)

تشریح:-

حدیث مذکورہ میں جن خوش نصیب صحابی حضرت زاہر بن حرام کا ذکر ہے ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے حتیٰ کہ صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب اکمال میں بھی بیان نہیں کئے' کیونکہ یہ صحابی کسی حدیث کے راوی نہیں ہیں۔

یُھْدِی لِلنَّبِیِّ ﷺ دیہاتی چیزیں پھل پھلاری' کھیت کی پیداوار وغیرہ حضور انور ﷺ کے لئے تحفہ لایا کرتے تھے۔

فَیُجَھِّزُہٗ' جب زاہر رضی اللہ عنہٗ مدینہ منورہ سے جانے لگتے تو حضور ﷺ شہر میں پائی جانے والی چیزیں انہیں بطور تحفہ عنایت فرماتے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے گھر لے جائیں۔

زَاهِرًا اَبَادِ يَتُنَا وَ نَحُنُ حَاضِرُ وْهُ یعنی زاہر ہماری دیہاتی ضرورتیں پوری کرتے رہتے ہیں' اور ہم زاہر کی شہری ضروریات پوری کرتے ہیں۔ گویا زاہر ہمارا گاؤں ہیں اور ہم زاہر کا شہر۔ یہ اخلاقِ کریمانہ ہیں کہ اپنے غلاموں کو ان القاب سے نوازتے ہیں۔

دَمِيمًا اگر وہ ویسے ہی تھے جیسے حبشی لوگ خصوصاً دیہاتی ہوتے ہیں۔ شکل ولباس دیہات کا سا۔ دَمِیم کے معنی ہوتے ہیں بدشکل' مگر اس کی شکل پر ہزار ہا حسین قربان کہ جن سے حضور نبی کریم ﷺ محبت فرماتے تھے۔ جسے پیا چاہے وہ سہاگن۔

(مرقات)

فَاحُتَضَنَهٗ مِنُ خَلُفِهٖ اس طرح کہ حضور انور ﷺ ان کے پیچھے بیٹھے۔ انہیں اپنی گود میں لے لیا۔ انکی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اپنا ہاتھ شریف زاہر کی آنکھوں پر رکھ لیا۔ یعنی پہچانو ہم کون ہیں؟ یہ واقعہ بیچ بازار ہو رہا ہے۔ کاش اس وقت میں بھی وہاں ہوتا اور حضرت زاہر کے قدموں سے اپنی آنکھیں ملتا۔ حضرت زاہرؓ پہچان تو پہلے ہی گئے ہوں گے بھلا حضور ﷺ کی خوشبو اور مہک کسی اور میں کہاں۔ مقصد یہ ہے کہ جب انہوں نے حضور ؐ کو آنکھوں میں دیکھ لیا بذریعہ کنکھیوں کے۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور ﷺ کے جسم اطہر میں ایسی خوشبو تھی کہ جس گلی سے گزرتے وہاں کے گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگ پہچان جاتے تھے کہ حضور ﷺ گزرے ہیں۔

؎ آمدی از پس بازی چشم پوشیدی مرا
اے نگارِ دست رنگیں دست بکشا کیستی

ترجمہ:۔ تو نے آ کے پیچھے سے مری آنکھ کو چھپا لیا ہے۔ اے سوہنے ہاتھ والے محبوب بتا تو سہی تو کون ہے؟

فَجَعَلَ لَا یَالُوْ مَا الزَقَ ظَهْرَهٗ حضرت زاھرؓ نے یہ موقع غنیمت جانا کہ خود حضور انور ﷺ نے مجھے اپنی گود میں لے لیا ہے اور سینہ میری پشت سے متصل کر دیا ہے ایسے موقعے بار بار نہیں آتے اس لئے اپنی پشت کو حضور ﷺ کے سینہ انور سے خوب مس کیا برکت حاصل کرنے کے لئے۔ معلوم ہوا کہ اپنے خدام سے خوش طبعی کرنا سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور برکت کے لئے بزرگوں کا جسم ان کے کپڑے چھونے سنت صحابہ ہے۔

مَنْ یَّشْتَرِیْ الْعَبْدَ یہ کلام بالکل حق ہے۔ عبد سے مراد عبداللہ اور خریدنے سے مراد ہے اس کے عوض دوسرا لانا یعنی کون ہے جو اس جیسا اللہ کا بندہ مجھے دکھائے یا اشْتَرَاءَ میں تجرید ہے۔ لہٰذا بمعنی ماخذ ہے یعنی اس اللہ کے بندے کو کون لیتا ہے مجھ سے۔

(مرقات)

وَاللّٰهِ تَجِدُنِیْ کَاسِدًا یعنی مجھ میں نہ شکل نہ عقل نہ رنگ نہ ڈھنگ' مجھے کون قبول کرے گا ایسوں کو کون لیتا ہے۔ کاسد کا معنی ہوتا ہے کھوٹا ردی۔

لَسْتَ بِكَاسِدٍ یعنی اللہ کے نزدیک تم کاسد نہیں ہو۔ جو حضور ﷺ کا ہو جائے وہ بے قیمت کیسے ہو سکتا ہے ان کی قیمت سارا جہاں بھی نہیں ہو سکتا۔ مدینہ منورہ میں ایک صاحب تھے بازار میں جو نئی چیز دیکھتے حضور انور ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً لے جاتے تھے۔ جب چیز کا مالک قیمت مانگتا تو اسے بھی حضور ﷺ کے پاس لے آتے۔ عرض کرتے حضور ﷺ فلاں دن جو آپؐ کے پاس فلاں چیز میں نے حاضر کی تھی اس کی قیمت اسے دے دیں' یہ تقاضا کر رہا ہے۔ حضور ﷺ تبسم فرما کر فرماتے کہ تم نے تو وہ چیز ہم کو ہدیۃً دی تھی۔ عرض کرتے حضورؐ میرے پاس اس کی قیمت کہاں سے آئی۔ حضورؐ قیمت ادا فرماتے مگر ان سے کچھ نہ کہتے۔ یہی ہے "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" (مرقات)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۱۶

حضرت عائشہؓ کا حضور ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ اِسْتَاذَنَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَ قَالَ لَا اَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجُزُهٗ وَخَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ حِيْنَ خَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ كَيْفَ رَاَيْتِنِيْ اَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ اَبُوْ بَكْرٍ اَيَّامًا ثُمَّ اَسْتَاذَنَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا اَدْخِلَانِيْ فِيْ سِلْمِكُمَا اَدْخَلْتُمَانِيْ فِيْ حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد) مشکوٰۃ باب المزاح۔

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ نے حضور ﷺ سے اجازت مانگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہٗ کی آواز بلند سنی تو جب آئے تو انہیں پکڑا طمانچہ ماردیں اور فرمایا میں تم کو نہ دیکھوں کہ تم اپنی آواز کو نبی کریم ﷺ سے اونچی کرتی ہوتو

Marfat.com

نبی کریم ﷺ ان کو روکنے لگے اور حضرت ابوبکرؓ ناراض ہو کر چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ' جبکہ ابوبکر صدیقؓ چلے گئے ' بولو تم نے مجھے کیسا دیکھا' میں نے تم کو ان صاحب سے بچالیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر کچھ دن حضرت ابوبکرؓ ٹھہرے' پھر اجازت مانگی تو ان دونوں حضرات کو صلح اور محبت میں پایا۔ عرض کیا کہ مجھے اپنی صلح صفائی میں داخل کرلو جس طرح تم نے مجھے اپنی لڑائی میں داخل کیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم نے کرلیا' ہم نے کرلیا

(ابوداؤد)

تشریح:-

نعمان ابن بشیر ' آپ اسلام میں پہلے فرزند ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے۔ حضور انور ﷺ ' کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال سات ماہ تھی۔ آپ کے والدین صحابی ہیں

(مرات)

صَوْتَ عَالِیاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضور ﷺ کو کسی بات کا جواب بلند آواز سے دے رہی تھیں یا بے پرواہی میں یا غصہ میں۔ محبوب کا غصہ بھی پیارا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس پر قرآن مجید میں عتاب نہیں آیا۔ ورنہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ (نبی کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کیا کرو)۔

لَا اَرَاكِ اس جملہ کی روایت تین طرح ہے۔ لَا اَرَاكِ ۔ میں تم کو دیکھ رہا ہوں' میں تم کو آئندہ نہ دیکھوں' کیا میں' تم کو نہیں دیکھتا۔ دوسری روایت قوی تر ہے کہ یہ کلمہ نہیں اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے گذشتہ پر سزا دینے کے لئے طمانچہ مارنا چاہا اور آئندہ کیلئے منع فرمایا۔ یہ طمانچہ اس تادیب میں سے ہے جو والدین اپنی اولاد کو کیا کرتے ہیں۔ (مراءت)

ملا علی قاری حنفی مرقات میں فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ دعائیہ ہے۔ یعنی خدا کرنے میں تم کو

Marfat.com

حضور ﷺ کے سامنے اونچی آواز کرتے نہ دیکھوں۔ (مرقات)

يَحْجُزُهُ یا اس طرح کہ حضور انور ﷺ نے صدیق اکبرؓ کو پکڑ لیا کہ وہ نہ ماریں یا اس طرح کہ حضور انور ﷺ دونوں کے درمیان آڑ ہو گئے کہ حضرت صدیقؓ و حضرت صدیقہؓ کے درمیان کھڑے ہو گئے۔

خَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ مُغْضِباً ابوبکرؓ عائشہ صدیقہؓ پر ناراض ہو کر گھر سے باہر چلے گئے۔ یہ ناراضگی بھی عبادت ہے۔

مِنَ الرَّجُلِ یہاں حضور ﷺ نے من ایک نہ فرمایا الرجل فرمایا یعنی بہادر مرد جسے اللہ و رسول ﷺ کے لئے غصہ آیا۔ یہ غصہ ان کی بہادری کی علامت ہے۔

(مرقات)

حضرت صدیق اکبرؓ کچھ روز حضرت عائشہؓ کے گھر نہ آئے۔ اتفاقاً یا حضرت صدیقہؓ پر ناراضگی کی وجہ سے۔ پہلا احتمال قوی ہے پھر حاضر ہوئے شاید تین روز کے بعد حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے نہایت شفقت و مہربانی فرمائی اور خوشی کے جذبہ میں تین بار یا دو بار یہ الفاظ دہرائے کہ قَدْ فَعَلْنَا (مرقات)

حدیث نمبر :- ۱۱۷

منہ پر تعریف کرنے کی مذمت

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ

Marfat.com

التُّرَابَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)   مشکوٰۃ باب حفظ اللسان من الغیبۃ والشتم۔

ترجمہ:۔

روایت ہے حضرت مقدادؓ ابن اسود سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر مٹی ڈال دو۔   (مسلم)

تشریح:۔

مَدَّاحِیْن سے مراد وہ جھولی چک ہیں جو خوشامد کے لئے لوگوں کے منہ پر تعریفیں کرتے ہیں بلکہ اس سے اپنا پیٹ بھی پالتے ہیں۔ جھوٹی تعریف کر کے اپنے سامنے والے کو خوش کرتے ہیں۔ جو آدمی کسی نیک شخص کی تعریف کرے جس سے اسکو اور زیادہ نیکی کی رغبت ہو وہ اس میں داخل نہیں۔ اس لئے مداحین صیغہ مبالغہ ارشاد ہوا۔ یعنی تعریفیں کرنے کا عادی۔

بعض شارحین نے حدیث بالا کو بالکل ظاہری معنی پر رکھا کہ واقعی ان پر مٹی ڈال دو تا کہ آئندہ وہ اس کام کی جراءت نہ کریں۔ دو چار دفعہ منہ پر خاک پڑ جانے سے اس عمل سے توبہ کر لیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس پر خاک ڈال دو۔ یہ نہ سمجھو کہ واقعی تم بڑے اچھے آدمی ہو یا یہ مطلب ہے کہ اسے کچھ دے دو۔ تھوڑا مال بھی گویا خاک ہے تا کہ وہ تمہاری ہجو نہ کرے کیونکہ ایسے لوگ کچھ نہ ملنے پر گالیاں دیتے ہیں یا مطلب ہے کہ انہیں بہت تھوڑا مال دو جو خاک برابر ہو زیادہ مال نہ دو۔   (مراٰت)

Marfat.com

حدیث نمبر : ۱۱۸

غیبت اور بہتان میں فرق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا یَكْرَهُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَمْ یَكُنْ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا قُلْتَ لِاَخِیْكَ مَا فِیْهِ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِذَا قُلْتَ مَا لَیْسَ فِیْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔

مشکوٰۃ باب حفظ اللسان من الغیبۃ والشتم۔

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ سب نے عرض کیا' اللہ اور رسول ہی خوب جانیں ۔ فرمایا تمہارا اپنے بھائی کا نا پسندیدہ ذکر کرنا ۔ عرض کیا گیا' فرمایئے تو اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جو میں کہتا ہوں فرمایا اگر اس میں ہو جو تو کہتا ہے تو تُو نے اسکی غیبت کی اور اگر اس میں وہ نہ ہو جو تو کہتا ہے تو تُو نے اس پر بہتان لگایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرے جو اس میں ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر تُو وہ کہے جو اس نے نہ کیا ہو تو تُو نے اس پر بہتان لگایا۔

(مسلم)

تشریح:-

مَا الْغِیْبَۃُ یعنی قرآن مجید میں ہے کہ لَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا ۔ بعض مسلمان بعض کی غیبت نہ کریں۔کیا جانتے ہوغیبت کیا چیز ہے اوراس کی تفسیر کیا ہے؟

بِمَا یَکْرَہُ یہاں صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ کسی کے خفیہ عیب اس کے پس پشت بیان کرنا' عیب خواہ جسمانی ہوں یا نفسانی' دنیاوی ہوں یا دینی ہوں اسکی اولاد کے ہوں یا بیوی کے' خواہ زبان سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارہ سے الغرض کسی طرح سے بھی لوگوں کو سمجھا دو حتیٰ کہ کسی لنگڑے یا ہیکلے کی پس پشت نقل کرنا' لنگڑا کر چلنا یا ہکلا کر بولنا' سب کچھ غیبت ہے۔ یہ فرمان بہت وسیع ہے۔ (مرقات)

سائل غیبت اور بہتان میں فرق نہ کر سکے وہ سمجھے کہ کسی کو جھوٹا بہتان لگانا غیبت ہے اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔وہ "مَا یَکْرَہُ" کے لفظ سے دھوکا کھا گئے۔

فَقَدْ بَھَتَّہٗ سبحان اللہ' کیا نفیس جواب ہے کہ غیبت سچے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں اور بہتان جھوٹے عیب بیان کرنے کو- غیبت ہوتا تو سچ ہے مگر ہے حرام- اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر ہیں بے حیائی اور حرام- ہر سچ حلال نہیں ہوتا- خلاصہ یہ کہ غیبت ایک گناہ' بہتان دوگناہ -

وَفِیْ رِوَایَۃٍ یہ روایت مسلم میں نہیں بلکہ امام بغوی نے شرح سنہ میں نقل فرمائی۔ (مرقات)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۱۹

خفیہ گناہ کوشہرت دینا کیسا ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَاِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ اَنْ یَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّیْلِ عَمَلًا ثُمَّ یُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ یَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَیُصْبِحُ یَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) مشکوٰۃ باب اللسان الغیبۃ والشتم۔

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری ساری امت کو عافیت دی جائے گی۔ سوائے علانیہ گناہ کرنے والوں کے اور علانیہ سے بھی ہے کہ کوئی شخص رات میں کوئی کام کرے پھر صبح پائے کہ اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا مگر وہ کہے اے فلاں میں نے آج رات ایسا ایسا کیا حالانکہ رات کو اس کے رب نے اسکو چھپالیا۔ وہ صبح کو اللہ کا پردہ خود ہی کھولنے لگا۔ (بخاری و مسلم)

شرح:-

معافی کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ عفو سے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی دی جائے گی دوسرا یہ کہ عافیت سے ہو یعنی اسے عافیت دی ہوئی ہے۔ اسکی غیبت حرام ہے۔

Marfat.com

اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ یعنی علانیہ گناہ کرنے والوں کی نہ آخرت میں پردہ پوشی کی جائے گی نہ دنیا میں ان کی غیبت حرام ہو گی۔ان کی غیبت جائز ہے کہ وہ خود ہی اپنی پردہ دری کر رہے ہیں اور پوشیدہ باتوں کو ظاہر کر رہے ہیں۔ "مجانہ" کے معنی اعلان بھی ہیں اور بے پرواہ بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ یعنی اپنے چھپے گناہ خود ہی لوگوں پر ظاہر کرے۔اللہ تعالیٰ کی ستاری سے فائدہ اٹھا کر توبہ نہ کرے۔ مثلاً کوئی رات کو بدکاری کرے اور پھر صبح اپنے دوستوں سے اس کا ذکر کرتا پھرے۔فقہا فرماتے ہیں کہ چھپے گناہ کی چھپ کر توبہ کرے اور اعلان نہ کرے کہ توبہ کے اعلان میں گناہ کا بھی اعلان ہو گا۔یہ حکم حقوق العباد اور بعض شرعی سزاؤں کے علاوہ دیگر جرموں کے لئے ہے اگر کسی کا حق ہم نے مار لیا اسے خبر نہ ہوئی تو ضرور اسے خبر دے اور حق ادا کرے۔اگر خفیہ زنا کیا ہے تو قاضی کے پاس اقرار کر کے سزا لے جیسے حضرت ماعز نے کیا تھا

(مرأت)

حدیث نمبر : ۱۲۰

اس دنیا میں جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ تُوُفِّیَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَا تَدْرِیْ فَلَعَلَّهٗ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

Marfat.com

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے وفات پائی تو کسی نے کہا کہ مبارک ہے جنت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ شاید غیر مفید میں گفتگو کی یا نہ گھٹنے والی چیز میں بخل کیا ہو۔

(ترمذی' مشکوۃ باب حفظ اللسان من الغیبۃ والشتم)

تشریح:-

اَبْشِرْ بِالْجَنَّۃِ یعنی میری طرف سے جنت کی مبارک قبول کر کہ تو مومن' متقی' صحابی ہو کر دنیا سے جا رہا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا درجہ ہو سکتا ہے۔ یہ خطاب اس میت سے ہے تو اس شخص کے اس کلمہ پر سرکار نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ فوری جنتی ہونے کا فیصلہ کسی کے لئے نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے کہ اس شخص نے بیکار بات کر لی ہو یا مال یا علم میں بخل کیا ہو۔ اس کے حساب میں گرفتار ہو۔ جنت کا داخلہ اس کے حساب سے فراغت کے بعد میسر ہو۔

(مرات)

بِمَا لَا یَنْقُصُہٗ کی وضاحت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ بخیلی سے مراد ایسی چیز میں بخل کرنا ہے جس میں خود اسی کا نقصان نہ ہو مثلاً تعلیم علم یا ادائے زکوۃ کہ ان میں کسی کا اپنا کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ علم تعلیم سے اور مال ادائے زکوۃ سے بڑھتا ہے

(اشعۃ اللمعات)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۲۱

اللہ کی رحمت میں صرف اپنے کو شریک کرنا ناپسندیدہ ہے

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَہٗ ثُمَّ عَقَلَھَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ اَتٰی رَاحِلَتَہٗ فَاَطْلَقَھَا ثُمَّ رَکِبَ ثُمَّ نَادٰی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا نُشْرِكُ فِیْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَقُوْلُوْنَ ھُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِیْرَہٗ اَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰی مَا قَالَ قَالُوْا بَلٰی -

(رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ) مشکوٰۃ باب اللسان الغیبۃ والشتم -

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت جندبؓ سے فرماتے ہیں کہ ایک بدوی آیا اس نے اپنا اونٹ بٹھا دیا پھر اسے باندھ دیا۔ پھر مسجد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر جب سلام پھیرا تو اپنی سواری کے پاس گیا، اسے کھولا اس پر سوار ہوا پھر پکارا الٰہی مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہماری رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا کہتے ہو۔ یہ زیادہ بے وقوف ہے۔ یا اس کا اونٹ، کیا تم نے نہ سنا جو اس نے کہا لوگ بولے ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔

(ابوداؤد)

تشریح:-

اعرابی یعنی بدوی حضرات اپنے گاؤں میں عموماً رہتے تھے اتفاقاً کبھی شہر میں کسی کام کے لئے آجاتے تھے وہ آداب سے کم واقف ہوتے تھے-اعرابی نے اپنی غلطی سے اس مذکورہ دعا کو بہت اچھا سمجھا اور حضور ﷺ کو خوش کرنے کے لئے یہ کہا 'اس لئے بلند آواز سے کہا کہ حضور ﷺ سن لیں اور خوش ہو جائیں یعنی رب العالمین مجھ پر اور حضور ﷺ پر ایسی خاص رحمت کر جو کسی پر نہ ہو- (مرأت)

یہاں صاحب اشعۃ للمعات هُوَ ضَلَّ اَمْ بَعِيرَهٗ (وہ زیادہ بے وقوف ہے یا اس کا اونٹ) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ضلالت سے مراد گمراہی یا بدعقیدگی نہیں بلکہ بے وقوفی و جہالت ہے کیونکہ اس نے وسیع رحمت کو تنگ کرنے کی دعا کی یا اس نے حضور ﷺ کی رحمت خاصہ میں اپنے کو شریک کیا اس میں بے ادبی ہے اور بظاہر دعویٰ مساوات کا ہے (مراءت)

معلوم ہوا کہ دعا صرف اپنے واسطے نہیں کرنی چاہیے بلکہ عام صیغوں سے کی جائے خصوصاً یہ کہنا کہ اور کسی پر رحم نہ کر یہ بہت ہی بُرا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کا ظاہر ظہور عیب اس کی پس پشت بیان کرنا غیبت نہیں کہ حضور ﷺ نے اس کی جہالت صحابہ سے بیان فرمائی جب کہ وہ سن نہ رہا تھا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۲۲

بُرے آدمی کے ساتھ حضور ﷺ کا خندہ پیشانی سے پیش آنا

عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ رَجُلاً اِسْتَاذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِئْذَنُوْا لَهٗ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا

جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجْہِہٖ وَ انْبَسَطَ اِلَیْہِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْتَ لَہٗ کَذَا وَکَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِیْ وَجْہِہٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتٰی عَاھَدْتَنِیْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِہٖ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے حاضری کی اجازت مانگی فرمایا کہ اجازت دے دو یہ اس قبیلہ کا بُرا آدمی ہے پھر جب وہ بیٹھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے سامنے خندہ پیشانی اور کشادہ روئی فرمائی۔ پھر جب وہ شخص چلا گیا تو جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے اس کے متعلق ایسا ایسا فرمایا پھر اس کے اوپر خنداں پیشانی اور کشادہ روئی فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے فحش گو کب پایا۔ اللہ کے نزدیک بدترین درجہ والا قیامت کے دن وہ ہے جسے لوگ چھوڑ دیں۔ اس کی شر سے ڈر کر اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے فحش سے ڈرتے ہوئے۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب اللسان الغیبۃ والشتم۔)

تشریح:-

فَبِئْسَ اَخُوْ الْعَشِیْرَۃِ قبیلے کا بُرا آدمی حضور انور ﷺ نے یہ بات اس وقت

Marfat.com

فرمائی جبکہ وہ ابھی حضور ﷺ کے پاس پہنچا نہ تھا بلکہ دروازے پر ہی تھا یعنی اس کے پس پشت بیان فرمایا جو لغۃً غیبت ہے اسی لئے صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث یہاں اس باب میں لائے۔ اس آدمی کا نام عینیہ ابن حصن تھا۔ مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوْب سے تھا۔ اپنی قوم کا سردار بہت سخت طبیعت کا تھا۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد مرتد ہو گیا پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر دوبارہ مسلمان ہوا۔ اس کا خاتمہ اسلام پر ہوا۔ اس کا بھتیجا حُر ابن قیس پختہ مسلمان صاحب علم' حضرت عمرؓ کا خاص مقرب تھا۔ اس کا واقعہ وہ ہے جو بخاری شریف کتاب التفسیر میں ہے کہ یہ شخص اپنے اس بھتیجے کی معرفت حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور آپ سے کہا کہ آپ انصاف نہیں کرتے۔ ہم کو ہمارا حق نہیں دیتے' آپ ناراض ہوئے۔ سزا دینی چاہی' حر ابن قیس نے عرض کیا خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ (آپ معاف کریں اور اچھی بات کا حکم کریں جاہلوں سے روگردانی کریں) حضور یہ جاہل ہے آپ اسے درگزر فرمائیں۔

(مرقات' اشعۃ)

بہر حال حضور ﷺ' اپنی عادتِ کریمہ کے مطابق بہت اخلاق سے پیش آئے۔ کرم کریمانہ سے کلام فرمایا۔

وَانْبَسَطَتْ اِلَيْهِ یہ کلام یا تو حضرت عروہ کا ہے اس لئے قُلْتُ نہ کہا بلکہ فَقَالَتْ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا یا حضرت عائشہؓ کا ہی ہے مگر خود اپنے عمل کی حکایت اپنے نام سے کی۔ مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کا یہ عمل شریف غیبت میں تو داخل نہیں ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں فرمایا اور سامنے اخلاق سے گفتگو فرمائی۔ یعنی فرمان عالی ارشاد ہوا کہ ہم دوست' دشمن نیک و بد سب سے اخلاق ہی برتتے ہیں کسی سے کج خلقی یا بد اخلاقی سے پیش نہیں آتے' تم کو ہمارا تجربہ ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ لوگ ان سے نالاں ہوتے ہیں مگر اس سے ڈر کر اس کا احترام کرتے ہیں' یہ انہیں میں سے ہے۔ اگر میں اس کے سامنے وہی کہتا جو اس کے پس پشت کہا

Marfat.com

تھا تو یہ میرے پاس آنا چھوڑ دیتا اور اس کی اصلاح نہ ہو سکتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مشہور عیب پس پشت بیان کرنا غیبت نہیں نیز لوگوں کو اس کے شر سے بچانے کیلئے اس کے شر سے مطلع کر دینا غیبت نہیں نیز کسی کی اصلاح کے لئے اس کو برا نہ کہنا اس سے اخلاق سے پیش آنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔ ہر شخص کی اصلاح کے طریقے جداگانہ ہیں۔ حضور ﷺ حکیم مطلق ہیں۔ (مرات)

حضرت خواجہ محمد عمرؒ بیر بلوی فرماتے تھے کہ اللہ کے مقربین انکی ستاری اور غفاری والی صفت کو سموئے بیٹھے ہیں۔ کہ جو پریشان حال دنیا کا ٹھکرایا ہوا گناہ سے آلودہ شخص انکے در پر آتا ہے وہ دربار میں باریابی پاتا ہے اور انکے آستانوں سے اطمینان وتسلی کی دولت لے کر لوٹتا ہے۔

حدیث نمبر :- ۱۲۳

اللہ کے بہترین اور بدترین بندے کون ہیں؟

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان) مشکوٰۃ باب اللسان من الغیبۃ والشتم۔

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن غنم اور اسماء بنت یزید سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب دیکھے جائیں تو اللہ یاد آ جائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی سے چلیں، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے پاک لوگوں میں عیب جوئی کرنے والے۔ (بیہقی شعب الایمان، احمد)

تشریح:-

عبدالرحمن ابن غنم اشعری، شامی اور جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کر سکے۔ معاذ ابن جبل کے ساتھ رہے۔ (مرات)

صاحب اشعۃ فرماتے ہیں کہ آپ اشعری شامی کے کبار تابعین میں سے ثقہ تابعی ہیں۔ آپ نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے۔ آپ نے معاذ بن جبل کی صحبت کی ہے۔ بخاری میں ہے کہ آپ نے صحبت کی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے جو ہم نے عرض کیا۔ آپ شام کے اعلیٰ درجہ کے فقیہہ تھے۔ بہت سے فقہاء آپ کے شاگرد ہوئے۔ (اشعۃ)

اسماء بنت یزیدؓ صحابیہ انصاریہ ہیں۔ (اشعۃ)

بعض شارحین فرماتے ہیں کہ بہتر یہ تھا کہ حضرت اسماءؓ کا نام شریف پہلے ذکر کیا جاتا۔ (مرات)

خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ یعنی ان کے چہروں پر انوار و آثار عبادت ایسے ہوں کہ انہیں دیکھتے ہی رب یاد آ جائے۔ ان کے چہرے آئینہ، خدا نما ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت ہے۔ آپ کو جو دیکھتا تھا کہتا تھا لا الٰہ الا اللہ کیسا کریم بہادر حلیم جوان ہے۔ (مرقات)

بعض لوگوں کے پاس بیٹھنے سے قلب جاری ہو جاتا ہے۔ حضور داتا گنج بخش ہجویریؒ کے مزار پر پہنچ کر دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ مصری عورتوں نے جمال یوسفی دیکھتے ہی کہا تھا۔ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ یہ ہے اللہ کی یاد آ جانا۔ یہاں شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میں ایک بار مکہ معظمہ کے بازار میں سر جھکائے جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی۔ میرے منہ سے فوراً نکلا۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

(اشعۃ اللمعات)

مولانا فرماتے ہیں۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(تیرا دیدار ہی ہر سوال کا جواب ہے بتائے بغیر ہی ہر مشکل حل ہو جاتی ہے)

بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ معلوم ہوا کہ فساد و نفاق کے لئے چغلی کھانا ممنوع ہے۔ صلح کرانے کے لئے ایک دوسرے کو اچھی باتیں پہنچانا عبادت ہے۔ باغون جمع ہے باغی کی جس کا مادہ بَغْیٌ ہے۔ بمعنی چاہنا ڈھونڈنا۔ بُرَاءٌ جمع ہے بری کی بمعنی دور یعنی جو عیب سے دور ہوں ان میں عیب جوئی کرنے والے۔ اپنے عیب ڈھونڈنا عبادت ہے۔ دوسروں کے عیب ڈھونڈنا برا ہے۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبول بندوں میں عیب جوئی کفر ہے بعض بدنصیبوں کو نبیوں ولیوں میں عیب جوئی کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ رذیل عادت یعنی عیب جوئی موجودہ معاشرے میں ۹۵ فیصد تک موجود ہے۔ لوگ دوسروں کی عیب جوئی تو بڑی آسانی سے کر لیتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں جھانکنے سے گریز ہی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بری عادت سے بچائے۔ آمین

(مرات)

☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۲۴

غیبت کا کفارہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ کَفَّارَۃِ الْغِیْبَۃِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَہٗ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَہٗ (رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ وَ قَالَ فِیْ ھٰذَا الْاَسْنَادِ ضُعْفٌ)

مشکوٰۃ باب اللسان من الغیبۃ والشتم

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے غیبت کے کفارہ میں سے یہ ہے کہ تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے۔ کہے کہ الٰہی ہم کو اور اس کو بخش دے۔ (بیہقی دعوٰت الکبیر اور بیہقی نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد میں ضعف ہے)

شرح :-

اس فرمان عالی کے بہت معنی کئے گئے ہیں۔

۱۔ اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ گئی تو وہ حق العبد بن گئی۔ اس سے جا کر معافی مانگے اور اگر اس کی خبر غیبت والے کو نہ پہنچی تو حق اللہ ہے اس سے توبہ کرے مگر اس توبہ میں غیبت والے کو بھی شامل کرے۔

۲۔ اگر غیبت والا زندہ ہے تو اس سے معافی مانگے اور اگر مر چکا ہے تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

Marfat.com

۳۔غیبت والے سے معافی مانگے اگر وہ معاف کردے تو خیر اگر معاف نہ کرے تو اس کیلئے دعائے مغفرت کرے۔

ملا علی قاری نے فرمایا کہ اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ جائے تو حق العبد ہو جاتی ہے اگر خبر نہ پہنچے تو حق اللہ رہتی ہے۔ (مرقات)

مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ فرماتے ہیں کہ غیبت بہر حال حق العبد ہے خواہ اسے خبر پہنچے یا نہ پہنچے جیسے کسی کا مال مار لینا۔ بہر حال حق العبد ہے خواہ مال والے کو خبر پہنچے یا نہ پہنچے کیونکہ غیبت سے غیبت والے کی آبروریزی ہوتی ہے۔ اور آبرو بھی مال کی طرح حق العبد ہے۔ اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ مردے کی غیبت زندہ کی غیبت سے سخت تر ہے کہ مردے سے معافی نہیں مانگی جا سکتی ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ غیبت والے سے معافی مانگیں تو اجمالاً مانگے یا تفصیلاً یعنی یہ بتا کر معافی مانگے کہ میں نے تجھے یہ کہا تھا یا صرف یہ کہہ دے کہ میں نے تیری غیبت کی تھی مجھے معاف کردے۔ (مرآت)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ غیبت کو لوگ معمولی چیز سمجھ کر اس سے توبہ نہیں کرتے حالانکہ یہ سخت گناہ ہے۔ زنا کبھی کوئی کرتا ہے اور زنا کو سخت گناہ سمجھ کر توبہ کر لیتے ہیں۔ مگر غیبت سب ہمیشہ کر لیتے ہیں۔ یہ عام وباء ہے اس کو لوگ برا بھی نہیں سمجھتے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ (مرقات)

حدیث نمبر:- ۱۲۵

ایک صحابی کا حضور ﷺ سے قصاص طلب کرنا

عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَ نْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ

يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مِزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَاصِرَتِهٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِيْ قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيْصِهٖ فَاحْتَضَنَهٗ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُّ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) مشکوۃ باب المصافحۃ والمعانقۃ

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت اسید ابن حضیرؓ سے جو انصاری آدمی ہیں۔ فرمایا جبکہ وہ قوم سے بات چیت کر رہے تھے ان کی طبیعت میں مذاق تھا۔ جبکہ وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان کی کوکھ میں چھڑی چبھو دی وہ بولے مجھے قصاص دیجیے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا قصاص لے لو عرض کیا کہ آپ پر قمیص ہے اور مجھ پر نہیں تو نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص اٹھا دی وہ حضورؐ سے لپٹ گئے اور آپ کی کوکھ شریف کو چومنے لگے پھر بولے یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہی چاہا تھا۔ (ابوداؤد)

تشریح:-

اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ بیعتِ عقبہ اور جنگِ بدر میں حاضر تھے بیس (۲۰) ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(مرقات)

صاحب اشعۃ فرماتے ہیں کہ آپ انصاری ہیں اعلیٰ شان والے اور انصار کے نقیب تھے

Marfat.com

۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے اور حضرت زید بن حارثہؓ کے درمیان مواخات کا رشتہ جوڑ

(اشعۃ)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اسید بن حضیرؓ کا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ وا
ایک اور انصاری کا ہے جن کے مزاج میں خوش طبعی بہت تھی۔ مشکوٰۃ کے بعض نسخوں میں عبار
یوں ہے۔ اِنَّ رَجُلاً مِنَ الاَ نصَارِ بَیْنَمَا یُحَدِّثُ۔
فَطَعَنَہُ النَّبِیُّ فِیْ خَاصَرَتِہٖ بِعُوْدٍ۔ (مرقات)

یہ چھڑی چھونا بھی خوش طبعی کے طور پر ہوا معلوم ہوا کہ کبھی کبھی جائز خوش طبعی کرنا اور
اس میں شرکت کرنا جائز ہے۔ (اشعۃ)

خیال رہے کہ بیٹا باپ سے شاگرد استاد سے امتی نبی سے اور غلام مولیٰ سے قصاص نہ
مانگ سکتا نہ ان کے درمیان قصاص ہے دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضر
ہارون علیہ السلام کی بے قصور داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر انہیں کھینچا مگر قصاص کا حکم نہ ہوا۔ حض
انور ﷺ کا یہ عمل تعلیم امت کے لئے ہے تا کہ وہ قصاص دینے میں شرم نہ کریں۔ سبحان اللہ
صحابی نے یہ قرب حاصل کرنے کے لئے کیسا لطیف بہانہ کیا ورنہ کہاں یہ صحابی اور کہاں حضور
ﷺ سے قصاص۔ (مرأت)

ع دلِ عشاق حیلہ گر باشد

ترجمہ: ۔ عاشق حیلہ کی تلاش میں ہوتا ہے۔

ے چو رسا بکوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مباد بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

ترجمہ:۔ : محبوب کے کوچے میں باریابی کا موقع مل جائے تو قربان ہو جا
شاید پھر یہ موقع نہ ملے۔

Marfat.com

حدیث نمبر:- ۱۲۶

جو شر کے زمانہ میں خلوت نشین ہوگا وہ پچاس صحابہ کے عمل کے برابر ثواب لے گا

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّ
کُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلْ اُتَمِرُوْا
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتَ
شُحًّا مُطَاعاً وَهَوًی مُتَّبَعًا وَدُنْیَا مُؤْثَرَۃً وَاِعْجَابَ کُلِّ
ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِہٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا بِہٖ بُدَّ لَکَ مِنْہُ فَعَلَیْکَ
نَفْسَکَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِ فَاِنَّ وَرَائَکُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ
صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ کَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ
اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ ﷺ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْکُمْ۔

(رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَۃَ) مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف ونہی عن المنکر

ترجمہ:-

حضرت ابی ثعلبہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ

Marfat.com

ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کی بابت پوچھا (یعنی کیا میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دوں) آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ جاری رکھو۔ یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے۔ خواہش نفس کا اتباع کیا جاتا ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر عقلمند اپنی رائے کو پسندیدہ سمجھتا ہے اور تم اس امر کو دیکھو کہ جس سے تم کو چارہ نہیں ہے تو تم اپنے آپ کو لازم پکڑ لو اور عوام کو چھوڑ دو۔ اس لئے کہ تمہارا آئندہ زمانہ ایسا ہوگا جس میں تم کو صبر کرنا پڑے گا اور ان ایام میں جو شخص صبر کرے گا اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ گویا اس نے اپنے ہاتھ میں انگارہ لے لیا ہو۔ ان ایام میں جو شخص احکام دین پر عمل کرے گا اس کو پچاس آدمیوں کے عمل کا ثواب ملے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان پچاس آدمیوں کے عمل کا ثواب جو اس زمانہ میں ہونگے؟ فرمایا نہیں تم میں سے پچاس آدمیوں کے عمل کا ثواب (یعنی حضور ﷺ کے زمانہ کے لوگوں کا ثواب)

(ترمذی' ابن ماجہ)

تشریح:۔

اس حدیث پاک سے امر بالمعروف کا انتہا اور آخر زمانہ میں انفرادی زندگی کا اختیار کرنا اور جماعتی سے افضل ہونا اس وقت عاملین کا قلیل ہونا اور ان کا بہ نسبت متقدمین کے اجر زیادہ پانا صراحۃً ثابت ہوتا ہے اور اشارتاً یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ متقدمین اگرچہ بلحاظ تقدم افضل ہیں مگر عرفان میں متاخرین افضل ہوں گے۔ وجہ اشارہ یہ ہے کہ زیادہ اجر کی مدار زیادہ عرفان ہے۔

(تشریح از مولانا رشید احمد چھنی گہنا)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں۔ (فارسی کا ترجمہ کچھ یوں ہے) اس حدیث سے آخر امت کی فضیلت اس صفت اور حیثیت سے صحابہ پر لازم آتی ہے لیکن فضل جزوی منافی فضل کلی نہیں۔

Marfat.com

جمہور علماء کا مختار مذھب اس کے خلاف ہے۔ یہ اختلاف ان صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دائمی صحبت اور شب و روز حاضری دی۔ انوار و برکات سے مستفیض ہوئے اس فضیلت میں ان کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں۔ کیونکہ بیک نظر جمالِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑنے سے انوار وتجلیات اور فضیلت کے باب کھلتے ہیں کہ دوسرا کوئی بھی اس میں شریک نہیں ہوسکتا۔

بلکہ وہ صحابہ مراد ہونگے جو صرف ایمان لاکر اپنے وطن مالوف چلے گئے اس سے زیادہ صحبت سے مشرف نہ ہوسکے۔ (اشعۃ)

حدیث نمبر:- ۱۲۷

صحابہ کرام کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا

عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ)

مشکوٰۃ باب المصافحۃ والمعانقۃ۔

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت زارعؓ سے اور وہ عبدالقیس کے وفد میں سے تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو ہم اپنی سواریوں سے جلدی آنے لگے تو ہم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

تشریح:-

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ زارعؓ ابن عامر عبدالقیس اپنے قبیلہ کے وفد میں حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے' ایمان لائے' صحابی بنے' آخر میں بصرہ میں قیام رہا۔

(مرقات)

صحابی اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو شوق و محبت میں بے خود ہو گئے۔ اور اپنی سواریوں سے جلد جلد اتر کر حضور انور ﷺ کی طرف دوڑنے لگے۔ آج بھی جب حجاج مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو انہیں سامان رکھنا مشکل پڑ جاتا ہے۔ یہ تڑپ وہ جانے جس کے دل سے لگی ہو۔ اسی وفد میں ایک صاحب تھے جنکا نام دشج تھا' یہ سردار قافلہ تھے۔ یہ اپنی سواری سے اترے' غسل کیا' سفید عمدہ لباس پہنا۔ پھر مسجد شریف میں آ کر دو رکعت نفل ادا کئے۔ پھر نہایت ادب وانکسار' خشوع وخضوع سے بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ حضور انور ﷺ ان کے اس ادب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری دو خصلتیں اللہ کو بڑی پیاری ہیں ایک حلم اور دوسرا وقار۔

(اشعۃ)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کے بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ خواہ پاؤں پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کو چومے' خواہ پاؤں پر منہ رکھ کر چومے۔ دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ مصافحہ کر کے اپنا ہاتھ چومنا منع ہے۔ بزرگوں کے ہاتھ اپنے منہ سے چومے' ایسے ہی ان کے پاؤں اپنے منہ سے چومے۔ آنکھیں ان کے قدموں سے ملے' مبارک ہیں وہ ہونٹ اور آنکھیں جو حضور ﷺ کے قدم شریف سے لگ جائیں۔ پابوسی کو سجدہ سمجھنا جہالت ہے۔ سجدہ میں سات اعضاء زمین پر لگنا اور سجدہ کی نیت ہونا ضروری ہے۔ قدم بوسی میں ایسا نہیں ہوتا۔

ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ جب بارگاہ رسالت میں آتیں تو حضور ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑتے

Marfat.com

انہیں چومتے انہیں اپنی مجلس میں بٹھاتے اور جب حضور انور ﷺ انکے پاس تشریف لاتے تو وہ
بھی انکے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ حضور کا ہاتھ پکڑتیں انہیں بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی جگہ
بٹھاتیں۔

شارحین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا حضرت فاطمہؓ کے لئے کھڑے ہونا تعظیم کے
لئے نہیں بلکہ خوشی کا قیام تھا۔ کیونکہ تعظیم اپنے سے بڑوں کی کی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ کا یہ
محبت و پیار کا تھا۔ ساری اولاد میں حضور ﷺ کو جناب فاطمہؓ بہت پیاری تھیں۔ آپ
سب سے چھوٹی تھیں اور آپ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کے لڑکپن
میں وفات پا گئیں تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورؐ کی گود میں اور آپکی آغوش میں پلیں۔
معلوم ہوا کہ تعظیم کیلئے قیام سنت فاطمۃ الزہرا ؓ ہے اور خوشی کیلئے قیام سنت رسول اللہ ﷺ ہے
یہ بھی معلوم ہوا کہ جوان بیٹی کو چومنا اور جوان بیٹی کا اپنے باپ کو چومنا جائز ہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۲۸

نماز فجر کے بعد اپنے مصلّے سے دیر سے اٹھنا کیسا عمل ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِىْ يُصَلِّىْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّ
ثُوْنَ فَيَأْخُذُوْنَ فِىْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِىْ
رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِىِّ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ۔ (مشکوٰۃ باب الضحک)

Marfat.com

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ اٹھتے تھے اپنے مصلے سے جس میں فجر کی نماز پڑھتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا پھر جب سورج طلوع ہو جاتا تو اٹھتے اور لوگ باتیں کرتے تھے تو جاہلیت کے زمانہ کے کاموں کے ذکر میں مشغول ہو جاتے تو ہنستے تھے اور نبی کریم ﷺ مسکراتے تھے۔ (مسلم) اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرات اشعار پڑھتے تھے۔

تشریح :-

اس حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے کہ :-

۱۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک مصلے پر بیٹھے رہنا سنت ہے۔

۲۔ اس وقت تلاوت قرآن کرنا بہتر نہیں وہ اس لئے ان اوقات میں سجدہ تلاوت مکروہ ہے بعد میں کرسکتا ہے کیونکہ سجدہ تلاوت فوری طور پر کرنا واجب نہیں بالتاخیر بھی کرسکتا ہے۔ یہ واجب علی الراخی ہے اس بناپر تلاوت کرسکتا ہے۔

۳۔ نفلی معتکف کو مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یہ حضرات بہ نیت اعتکاف وہاں بیٹھتے تھے۔

۴۔ مسجد میں جائز اشعار پڑھنا جائز ' بلکہ نعت پڑھنا سنت صحابہ کرامؓ ہے

۵۔ آخرت کی چیزیں کوئی اپنی عقل سے معلوم نہیں کرسکتا۔ یہ صرف نبوت کے نور سے ہی معلوم ہوتی ہیں۔ دیکھو حضرات صحابہ کرامؓ اب بعد اسلام اپنے زمانہ، جاہلیت کی باتوں پر خود ہنستے تھے کہ ہم اس وقت کیسے ناسمجھ تھے اب حضور ﷺ کے صدقہ سے سمجھ بوجھ میسر ہوئی۔

۶۔ حضور ﷺ بڑے ہی اخلاق کے مالک تھے کہ اپنے کو اپنے خدام کے ساتھ رکھتے تھے اور ان کے ہر کام میں شریک ہو جاتے تھے۔

(مرات)

حدیث نمبر :- ۱۲۹

جبرائیلؑ کی مدد حضرت حسانؓ کے ساتھ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَانَا فَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاَشْتَفٰى (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوٰۃ باب البیان والشعر

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عائشہؓ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسانؓ سے فرماتے سنا کہ روح القدس تمہاری تائید کرتے رہتے ہیں جب تک کہ تم اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کرتے ہو اور فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ حسانؓ نے ان کفار کی ہجو کی تو شفا دی اور شفا پائی۔ (مسلم)

تشریح :-

حضرت حسان ابن ثابتؓ ابن منذر ابن حرام انصاری مدنی ہیں۔ ان چاروں کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔ حضرت حسانؓ نے ساٹھ سال کفر میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں خاص

Marfat.com

شاعر اسلام ہیں۔ خلافت حیدری میں وفات پائی۔

جب کفار اسلام مسلمانوں بلکہ خود حضورﷺ کی شان اقدس میں بکواس کرتے تھے تو حضرت حسانؓ جواباً کفار ان کے دین اور ان کے بتوں کی ہجو اشعار میں کرتے تھے۔ حضورﷺ اس کے متعلق حضرت حسانؓ کو بشارت دے رہے ہیں کہ جب تم ہجو کے اشعار لکھنے لگتے ہو تو جناب جبرائیل علیہ السلام تمہارے دل میں اچھے مضمون ڈالتے ہیں۔ تمہاری زبان پر اچھے الفاظ جمع فرماتے ہیں اور تم کو دعائیں دیتے ہیں' تمہارا احترام کرتے ہیں' یہ ہے جبرائیلؑ کی مدد۔ معلوم ہوا کہ دشمنان دین کی ہجو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ بعض اوقات جہاد میں قصیدے بڑی مدد دیتے ہیں۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں اسے اچھی طرح آزمایا گیا ریڈیو پاکستان نے اس قسم کے قصیدوں کے ذریعے غازیوں بلکہ سارے پاکستانیوں کو گرما دیا جس کا نتیجہ نہایت ہی اچھا رہا۔

هَجَاهُمْ حَسَّان :- پہلے قریش نے مسلمانوں کی ہجو کی جس سے مسلمانوں کے دل زخمی ہو گئے۔ حضرت حسانؓ نے ان سے بدلہ لیتے ہوئے کفار کی ہجو کی۔ مسلمانوں کے زخموں پر گویا مرہم رکھ دیا۔ حسانؓ کے اشعار مرہم زخمِ دل ہیں۔

غزوہ خندق کے بعد حضور انورﷺ نے بنی قریظہ' یہود مدینہ کا محاصرہ فرمایا تو حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ کفار کی ہجو کرو۔ جبرائیلؑ تمہارے ساتھ معاون ہیں ویسے عام موقعوں پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میرے حسانؓ کی جبرائیلؑ سے مدد فرما۔ معلوم ہوا کہ مقبولوں کی تعریفیں کرنا نیکی ہے اور مردودوں کی ہجو کرنا بھی نیکی ہے۔

(مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۳۰

اپنے انجام کی خبر کسے ہے اس کی تشریح

عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَدْرِىْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِىْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَلَا بِكُمْ - (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ) مشکوٰۃ باب البکاء والخوف

ترجمہ :-

روایت ہے جناب اُمِّ العَلاءِ الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں رسول اللہ ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (بخاری)

تشریح :-

اُمِّ الْعُلَاءِ صحابیہ ہیں۔ حضرت خارجہ ابن زید ابن ثابت کی والدہ ہیں یعنی زید ابن ثابت کی بیوی۔ حضور ﷺ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ (مرات)

فرمایا کہ مجھے خبر نہیں کہ دنیا و آخرت میں رب تعالیٰ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اور تمہارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس حدیث کے متعلق محدثین کے بہت قول ہیں۔ صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور یہ آیت قُلْ لَاۤ اَدْرِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَلَا بِكُمْ ترجمہ :- کہ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ یا تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اس آیت سے منسوخ ہیں يَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

Marfat.com

ترجمہ :- آپ سے جو بھی ہوا اللہ نے معاف کر دیا۔ بعض چیزیں قابل نسخ ہوتی ہیں۔ (مرقات)

شارح مشکوٰۃ صاحبِ مرأت فرماتے ہیں کہ یہ آیت اور حدیث منسوخ نہیں۔ یہاں علم کی نفی نہیں بلکہ درایت کی نفی ہے۔ علم عام ہے جبکہ درایت کا مطلب ہے کہ کوئی چیز اپنے قیاس اور اٹکل اندازے سے معلوم کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ میں باوجود اس کے کہ نبی ہوں اور نبی کی عقل تمام جہان سے زیادہ ہوتی ہے مگر اپنے یا دوسروں کا انجام میں بھی عقل و قیاس سے معلوم نہیں کر سکتا۔ بلکہ مجھے یہ علم وحی الٰہی سے ہے۔ اسی لئے اس آیت کے آخر میں ہے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰیٓ اِلَیَّ ترجمہ :- میں تو وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں۔ لہٰذا یہ حدیث دوسری آیات و احادیث کے خلاف نہیں۔ حضور فرماتے ہیں میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ حمد کا جھنڈا قیامت میں میرے ہاتھ ہوگا۔ میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ حسن و حسینؓ جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ابو بکر و عمرؓ جنتی ہیں وغیرہ۔ حضور ﷺ تا قیامت ہر جنتی و دوزخی کو جانتے پہچانتے ہیں۔ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْداً ترجمہ :- اور تم پر ہمارے رسول گواہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ حضرت ام العلاء نے حضرت عثمان ابن مظعون کی وفات پر فرمایا تھا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ تم جنتی ہو اس پر ارشادِ عالی ہوا تھا کہ محض اپنی عقل سے یہ کیوں کہہ رہی ہو یہ بات تو میں بھی عقل سے نہیں کہہ سکتا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۳۱

بلی کی وجہ سے عورت عذاب میں مبتلا ہو گئی

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَی النَّارِ فَرَاَیْتُ فِیْھَا امْرَاَۃً مِنْ بَنِیْ

Marfat.com

اِسۡرَائِیۡلَ تُعَذَّبُ فِیۡ هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتۡهَا فَلَمۡ تَدَعۡهَا تَاكُلُ مِنۡ خُشَاشِ الۡاَرۡضِ حَتّٰی مَاتَتۡ جُوۡعًا وَرَاَیۡتُ عَمۡرَوبۡنَ عَامِرِ الۡخُزَاعِیَّ یَجُرُّ قُصۡبَهٗ فِی النَّارِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنۡ سَیَّبَ السَّوَائِبَ (رَوَاهُ مُسۡلِمٌ) مشکوٰۃ باب البکاء والخوف۔

ترجمہ :-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر آگ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جو اپنی ایک بلی کی وجہ سے عذاب دی جا رہی ہے جسے اس نے باندھ دیا تھا کہ نہ اسے کھلایا نہ ہی چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی حتیٰ کہ بھوک سے مر گئی اور میں نے عمرو ابن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ آگ میں انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا۔ یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے سائبہ جانور ایجاد کئے۔

(مسلم)

تشریح :-

ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ معراج کا ہے جب حضور ﷺ نے جنت دوزخ کی سیر فرمائی اور ہر جگہ کے لوگ ملاحظہ کئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ کسی خواب کا ہو مگر پہلا احتمال قوی ہے۔

(مرآت)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ وہ عورت بنی اسرائیل کی مومنہ تھی کافر نہیں تھی اسے اس گناہ کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ (مرقات)

معلوم ہوا کہ مومن کو بھی بعض گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو جائے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ چغل خور اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے والے کو عذاب قبر ہوگا۔

Marfat.com

حَتّیٰ مَاتَتْ جُوْعاً :- اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ جانوروں پر ظلم بھی عذاب کا باعث ہے ان کا حق بھی ضرور ادا کرنا چاہیے تو جو انسان خصوصا مسلمان پر ظلم کریں وہ کیسی سزا کے مستحق ہونگے۔دوسرا یہ کہ حضور ﷺ کی نگاہ آئندہ واقعات کو بھی دیکھتی ہے۔مجرموں کا دوزخ میں جانا قیامت کو ہوگا مگر حضورؐ نے پہلے ہی ملاحظہ فرمالیا۔حضور انور ﷺ نے شب معراج جنت میں جاتے ہوئے اپنے آگے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہٗ کے جوتوں کی آہٹ سنی۔یہ آہٹ آج کی نہ تھی بلکہ بعد قیامت جب حضورؐ جنت میں داخل ہونگے تب حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہٗ ہٹو بچو کرتے آگے ہوں گے۔وہ آہٹ حضور ﷺ آج سن رہے ہیں۔تیسرا یہ کہ حضورؐ لوگوں کے اعمال پر مطلع ہیں کہ کون کیا کرتا ہے۔

(مرأت)

عَمْرو بْنِ عَامِرٍ :- یہ قبیلہ بنی خزاعہ کا ایک شخص تھا' جس نے عرب میں بت پرستی اور بتوں کے نام پر جانور چھوڑنا ایجاد کیا۔ اسے بھی حضور انور ﷺ نے اسی عذاب میں گرفتار دیکھا۔سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دی جائے۔اس پر کوئی سواری نہ کرے وہ جہاں چاہے چرتی پھرے 'کوئی اسے روک ٹوک نہ کرے۔جیسے ہندوؤں کے سانڈ بجار۔بعض روایات میں عمرو ابن لحی آیا ہے ہوسکتا ہے کہ عامر اس کے باپ کا نام ہو اور لحی اس کے دادا کا نام' لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (اشعۃ)

حضور انور ﷺ نے اس کو آگ میں جلتے' نمازِ کسوف میں بھی دیکھا ہے۔

(مرأت)

☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر:- ۱۲۲

بندہ جس عقیدہ یا عمل پر مرے گا اسی پر حشر ہو گا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

مشکوٰۃ باب البکاء والخوف۔

ترجمہ:-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بندہ اس پر اٹھایا جائے گا جس پر مرے گا۔ (مسلم)

تشریح:-

اعتبار خاتمے کا ہے اگر کفر پر مرے گا تو کفر پر ہی اٹھے گا۔ اگر چہ زندگی میں مومن رہا ہو اور اگر ایمان پر مرے تو ایمان پر اٹھے گا۔ اگر چہ زندگی میں کافر رہا ہو اسی لئے فرمان باری تعالیٰ ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ترجمہ- اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا-) صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان جو مشغلہ زندگی میں کرے گا اسی پر انشاء اللہ مرے گا اور جس پر مرے گا اسی پر اٹھے گا۔ انشاء اللہ ذاکرین ذکر الٰہی کرتے ہوئے اٹھیں گے شاغلین یار کے شغل میں واصلین وصال میں کاملین کمال میں حتیٰ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہوئے اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ زندگی میں اچھا شغل عطا کرے اور اسی پر موت دے۔ آمین ثم آمین۔

(مرأت)

اس جگہ محدّث اعظم و عارفِ کامل حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) کہ بعض عارف فرماتے ہیں کہ اگر کسی سالک کو حضوری یاداشت وجوہر ذکر کی نعمت نصیب ہو جائے اسکا دل حضوری میں قرار پا جائے تو ایسی حالت میں سکرات موت و بیتابی کی وجہ سے اس کیفیت میں فتور بھی واقع ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بعداز مفارقت روح پھروہی حالت عود کر آتی ہے اور جسم و جان اسی کیف و سرور سے سرشار ہو جاتا ہے۔ (اشعتہ)

مؤلف کہتا ہے:-

اسکی واضح مثال فروری ۱۹۴۹ء میں ایک دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ رابع حضرت للّٰہی کا جب لاہور میوہسپتال میں انتقال ہوا تو ڈاکٹروں نے موت کی تصدیق کرنے سے اس لئے انکار کر دیا کہ دل ذاکر تھا اور پوری شدّ و مد سے چل رہا تھا۔ غالبًا یہ اس لئے کہ یہ پوری عمر کی مشق تھی کیونکہ سالک اپنی تمام عمر اسی جد جہد اور اس کی تلاش میں گزار دیتا ہے۔ بہرحال ہسپتال سے اجازت کے بعد اپنے وطن مالوف للّٰہ شریف میں پہنچے تو ایک دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دل دھک دھک چل رہا تھا اور وہ پھول جو جسم اطہر پر سجائے گئے تھے اچھل اچھل کر دعوت نظارہ دے رہے تھے۔ راقم نے یہی کیفیت قبر میں اترنے کے بعد بھی دیکھی تھی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

ترجمہ:- وہ دل ہرگز نہیں مرتا جو عشق سے زندہ ہوتا ہے دنیا میں ہمارے دوام کی مثال روز روشن کی طرح واضح ہے۔

حدیث نمبر :- ۱۳۳

فرمان نبوی کہ میں جو کچھ دیکھتا سنتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے سنتے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحَقَّ لَھَا اَنْ تَاطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا فِیْھَا مَوْضَعُ اَرْبَعَ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدً لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجَارُوْنَ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَۃً تُعْضَدُ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنِ مَاجَۃَ)

مشکوٰۃ باب البکآ والخوف۔

ترجمہ :-

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ آسمان میں چار انگشت جگہ بھی ایسی نہیں کہ جہاں فرشتے خدا کے لئے اپنا سر رکھے سجدہ میں نہ پڑے ہوں۔ اللہ کی قسم اگر تم وہ چیزیں

Marfat.com

جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور روتے زیادہ اور بیویوں سے بستروں پر لذت حاصل نہ
کرتے اور اللہ کی پناہ لیتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ ابوذر فرمانے لگے کہ ہائے کاش کہ
میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

تشریح :-

حضور انور ﷺ کی نگاہ غیبی چیزیں دیکھتی ہے اور حضور ﷺ کے کان غیبی آوازیں سنتے
ہیں جس نگاہ سے اللہ تعالیٰ ہی نہ چھپا اس سے اور کیا چیز چھپے گی۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

مَالَا تَرَوْنَ میں ماعام ہے ہر غیبی چیز حضور ﷺ پر ظاہر ہے۔

یعنی قیامت کے خوف و دہشت دوزخ کے عذاب اللہ تعالیٰ کی پکڑ عالم غیب کے
اسرار جتنے مجھے معلوم ہیں تم کو ان کا لاکھواں حصہ بھی حاصل نہیں نیز تم کو جس قدر علم ہے وہ ہم سے
سن کر ہے ہم کو علم ہے دیکھ کر اور دیکھے ہوئے علم میں فرق ہوتا ہے۔ نہ دیکھے ہوئے سے' مقولہ ہے
''شنیدہ کے بود مانند دیدہ''

اَطَّتْ بنا ہے اطیط سے جس کا معنی چر چرانا بھی ہے اور رونا بھی اور مطلق آواز بھی۔
یہاں تینوں معنی ہو سکتے ہیں۔ فرشتوں کے بوجھ سے چر چرانا جیسے اونٹ کا بھرا ہوا پالان بوجھ سے
چُر چُر کرتا ہے یا خوف الٰہی میں روتا ہے' فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سن کر' یا خود اللہ کا ذکر اس کی تسبیح و تہلیل
کرتا ہے فرشتوں کے ساتھ۔ (مرقات واشعۃ)

غرض آسمان آواز ضرور کر رہا ہے اس لئے اسکے لئے سننا فرمایا گیا کہ میں وہ سنتا ہوں
جو تم نہیں سنتے۔ فرمایا آسمان کی آواز میں سن رہا ہوں۔

سَاجِدًا لِّلّٰہِ ظاہر یہ ہے کہ یہاں سجدہ کرنے والے فرشتوں کی کثرت کا ذکر ہے

کہ آسمان کا ایک چپہ فرشتے کی پیشانی سے خالی نہیں رکوع، قیام، قعود والے فرشتے ان کے سوا ہیں
۔رب تعالیٰ نے فرشتوں کا قول نقل فرمایا۔ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوم - سجدہ
والوں کی جگہ اور ہے رکوع اور قیام والوں کی جگہ اور ہے۔
لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا :- یعنی اگر تم کو وہ چیزیں معلوم ہو جائیں یا تو تم ہنسا بھول
ہی جاؤ یا ہنسو بہت کم اور ڈر و بہت زیادہ۔ تم پر خوف کا غلبہ ہو جائے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے

الف۔ یہ کہ ساری مخلوق کا علم حضور ﷺ کے علم کے سامنے اس طرح ہے جیسے
سمندر کے آگے قطرہ کیونکہ لَوْ تَعْلَمُوْنَ میں خطاب سارے صحابہؓ سے ہے۔
ب۔ یہ کہ حضور ﷺ کے قلب پاک کو اللہ تعالیٰ نے بڑی برداشت کی طاقت
دی ہے کہ اس قدر عذاب وغیرہ کو جانتے بلکہ دیکھتے ہوئے بھی اپنے کو سنبھالے
ہوئے ہیں۔ یہ ہے حضورؐ کا تحمل اور برداشت کہ لوگوں سے تعلقات بھی
رکھتے ہیں سب سے ہنستے بولتے بھی ہیں۔ ہم لوگ تو تارک الدنیا ہو جاتے۔
ب تعالیٰ فرماتا ہے -
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا
تَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنی اگر ہم قرآن مجید پہاڑ پر اتارتے تو وہ بھی اللہ کی
ت سے پھٹ جاتا۔ معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کا دل پہاڑ سے زیادہ قوی ہے۔
صُعُدَات جمع ہے صعید کی بمعنی زمین کی ظاہری مٹی۔ اس سے مراد ہے جنگل جہاں
رف زمین اور مٹی ہی ہوتی ہے۔ پہاڑ وغیرہ نہیں ہوتے یعنی تم خوف و ڈر کی وجہ سے آبادیوں میں
آرام کرنا بھول جاتے۔ جنگلوں میں چیختے روتے پھرتے۔
يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً یہ دردناک تمنا راوی حدیث حضرت ابوذرؓ کی ہے۔

Marfat.com

بعض صحابہؓ فرماتے تھے کہ کاش میں جانور ہوتا جسے ذبح کر کے کھا لیا جاتا۔ صدیق اکبرؓ تمنا کرتے تھے کہ کاش میں چڑیا ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ میں انسان نہ ہوتا جو احکام کے مکلف ہیں اور گناہ کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا خوف ہے جن کے جنتی ہونے کی خبر قرآن کریم اور صاحب قرآن نے دے دی ہے۔ اب سوچو کہ ہم کس شمار میں ہیں۔ بات یہ ہے کہ جتنا قرب زیادہ اتنا ہی خوف زیادہ۔ اللہ اپنا خوف عطا کرے۔ آمین (مرأت)

حدیث نمبر:- ۱۳۴

تقویٰ انسان کو عمل پر ابھارتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

مشکوٰۃ باب البکاء والخوف۔

ترجمہ:-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو ڈرتا وہ اندھیرے میں اٹھتا ہے جو اندھیرے میں اٹھتا ہے وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ خبردار اللہ کا مہنگا ہے۔ خبردار اللہ کا سودا جنت ہے۔ (ترمذی)

تشریح:-

یعنی جو دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ کرتا ہے وہ جنگل میں رات غفلت سے نہ

Marfat.com

گزارتا ورنہ مارا جاتا ہے۔لٹ جاتا ہے۔شیطان شب خون مارنے والا دشمن ہے۔ہم دنیا میں راہ آخرت طے کرنے والے مسافر ہیں۔ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے۔یہاں غفلت نہ کرو ورنہ لٹ جاؤ گے۔

فرمان عالی میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔ (ترجمہ۔ بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے)

جنت سودا ہے' رب تعالیٰ فروخت کرنے والا ہے' ہم خریدار ہیں۔ہمارے مال و جان اس سودے کی قیمت ہیں۔اس کا عکس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خریدار ہے۔ہمارے جان و مال سودے ہیں۔جنت اس کی قیمت ہے۔اگر جان دے کر بھی یہ سودا مل جائے تو سستا ہے۔

ے جے سر دتیاں راقب ملے اوہ پیارا
بڑا سستا سودا خریدار نوں ہے

ے ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہٗ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

جمہ:۔ تو کہتا ہے کہ میری محبت کی قیمت دونوں جہان ہیں پھر تو یہ سودا بہت سستا ہے اور قیمت ھاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم محتاجوں کو اپنے محبوب کے نام کی خیرات دے دے۔فقیروں' بھکاریوں ے قیمت نہیں مانگی جاتی' اس پر کرم کریمانہ ہوتا ہے۔

ے چہ باشد کہ مشتے گدایان خیل
بیابند دار السلام از طفیل

Marfat.com

ترجمہ :- کیسا اچھا ہو کہ مٹھی بھر گداگروں کا ٹولہ آپکے طفیل جنت میں چلا جائے۔

یعنی یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کے طفیل جنت میں پہنچ جائیں تو آپ کا

کیا بگڑتا ہے۔ ہمارا بھلا ہو جائے گا۔ (مرأت)

چہ کم گردد زجاہے چونتو شاہے
اگر گاہے کنی سویم نگاہے

جامی

ترجمہ :- آپ جیسے بادشاہ کا مرتبہ کیا کم ہوتا ہے کہ کبھی میری طرف بھی نگاہ کرم ہو جائے۔

حدیث نمبر :- ۱۳۵

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہو گئے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَ الْمُرْسَلَاتُ وَ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ وَ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) مشکوٰۃ باب البکاء والخوف۔

ترجمہ :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہو گئے۔ فرمایا مجھے سورۃ ہود' سورۃ واقعہ' سورۃ مرسلات' سورۃ نبا او

Marfat.com

سورۃ تکویر نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی)

تشریح:-

اس طرح کہ حضور ﷺ پر ضعف کے آثار نمودار ہیں حتیٰ کہ اکثر نماز بھی بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ کے بال سفید یا نگاہ کمزور ہوگئی کیونکہ حضور انور ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں کل بیس (۲۰) سے کم بال سفید تھے۔ (مرقات)

صاحبِ مرقات مزید فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے شمار کیا ہے آپ کے کل چودہ (۱۴) بال سفید تھے۔ (مرقات)

بعض روایات میں ہے کہ چودہ بال سر شریف میں پانچ بال داڑھی میں اور ایک بال ریش بچی میں۔ فرمایا جن سورتوں میں عذاب الٰہی کا ذکر ہے ان کے عذاب سے مجھے اپنی امت کا خوف ہے ان کی فکر اس قدر ہے کہ اس فکر نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

ایک بزرگ نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور یہ حدیث پیش کی' فرمایا۔ حدیث صحیح ہے ہم نے یہ فرمایا ہے۔ اس نے پوچھا کون سی آیت نے حضور ﷺ کو بوڑھا کیا۔ فرمایا فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ ۔ (مرقات)

امت کی استقامت بڑی مشکل چیز ہے جس کی فکر حضور ﷺ کو ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔

ترجمہ:- بے شک تمہارے پاس تم ہی سے وہ رسول تشریف لائے ہیں جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر کمال مہربان رحیم ہیں (توبہ)۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان سورتوں میں عذاب الٰہی کا ذکر ہے جن سے مجھے اپنی

Marfat.com

امت کی فکر ہے۔ (مرأت)

حدیث نمر :- ۱۳۶

کون سے تین قسم کے لوگ سایہ عرش میں رہیں گے

قَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ نَفْسٍ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّہٗ اَلْمُتَوَضِّیُٔ فِی الْمَکَارِہِ وَالْمَاشِی اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ وَ مُطْعِمُ الْجَائِعِ۔ (مُنَبِّھَاتِ اِبْنِ حَجَرْ عَسْقَلَانِی)

ترجمہ :-

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا وضو کرنے والا تکلیفوں میں اور اندھیرے میں مسجدوں کی طرف چلنے والا اور بھوکے لوگوں کو کھلانے والا۔ (منبھات)

حدیث نمبر :- ۱۳۷

جنت میں چار چیزیں جنت سے بہتر ہیں

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَرْبَعَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ اَلْخُلُوْدُ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ وَخِدْمَۃُ الْمَلَائِکَۃِ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ وَجَوَارُ

Marfat.com

الْاَنْبِيَآءَ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَ اَرْبَعَةٌ فِی النَّارِ شَرٌّ مِّنَ النَّارِ اَلْخُلُوْدُ فِی النَّارِ شَرٌّ مِّنَ النَّارِ وَ تَوْبِيْخُ الْمَلَائِكَةِ الْكُفَّارَ فِی النَّارِ شَرٌّ مِّنَ النَّارِ وَ جِوَارُ الشَّيْطَانِ فِی النَّارِ شَرٌّ مِّنَ النَّارِ وَ غَضَبُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی النَّارِ شَرٌّ مِّنَ النَّارِ.

(مُنَبِّهَاتِ ابْنِ حَجَرْ عَسْقَلَانِیْ)

ترجمہ:-

روایت ہے نبی کریم ﷺ سے کہ فرمایا جنت میں چار چیزیں جنت سے بہتر ہیں۔ ہمیشہ رہنا جنت میں جنت سے بہتر ہے اور جنت میں فرشتوں کی خدمت گاری جنت سے بہتر ہے اور جنت میں انبیاء کرام کا پڑوسی ہونا جنت سے بہتر ہے اور جنت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی جنت سے بہتر ہے۔

اور چار چیزیں دوزخ میں دوزخ سے بھی بدتر ہیں۔ دوزخ میں ہمیشگی دوزخ سے بدتر ہے اور دوزخ میں کافروں کو فرشتوں کا جھڑکنا دوزخ سے بدتر ہے اور دوزخ میں شیطان کا پڑوسی ہونا دوزخ سے بدتر ہے اور دوزخ میں اللہ تعالیٰ کا غصہ دوزخ سے بدتر ہے۔

(منبہات)

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث:- نمبر ۱۳۸

حضور ﷺ اور صحابہؓ کی کانفرنس جس میں جبرائیل علیہ السلام اور اللہ بھی شریک ہوئے

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَا كُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ وَكَانَ مَعَهٗ اَصْحَابُهٗ جُلُوْسًا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَحُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثٌ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاِنْفَاقُ مَالِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ اَنْ يَّكُوْنَ اِبْنَتِيْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ صَدَقْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ وَحُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثٌ اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالثَّوْبُ الْخَلِقُ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ صَدَقْتَ يَا عُمَرُ وَحُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثٌ اِشْبَاعُ الْجِيْعَانِ وَ كِسْوَةُ الْعُرْيَانِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَدَقْتَ يَا عُثْمَانُ وَحُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثٌ

اَلْخِدْمَةُ لِضَيْفٍ وَالصَّوْمُ فِي الصَّيْفِ وَالضَّرْبُ
بِالسَّيْفِ فَبَيْنَا هُمْ كَذَالِكَ اِذْ جَاءَ جِبْرَائِيْلُ وَقَالَ
اَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَمَّا سَمِعَ مَقَالَتَكُمْ وَاَمَرَكَ
اَنْ تَسْأَلَنِيْ عَمَّا اُحِبُّ اَنْ كُنْتُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا فَقَالَ مَا
تُحِبُّ اِنْ كُنْتَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا فَقَالَ اِرْشَادُ الضَّالِيْنَ وَمُوَ
انَسَةُ الْغُرَبَاءِ الْقَانِتِيْنَ وَمُعَاوَنَةُ اَهْلِ الْعِيَالِ الْمُعْسِرِيْنَ
وَقَالَ جِبْرَائِيْلُ يُحِبُّ رَبُّ الْعِزَّةِ جَلَّ جَلَالُهٗ مِنْ عِبَادِهٖ
ثَلٰثَ خِصَالٍ بَذْلُ الْاِسْتِطَاعَةِ وَالْبُكَاءُ عِنْدَ النَّدَامَةِ
وَالصَّبْرُ عِنْدَ الْفَاقَةِ۔ (مُنَبِّهَاتِ اِبْنِ حَجَرْ عَسْقَلَانِيْ)

ترجمہ وتشریح :-

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ ”خوشبو، عورت (حضور انور ﷺ نے عورت کو اس واسطے پسند فرمایا کہ دنیا میں بقائے نسل اور گھر کا آرام و سکھ سب عورت سے وابستہ ہے) اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز“

جب یہ فرمان ہوا تو وہاں صحابہ کرامؓ بھی حاضر خدمت تھے تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھتے رہنا۔ رسول اللہؐ پر اپنا مال خرچ کرنا اور میری بیٹی کا حضور ﷺ کی خدمت میں ہونا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ بولے کہ ابوبکرؓ سچے ہیں مجھے بھی دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں

Marfat.com

۔امر بالمعروف' نہی عن المنکر اور لباس میں پرانا کپڑا استعمال کرنا پھر حضرت عثمانؓ بولے کہ عمرؓ سچے ہیں مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا' ننگے بدن کو لباس پہنانا اور تلاوت قرآن کرنا' حضرت علیؓ بھی حاضر خدمت تھے انہوں نے فرمایا عثمانؓ سچے ہیں مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ مہمانوں کی خدمت کرنا' گرمیوں میں روزے رکھنا اور تلوار سے لڑائی کرنا۔

یہ مبارک مجلس اسی حال میں تھی کہ اچانک جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کی گفتگو سنی تو مجھے بھیجا تا کہ میں بھی اپنی پسندیدہ چیزیں بتاؤں کہ اگر میں دنیا میں ہوتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم دنیا میں ہوتے تو تمہاری پسندیدہ چیزیں کیا ہوتیں۔

جبرائیل امینؑ نے کہا۔ ''بھولے بھٹکوں کو راہ بتلانا' غریبوں اور عبادت کرنے والوں سے محبت کرنا' اور بھوکے عیالداروں کی مدد کرنا اور ساتھ ہی حضرت جبرائیلؑ نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے تین خصلتیں پسند کرتا ہے۔ ''اپنی طاقت بدنی ہو یا مالی عبادت میں خرچ کرنا' گناہوں کی ندامت پر رونا اور بھوک پر صبر کرنا''۔ (منبهات عسقلانی)

حدیث نمبر :- ۱۳۹

قیامت میں سات لوگوں کو عرش کا سایہ ملے گا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةُ نَفَرٍ یُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَوَّلُهُمْ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ

Marfat.com

نَشَاءَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِياً فَفَا
ضَتْ عَيْنَاهُ دَمْعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ
مُتَعَلِّقٌ بِالْمَسْجِدِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ
فَلَمْ تَعْلَمْ شِمَالُهٗ بِمَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي
اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَاَةٌ ذَاتَ جَمَالٍ اِلٰى نَفْسِهَا فَاَبٰى
وَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ تَعَالٰی -

(مُنَبِّهَاتِ ابْنِ حَجَرْ عَسْقَلَانِی)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن کہ سوائے اس کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ امام عادل یعنی بادشاہ انصاف کرنے والا اور وہ جوان کہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بڑا ہوا اور تمام عمر اسی میں گزار دی اور وہ شخص کہ جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اسکی آنکھوں سے خوف خدا کی وجہ سے آنسو ٹپک پڑے اور وہ شخص کہ جس کا دل مسجد سے معلق رہے یہاں تک کہ مسجد کی طرف لوٹ آئے۔ یعنی ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہے حتیٰ کہ نماز کا وقت آ گیا اور مسجد کی طرف لوٹ گیا اور وہ مرد جو صدقہ و خیرات کرے کہ اسکے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا اور وہ دو مرد جو محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں اور وہ مرد جس کو کوئی خوبصورت عورت اپنے نفس کی طرف دعوت دے تو وہ انکار کردے اور کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (منبہاتِ عسقلانی)

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۴۰

جبرائیل امین علیہ السلام کی وصیتیں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَ نْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا زَالَ یُوْصِیْنِیْ جِبْرَائِیْلُ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ یَجْعَلُهٗ وَارِثًا وَمَازَالَ یُوْصِیْنِیْ بِالنِّسَاءِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیَحْرِمُ طَلَا قَهُنَّ وَ مَا زَالَ یُوْصِیْنِیْ بِا لْمَمْلُوْکِیْنَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ یَجْعَلُ لَهُمْ وَقْتًا یُعْتَقُوْنَ فِیْهِ وَ مَا زَالَ یُوْصِیْنِیْ بِا لسِّوَاكِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ فَرِیْضَةٌ وَ مَا زَالَ یُوْصِیْنِیْ بِالصَّلٰوةِ فِی الْجَمَاعَةِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ تَعَالٰی صَلٰوةً اِلَّا فِی الْجَمَاعَةِ وَمَا زَالَ یُوْصِیْنِیْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ لَا نَوْمَ بِا للَّیْلِ وَمَا زَالَ یُوْصِیْنِیْ بِذِکْرِ اللّٰهِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ لَا یَنْفَعُ قَوْلٌ اِلَّا بِهٖ۔ (مُنَبِّهَاتِ ابْنِ حَجَرْ عَسْقَلَانِی)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ ہمسائیوں کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ میرے وارث بنا دیئے جائیں گے۔ اور عورتوں کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام مجھے وصیت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ ان پر طلاق حرام کر دی جائے گی اور غلاموں کے متعلق مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ کسی وقت بھی آزاد ہو جائیں گے اور مجھے مسواک کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ فرض ہو جائے گی اور مجھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ جماعت کے بغیر نماز قبول ہی نہیں ہوگی اور ہمیشہ مجھے رات کے قیام کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ رات کی نیند نہیں ہوگی اور مجھے ذکر اللہ کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ ذکر کے بغیر کسی بات کی اجازت نہیں ہوگی -جبرائیلؑ کا یہ وصایا من جانب اللہ ہے اپنی طرف سے نہیں-

حدیث نمبر :- ۱۴۱

جبرائیلؑ کا یہ وصایا من جانب اللہ ہے اپنی طرف سے نہیں

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لِاِ بْلِيْسَ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ كَمْ اَحِبَّاؤُكَ مِنْ اُمَّتِىْ قَالَ عَشْرُ نَفَرٍ اَوَّلُهُمْ لِاِمَامُ الْجَائِرُ وَالْمُتَكَبِّرُ وَالْغَنِيُّ الَّذِىْ لَا يُبَالِىْ مِنْ

Marfat.com

اَیْنَ یَکْتَسِبُ الْمَالَ وَ فِیْ مَاذَا یُنْفِقُ وَ الْعَالِمُ الَّذِیْ صَدَّقَ الْاَ مِیْرَ عَلٰی جَوْرِہٖ وَ التَّاجِرُ الْخَائِنُ وَ الْمُحْتَکِرُ وَالزَّا نِیْ وَاٰکِلُ الرِّبٰوا وَ الْبَخِیْلُ الَّذِیْ لَا یُبَالِیْ مِنْ اَیْنَ یَجْمَعُ الْمَالَ وَ شَارِبُ الْخَمْرِ مُدْمِنٌ عَلَیْھَا ثُمَّ قَالَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَمْ اَعُدَ اُوْکَ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ عِشْرُوْنَ نَفَرًا اَوَّلُھُمْ اَنْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاِنِّیْ اُبْغِضُکَ وَ الْعَالِمُ الْعَامِلُ بِالْعِلْمِ وَحَامِلُ الْقُرْاٰنِ اِذَا عَمِلَ بِمَا فِیْہِ وَالْمُؤَذِّنُ لِلّٰہِ فِیْ خَمْسِ صَلَوٰتٍ وَ مُحِبُّ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنَ وَالْیَتَامٰی وَ ذُوْ قَلْبٍ رَحِیْمٍ وَالْمُتَوَاضِعُ لِلْحَقِّ وَ شَابٌ نَشَافِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاٰکِلُ الْحَلَالِ وَ الشَّابَانِ الْمُتَحَابَّانِ فِی اللّٰہِ وَالْحَرِیْصُ عَلٰی الصَّلٰوةِ فِی الْجَمَاعَةِ وَالَّذِیْ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ وَ النَّاسُ نِیَامٌ وَالَّذِیْ یُمْسِکُ نَفْسَہٗ عَنِ الْحَرَامِ وَالَّذِیْ یَنْصَحُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ یَدْ عُوْ لِلْاَ خْوَانِ وَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِہٖ شَیْءٌ وَالَّذِیْ یَکُوْنُ اَبَدًا عَلٰی وَضُوْءٍ وَ سَخِیٌّ وَ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالْمُصَدِّقُ رَبَّہٗ بِمَا ضَمِنَ اللّٰہُ لَہٗ وَالْمُحْسِنُ اِلٰی مَسْتُوْرَاتِ الْاَ رَامِلِ وَالْمُسْتَعِدُّ لِلْمَوْتِ۔

(مُنَبِّھَاتِ ابْنِ حَجَرْ عَسْقَلَانِی)

Marfat.com

(مُنَبِّهَاتِ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی)

ترجمہ وتشریح:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ابلیس سے پوچھا کہ میری امت سے تیرے کتنے دوست ہیں تو اس نے کہا کہ دس آدمی میرے دوست ہیں۔

ظالم حاکم متکبر ' وہ مالدار غنی جو یہ نہ سوچے کہ مال کیسے حاصل کر رہا ہوں اور کہاں خرچ کر رہا ہوں اور وہ عالم کہ کسی امیر کو اس کے ظلم پر اس کو سچا کر دے ' اور وہ تاجر جو خیانت کرتا ہو اور اناج کو ذخیرہ کر کے روکنے والا اور زنا کرنے والا اور سود کھانے والا اور وہ بخیل جو یہ نہ سوچے کہ کہاں سے مال جمع کر رہا ہے اور شراب پینے والا جو ہمیشہ اسکا عادی ہو جائے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے تیرے دشمن کون ہیں۔ شیطان ملعون نے کہا کہ بیس (۲۰)۔

سب سے پہلے یا محمدؐ میں آپ کو دشمن رکھتا ہوں اور وہ عالم جو اپنے علم پر عامل ہو اور قرآن کا حافظ جبکہ اس کے احکام پر عمل بھی کرے۔ اور پانچ وقت محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر اذان کہنے والا اور فقراء و مساکین اور یتیموں سے محبت کرنے والا اور مہربان دل والا یعنی رحم کرنے والا اور اللہ کے لئے تواضع کرنے والا اور وہ جوان جو شروع ہی میں اللہ کی عبادت میں لگ جائے اور حلال کمائی کھانے والا اور دو جوان جو آپس میں محض اللہ کی رضا کی خاطر دوستی رکھتے ہوں اور نمازوں کے حریص یعنی عادی جو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے اور وہ شخص جو رات جاگ جاگ کر نماز پڑھے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں اور وہ جو اپنے آپ کو حرام سے روکے اور وہ شخص جو [illegible]ک کی خیر خواہی کرے اور ایک روایت میں ہے کہ بھائیوں کے واسطے دعا کرے اور اس کے دل میں ان کے خلاف کوئی چیز نہ ہو۔

Marfat.com

اور وہ شخص جو ہمیشہ باوضو رہے اور سخاوت کرنے والا اور حُسنِ اخلاق والا اور وہ کہ جس کی ضمانت اللہ کے ذمے ہے اس کو سچ جانتا ہو اور ایمان رکھتا ہو مثلاً رزق وغیرہ اور بیوہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے والا اور موت کیلئے ہر وقت تیار رہنے والا۔ (منبہات عسقلانی)

حدیث نمبر :- ۱۴۲

حضور ﷺ کا خطبہ میں قیامت تک ہر چیز کا پتہ دینا

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَاماً مَاتَرَكَ شَيْأً يَكُوْنَ فِيْ مَقَامِهِ ذٰالِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلاَّ حَدَّثَ بِهٖ حِفْظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِیْ هٰؤُلَآءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنَ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلَ وَجْهُ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) مشکوٰۃ کتاب الفتن

ترجمہ :-

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ قیام فرمایا۔ آپ نے اس جگہ میں قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کی خبر دی جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ یہ بات میرے یہ دوست جانتے ہیں۔ ان واقعات میں سے کوئی چیز ہوتی ہے جسے میں بھول [illegible]وں پھر اسے دیکھتا

ہوں تو ایسے یاد کر لیتا ہوں جیسے کوئی شخص کسی کا چہرہ پہچان لیتا ہے جب وہ اس سے غائب رہا ہو
پھر جب اسے دیکھے تو پہچان لے۔ (بخاری ومسلم)

شرح:-

حدیث مذکور کے راوی حضرت حذیفہؓ ابن یمان حضورﷺ کے صاحب اسرار صحابی
ہیں۔

قَامَ فِيْنَا حضورﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے آپ کا یہ قیام آئندہ واقعات کی
خبریں دینے کیلئے تھا۔

اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ (مگر اس کی خبر دی) حضور ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے واقعہ حتیٰ کہ
قطرہ قطرہ اور ذرہ ذرہ کا بیان فرمادیا یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ
تَعْلَمْ (اور ہم نے آپکو وہ سارا علم دے دیا جو آپ نہ جانتے تھے) جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو ہر ذرے اور ہر قطرے کا علم بخشا۔ اتنے تھوڑے وقت میں یہ سب بیان
فرمادینا حضور انورﷺ کا معجزہ ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام آن کی آن میں زبور شریف پڑھ
لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو سب کچھ سکھا دیا جس سے حضور انورؐ ان سب کے عالم بن
گئے مگر آپ نے حضرات صحابہؓ کو یہ سب کچھ بتادیا سکھایا نہیں جس سے وہ صحابہؓ اس سب کے
عالم نہ بن سکے۔ لہٰذا صحابہؓ کا علم حضورؐ کے برابر نہ ہوا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو
سب چیزوں کے نام سکھا دیئے وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (حضرت آدمؑ کو تمام نام سکھا
دیئے) جس سے وہ ان تمام اسماء کے عالم بن گئے مگر آدمؑ نے فرشتوں کو یہ نام بتا دیئے سکھائے
نہیں جس سے فرشتے عالم نہ بن سکے۔ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ (جب انکے
ناموں کی خبر بتائی)۔

Marfat.com

وَ نَسِيَہٗ مَنْ نَسِيَہٗ (جو بھول گیا' وہ بھول گیا) یعنی یہ ساری باتیں تو کسی ایک کو یاد نہ رہیں۔ بعض کو زیادہ اور بعض کو تھوڑی باتیں یاد رہیں۔ بعض کو بہت چیزیں بھول گئیں۔

قَدْ عَلِمَہٗ اَصْحَابِی ھٰؤُلَاءِ (یہ بات میرے یہ دوست جانتے ہیں) یعنی جو صحابہؓ آج موجود ہیں انہیں یہ واقعہ یاد ہے جو میں نے بیان کیا کہ حضور انور ﷺ نے یہ سب باتیں ایک مجلس شریف میں بتائی تھیں۔

ثُمَّ اِذَا رَاٰہُ عَرَفَہٗ (جب دیکھے تو پہچان لے) جس طرح بھولا بچھڑا آدمی جب سامنے آ جائے تو پہچان لیا جاتا ہے۔ اس طرح بہت دفعہ واقعات ہمارے سامنے آ کر ہم کو ہماری بھولی باتیں یاد دلا دیتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے یہ فرمایا تھا دیکھو وہ واقعہ اس طرح ہے۔

(مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۴۲

آخر زمانہ میں فتنہ کا ظہور

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَ ۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَ یُقْبَضُ الْعِلْمُ وَ تَظْھَرُ الْفِتَنُ وَ یُلْقَی الشُّحُّ وَ یَکْثُرُ الْھَرَجُ قَالُوْ وَ مَا الْھَرَجُ قَالَ الْقَتْلُ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) مشکوۃ باب الفتن

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زمانہ چھوٹا ہو جائے گا اور علم اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور بخل ڈال دیا جائے

Marfat.com

ہرج بڑھ جائے گا لوگوں نے عرض کیا ہرج کیا ہے فرمایا قتل۔

تشریح:-

یَتَقَارَبَ بنا ہے قُرب سے بمعنی نزدیکی اس کے بہت معنی کیے گئے ہیں۔ مشہور معنی یہ ہے کہ زمانے کے اجزاء دن رات' گھنٹہ' منٹ' ہفتہ' مہینہ اور سال ایک دوسرے گزرنے میں قریب ہو جائیں گے کہ بہت جلد جلد گزرنے لگیں گے اس کی شرح وہ حدیث ہے کہ قرب قیامت میں سال ایک مہینہ کی طرح' مہینہ ہفتہ کی طرح' ہفتہ دن کی طرح اور دن آگ سلگانے جتنے وقت میں گزریں گے۔ یا یہ معنی ہیں کہ زمانہ قیامت کے نزدیک ہو جائے گا یا یہ زمانہ والے لوگ ایک دوسرے سے جنگ وجدل کیلئے گتھ جائیں گے۔ قریب تر ہو جائیں گے۔ یا سارے اوقات شر فساد میں ایک دوسرے سے قریب و یکساں ہو جائیں گے۔

وَيَقْبِضُ الْعِلْمُ (اور علم کو قبض کرلیا جائے گا) علم سے مراد دین ہے علم دین کے اٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ علماء دین وفات پاتے رہیں گے اور بعد کے لوگ عالم بنا چھوڑ دیں گے کیونکہ علم دین کی قدر نہ قوم میں رہے گی اور نہ حکومت میں۔ اس کا مشاہدہ آج کل ہو رہا ہے۔ اب علماء بھی واعظ یا پیر بن کر گزارہ کر رہے ہیں۔ صرف علماء کے لئے کوئی ذریعہ نہیں۔ انگریزی ایم اے یا (M.Sc) ایم ایس سی کر لو تو تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ عالم دین بنو تو حکومت کا کوئی محکمہ تمہیں نہیں لیتا۔ تم پر حکومت کے سارے دروازے بند ہیں۔ دین کا اللہ ہی حافظ ہے۔ دین رسولی باغ ہے اور علم دین اس کا پانی۔ جب پانی نہ دیا جائے تو باغ کا کیا ہوگا۔

وَيُلْقَى الشُّحُّ یعنی لوگ کنجوس ہو جائیں گے۔ علماء علم سکھانے میں بخل کریں گے اور کاریگر اپنا ہنر سکھانے میں بخل کریں گے۔ مالدار اپنا مال خرچ کرنے میں بخیل ہو جائیں گے۔ يُلْقَى فرما کر بتایا گیا کہ یہ بخل شیطان دلوں میں ڈالے گا۔ لوگوں کو بخل کے فائدے' سخاوت

Marfat.com

کے نقصانات ذہن نشین کردے گا۔

هَرَج ' ہرج کے لغوی معنی فتنہ ہے۔ یہاں خاص فتنہ یعنی قتل وخون مراد ہے۔ حرج "ح" سے ہوگا تو اس کا معنی تنگی ہے۔ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ (اندھے پر کوئی حرج نہیں) اس فخرِ صادق کے فرمانِ عالی کا آج کل مظاہرہ ہو رہا ہے ہر جگہ قتلِ عام ہے اور کوئی پرسانِ حال نیں انسانی خون کی کوئی قیمت نہیں۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۴۴

فتنہ کی نشانی آخر زمانہ میں قتل عام

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ یَوْمٌ لَا یَدْرِی الْقَاتِلُ فِیْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِیْمَ قُتِلَ فَقِیْلَ کَیْفَ یَکُوْنُ ذٰلِکَ قَالَ اَلْهَرَجُ اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مشکوٰة کتاب الفتن

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے دنیا نہ جائے گی حتیٰ کہ لوگوں پر وہ دن آجائے گا جب قاتل نہ جانے گا کہ کس جرم میں قتل کیا ہے اور نہ مقتول جانے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کیا گیا۔ عرض کیا گیا کہ کیسے ہوگا فرمایا فتنہ عامہ کی وجہ سے قاتل مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔

(مسلم)

تشریح:-

اس فرمان عالی کا ظہور آج پورے طور سے ہو رہا ہے بات بات پر مکھی مچھر اور کھٹمل کی طرح انسان قتل کرائے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قاتلوں کو سزا نہیں ملتی تو مقتول کے وارثین ایک کے بدلے دو تین کو مار دیتے ہیں پھر وہ لوگ دو کے بدلے تین چار کو مار دیتے ہیں اگر عدالتوں سے سزا پوری پوری ملے تو جرائم کی جڑ کٹ جائے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ (قصاص میں ہی تمہاری زندگی ہے)

اَلْهَرَجُ (فتنہ) یعنی لوگوں میں لاقانونیت طبیعتوں میں بربریت پیدا ہو جائے گی۔ شرافت انسانی لوگ کھو چکیں گے۔ اس حدیث کی زندہ شرح آج کا زمانہ ہے۔

اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ (قاتل و مقتول دونوں جہنم میں) قاتل تو قتل کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا اور مقتول ارادہ قتل کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا۔ کیونکہ وہ بھی اسی ارادہ سے آیا تھا۔ اس کا داؤ نہ چلا یا اس کا وار خالی گیا۔ معلوم ہوا کہ گناہ کا پختہ ارادہ بھی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ گناہ اور ارادہ گناہ دونوں سے بچائے۔ آمین (مرات)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قریب قیامت زلزلے زیادہ آئیں گے۔ (مشکوٰۃ)

حدیث نمبر :- ۱۴۵

جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا

حضور ﷺ کا فرمان

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

مشکوٰۃ کتاب الرؤیا

ترجمہ:-

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح:-

حدیث پاک کے چند معنی کیے گئے ہیں۔

۱۔ دیکھنے سے مراد خواب میں دیکھنا اور حق سے مراد واقعی دیکھنا۔ باطل کا مقابل یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا وہ شکل خیال شیطانی نہیں میری ہے۔

۲۔ تا قیامت جو ولی مجھے بیداری میں دیکھے گا وہ مجھ ہی کو دیکھے گا۔ شیطان میری شکل میں اس کے سامنے نہ آئے گا۔ بعض اولیاء بیداری میں حضور ﷺ کو دیکھتے اور کلام کرتے ہیں اور مصافحہ ومعانقہ کرتے ہیں۔ شیخ ابو مسعودؒ ہر نماز کے بعد حضور انور ﷺ سے مصافحہ کرتے تھے۔ ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کپڑے پاک رکھو۔

نورالدین یحییٰؒ نے روضہ انور سے جواب سلام سنا۔ شیخ ابوالعباسؒ کہتے ہیں کہ اگر میں ایک ساعت بھی حضور ﷺ کا جمال نہ دیکھوں تو اپنے مرتد ہو جانے کا فتویٰ دوں۔ حضرت غوث پاکؒ ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے کہ شیخ علی ابن ہیتیؒ سامنے بیٹھے تھے کہ انہیں نیند آ گئی۔ حضور غوث پاکؒ منبر سے اتر کران کے پاس باادب کھڑے ہو گئے اور حاضرین سے فرمایا باادب

Marfat.com

اور خاموش رہو کچھ دیر بعد علی بیدار ہوئے جناب غوث پاکؒ نے فرمایا اے علی کیا تم نے خواب میں حضورؐ کی زیارت کی بولے ہاں۔ فرمایا اسی لئے میں تمہارے پاس باادب کھڑا ہو گیا تھا۔ فرمایا تم کو حضورؐ نے کیا حکم فرمایا ' عرض کی آپ کی مجلس میں حاضر رہنے کا۔ شیخ علیؒ نے کہا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا۔ جناب غوث پاکؒ نے بیداری میں دیکھا غرضیکہ بیداری میں حضور ﷺ کو دیکھنا اولیاء اللہ سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ حدیث اس کی دلیل ہے۔ (اشعۃ)

کوئی شخص اس دنیا میں آنکھوں سے بیداری میں رب تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ان آنکھوں سے رب کو صرف حضور ﷺ نے بیداری میں دیکھا۔ مگر زمین پر رہ کر نہیں بلکہ عرش سے دور جا کر یعنی معراج کی رات ہاں خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت ہو سکتی ہے بلکہ بعض خواص کو ہوئی ہے۔ حضور انور ﷺ صبح کی نماز میں دیر سے آئے۔ بعد نماز فرمایا کہ میں نے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔

بعض لوگ اس حدیث کے معنی یہ کرتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد رب تعالیٰ کی ذات ہے اور معنی ہیں کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھ لیا کیونکہ حضور انورؐ آئینہ ذات کبریاء ہیں جیسے کہا جائے کہ قرآن مجید پڑھا اسنے رب سے کلام کر لیا یا جس نے بخاری دیکھی اس نے محمد بن اسماعیل کو دیکھ لیا اگرچہ بعض لوگ اس معنی کی تردید کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے حضورؐ کو ذکر اللہ فرمایا وَ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا کیونکہ حضور انورؐ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آتا ہے۔ حضورؐ مذکر ہیں۔ انما انت مذکر۔ (مذکر ذکر کرنے والا) جس طرح حضرت بایزیدؒ کے شیخ نے بایزید کو فرمایا تھا۔

~ چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ
بایزیدا رو کہ تو بگزیدۂ

مولانا رومؒ

Marfat.com

ترجمہ :- تو نے جب مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا 'بایزید اجاؤ تمہارا کام ہو گیا

(مرأت)

حدیث نمبر :- ١٤٦

جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے بیداری میں دیکھا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) مشکوۃ کتاب الرؤیا

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

حدیث مذکور کے چند ایک معنی کئے گئے ہیں۔

١۔ جس صحابی نے مجھے یہاں خواب میں دیکھا وہ مجھے قیامت کے دن بیداری میں دیکھے گا۔

٢۔ جس مسلمان نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے قیامت میں بیداری میں

Marfat.com

دیکھے گا۔

۳۔ جس مسلمان نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے اپنی زاندگی ہی میں بیداری میں دیکھے گا۔ خواص اولیاء اللہ تو ظاہر ظہور دیکھیں گے۔ ہم جیسے عوام جن میں ضبط کا مادہ نہیں راز چھپا نہیں سکتے وہ مرتے وقت جب زبان بند ہو جائے گی تب پہلے مجھے دیکھیں گے بعد میں وفات پائیں گے۔ تا کہ وہ راز ظاہر نہ کرسکیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے ایک بار خواب میں سرکارِ دوعالم ﷺ کو دیکھا۔ بیدا ہو کر اس حدیث پر غور کیا اور سوچا کہ اب میں حضور انو ﷺ کو بیداری میں کیونکر دیکھوں گا۔ آپ اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے حضرت میمونہؓ نے حضورؐ کا آئینہ آپ کو دیا جس میں حضور انورؐ اپنا چہرہ مبارک (والضحیٰ) دیکھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ نے جب آئینہ دیکھا تو اس میں بجائے اپنی صورت کے حضورؐ کی صورت شریف نظر آئی۔ اپنی صورت بالکل نظر نہ آئی

(اشعۃ اللمعات)

۴۔ میرے زمانہ حیات میں جو مسلمان مجھ تک نہ پہنچ سکا اس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا وہ انشاء اللہ عنقریب مجھ تک پہنچ جائے گا اور میری زیارت کر لے گا۔

تیسرے معنی بہت قوی ہیں اور یہ بشارت عام مسلمانوں کے لئے ہے۔

(مرأت)

لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانَ (شیطان میری شکل نہیں بن سکتا) یہ حضور انو ﷺ کا وہ معجزہ ہے جو تا قیامت باقی ہے کہ جیسے شیطان زندگی شریف میں آپ کی شکل اختیار نہ کر سکا اس طرح تا قیامت کسی کے خواب میں حضورؐ کی شکل میں نہیں آ سکتا۔ حضور انورؐ کے سوا اور تمام کی شکلوں میں آ جاتا ہے۔ خواب میں باتیں کر جاتا ہے۔ مرد یا عورت کو احتلام اسی ہی کی مہربانی سے

Marfat.com

ہوتا ہے۔ (مرات)

علماء فرماتے ہیں کہ شیطان خواب میں خدا بن کے آ سکتا ہے مگر مصطفیٰ ﷺ بن کر نہیں آ سکتا کیونکہ حضورؐ ہادی مطلق ہیں اور شیطان مُضِل مطلق ہے۔ گمراہ گر ہادی کی شکل میں کیسے آئے۔ دو ضدیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہادی بھی ہے مضل بھی۔ دیکھو مدعی الوہیت کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہو سکتے ہیں جیسے دجال مگر مدعی نبوت کے ہاتھ پر کبھی عجائبات ظاہر نہیں ہو سکتے۔ (اشعۃ اللمعات)

حدیث نمبر :- ۱۴۷

ایک گناہ گار کا جنازہ سرکار ﷺ نے پڑھایا اور جنت کی خوشخبری دی

عَنِ ابْنِ عَائِذٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَاٰهُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰى عَمَلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَرَسَ لَيْلَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثٰى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ اَصْحَابُكَ يَظُنُّوْنَ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ

اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَقَالَ یَا عُمَرُ اِنَّکَ لَا تُسْاَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰکِنْ تُسْاَلُ عَنِ الْفِطْرَۃِ۔

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) مشکوٰۃ باب الجہاد

ترجمہ:۔

روایت ہے حضرت ابن عائذ ؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر ابن خطاب ؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ۔ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیے کیونکہ فاجر آدمی ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی کہ کیا تم میں سے کسی نے اسے ا ں کام پر دیکھا ہے تو ایک شخص نے کہا' ہاں یا رسول اللہ ﷺ اس نے ایک رات راہ خدا میں پہرہ دیا تھا تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور اس پر مٹی ڈالی اور فرمایا تیرے ساتھی تو گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتیوں میں سے ہے اور فرمایا۔ اے عمرؓ تم سے لوگوں کے اعمال کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہوگی لیکن تم سے اسلام کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

تشریح:۔

ابن عائذ دو ہیں ایک قیس بن عائذ اور دوسرے منذر ابن عائذ' دونوں صحابی ہیں۔

(اشعۃ)

غالباً یہاں قیس ابن عمرو مدنی مراد ہیں جو بیعت رضوان میں شریک ہوئے اور بصرہ میں قیام رہا۔ (مرقات)

فَلَمَّا وُضِعَ (جب جنازہ رکھا گیا) حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تب حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اس پر نماز نہ پڑھائیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

Marfat.com

یہاں فاجر سے مراد منافق نہیں بلکہ سخت گنہگار ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جہاں تک میرا علم ہے اس نے کبھی نیکی نہیں کی۔ میں نے اسے نیک کام کرتے نہیں دیکھا۔ برائیاں کرتے دیکھا ہے۔ حضور ﷺ اس پر نماز نہ پڑھیں تا کہ آئندہ لوگ عبرت پکڑیں اور گناہوں سے باز رہیں جیسا کہ حضور ﷺ مقروض پر نماز نہیں پڑھتے تھے تا کہ لوگ قرض لینے سے بچیں۔

هَلْ رَاهُ عَلٰى عَمَلِ الْاِسْلَامِ۔ کیا تم نے اسے کوئی اسلامی عمل کرتے دیکھا ہے؟ یہ ہے حضورؐ کی شان ستار العیوبی کہ حضرت عمرؓ یا کسی اور سے اس کے گناہ دریافت نہ کئے کہ تم نے اسے کیا گناہ کرتے دیکھا ہے؟ تم اسے فاجر کیوں کہتے ہو بلکہ لوگوں سے اس کے نیک اعمال کی گواہی طلب کی تا کہ اس کے عیوب چھپے رہیں اور اس کی نیکی ظاہر ہو جائے۔

اے کریم تمہارے کرم کے قربان مجھ سیاہ کار بدکار کا بھی ایسے ہی پردہ رکھنا۔

خیال رہے کہ حضور ﷺ کا لوگوں سے اس کی نیکیاں پوچھنا گواہی قائم کرنے کے لئے ہے جیسے قیامت میں رب تعالیٰ گواہی شہادت لے کر فیصلے فرمائے گا ورنہ حضورؐ ہر شخص کے ہر نیک وبدعمل سے خبردار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ ہیں)

حضور ﷺ نے دو قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں ایک چغل خور تھا دوسرا چرواہا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا۔

اے فروغت صبح آثارِ دھور
چشم تو بینندۂ ما فی الصدور

ترجمہ: اے وہ کہ تیری روشنی سے زمانہ روشن ہے آپ کی بینائی سینے کے اندر سے بھی دیکھ لیتی ہے۔

Marfat.com

حَرَسَ لَیۡلَۃً فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ایک رات اس نے راہ خدا میں پہرہ دیا۔ اس طرح کہ لشکر اسلام تھکا ہوا آ رہا تھا' رات کو ایک جنگل میں آرام کرنا چاہتا تھا۔ پہرہ دار کی ضرورت تھی تا کہ دشمن شب خون نہ مار سکے۔ اس اللہ کے بندے نے تمام لشکر کو سلا دیا اور خود جاگ کر پہرہ دیا۔ اس کی یہ نیکی میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ وَحَثّٰی عَلَیۡہِ التُّرَابَ اس پر مٹی ڈالی یعنی حضورؐ نے اس کے تمام گناہ نظر انداز فرمادئے اور اس ایک نیکی کی گواہی لے کر اس کی نماز پڑھی اور قبر پر تین لپ مٹی بھی اپنے دست اقدس سے ڈالی۔ اے مرنے والے تیرے نصیب کہ صدقے جاؤں۔ خیال رہے کہ اس شخص نے اگر چہ بہت گناہ کئے ہوں گے مگر ایک رات پہرہ دینے سے سارے معاف ہو چکے اور حضورؐ کا اس پر نماز پڑھنا اور دفن فرمانا اس کے لئے رب سے بڑے درجات لینے کا ذریعہ ہے۔ بعض صحابہؓ اگر چہ گناہ کر لیتے تھے مگر اس رحمت کے سمندر میں نہا دھو کر پاک وصاف ہو جاتے تھے۔ ثابت ہوا کے تمام صحابہؓ عادل ہیں۔ کوئی فاسق نہیں کیونکہ گناہ کرنا اور چیز ہے۔ فاسق ہونا یا رہنا دوسری چیز ہے۔

اَشۡھَدُ اَنَّکَ مِنۡ اَھۡلِ الۡجَنَّۃِ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتیوں میں سے ہے۔ اول درجے کا جنتی وہ ہے جو مرتے ہی روحانی طور پر اور محشر کے بعد بغیر سزا پائے جنت میں جائے کیونکہ تیرے سارے گناہ ایک رات پہرہ دینے اور میری نماز سے معاف ہو چکے ہیں۔ یہ ہے غیوب دان کا علم۔

سرکار ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا دنیا میں ہم اور سارے مسلمان تم سے کسی میت کے اعمال کے بارے میں نہ پوچھیں گے۔ لہٰذا تم کسی کے گناہ بیان نہ کرنا۔ عیب پوشی سے کام لینا۔ مسلمان مردوں کو بھلائی سے یاد کرنا۔ دیکھو ہم نے بجائے گناہ کے نیکی کی گواہی لی۔

تُسۡئَلُ عَنِ الۡفِطۡرَۃِ یعنی ہم اور ہمارے صحابہؓ تم سے میتوں کے ایمان کی پوچھیں گے۔ مسلمان کو بعد موت اچھائی سے یاد کرو۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ مقروض میت پر

Marfat.com

نماز نہ پڑھتے تھے بلکہ صحابہ سے پڑھواتے تھے تاکہ لوگ قرض سے بچیں کیونکہ قرض حق العبد ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا۔ نیز فقہاء فرماتے ہیں کہ ڈاکو وغیرہ پر نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ یہ فتنہ گر ہیں۔ خیال رہے حضور انور ﷺ کا اس شخص کا جنتی ہونے کی گواہی دینے سے معلوم ہوا کہ حضورؐ سب کی سعادت وشقاوت اور جنتی دوزخی ہونے سے خبردار ہیں۔ ورنہ حضورؐ یہ خبر کس طرح دیتے۔ یہ ہے حضورؐ کا علوم خمسہ پر مطلع ہونا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :- ۱۴۸

نجات ہلاکت اور درجات وکفارات کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مُنْجِیَاتٌ وَ ثَلٰثٌ مُهْلِکَاتٌ وَ ثَلٰثٌ دَرَجَاتٌ وَ ثَلٰثٌ کَفَّارَاتٌ اَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَخَشْیَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی السِّرِّ وَ الْعَلَانِیَةِ وَ الْقَصْدُ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی وَ الْعَدْلُ فِی الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ وَ اَمَّا الْمُهْلِکَاتُ فَشُحٌّ شَدِیْدٌ وَ هَوًی مُتَّبَعٌ وَ اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَ اَمَّا الدَّرَجَاتُ فَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَ الصَّلٰوةُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ وَ اَمَّا الْکَفَّارَاتُ فَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی السَّبَرَاتِ وَ نَقْلُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَ اِنْتِظَارُ

Marfat.com

الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ

(مُنَبِّهَاتِ ابْنِ حَجَرْ عَسْقَلاَنِی)

ترجمہ:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں۔ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ تین چیزیں درجات بلند کرنے والی ہیں اور تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔

نجات دینے والی یہ ہیں۔

۱۔ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کا خوف

۲۔ دولت مندی اور غربت میں میانہ روی اختیار کرنا۔

۳۔ خوشی اور غصہ میں عدل کا دامن نہ چھوڑنا۔

ہلاک کرنے والی یہ ہیں۔

۱۔ انتہاء کی بخیلی (کنجوسی)

۲۔ ہر وہ نفسانی خواہش کہ انسان اس کے پورا کرنے کے درپے ہو جائے۔

۳۔ خود پسندی یعنی کہ اپنے جیسا کسی کو نہ دیکھنا یعنی دوسروں کو اپنے سے کمتر اور ذلیل سمجھنا۔

درجات بڑھانے والی یہ ہیں۔

۱۔ سلام کا پھیلانا۔

۲۔ ہر ایک کو کھانا کھلانا۔

۳۔ اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

اور گناہوں کا کفارہ ہونے والی یہ ہیں۔

ا۔ ناپسند موسم یا حالات میں وضو مکمل کرنا جب کہ طبیعت نہ چاہتی ہو۔

۲۔ مساجد میں جماعت کے لئے چل کر جانا۔

۳۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتے رہنا۔

حدیث نمبر :- ۱۴۹

پانچ چیزوں کی توفیق ہوتو پانچ دوسری بھی مل جاتی ہیں

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْطِى اللّٰهُ لِاَحَدٍ خَمْسًا اِلَّا وَقَدْ اَعَدَّ لَهٗ خَمْسًا اُخْرٰى لَا يُعْطِيْهِ الشُّكْرَ اِلَّا وَقَدْ اَعَدَّلَهُ الزِّيَادَةَ وَلَا يُعْطِيْهِ الدُّعَاءَ اِلَّا وَقَدْ اَعَدَّ لَهُ الْاِسْتِجَابَةَ وَلَا يُعْطِيْهِ الْاِسْتِغْفَارَ اِلَّا وَقَدْ اَعَدَّ لَهُ الْغُفْرَانَ وَلَا يُعْطِيْهِ التَّوْبَةَ اِلَّا وَقَدْ اَعَدَّ لَهُ الْقُبُوْلَ وَلَا يُعْطِيْهِ الصَّدَقَةَ اِلَّا وَقَدْ اَعَدَّ لَهُ التَّقَبُّلَ۔

(مُنَبِّهَاتِ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِي)

ترجمہ:-

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پانچ چیزوں کی توفیق اس کو دیتا ہے جس کے ساتھ پانچ چیزیں بھی تیار کردیتا ہے۔

شکر کی توفیق اس کو ملتی ہے جس کا مال زیادہ کرنا ہوتا ہے۔

دعا کی توفیق اس کو ملتی ہے جس کے لئے قبولیت تیار ہوتی ہے۔

Marfat.com

گناہوں سے معافی کی توفیق اس کو دی جاتی ہے جس کو بخش دینا ہوتا ہے۔

اور توبہ کی توفیق تب ہوتی ہے جب قبولیت سے سرفراز کرنا ہوتا ہے۔

اور صدقہ کی توفیق تب ہوتی ہے جب اس کی قبولیت کرنا ہوتی ہے۔

.... ☆☆☆ ....

حدیث نمبر :- ۱۵۰

اگر غیب کے دعویٰ کی فکر نہ ہوتی تو پانچ کو جنت کی بشارت دے دیتا

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ مَوْقُوفاً عَلَيْهِ وَمَرْفُوعًا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا ادِّعَاءُ الْغَيْبِ لَشَهِدْتُ عَلٰى خَمْسٍ نَفَرٍ اَنَّهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْفَقِيْرُ صَاحِبُ الْعِيَالِ وَالْمَرْاَةُ الرَّاضِي عَنْهَا زَوْجُهَا الْمُتَصَدِّقَةُ بِمَهْرِهَا عَلٰى زَوْجِهَا وَالرَّاضِي عَنْهُ اَبَوَاهُ وَالتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ۔

(مُنَبِّهَاتِ ابْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی)

ترجمہ :-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں یہ روایت ان کی اپنی ہے یا انہیں کسی اور

Marfat.com

صحابی کے ذریعے پہنچی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر غیب کے دعویٰ کا فکر نہ ہوتا تو میں پانچ لوگوں کے لئے جنت کی شہادت دے دیتا کہ وہ جنتی ہیں۔

۱۔ صاحب عیال فقیر یعنی غریب۔

۲۔ وہ عورت جس پر اس کا خاوند راضی ہو۔

۳۔ وہ عورت جو اپنا حق مہر خاوند کو بخش دے۔

۴۔ جس بندے پر والدین راضی ہوں۔

۵۔ جو گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔

.... ☆☆☆ ....

حصہ دوم

مقدمتہ الکتاب

فصل الخطاب حصہ اول کو جس قدر پذیرائی ہوئی وہ عنایتِ خداوندی ہے اور ہدیہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی پذیرائی سے حوصلہ پا کر مزید قلم کاری کے لئے آمادگی ہوئی اور حصہ دوم کا کام شروع کیا گیا۔ الحمدللہ وہ بھی مکمل ہو چکا ہے۔

احادیثِ قدسیہ کا زیرِ نظر مجموعہ جسے اللہ تعالیٰ کی باتیں بزبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا جا سکتا ہے " جو احادیث شریف کی مشہور کتابوں سے ماخذ ہے ' مثلاً مشکوٰۃ المصابیح' بخاری' مسلم' جامع ترمذی ' سنن ابوداؤد ' سنن نسائی ' سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالک وغیرہ کی مدد سے یہ مجموعہ بنامِ " **سراج الھدیٰ المسمی فصل الخطاب حصہ اول و حصہ دوم** " مرتب ہوا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہر دو حصہ جات میں مزید ترمیم ' اضافہ اور توضیح کر کے ان کو ایک کتاب کی شکل دے دی گئی ہے یہ مجموعہ جات مشہور کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے منقول و ماخذ ہیں۔

مشکوٰۃ کا مختصر تعارف یہ ہے کہ اس کتاب کی جمع و تدوین میں دو بزرگوں کی

علمی کاوشوں کو دخل حاصل ہے- یہ کتاب شرق وغرب کے اہلِ علم طبقے میں اپنی تدوین کے لحاظ سے یکساں طور پر مقبول ہے- اپنی احادیث کے پیش نظر ہمارے قدیم نصاب درسِ نظامی میں شامل ہے-

کتاب کے مؤلف کا نام محمد اور لقب ولی الدین ہے- آپ تبریز میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے خطیب تبریزی کے نام سے مشہور ہوئے- آپ آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر علماء میں سے تھے- آپ کو اپنے وقت کے نامور علماء سے حصولِ علم کا شرف حاصل ہوا- آپ علم کے ساتھ ساتھ عمل وتقویٰ اور اخلاص میں بھی ممتاز تھے- آپ کی تعریف اور شان میں علماء نے بہت سے قصیدے لکھے- آپ کی ولادت کا صحیح تعین نہ ہوسکا لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ آپ کا انتقال ۷۴۰ھ کے بعد ہوا جیسا کہ آپ کی سوانح سے معلوم ہوتا ہے

صاحبِ مشکوٰۃ نے کتابِ مصابیح جو محی السنہ ابومحمد حسین کی تصنیف ہے کی تکمیل کر کے اس کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا- صاحبِ مصابیح نے حدیث شریف کی چودہ کتابوں کا ایک مجموعہ مُدوّن کیا-

مصابیح کے ہر باب کے تحت دو فصلوں کا التزام کیا گیا -فصل اول کے لئے صحیحین (بخاری و مسلم) سے احادیث منتخب کی گئیں- جبکہ فصل ثانی میں دیگر بارہ جوامع و مسانید سے انتخاب درج کیا گیا -مصابیح میں درج شدہ احادیث کی اسناد کا ذکر مفقود تھا- جبکہ علمائے احادیث کے ہاں مراتبِ حدیث سے واقفیت نہایت ضروری ہے-

چنانچہ شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ نے اس علمی ضرورت کا شدت سے احساس کرتے ہوئے مصابیح کی ہر حدیث کی سند کا ذکر کیا اور ساتھ ہی ہر باب میں فصلِ ثالث کا

Marfat.com

اضافہ کیا۔ جس میں بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر کتب احادیث کا بھی انتخاب درج کیا گیا۔ اس نو ترمیم شدہ مجموعہ کو انہوں نے مشکوٰۃ المصابیح سے موسوم کیا۔

۱ اس جگہ بطور اختصار حدیث کی اقسام کا ذکر کرنا بھی نہایت مناسب ہوگا۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جمہور محدثین کی اصطلاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔ اسی طرح صحابی اور تابعی کے قول وفعل پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے اس کو مرفوع کہتے ہیں اور جس کی سند صحابی تک پہنچے اس کو موقوف کہتے ہیں۔

حدیث کی اصل تین قسمیں ہیں " **صحیح ، حسن ، ضعیف** "

صحیح سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے، حسن متوسط درجہ ہے اور ضعیف ادنیٰ ہے ۔ ان اقسام کی مختصر تعریف حسب ذیل ہے۔

۱۔ صحیح حدیث :۔ صحیح حدیث کے مختلف مراتب و درجات ہیں اگر اس کا راوی ایک ہے اور وہ عادل ہو اور تام الضبط یعنی مکمل حافظہ کے ساتھ ہو تو وہ غریب ہے ' اگر ایک سے زیادہ ہوں تو وہ مشہور ہے۔

۲۔ حسن حدیث :۔ وہ حدیث جس کے راوی ضبط حافظے میں کمزور ہوں اور عدل میں کمزور ہوں تو حسن ہے۔

۳۔ ضعیف حدیث :۔ ضعیف حدیث وہ ہے جس میں وہ شرائط مفقود ہوں جو صحیح یا حسن احادیث میں پائے جاتے ہیں یا ان میں بعض مفقود ہوں اور اس کے راوی کی کسی علت کی وجہ سے مذمت کی گئی ہو۔ صحیح حدیث کا احکام میں حجت ہونا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ہے۔

کسی حدیث کے رواۃ کی کثرت اگر اس حد تک بڑھ جائے جس پر کذب پر متفق ہونا محال ہو تو اس حدیث کو متواتر کہتے ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح ایسی اہم علمی اور بنیادی کتاب میں سے بعض احادیث کا انتخاب اور پھر اردو ترجمہ اور تشریح ایک علمی اور دینی ضرورت ہے۔ جس پر اس ناچیز نے علمی کم مائیگی کے باوجود پوری سعی و ہمت سے اس اہم ضرورت پر قلم اٹھائی اور حضرت مفتی اعظم علامہ احمد یار گجراتیؒ کی تصنیف مراۃ المناجیح سے پورا استفادہ کیا (میرے دونوں مجموعے اسی کتاب کے مرہونِ منت ہیں) اس ضرورت کی تکمیل میں میرے عزیز حافظ گلزار حسین کی مکمل معاونت حاصل رہی۔ جنہوں نے پوری دلچسپی سے میرے اس کام کو انتہا تک پہنچانے میں میری مدد کی۔

فَجَزَاهُ اللّٰه

امید ہے کہ میری اس کاوش کا مطالعہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کو تازہ کرے گا اور تربیت وتزکیہ کی راہ آسان کرے گا۔

ملا علی قاری حنفیؒ لکھتے ہیں کہ حدیث قدسی اسے کہتے ہیں جس کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے فرمائی ہو۔ کبھی حضرت جرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے اور کبھی وحی ' الہام یا خواب کے ذریعہ سے حضور ﷺ نے اپنے الفاظ میں وہ مضمون ادا فرمایا ہو۔ جبکہ قرآن کریم صرف حضرت جرائیلؑ کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے اور اس کے الفاظ بعینہٖ لوحِ محفوظ کے الفاظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں۔ مگر حدیث قدسی کی تلاوت سے نماز صحیح نہیں ہوتی۔ اسی طرح قرآن کریم کو ہاتھ لگانے یا پڑھنے کی اجازت حالتِ جنابت' حیض ونفاس میں نہیں ہے اور نہ ہی بغیر وضو چھونے کی اجازت ہے۔ جبکہ حدیث

Marfat.com

قدسی کی اس طرح حُرمت نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کا منکر کفر کا مرتکب ہوتا ہے اور حدیث پاک کا منکر کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ بھی اپنی خواہش سے تو نہیں بولتے تھے "وما ینطق عن الھوی" تو پھر دونوں میں یہ امتیاز کیوں ہے؟ قرآن کریم بھی حضور ﷺ کی زبان سے ہے اور حدیث بھی۔

جواب یہ ہے کہ حدیث پاک کی نسبت رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف فرمائی ہے اور قرآن کی نسبت براہِ راست وحی متلو یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی ہے۔ چنانچہ خود زبانِ نبوت سے یہ امتیاز اُبھرا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث پاک کے درمیان مندرجہ ذیل فرق ملاحظہ ہو۔

۱۔ نماز قرآن کریم کی تلاوت کے بغیر نہیں ہو سکتی مگر حدیث پاک کی تلاوت سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۲۔ قرآن کریم کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا اور حدیث پاک کے منکر کو نہیں۔

۳۔ قرآن کریم میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا واسطہ ضروری ہے مگر حدیث قدسی میں نہیں۔

۴۔ قرآن کریم میں الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں مگر حدیث قدسی میں یہ ممکن ہے کہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہوں۔

۵۔ قرآن پاک کو بغیر وضو ہاتھ لگانا منع ہے جبکہ حدیث پاک کے لئے ایسا نہیں۔

۶۔ قرآن پاک کی تلاوت میں ہر حرف کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

Marfat.com

جبکہ حدیث پاک میں اس طرح نہیں۔

جن محدّثین عظام کے مجموعوں سے یہ احادیث قدسیہ ماخوذ ہیں ان میں سے بعض کے مختصر حالات درجِ ذیل ہیں۔

امام بخاریؒ :- امام ابوعبداللہ محمدؒ بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری جمعہ کے دن ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے ۲۵۷ھ میں ۶۲ سال کی عمر پا کر عید کی رات انتقال فرما گئے۔ آپ نے احادیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور بہت سے محدّثین سے علم حاصل کیا۔ جن میں امام احمد حنبلؒ اور یحیٰ بن معینؒ وغیرہ شامل ہیں۔ فیریری کہتے ہیں کہ بخاری کی کتاب ۹۹ ہزار لوگوں نے پڑھی اور سنی۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے چھ لاکھ روایتوں میں سے انتخاب کیا ہے اور ہر حدیث لکھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

آپ جب بغداد پہنچے تو وہاں کے حدیث کے علماء نے آپ کا امتحان لینا چاہا، انہوں نے دس افراد کو تیار کیا اور ۱۰۰ احادیث کے متن وسند میں ردوبدل کر کے ان سے سوال کرائے۔ آپؒ ان میں سے ہر حدیث سن کر یہی کہتے رہے کہ میں نہیں جانتا۔ پھر ان کی ساری احادیث سننے کے بعد آپ نے ترتیب وار ایک ایک حدیث پاک کا اصل متن وسند بیان کر دی۔ تب لوگوں کو آپؒ کے زبردست قوتِ حافظہ کا یقین ہو گیا۔ آپؒ کی کتاب صحیح بخاری کو عام طور پر حدیث کی سب سے مستند کتاب تسلیم کیا جاتا ہے۔ ''جبکہ حدیث پاک میں اس طرح نہیں''

امام مسلم :- امام ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ میں پیدا

Marfat.com

ہوئے اور رجب المرجب ۲۶۱ھ میں ۵۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا - آپ کا شمار انتہائی جلیل القدر محدّثین میں ہوتا ہے - آپ نے علم حدیث کے حصول کے لئے حجاز ' عراق اور مصر وغیرہ کے سفر کئے اور امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ سے علم حاصل کیا - لوگوں نے آپ سے بڑی تعداد میں استفادہ کیا - اپنے زمانہ میں آپ کا مرتبہ سارے محدّثین سے بلند مانا جاتا تھا خطیب بغدادی کا قول ہے کہ آپ امام بخاریؒ کے نقشِ قدم پر چلے - امام مسلمؒ کا کہنا ہے کہ انہوں نے تین لاکھ احادیث میں سے اپنا یہ مجموعہ منتخب کیا ہے - حافظ ابوعلی نیشاپوری کا قول ہے کہ روئے زمین پر علم حدیث میں صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے -

امام ابوداؤد :- امام سلیمانؒ بن الاشعث بن اسحاق اسد بحستانی ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور شوال ۲۷۵ھ کو بصرہ میں انتقال فرمایا - آپؒ نے حصول علم کے لئے بہت سے سفر کئے - عراق ' شام ' مصر اور خراسان کے علماء سے حدیثیں سیکھیں - آپ کے اساتذہ میں امام احمد حنبلؒ اور قتیبہ بن سعیدؒ جیسے جلیل القدر محدّثین شامل ہیں - آپ کے بہت سے شاگردوں میں سے امام نسائیؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں - آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں سب سے مشہور سنن ابوداؤد ہے - امام ابوداؤدؒ کا کہنا ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی پانچ لاکھ حدیثیں نقل کی تھیں - ان میں سے چار ہزار آٹھ سو احادیث منتخب کر کے یہ کتاب مرتب کی - آپؒ علم اور زہد و تقویٰ کے بلند مرتبہ پر فائز تھے -

خطابیؒ کا قول ہے کہ علم دین میں سنن ابوداؤد جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور اس کتاب کو عام مقبولیت حاصل ہے -

Marfat.com

ابن اعرابیؒ کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس قرآن پاک کے علاوہ سنن ابوداؤد ہو تو پھر اسے کسی اور کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

ابن حربیؒ کا کہنا ہے کہ امام ابوداؤدؒ کے لئے حدیث اس طرح نرم کر دی گئی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔

امام ترمذیؒ :- امام ابوعیسیٰ محمدؒ بن عیسیٰ ترمذی ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳ رجب المرجب ۲۷۹ھ کو بمقام ترمذ فوت ہوئے۔ آپؒ نے قتیبہ بن سعیدؒ، محمد بن بشارؒ اور علی بن حجرؒ وغیرہ سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپؒ نے علمِ حدیث میں متعدد کتابیں مرتب فرمائیں۔ جن میں سب سے ممتاز اور مفید ترمذی ہے۔ امام ترمذیؒ کا کہنا ہے کہ میں نے یہ کتاب حجاز، عراق اور خراسان کے محدثین کے سامنے پیش کی تو سب نے تحسین فرمائی۔

امام نسائی :- امام ابوعبدالرحمٰن احمدؒ بن شعیب نسائی ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۳ھ کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔ آپؒ نے امام ابوداؤد قتیبہؒ بن سعید اور اسحاق بن ابراہیمؒ وغیرہ سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ نے علمِ حدیث میں متعدد کتابیں مرتب فرمائیں۔ آپؒ نہایت متقی اور پرہیزگار شخص تھے۔ ابن عمر حافظؒ کہتے ہیں کہ امام نسائی اپنے زمانے میں علم حدیث میں سب سے ممتاز تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کے فضائل میں آپ نے کتاب ''خصائص'' لکھی اور دمشق میں اسی بنیاد پر انہیں آزمائش کا بھی سامنا کرنا پڑا، اسی سبب آپؒ شہید ہوئے۔

Marfat.com

امام ابن ماجہ :- امام ابوعبداللہؒ بن یزید بن ماجہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور رمضان المبارک ۲۷۳ھ کو وفات پائی - آپؒ نے "ابن ماجہ" میں چار ہزار منتخب احادیث نقل فرمائیں علاوہ ازیں تفسیر اور تاریخ میں بھی آپؒ کی تصنیفات ہیں - آپ نے عراق' بصرہ' کوفہ' بغداد' مکہ مکرمہ اور شام وغیرہ دور دراز مقامات کے سفر کئے اور علم حدیث میں خصوصی مہارت حاصل کی -

امام مالک :- امام ابوعبداللہؒ بن مالک بن انس اصبحی جو امام دارالہجرت کے لقب سے معروف ہیں ۹۵ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی ۱۷۹ھ میں ۸۴ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے - آپؒ حدیث وفقہ میں امام کا مرتبہ رکھتے ہیں - آپؒ کے شاگردوں میں امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر امام شامل ہیں - امام مالکؒ علم کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے - حدیث بیان کرنے کے لئے وضو کرتے' خوشبو لگاتے اور پُر وقار انداز میں بیٹھتے - آپؒ بڑے بارعب تھے - امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جب علماء کا ذکر کیا جائے تو امام مالکؒ کی حیثیت ستارہ کی ہوگی - خلیفہ منصور نے آپؒ کو کوڑے لگوائے مگر اعلانِ حق سے باز نہ آئے - آپؒ مدینہ منورہ کا احترام فرماتے حتیٰ کہ آپؒ وہاں سواری پر چڑھنا بھی اپنے لئے خلافِ ادب سمجھتے -

امید ہے کہ اردو دان حضرات احادیثِ مقدسہ کے اس مرتب شدہ جامع مجموعہ سے کما حقہٗ فائدہ اٹھا سکیں گے - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل وکرم سے اسے عام استفادہ کا ذریعہ بنائے اور اِس ناچیز کی سعی قبول فرمائے - میرے عزیز اور معاون خصوصی حافظ گلزار حسین ہمدی بن حافظ محمد انار جس نے اس کتاب کی تدوین میں میری کما حقہٗ مدد کی اور پوری محنت شاقہ سے اس مسودہ کو تحریر کر کے موجودہ شکل دی - میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے محنت کے

Marfat.com

صلہ میں دین ودنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور بلندیٔ درجات سے نوازے-آمین ثم آمین

﴿ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ﴾

؎ مگر صاحب دلے روزے برحمت
کند بر حال ایں مسکیں دعائے

ناچیز صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول نقشبندی
قادری مجددی للّٰہی
23 اگست 2004ء بمقام سردھی (چکوال)

عرض حال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء کو پیر و مرشد قبلہ حضرت محمد مطلوب الرسول صاحب سجادہ نشین للہ شریف علاقہ دھنی کے سفر (دورہ) پر تشریف لائے تو میں بھی موضع کھوکھر زیر قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ وہاں پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ حدیث مقدسہ میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کر رہا ہوں اور انکو ایک کتابی شکل میں لکھ رہا ہوں۔ جس کی پرنٹنگ آپ نے کرنی ہے اور ایسی کتاب نانی ہے جو مثالی ہو۔ (چونکہ میں متوسط درجے کی پرنٹنگ کا کام کرتا ہوں) اس لئے شش و پنج میں پڑ گیا کہ کیا اس کام کو کرنے کی حامی بھرلوں۔ پھر خیال آیا کہ ایک بزرگ ہستی کی فرمائش ہے۔ انکی عائیں اور اللہ تعالیٰ کی امداد شامل حال رہے گی' چنانچہ میں نے اس فریضہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا اقرار کرلیا۔

کتاب کا نام "فصل الخطاب" رکھا گیا ہے۔ یعنی علماء کرام اور خطیب حضرات و دیگر ل شوق حضرات کے لئے مشعل راہ ہے۔ (اس کے بعد اسی کتاب کا دوسرا حصہ بھی پرنٹ ہوا س کو قارئین نے قبلہ حضرت صاحب کی اس کاوش کو خراجِ تحسین پیش کیا) اور دیکھتے ہی دیکھتے

Marfat.com

کتب ہائے کا ذخیرہ ختم ہو گیا بلکہ قارئین کے شوق وذوق کو دیکھتے ہوئے حصہ سوم بھی ''صراط الھدیٰ'' کے نام سے جاری ہو چکا ہے (اب قبلہ حضرت صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر دو حصہ جات اول و دوم کے نئے ایڈیشن کو ایک ہی کتاب میں رکھا جاوے تاکہ قارئین کو دو کتابوں کی بجائے ایک کتاب اٹھانی پڑے۔ اور کتاب کا نام ''سراج الھدیٰ'' تجویز فرمایا ہے) جو پرنٹ ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

قبلہ حضرت صاحب کی بہت عرصہ سے خواہش تھی کہ وہ ایسی کتاب تصنیف فرمائیں جو کہ علمائے دین اور عوام کے لئے زندگی میں مدد معاون ہو چنانچہ قبلہ حضرت صاحب نے حدیث النبی ؐ کا انتخاب کیا جبکہ دین اسلام کو کامل ضابطۂ حیات کی حیثیت کو سمجھنے اور اپنانے کے لئے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا ازبس ناگزیر ہے۔ یہ وہ چشمۂ حیات ہے جس میں اسلامی تعلیمات اور دینی احکام ومسائل کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ یہاں یہ کہنا لازم ہوگا کہ کلام الٰہی کا مجموعہ قوانین اور اسلامی طرز زندگی کے اصول وقواعد کا مجموعہ ہے مگر حدیث نبوی ﷺ اسکے جمال کی تفصیل اور ابہام کی توضیح پیش کرتی ہے۔ خود قرآن کریم نے اس حقیقت کو الم نشرح کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ قرآن حکیم کے شارح وترجمان ہیں۔ لہٰذا قرآن کریم کو سمجھنے اور اسکی تفسیر پر عبور حاصل کرنے کیلئے حدیث نبویؐ کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص بھی اپنے لئے ایک نظام زندگی مرتب نہیں کرسکتا۔ یعنی دونوں کا تعلق آپس میں لازم وملزوم ہے۔

توضیحات نبویؐ کو قرآن سے الگ رکھا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر شخص کلام الٰہی کے احکامات اور مصادر کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گا۔ جس کے نتیجہ میں بے شمار غلط نتائج ظہور پذیر ہوں گے۔

Marfat.com

اللہ ربُّ العالمین کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہ نور ہے جس سے قرآن کریم کے اسرار و رموز آشکارا ہوتے ہیں اور دین متین کے حقائق پر واقفیت حاصل ہوتی ہے اور شریعت مطہرہ کی شاہراہ یوں جگمگانے لگتی ہے کہ منزلِ حق کا مسافر زندگی کی پُر خار وادیوں کٹھن اور صبر آزما مرحلوں کو کامیابی و سلامتی سے طے کر لیتا ہے اور اپنی منزل مقصود پا کر بامراد ہو جاتا ہے۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ خدا کے نام پر حاصل کیے ہوئے اس ملک میں کچھ لوگ حدیث نبویؐ کی حجیت سے انکار کر کے صرف قرآن کریم کو مخزنِ احکام دین قرار دے رہے ہیں۔ تاکہ وہ اس طرح دیگر احکام و ارکان سے چھٹی حاصل کر لیں۔ جنکا اثبات حدیث نبویؐ سے ہوتا ہے۔

چنانچہ قبلہ محترم حضرت صاحب نے اس کی طرف توجہ مبذول فرمائی جسکے نتیجہ کے طور "فصل الخطاب" آپ کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے۔ یہ کتاب کا حصہ اوّل ہے بلکہ اس کتاب کے ساتھ موجودہ ایڈیشن میں حصہ دوم کو بھی اس میں ضم کر دیا گیا ہے تاکہ مطالعہ کرنے والوں کو آسانی ہو۔ میری دعا ہے کہ قبلہ محترم حضرت صاحب مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ تندرست و توانا رکھے تاکہ وہ اسکا تیسرا حصہ بھی مکمل کر سکیں۔

ایک صاحب بصیرت محقق کتاب ہذا کی فہرست مضامین پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر مطمئن ہو جائے گا کہ تاریخ علوم میں اصول حدیث کے علم کو جو مقام حاصل ہے وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے جو فلسفہ اصلاحات کے فن کے مختلف تاریخی ادوار میں حاصل رہا ہے۔

اس کتاب کی تکمیل و طباعت میں مجھ ناچیز سے غیر معمولی تاخیر ضرور ہوئی ہے مگر اس میں کسی طرح کی قصداً کوتاہی کا دخل نہیں تھا بلکہ مختلف مراحل میں ٹیکنیکل رکاوٹیں حائل ہوتی رہی ہیں

Marfat.com

جن کا مجھے پہلے سے تجربہ نہ تھا۔ مگر پھر بھی میری ہر ممکن کوشش ضرور رہی کہ اسکو اسطرح مکمل کیا جائے کہ یہ ایک مثالی کتاب ثابت ہو۔ اس کا فیصلہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اس کتاب کی تکمیل میں عزیزم محمد عبدالقیوم کی معاونت بھی شامل ہے اور دونوں مجموعہ جات کے ٹائیٹل اُسی کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں -

" گر قبول افتد زہے عزوشرف "

ملک محمد عبدالقدوس ابن مولوی محمد جی صاحب مرحوم
آف دیوی (خلیفہ حضرت رابع للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ)
حال گلستان کالونی، راولپنڈی اکتوبر 2006ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث نمبر :- ۱

ضماد ازدی کا واقعہ اور قبولِ اسلام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا اقَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِىْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَآءُ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّىْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدِىْ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ اَرْقِىْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَىَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَآءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَ
قَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَآءِ وَلَقَدْ
بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ
قَالَ فَبَايَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

(مشکوٰۃ باب علامات النبوۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے اور یہ ازد شنوہ سے تھے - اس قسم کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتے تھے - انہوں نے مکہ کے بے وقوف باشندوں کو کہتے سنا کہ حضور ﷺ دیوانہ ہیں ' تو بولے ان صاحب کو میں دیکھ لیتا ہوں - شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھ سے شفاء دے - فرماتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ سے ملے ' " بولے اے محمد (ﷺ) میں اس خلل والی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں " کیا یہ آپ کو ہے ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ساری تعریفیں اللہ کی ہیں - ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ' اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں - ' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں - اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں - اس کے بعد پھر ضماد نے کہا اپنے یہ کلمات دوبارہ فرمایئے - رسول کریم ﷺ نے اس کے سامنے یہ کلمات تین بار لوٹائے - وہ بولا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں ' شاعروں کے قول سنے ہیں مگر میں نے آپ ﷺ کی ان

...وں کی مثل کبھی نہیں سنیں - یہ تو سمندر کی تہہ کو پہنچی ہوئی ہیں - اپنا ہاتھ لایئے میں اسلام پر آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں - فرمایا اُس نے بیعت کرلی - (مسلم)

شرح :-

بعض شارحین کہتے ہیں کہ ضماد اور ضمام ایک ہی شخص کے دو نام ہیں - مگر یہ صحیح نہیں ضمام ابن ثعلبہ بنی سعد ابن بکر قبیلہ سے ہیں اور ضماد ابن ثعلبہ قبیلہ ازد سے ہیں - انہیں طلبِ علم کا بہت شوق تھا دم، منتر بھی خوب کرتے تھے - (اشعة)

ضماد دیوانوں اور پاگلوں پر دم کیا کرتے تھے - سبحان اللہ انہیں اسی علم نے حضور ﷺ تک پہنچایا اور مسلمان بنا دیا - جیسے فرعونی جادوگروں کو ان کے علمِ جادو نے موسیٰ علیہ السلام تک پہنچایا اور انہیں ایمان نصیب کر دیا - معلوم ہوا کہ علم کوئی بھی بُرا نہیں کبھی یہ علم ایمان و معرفت کا ذریعہ بن جاتا ہے - '' ہوا '' سے مراد یا تو جنون ہے یا جن - اہلِ عرب جنات کو ہوا کہتے ہیں - چنانچہ فلاں کو ہوا ہوگئی یہ اس وقت بولتے تھے جب اس پر جنات کا خلل ہوگیا ہوتا - سبحان اللہ ضماد جا تو رہے ہیں علاج کرنے کی نیت سے مگر حقیقتاً علاج کرانے جا رہے ہیں - وہ سمجھے کہ طبیب بیمار کے پاس جا رہا ہے مگر واقعتاً بیمار حکیم کے پاس پہنچ رہا تھا -

ضماد حضور ﷺ کو ہر طرح سے ٹھیک دیکھ کر سمجھا کہ شاید آپ ﷺ کو جنات کا دورہ ... کرتا ہے 'اس وقت دورہ نہیں ہے 'اس لئے آپ ﷺ ہوش میں بیٹھے ہیں - تب ہی اس نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں آپ کا علاج کروں ؟ تو جواب میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ...ات یعنی اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ .... اَمَّا بَعْدُ بطور خطبہ ارشاد فرمائے '' اَمَّا بَعْدُ کے بعد تلاوتِ قرآن مجید فرمانا چاہتے تھے 'ضماد کو سنانے کے لئے مگر ضماد کو خطبہ ہی سے ایمان مل

Marfat.com

گیا قرآن مجید تک پہنچنے کی نوبت ہی نہ آئی' خطبہ کی فصاحت و بلاغت نے ضماد کے ہوش اڑا دئے وہ وارفتگی کی حالت میں بول اٹھے کہ ایک بار یہ کلام اور سنا دیجئے -کلمات شاندار مگر بزبان رسول اللہ ﷺ جو سونے پر سہاگہ ہے- آپ ﷺ نے یہ کلمات تین بار دہرائے -معلوم ہوا کہ تین بار میں خاص برکت ہے- اعضاء دھوؤ تو تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھو تو تین بار اس طرح ختم قرآن کا ثواب ملے گا- حضور ﷺ دعا بھی تین بار فرماتے تھے-

خطبہ کے کلمات نے ضماد کو بتلا دیا کہ آپ ﷺ نہ ساحر ہیں نہ شاعر بلکہ سچے رسول ہیں خیال رہے کسی نے متکلم سے کلام کو پہچانا مگر ضماد نے کلام سے متکلم کی شان معلوم کر لی-

وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ (یہ تو سمندر کی تہہ کو پہنچی ہوئی ہے)

قَامُوْس بنا ہے قَمَس سے بمعنی گہرائی' اس لئے غوطہ خور کو قماس بھی کہتے ہیں اور غواص بھی یعنی ان پیارے کلمات کی فصاحت و بلاغت دریائے معرفت کی تہہ تک پہنچی ہوئی ہے- جہاں کسی انسان کے فکر و وہم نہیں پہنچ سکتے یہ کلمات انسانی نہیں بلکہ القائے ربانی ہیں- (مرأت)

جب ضماد ایمان لا کر کفار مکہ کے پاس واپس ہوئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہو کیا گزری؟ جواب دیا کیا گزرنا تھی؟ دیکھتے ہی مسئلہ حل ہو گیا کہ یہ سایہ وہ نہیں (جو میں اور آپ سمجھتے تھے) بلکہ اللہ کا سایہ ہے- مولانا فرماتے ہیں'

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

''تیرا ملنا ہی ہر سوال کا جواب ہو گیا اور بغیر گفتگو کے ہر مشکل حل ہو گئی-''

Marfat.com

خیال رہے کہ حضور انور ﷺ نے ضماد کی بات کا جواب نہ دیا ' اپنی صفائی بیان نہ فرمائی کہ میں دیوانہ نہیں ہوں لوگ غلط کہتے ہیں بلکہ حضور ﷺ کے کلمات نے آپ ﷺ کی شان ظاہر کر دی کہ جس کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات ایسے ہوں سمجھ لو کہ وہ ذات کریمی کیسی ہے ' خوش نصیب تھے وہ جو سب کچھ لے گئے۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیعت ہوتے وقت مرید شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور زبان سے بیعت کرے دیکھو ضماد نے عرض کیا کہ حضور اپنا ہاتھ لائیں تا کہ میں بیعت کروں۔

بیعت چار قسم کی ہے۔ **جن میں سے ایک اسلام کی بیعت ہے ' توبہ کی بیعت ' سلوک کی بیعت ' خلیفہ کی اطاعت کی بیعت**

(مرأت)

شارح مسلم فرماتے ہیں کہ اسلام میں بیعت کا اطلاق دو چیزوں پر کیا جاتا ہے ایک خلیفہ یا امیر کی بیعت اور دوسری مردِ صالح یا مرشد کی بیعت کرنا 'بیعتِ مرشد کا تصور اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

(مائدہ)

" اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔ "

امام احمد رضا قادری فتاویٰ افریقیہ میں شیخِ طریقت کی چار شرطیں بیان فرماتے ہیں -

۱- مسلمان ہو اور اس کا عقیدہ صحیح ہو۔

۲- عقائد کے دلائل اور احکامِ شرعیہ کا عالم ہو حتیٰ کہ پیش آمدہ مسائل کا حل بیان

Marfat.com

کر سکتا ہو۔

۳- علم کے مطابق عامل ہو یعنی فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات پر دائمی عمل کرتا ہو اور تمام محرمات اور مکروہات سے بچتا ہو۔

۴- رسول اللہ ﷺ تک اس کے مشائخ کا سلسلہ پہنچتا ہو۔

یہ چار شرطیں ضروری ہیں ان کے علاوہ اگر کسی کو سندِ خلافت ہو، بیعت کی اجازت ہو، وہ لوگ جو کرامت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر شریعت کے پابند نہیں یا جن کو شریعت کا علم نہیں، حقیقت اور معرفت کی باتیں کرتے ہیں ان کی بیعت کرنا جائز نہیں۔ اس زمانہ میں ایسے پیشہ ور پیر بکثرت موجود ہیں، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (شرح مسلم)

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ سیّدنا بایزید بسطامیؒ نے فرمایا جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ امام قشیری رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ (شرح مسلم

مولانا فرماتے ہیں۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

ترجمہ= یعنی پیر پکڑو، پیر کے بغیر یہ سفر بہت ہی خطرناک اور آفتوں سے بھرا ہوا ہے۔

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۲

رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں خود اپنے کام کرنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهُ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهِ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهُ وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ و شمائلہ ﷺ)

ترجمہ :-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا شریف درست کر لیتے تھے اپنے کپڑے سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں میں سے ایک کی سی زندگی رکھتے تھے۔ اپنے کپڑوں کی جوئیں دیکھتے تھے۔ اپنی بکری دودھ لیتے تھے اور اپنے کام خود کرتے تھے

تشریح :-

آپ ﷺ کے عمل شریف سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ پیوند والا کپڑا اور پیوند والا جوتا پہنے میں عار محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا کام اپنے

Marfat.com

ہاتھ سے کرنے میں شرم محسوس نہ کریں دوسروں کے حاجتمند نہ رہیں لیکن یہ دونوں عمل کنجوسی کی بناء پر نہ ہوں بلکہ عاجزی وانکساری کے لئے ہوں- یہ فرمانِ پاک اس کے خلاف نہیں کہ اللہ جب نیا کپڑا یا جوتا دے تو پرانا خیرات کردو کہ وہاں سخاوت کی تعلیم ہے اور یہاں عاجزی کی- حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ فطری طور پر ہر کام جانتے ہیں- آپ ﷺ حکومت کرنے، فیصلے کرنے، کپڑے سینے اور جوتوں میں پیوند بھی لگانے سے واقف ہیں- یہ سب کچھ کسی سے سیکھا نہیں بلکہ رب کے ہاں سے سیکھے سکھائے تشریف لائے، حضور انور ﷺ نے کوئی کمال کسی مخلوق سے نہیں سیکھا-

آنحضور ﷺ کی زندگی پاک شاہانہ اور پر تکلف نہ تھی بلکہ عام بشر کی طرح سادہ تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ آپ ﷺ کو بشر نہ کہتے تھے- بشر کہنا تو بڑی بات ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو بھتیجا بھی نہ کہتے تھے- حضرت علی رضی اللہ عنہ بھائی نہ کہتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاوند کہہ کر نہ پکارتیں- یہ تمام حضرات ''یا رسول اللہ'، یا نبی اللہ وغیرہ القاب سے پکارتے تھے- لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ط -(پ۱۸ نور)

ترجمہ (اپنے درمیان رسول اللہ ﷺ کو اس طرح مت بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو) خیال رہے کہ حضور ﷺ کے سر یا کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں ہاں کبھی کبھار دوسروں کی چڑھ جاتی تھیں اور وہ اپنے کپڑے صاف کرتے تھے اور اُمّ حرام آپ ﷺ کے سر مبارک سے نکالتی تھیں- ہاں مکھی بھی جسم پاک پر نہ بیٹھتی اور نہ ہی مچھر آپ ﷺ کو ایذا دیتا -

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے کام خود بھی کر لیتے تھے' لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضرت انسؓ و دیگر صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی خدمت کرنا فخر محسوس کرتے تھے جیسے کوئی غلام آقا کی خدمت محض اس لئے کرے کہ میں اُس کا منظورِ نظر ہو جاؤں یا آقا کی نظرِ عنایت کا مستحق ٹھہروں' ان کا نظریہ تو فقط یہ تھا کہ۔

ع تیری اک نگاہ پہ قربان میری ساری زندگانی (مرأت)

حدیث نمبر :- ۲

حضرت انسؓ اپنی خدمت بیان کرتے ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهٗ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ اُتِیَ فِیْهِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ كَانَ -

هذا لفظ المصابيح و روى البيهقى فى شعب الايمان مع تغير يسير -
(مشکوٰة باب فى اخلاقه و شمائله ﷺ)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت انسؓ سے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس وقت

خدمت کی جبکہ میں آٹھ سال کا تھا- میں نے حضور ﷺ کی دس سال خدمت کی اگر مجھ سے کسی چیز کو نقصان پہنچ جاتا تو آپ ﷺ نے کبھی مجھے ملامت نہ کی اگر آپ ﷺ کے گھر والوں سے کوئی مجھے ملامت کرتا تو فرماتے جانے دو- اگر کچھ مقدر میں ہوتا تو وہ ہوتا- (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کچھ فرق سے روایت کی ہے)

تشریح :-

حضرت انسؓ جب حضور پاک ﷺ کی خدمت میں خدمتگار یا خادم خاص کی حیثیت سے حاضر ہوئے تو اس وقت آپؓ کی عمر آٹھ سال تھی آپؓ نے کل دس سال حضور ﷺ کی بے مثال خدمت کی- حضور انور ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ کی عمر اٹھارہ برس تھی-

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا بچہ تھا مجھ سے کبھی کوئی چیز ٹوٹ بھی جاتی یا کبھی مجھ سے کام بگڑ جاتا تو حضور ﷺ نے مجھے کبھی برا بھلا نہیں کہا نہ ہی آپ ﷺ نے کبھی جھڑکا- بلکہ آپ ﷺ نہ تو خود ملامت کرتے اور نہ ہی کسی دوسرے کو ملامت کرنے دیتے- چیز کے ضائع ہونے کا افسوس عورتوں کو بہت زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے ازواجِ مطہراتؓ ناراض ہوتی تھیں تو حضور ﷺ انہیں منع فرماتے تھے اور فرماتے برتن کی عمر اتنی ہی تھی- اور یہ کام رب کی طرف سے یونہی ہونے والا تھا- انسؓ تو اس کا مظہر ہیں انہیں کچھ نہ کہو- (مرأت)

اگر آج ہم لوگ اس سنت نبویؐ پر عمل کریں تو یقیناً ہمارے گھر بھی جنت بن جائیں اور اس طرح سے ثواب بھی حاصل ہو جائے- گھر میں لڑائی جھگڑا اس وجہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک فرد نے بچے کو جھڑکا تو دوسرے نے حمایت کی اس طرح بات بڑھتے ہوئے لڑائی تک پہنچ جاتی ہے آیئے مل کر عہد کریں کہ اس پیاری سنت پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے-

Marfat.com

اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔(آمین)

شارح مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں نو سال رہا مجھے علم نہیں کہ کبھی آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا ؟ اور نہ ہی آپ ﷺ نے کبھی میری کسی چیز کی مذمت کی اور پھر جھڑک دیا۔

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ حضرت انسؓ بارگاہِ اقدس میں نو سال اور کچھ مہینے رہے۔ بعض روایات میں انہوں نے مہینوں کا اعتبار نہیں کیا اور بعض روایات میں نو سال اور کچھ مہینوں کو تغلیباً دس سال سے تعبیر فرمایا۔ (شرح مسلم)

حدیث نمبر :- ٤

ایک سوالی کو حضور رسول اللہ ﷺ نے تمام بکریاں عنایت کر دیں

عَنْ اَنَسٍ اِنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوۃ باب فی اخلاق وشمائلہ ﷺ)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگیں۔حضور ﷺ نے وہ سب اسے دے دیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور بولا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ' اللہ کی قسم محمد ﷺ ایسی عطاء دیتے ہیں کہ فقیری کا خوف نہیں فرماتے۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ "نہیں"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

سائل نے اتنی زیادہ بکریاں مانگیں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھرا ہوا تھا۔ یہ سب بکریاں حضور ﷺ کی اپنی تھیں۔غزوہ حنین میں مالِ غنیمت کے خمس میں اتنی بکریاں آپ ﷺ کو ملی تھیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے بغیر دغدغہ بلا تامل سب بکریاں سائل کو عطا فرما دیں۔بعض روایات میں ہے کہ سائل نے حضور ﷺ کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا تھا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو بڑے مالدار ہو گئے ہیں' فرمایا کیسے؟ اس نے عرض کیا کہ اتنی زیادہ بکریاں آپ ﷺ اکیلے کی ملک ہیں۔فرمایا جا سب تجھے عطا فرما دیں ' لے جا ' وہ حیرت سے حضور ﷺ کا منہ تکتا رہ گیا خیال رہے کہ داتا سخی ہے مگر دینے کے دروازے مختلف ہیں۔کسی کو جمال دکھا کر ایمان بخشا' کسی کو سخاوت دکھا کر اپنا متوالا بنا لیا ' کسی کو میدانِ جہاد میں جلالِ الٰہی دکھا کر مومن بنا دیا

Marfat.com

ہم جیسے دور رہنے والے غلاموں کو اپنا نام سنا کر ایمان دے دیا - ان کا نام ' ان کے کام ' ان کی صورت ' ان کی سیرت سب ہی ایمان بخشنے کا ذریعہ ہیں - اس بدوی نے اسی عطا کو حضور ﷺ کی نبوت کی دلیل بنایا - مع اپنی قوم کے مسلمان ہوگیا ' وہ بکریاں کیا ملیں کہ انہیں ایمان مل گیا - یاد رہے کسی سے مانگنا عیب ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے - مگر اللہ ورسول اللہ ﷺ سے مانگنا ہم سب کے لئے باعثِ فخر ہے

(مرأت)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے کسی سائل یا بھکاری کو کبھی یہ نہ فرمایا کہ ہم تم کو نہیں دیں گے - اگر وہ چیز ہوتی تو عطا فرمادیتے ورنہ خاموشی یا آئندہ کے لئے وعدہ فرما لیا - لہٰذا یہ حدیث آیت کے خلاف نہیں - قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ -

ترجمہ = تو نے کہا میں وہ چیز نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کروں - (پ۱۰ توبہ)

آیت کریمہ میں معذرت کا " لَا " ہے اور یہاں انکار کا " لَا " مراد ہے -

فرزدق شاعر نے حضور انور ﷺ کی نعت شریف میں عرض کیا -

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْ لَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمْ

کسی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے -

نہ رفت کلمۂ لا بر زبانِ او ہرگز
مگر بہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

یعنی حضور انور ﷺ نے بجز کلمہ طیبہ کے " لَا " انکار کے لئے کبھی ارشاد نہ فرمایا -

Marfat.com

آج بھی حضور انور ﷺ سے مانگ کر دیکھو محروم نہ پھرو گے۔

زمانہ نے زمانے میں سخی ایسا کہیں دیکھا
زباں پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

سرورِ کائنات ﷺ نے کبھی کسی سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا' آپ ﷺ کے
جود و سخا کے واقعات سے سیرت کی کتب بھری پڑی ہیں' جو بھی درِ رسالت پر حاضر ہوا اس کی جھو
بھر کر اسے واپس کیا گیا۔ حضور انور ﷺ کا یہ فیض اور فضل و کرم آج بھی جاری ہے۔ ش
عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ سب معاملات حضور ﷺ کے دستِ ہمت
و کرامت کے سپرد ہیں۔ حضور ﷺ جو چاہتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے رب کے اذن سے ع
فرماتے ہیں۔ (اشعۃ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (اور جو سائل مانگنے آ
اس کو مت جھڑکیے) (ضحیٰ پ ۳۰)

حضور ﷺ کی زندگی مبارک اس آیت کریمہ کی عملی تصویر ہے۔ حضور ﷺ نے کبھ
کسی کو نہیں فرمایا ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ بحرین کے علاقے سے ۹۰ ہزار درہم آ
آپ ﷺ نے مسجدِ نبوی میں ایک چٹائی بچھا کر اس پر نقدی کا ڈھیر لگا دیا۔ نمازِ فجر کے بعد یہ در
تقسیم کرنا شروع کیے' نمازِ ظہر تک ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔ جب حضور ﷺ ساری رقم تقسیم
چکے تو اتفاق سے ایک سائل آ گیا سرکار نے فرمایا اب تو کوئی چیز باقی نہیں بچی' تم یوں کرو کہ
بھی دکاندار کے پاس چلے جاؤ اور اپنی ضرورت کی اشیاء حاصل کرو اسے کہو کہ رقم میرے نام لک
دے میں ادا کروں گا۔

Marfat.com

اس وقت حضرت عمر فاروقؓ موجود تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اتنی زحمت کیوں گوارا کرتے ہیں کہ قرض لے کر سائل کو دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا مکلف نہیں فرمایا۔ سرکار دو عالم ﷺ کو حضرت عمر فاروقؓ کی یہ بات پسند نہ آئی۔ آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر ناگواری کے آثار نمایاں ہو گئے' ایک انصاری بھی اس وقت حاضرِ خدمت تھے۔ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ بے دریغ خرچ فرمایا کیجئے۔ اس پر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مسرت سے پھول کر شگفتہ ہو گیا اور حضور ﷺ خوشی سے ہنس پڑے۔ پھر فرمایا میرے رب نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔ (تفسیر عزیزی)

حضور ﷺ کے خزانے تو ختم ہونے والے نہیں' آپ ﷺ کے در پر آنے والا سائل کیسے خالی ہاتھ جا سکتا ہے۔ لِلّٰهِ دَرُّ قَائِلٍ

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

حدیث نمبر :- ۵

حضرت انسؓ پر حضور ﷺ کی شفقت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِىْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِىْ نَفْسِىْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِىْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَهُمْ

يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَاىَ مِنْ وَرَائِىْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ
يَضْحَكُ فَقَالَ يَا اُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ
اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ"

(مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے-حضور ﷺ نے ایک دن مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ جاؤنگا لیکن میرے دل میں تھا کہ جاؤنگا جس کا حضور ﷺ نے مجھے حکم فرمایا- چنانچہ میں روانہ ہو گیا یہاں تک کہ میں بچوں پر گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے-اچانک حضور ﷺ نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑی فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا آپ ہنس رہے تھے-فرمایا اے انیس کیا تم وہاں جا رہے ہو جہاں جانے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ میں وہاں ہی جارہا ہوں - (مسلم)

تشریح :-

جس وقت حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت حضرت انسؓ کی عمر آٹھ سال تھی-ان کے والدین ان کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم نے ان کو آپ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا-وفات ۱۰ھ میں ہوئی حضور

Marfat.com

وفات تک حضرت انسؓ خدمت کرتے رہے -بعد وفات مدینہ سے چلے گئے اور مقام موصل میں آپؓ کا مزار ہے۔ (مرأت)

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں نـاس سے مراد سارے ہی انسان ہیں اور خلق سے مراد برتاؤ ہے۔ (مرقات)

حضرت انسؓ نے نافرمانی یا حکم کی مخالفت نہیں کی بلکہ ناز برداری کی ہے اور اپنے کریم نیاز مندانہ ناز ہے - علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

؎ کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

(اقبالؒ)

جیسے بچے ماں سے ضد کرتے ہیں کہ ہم نہیں کرتے نیز یہ واللہ قسم کے لئے نہیں تاکہ اس قسم کے احکام جاری ہوں بلکہ بلا قصد یہ لفظ بولا گیا ہے۔ امام شافعیؒ کے ہاں یہ قسم لغو ہے اور امام اعظم کے نزدیک یہ قسم ہے ہی نہیں۔ (مرأت)

فرماتے ہیں میرا یہ انکار صرف زبانی تھا- دل سے نہ تھا چونکہ یہ کام لڑکپن میں تھا اس لیے حضورانور ﷺ نے بار بار جانے کا حکم نہ دیا- بلکہ نہایت ہی نرمی فرماتے ہوئے خاموش ہو گئے-اور میں حکم کی تعمیل میں کام پر چلا گیا- (لمعات)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں کھیلنے والے بچوں پر گزرا تو کھیل دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اچانک آپ ﷺ نے پیچھے سے میری گردن پکڑی یہ گردن پکڑنا انتہائی پیار ومحبت سے تھا- قَفَا گردن کے پچھلے حصے کو کہتے ہیں اور اگلے حصے کو حُلقُوم کہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت انسؓ نے پیچھے دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے حضور ﷺ کے لئے جہاں کہیں لفظ ضَحِکَ آتا ہے وہاں تبسم مراد ہے- کیونکہ حضور انور ﷺ نے کبھی قہقہہ نہ لگایا -لفظ انس کو انیس فرمانا تصغیر کے لئے ہے- یہ بھی محبت کے لئے تھا- نام بگاڑنا مراد نہیں- جیسے ہمارے ہاں اکرام سے کامی یا سلیم سے سیمی کہا جاتا ہے-

قُلْتُ نَعَمْ (میں نے عرض کیا ہاں) یہ ہے اپنے ارادے کا اظہار یعنی میں نے صرف زبان سے انکار کیا تھا- جانے کا ارادہ اس وقت ہی تھا چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حکم کے مطابق جا رہا ہوں- (مرأت)

حدیث نمبر :- ٦

ایک یہودی بچے کی خدمت اور اس کا ایمان

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا یَهُوْدِیًّا کَانَ یَخْدِمُ النَّبِیَّ ﷺ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهٖ یَقْرَاءُ التَّوْرَاةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَا یَهُوْدِیُّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰی مُوْسٰی هَلْ تَجِدُ فِی التَّوْرَاتِهٖ نَعْتِیْ وَ صِفَتِیْ وَ مَخْرَجِیْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰی بَلٰی وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِی التَّوْرَاتِهٖ نَعْتَكَ وَ صِفَتَكَ وَ مَخْرَجَكَ

وَاِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِیْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَاْسِهٖ وَلَوُّا اَخَاکُمْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ

(مشکوۃ باب اسماء النبی ﷺ وصفاته)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ' بیمار ہو گیا- تو اس کے پاس نبی کریم ﷺ بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے 'اور اس کے باپ کو اس کے سرہانے توریت پڑھتے پایا- تو اس سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے یہودی میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری کیا تم میرے اوصاف ' میری نعت اور میری ہجرت توریت میں پاتے ہو؟ کہا نہیں- تو نوجوان بولا ہاں یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم ہم آپ ﷺ کی نعت' آپ کی صفات اور آپ کی ہجرت توریت میں پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں- تو اس وقت نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ یہودی کو اس جوان کے پاس سے اٹھادو اور اپنے بھائی کا انتظام کرو- (بیہقی دلائل النبوۃ)

شرح :-

عربی میں نابالغ مگر سمجھدار بچے کو غلام کہتے ہیں- بہت چھوٹے بچے کو صبی کہا جاتا ہے شیر خوار کو رضیع کہتے ہیں- یہ بچہ یہودی تھا -حضور انور ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا اور آپ

Marfat.com

ﷺ کی ہر طرح سے خدمت کیا کرتا تھا۔ معلوم ہوا کافر بچوں سے خدمت لینا جائز ہے۔ کبھی خدمت وصحبت ہی ان کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جس طرح اس واقعہ میں ہوا' اس بچے اور اس کے والد کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

واقعہ یہ ہے کہ بچہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا' لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بیمار ہے اور چل پھر نہیں سکتا۔ تب حضور ﷺ معہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کی بیمار پرسی جائز ہے۔ خصوصاً جبکہ تندرستی میں کافر ہمارے پاس آتا جاتا ہو اور ہم سے راہ ورسم رکھتا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہم اپنے مرنے والے کے پاس سورۃ یٰسین پڑھتے ہیں ایسے ہی یہود اپنے مرنے والوں کے پاس توریت پڑھا کرتے تھے۔ وہ بچہ غالباً قریب الموت تھا۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے خود قسم کھانا جائز ہے اسی طرح دوسرے کو قسم دینا بھی جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کسی کو قسم دی جائے یا لی جائے تو قسم میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جس سے اس کے دل پر رعب چھا جائے۔ یہود کے نزدیک توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام بڑی عزت وعظمت والے ہیں اور توریت کا نزول ان کے ہاں اللہ کی بڑی نعمت ہے اس وجہ سے حضور ﷺ نے اس طرح قسم کھائی۔

حضور ﷺ کا توریت میں اپنی صفات پوچھنا اقرار کرانے کے لئے ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے ساری کتب الٰہیہ پڑھی ہوئی ہیں توریت وانجیل میں حضور ﷺ کے تمام حالات بلکہ ہجرت مدینہ تک کا ذکر موجود ہے۔

اس یہودی نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ آپ ﷺ کے متعلق تمام واقعات ا

Marfat.com

توریت میں پڑھ چکا تھا-لڑکا فوراً بولا حضور توریت میں آپ ﷺ کی صفات موجود ہیں - پتہ چلا کہ لڑکا اگر چہ کم عمر تھا لیکن اس نے توریت میں یہ سب کچھ پڑھ لیا تھا-اور اس کے دل میں حضور انور ﷺ کی محبت تھی-اسے صحبت کی برکت سے یہ نعمت مل چکی تھی-اور وہ آپ ﷺ کے سامنے مسلمان ہو گیا-کوئی شخص اسلام وایمان لینے آتا ہے مگر اس لڑکے کے پاس ایمان واسلام آیا -کیونکہ جس ذات کریمہ پر ایمان لایا جاتا ہے جن کے نام سے انسان مسلمان بنتا ہے وہ خود اس کے گھر تشریف لے گئے-یہ تھا صحبتِ پاک کا اثر -

تیری خلق کو رب نے جمیل کیا تیرے خُلق کو رب نے عظیم کہا
کوئی تجھ سے ہؤا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا اس کی تیمارداری کرو اور جب یہ مرجائے تو کفن دفن اور نماز جنازہ کا انتظام کرو اب اسے یہودی باپ ہاتھ نہ لگائے-حدیث پاک سے یہ مسائل اخذ ہوتے ہیں-

۱- نابالغ سمجھدار بچے کا ایمان معتبر ہے-

۲- مرتے وقت کا ایمان قبول ہے جبکہ غرغرہ کی حالت سے پہلے ہو-

۳- اسلامی رشتہ جانی رشتوں سے قوی تر ہے-کہ مومن کا کفن دفن اجنبی مسلمان تو کریں گے مگر اس کا باپ دادا کافر نہ کرے گا-

۴- اسلام میں نئے پرانے مسلمان برابر ہیں- (مرأت)

اس بچے کی خوش قسمتی ملاحظہ ہو کہ کوئی عمل نہ کیا اور نیکی صرف یہ کی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں گاہے بگاہے حاضری دیتا رہا مرتے وقت ایمان کی دولت سے مشرف ہو کر جنت میں

چلا گیا۔

اور پھر یہ نگاہِ نبوت کا کمال تھا کہ وہ بچہ جو اللہ کے محبوب ﷺ کا خدمت گار تھا جب بیمار ہوا تو پتہ چل گیا کہ اب یہ دارِ فانی سے کوچ کرنے والا ہے۔ تبھی تو ایمان کی دولت عطا کر دی ۔اس سے پہلے ایسا نہیں فرمایا۔ سو جو درِ مصطفیٰ کی خدمت کرے اور پھر بے ایمان مرے یہ بات رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہ ہوئی۔

بچے کے بارے میں پوچھنا عدمِ علم کی وجہ سے نہ تھا بلکہ عدمِ توجہ کی بناء پر تھا۔ جیسا کہ حافظِ قرآن ہر وقت ہر آیت نہیں بتا سکتا ہاں جب توجہ کرتا ہے تو سنا دیتا ہے۔

حدیث نمبر :- ۷

رسول اللہ ﷺ کا بچوں پر شفقت فرمانا

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَ خَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّىْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَ اَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّىْ فَوَجَدْتُّ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَّ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ باب اسماء النبی ﷺ و صفاتہ)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف چلے' میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ چلا آپ ﷺ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر الگ الگ ہاتھ پھیرنے لگے- رہا میں تو حضور ﷺ نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پائی- اور خوشبو ایسی گویا ہاتھ عطار کے ڈبے سے نکالا ہو- (مسلم)

تشریح :-

پہلی نماز سے مراد نمازِ فجر ہے- کیونکہ دن کی پہلی نماز یہی ہے- اس وقت مسجد کے دروازہ پر بچے جمع ہو جاتے تھے- دم کرانے یا دستِ اقدس سر پر پھروانے کے لئے-

چھوٹے بچے اپنے والد کی گود میں تھے کچھ سمجھدار بچے خود کھڑے تھے حضور انور ﷺ محبت سے ان کے رخساروں کو اس طرح چھوتے ہوئے نکلتے چلے گئے کہ انگوٹھا شریف ایک رخسار پر تو انگلیاں دوسرے رخسار پر اور بچوں کی ٹھوڑی حضور ﷺ کی ہتھیلی مبارک میں' جیسے عموماً بزرگ حضرات بچوں کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں-

حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک ٹھنڈے اور خوشبو دار تھے- مگر ٹھنڈک تکلیف دہ نہیں بلکہ نہایت خوشگوار تھی- (مرأت)

خیال رہے کہ حضور ﷺ کا جسمِ اطہر خود بھی خوشبودار اور معطر تھا' حضور ﷺ عطر ملتے بھی تھے تا کہ اصل و عارضی دونوں خوشبوئیں مل کر بہت لطف دیں کیونکہ فرشتوں کو حضور ﷺ

سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا- (مرقات)

علامہ سعیدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ ابن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آتے ' آپ ﷺ ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے بسا اوقات سرد صبح میں یہ واقعہ ہوتا اور آپ ﷺ اپنا ہاتھ ان میں ڈبو دیتے تو لوگ وہ پانی تبرک بنا کر گھروں کو لے جاتے-

علامہ ابی مالکیؒ لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک کے لمس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے برتنوں میں رسول اکرم ﷺ کا ہاتھ لگواتے تھے-

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک بال بھی ہو تو وہ مجھے دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب ہے- (شرح مسلم)

علامہ سعیدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ عیادت کے لئے تشریف لائے میں بے ہوش تھا -رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی مجھ پر ڈال دیا تو مجھے ہوش آ گیا-

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں صالحین کی مستعمل اشیاء اور آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے- (شرح مسلم)

تا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ان مقبول بندوں سے تبرکات اور شفا حاصل کریں- اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ سلف الصالحین کی دستار' کرتہ حتیٰ کہ جوتے وغیرہ بھی پیچھے آنے والوں نے سنبھال کر بطور تبرک محفوظ جگہ میں رکھے ہوتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث پاک ہے-

Marfat.com

حدیث نمبر :-۸

حضورانور ﷺ کے پسینۂ اطہر کی خوشبو

عَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاتِیْھَا فَیَقِیْلُ عِنْدَھَا فَتَبْسُطُ لَہٗ نِطَعًا فَیَقِیْلُ عَلَیْہِ وَکَانَ کَثِیْرَ الْعَرَقِ فَکَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَہٗ فَتَجْعَلُہٗ فِی الطِّیْبِ وَ الْقَوَارِیْرُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا ھٰذَا قَالَتْ عَرَقُکَ نَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَرْجُوْا بَرَکَتَہٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(مشکوٰۃ باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ)

ترجمہ :-

حضرت امّ سلیمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے تھے اور وہاں قیلولہ کیا کرتے تھے۔آپ ﷺ کو پسینہ بہت آتا تھا۔وہ حضور ﷺ کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں۔حضور ﷺ اس پر آرام کرتے تھے ۔وہ حضور ﷺ کا پسینہ جمع کر لیتی تھیں۔اسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اُمّ سلیم یہ کیا ہے ؟بولیں حضور ﷺ آپ کا پسینہ ہے ۔جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں ۔یہ بہترین خوشبو ہے۔اور

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ بولیں یارسول اللہ ﷺ ہم اس کی برکت سے اپنے بچوں کے لئے امید کرتے ہیں' فرمایا تم ٹھیک کرتی ہو۔

(بخاری و مسلم)

تشریح :-

حدیث پاک کی راوی حضرت اُمّ سلیمؓ کے نام میں اختلاف ہے۔کنیت اُمّ سلیم بنت ملحانؓ ہے۔آپؓ پہلے مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں -ان سے حضرت انس ابن مالکؓ پیدا ہوئے مالک ابن نصیر مشرک مارے گئے تو ابوطلحہؓ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا آپؓ نے فرمایا میرا مہر یہ ہوگا کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔اس کے بغیر کوئی مہر نہیں چاہتی۔چنانچہ ابوطلحہؓ مسلمان ہو گئے اور آپؓ سے نکاح کیا۔

صاحبِ مرقات ملا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں کہ اُمّ سلیمؓ اور اُمّ حرامؓ دونوں ملحان کی صاحبزادیاں ہیں بعض مؤرخین نے کہا کہ یہ دونوں بیبیاں حضور ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔اس لئے آپ ﷺ سے پردہ نہ کرتیں اور آپ ﷺ ان کے ہاں آرام فرماتے تھے۔مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ دونوں بیبیاں مدینہ کے انصار بنونجار سے ہیں۔حضور انور ﷺ شیر خوارگی میں مدینہ نہیں گئے۔لہٰذا حق یہ ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور انور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی رضاعی خالہ تھیں۔کیونکہ عبدالمطلب نے مدینہ منورہ میں بنی نجار میں ایک بی بی سے نکاح کیا تھا' حضرت عبداللہ مدینہ ہی میں پیدا ہوئے وہاں ہی شیر خوارگی کا زمانہ گزارا اور بنی نجار میں ہی پلے بڑھے۔ اُمّ حرامؓ نے حضرت عبداللہ کو دودھ پلایا جو کہ اُمّ سلیم کی بہن ہیں۔اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور ﷺ کی رضاعی دادیاں' پھوپھیاں ہیں۔لہٰذا آپ ﷺ کا ان کے

Marfat.com

ہاں تشریف لے جانا اور آرام فرمانا بالکل درست ہے۔ (مرقات)

شارح مشکوٰۃ مزید فرماتے ہیں کہ چونکہ حضور ﷺ بہت حیا والے تھے 'جس کو حیا و شرم بہت آتی ہو اُسے پسینہ بہت آتا ہے۔ (مرقات)

حضرت اُمّ سلیمؓ جسم شریف سے پسینہ پونچھ کر اپنے عطر میں ملا لیا کرتی تھیں انہیں جسم اطہر چھونا جائز تھا۔ ہوسکتا ہے کہ بستر سے یا حضور ﷺ کے کسی کپڑے سے نچوڑ لیتی ہوں۔

حضور انور ﷺ کے پسینے کا خوشبودار ہونا غیر اختیاری معجزہ تھا۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن یا حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی۔ انبیاء کرامؑ کے معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں۔ لازمی معجزات' عارضی اختیاری معجزات جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور یدِ بیضاء کہ جب پھینکا تو سانپ بن گیا۔ عارضی غیر اختیاری معجزے جیسے قرآنی آیات کا نزول' یہ خوشبودار پسینہ پہلی قسم کا معجزہ ہے۔

صاحب اشعۃ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اُمِّ سلیم بطور تبرک آپ ﷺ کا پسینہ اپنے بچوں پر ملتی تھیں۔ جس سے خوشبو بھی حاصل ہوتی اور برکت بھی تاکہ اس کی برکت سے بچے آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہیں۔ (اشعۃ)

معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات دافع بلا ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی بحال کردی۔ (القرآن)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ بزرگوں کے پسینہ' ان کے لباس اور بال سارے آثار سے برکت اور قرب الٰہی حاصل کرنا مستحب ہے۔ جب حضرت انسؓ کی وفات کا وقت آیا تو آپؓ نے وصیت کی کہ میری میت پر جو خوشبو لگائی جائے اس میں یہ پسینہ شریف شامل کیا جائے۔

Marfat.com

(مرقات)

حضور ﷺ نے اپنا تہبند شریف اپنی بیٹی حضرت زینبؓ کے کفن میں برکت کے لئے رکھوایا۔

(مرأت)

علامہ سعیدیؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے کسی پھول، مشک یا عنبر کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا۔ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے کہ کوئی عطر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوشبودار نہ تھا۔ امام ابویعلیٰؒ نے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی بیٹی کو رخصت کرتا آپ ﷺ اپنا پسینہ مبارک پونچھ کر اس شخص کو دیتے اور فرماتے کہ اپنی لڑکی سے کہو کہ اسے لگالے۔ چنانچہ جب وہ اس پسینہ کو لگالیتی تو اہلِ مدینہ اس خوشبو کو سونگھتے۔ امام دارمیؒ بیہقی اور امام ابونعیمؒ نے روایت کیا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ جس راستے سے گزرتے بعد میں گزرنے والے آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو سے پہچان لیتے کہ آپ ﷺ ادھر سے گزرے ہیں اور آپ ﷺ جس پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سجدہ کرتا۔

(شرح مسلم)

حدیث نمبر :-۹

ایک وعظ میں رسول اللہ ﷺ نے ساری غیبی خبریں سنا دیں

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ

Marfat.com

الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِی

(مشکوٰۃ باب بدءالخلق وذکرالانبیاء)

ترجمہ :-

حضرت عمرؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو ہم کو ابتداء خلق کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ جنتی جنت میں اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور دوزخی دوزخ میں اپنے مقامات پر' جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا

(بخاری)

تشریح :-

حضور پاک ﷺ کا یہ وعظ فجر کی نماز سے لے کر مغرب کی نماز تک تھا- درمیان میں سواء ظہر 'عصر کی نماز کے اور کسی کام کے لئے وعظ شریف بند نہ فرمایا اور دن بھر میں ابتداء سے انتہا تک بیان فرما دینا حضور ﷺ کا معجزہ ہے- جیسے حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑے پر زین کستے کستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے-

بعض روایات میں ہے کہ اس وعظ شریف میں پرندوں کا پر مارنا 'قطرہ کا حرکت کرنا' ذرہ کا جنبش کرنا تک بیان فرما دیا- گذشتہ ماضی کے تمام حالات اور آئندہ مستقبل کا ایک ایک حال بیان فرما دیا- یہ حضور ﷺ کے علمِ غیب کلی کی قوی دلیل ہے- اور یہ حدیث ان آیات کی تفسیر ہے- وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم نہیں جانتے)

Marfat.com

(پ۵ نساء)

"یُعَلِّمُکُمْ مَّالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ"

"اور تمہیں ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے"۔ (پ ۲ بقرۃ

؎ خدا مطلع ساخت بر جملہ غیب
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ خبیر آمدی

ترجمہ = آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر غیب پر مطلع فرمایا ہے۔ اور آپ ﷺ ہر چیز پر خبرد
ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سارے غیب حضور ﷺ کو بتائے ' حضور ﷺ کو یاد بھی رہے فرما
ہیں وَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ (اور ہر چیز میرے لئے روشن ہوگئی اور م
پہچان گیا) پھر حضور ﷺ نے یہ سب کچھ صحابہؓ کو بتایا مگر ان میں سے کسی کو سارا یاد نہ رہا۔ا
تعلیم میں بعض کو زیادہ یاد رہا بعض کو کم اور بعض کو کچھ یاد نہ رہا۔ الغرض رب نے اپنے محبو
سب کچھ سکھا دیا۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ کو سب کچھ وعظ میں بتایا۔ جیسے حضرت آدم علیہ الس
کو رب نے سارے نام سکھائے۔ "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا" (پ-1 بقر
اور حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو وہ سب نام بتادئے 'سکھائے نہیں ' یہ فرق خیال
رہے

جب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اس ہاتھ میں (جو کتاب ہے) مجھ
ایمان لانے والوں کے نام ہیں اور دوسرے ہاتھ میں جو ایمان نہیں لائیں گے ان کے نام ہیں
منافقین نے اعتراض کیا کہ ہم نے ظاہری کلمہ پڑھا ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

ہماری خبر نہیں تو پھر جنتیوں اور دوزخیوں کا کیسے پتہ چل گیا کہ فلاں دوزخ میں جائے گا اور فلاں جنت میں جائے گا۔

جب حضور اکرم ﷺ نے سنا تو منبر بچھانے کا حکم دیا ' صدرتِ جلال میں تمام سامعین کو مخاطب کرکے فرمایا۔ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ (جو چاہو پوچھو)

اس پر ایک شخص نے اپنا نسب پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ لوگ مجھ پر شک کرتے ہیں کہ تیرا باپ فلاں نہیں ' فلاں ہے۔ وضاحت فرماویں۔ تو حضور ﷺ نے اس کو اس کے حقیقی باپ حذیفہ کی خبر دی۔ بالآخر حضرت فاروق اعظمؓ نے دست بستہ (اقرار و ایمانِ رسالت کیساتھ) معذرت خواہانہ انداز میں حاضری دی اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ کیونکہ صحابہؓ تو اپنے محبوب کا جلال دیکھ کر ہیبت زدہ ہوگئے کہ منافقین کے علمِ غیب پر شک کرنے سے کہیں عذاب نازل نہ ہوجائے۔ (واللہ اعلم)

حدیث نمبر :-۱۰

جنّت و دوزخ کا مناظرہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَکَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَ قَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِیْ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَ سَقَطُهُمْ وَ غِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ

لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَ
قَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَمْشَآءُ مِنْ
عِبَادِیْ وَ لِکُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْکُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِیُٔ
حَتّٰی یَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ یَقُوْلُ قَطْ قَطْ فَهُنَا لِکَ تَمْتَلِیُٔ
وَ یُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ فَلَا یَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا
وَّ اَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ یُنْشِیُٔ لَهَا خَلْقًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(مشکوٰۃ باب خلق الجنة و النار)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت اور دوزخ نے مناظرہ کیا تو دوزخ بولی کہ میں غرور والوں اور جابروں کے لئے خاص کی گئی ہوں- جنت بولی کہ پھر میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں صرف کمزور لوگ ان میں سے گرے پڑے سیدھے سادے ہی داخل ہوں گے- اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے' تیرے ذریعے جس بندے پر چاہوں گا رحم کرونگا اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے' تیرے ذریعے جس بندے پر چاہوں گا عذاب کروں گا- تم میں سے ہر ایک کا بھرنا طے شدہ ہے- لیکن آگ تو وہ نہ بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھے گا تو کہے گی بس بس' اس وقت بھر جائے گی اور بعض بعض کی طرف سمٹ جائے گی- اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق پر ظلم نہ کرے گا- رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے

ایک مخلوق پیدا کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

جنت و دوزخ کا یہ مناظرہ قولی زبانی ہے ' نہ کہ صرف حال کا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں حواس و شعور کلام پیدا فرمایا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے) (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

مولانا روم فرماتے ہیں۔

نطقِ آب و نطقِ خاک و نطقِ گِل
ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دِل
فلسفی کو منکرِ حنانہ است
از حواسِ انبیاء بیگانہ است

ترجمہ= پانی' مٹی اور خاک کا کلام یہ سب اہلِ دل کے حواس محسوس کر لیتے ہیں فلسفی جو حنانہ کے واقعہ کا انکار کرتا ہے وہ (اس لئے) کہ حواسِ انبیاء کے ادراک سے ناواقف ہے۔

دوزخ جنت سے کہنے لگی میں تجھ سے اعلیٰ ہوں کہ مجھ میں اعلیٰ شاندار لوگ آ کر رہیں گے۔ بادشاہ' وزیر' تکبر کرنے والے اور مالدار کفار مجھ میں رہیں گے۔ تُو مجھ سے کمتر ہے کہ کمترین لوگ یعنی ضعفاء تجھ میں رہیں گے۔

دوزخ کے کہنے پر جنت نے بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کیا کہ مجھے کمزوروں کی جگہ کیوں بنایا گیا؟ میں نے کیا قصور کیا؟ خیال رہے کہ ضعفاء سے مراد بدن اور مال کے لحاظ سے کمزور لوگ

ہیں- سقط اور غرت سے مراد ہے احوال وصفات کے لحاظ سے کمزور - سقط وہ جنہیں لوگ معتبر نہ سمجھیں ان کی طرف توجہ نہ کریں- غرت وہ جو دین میں مشغلہ رکھنے والے، جنہیں دنیا کا تجربہ کم ہو کسی کو دھوکا نہ دے سکیں بلکہ چالاک انہیں دھوکا دے دیں- حدیث شریف میں ہے-

"اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ اَلْكَافِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ"

ترجمہ:- مومن صاف سادہ دل ہے اور کافر خب لئیم ہے -

چونکہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی مظہر ہے اور اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس لئے پہلے اس سے خطاب فرمایا گیا یعنی جنہیں تو ضعیف سمجھتی ہے وہ درحقیقت کمزور نہیں، وہ تو میرے رحم وکرم کا مرکز ہیں- بڑے درجے والے ہیں-

دوزخ سے فرمایا گیا اے دوزخ تو میرے غضب اور قہر کی مظہر ہے تجھ میں وہ لوگ رکھے جائیں گے جو اپنی شامت اعمال کی وجہ سے میرے غضب اور قہر کے حقدار ہوں گے- تم دونوں ہی اچھی ہو کہ میری صفات کا مظہر ہو- عذابی سے مراد ہے عذاب کی جگہ یعنی محلِ عذاب- عدل بھی میری صفت ہے اور فضل بھی میری صفت ہے- تم دونوں کا کمال اسی میں ہے کہ تم دونوں ہی بھر دی جاؤ- چنانچہ ہم تم میں کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑیں گے، دونوں کو بھر دیں گے-

شارحین نے رجلِ الٰہی یعنی قدم کے بہت معنی کیے ہیں- مگر بہتر یہ ہے کہ مراد پاؤں یعنی قدم ہے اور اللہ کے قدم سے مراد وہ ہو جو وہ خود ہی جانے- یہ فرمانِ عالی متشابہات سے ہے- ورنہ اللہ تعالیٰ اس گوشت و پوست کے ہاتھ پاؤں سے پاک ہے- جب اللہ تعالیٰ آگ میں اپنا قدمِ قدرت رکھے گا تو آگ کا جوش ختم ہو جائے گا اور زیادتی کا مطالبہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (پ۲۶ ق) بند ہو جائے گا پھر یہ قدمِ قدرت نکال لیا جائے گا-

Marfat.com

مولانا روم فرماتے ہیں-

عالمے را لقمہ کرد و در کشید
معدہ اش نعرہ زناں ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٌ

ترجمہ= تمام جہان کو لقمہ بنا کر ہضم کر لیا ابھی اس کا معدہ نعرہ لگاتا ہے کہ مجھے اور چاہئے-

دوزخ بھرنے اور عذاب دینے کے لئے کوئی مخلوق پیدا نہ کی جائے گی کیونکہ یہ ظلم ہے اور رب تعالیٰ ظلم سے پاک ہے- خیال رہے ظلم کے دو معنی ہیں- کسی کی چیز اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا' اور کسی کو بغیر قصور سزا دینا یہ کہہ کر- وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ -
ترجمہ= اور تم کو بدلہ ویسا ملے گا جیسے تم کام کرتے ہو- (پ ۲۳ یٰسین)

پہلے معنی تو رب تعالیٰ کے لئے متصور نہیں کہ ہر چیز اللہ کی مخلوق و مملوک ہے' دوسرے معنی ظلم سے رب پاک ہے-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مثقال ذرۃ - (خدا کسی کی بھی حق تلفی نہیں کرتا) (پ ۵ نساء)

خیال رہے دوزخ صرف بدعقیدگی اور بدعملی سے ملے گی' مگر جنت کسبی' وہبی' عطائی تین طرح سے ملے گی- اپنی نیکیوں سے جنت ملنا کسبی ہے' کسی نیک کے طفیل ملنا وہبی ہے جیسے مسلمان ماں باپ کے چھوٹے بچے مرے ہوئے یا دیوانہ مسلمان یا ہم جیسے گنہگار حضور ﷺ کے طفیل- جو قوم جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جائے گی انہیں جنت عطائی ملے گی- محض فضلِ الٰہی ہے- یہ مسئلہ اس حدیث پاک سے حاصل ہوا- (مرأت)

شارح بخاری قدمہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ متشابہات میں سے یا اس سے تقدم مراد ہے- یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ میں وہ لائے گا جو عذاب کے مستحق اس کے

Marfat.com

لئے رکھے گئے ہیں یا ایک مخلوق کا نام ہی قدم ہے یا وضع قدم کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو زجر
تشدید کرے گا۔ یا دوزخ کو تسلی دے گا۔ (تفہیم البخاری)

حدیث نمبر :-۱۱

اللہ کی راہ میں چلنے والوں کا ذکر

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غُدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا وَ
لَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ
لَاَضَآءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَ مَلَئَتْ وَ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا
وَّلِنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا -
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(مشکوٰۃ باب صفت الجنۃ و اھلھا)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کی
میں صبح یا شام چلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اگر جنت والی عورتوں میں

کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو ان دونوں کے درمیان کو چمکا دے اور ان کے درمیان کو خوشبو سے بھر دے اور اس کے سر کی مانگ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے۔ (بخاری)

تشریح :۔

حدیث پاک میں لفظ ''اَوْ'' شک کے لئے نہیں بلکہ بیانی نوعیت کے لئے ہے۔ اللہ کی راہ میں چلنے کی سینکڑوں قسمیں ہیں ۔نماز کے لئے مسجد میں جانا' علم دین سیکھنے کے لئے جانا' جہاد کے لئے جانا' حج وعمرہ کے لئے جانا' کسی زندہ یا وفات یافتہ کی زیارت کے لئے جانا اور سنت سمجھ کر حلال روزی کی تلاش کرنا وغیرہ۔ (اشعۃ اللمعات)

دنیا سے مراد نفس کے لئے کاروبار و مشغولیت رکھنا' یا دنیا کے عیش وآرام 'اگر خدا کرم کرے تو کھانا پینا سونا جاگنا بھی دین بن جائے اگر کرم نہ کرے تو نماز و حج اور جہاد بھی دنیا بن جائے۔ اس کا دارومدار نیت پر ہے۔

جنتی عورتوں سے مراد حوریں ہیں یا جنت میں پہنچ چکنے کے بعد دنیا کی جنتی عورتیں۔ جنت میں جنتی عورتوں کا حسن حوروں سے زیادہ ہوگا کیونکہ ان پر عبادات کا حسن بھی ہوگا۔ صاحب مرقات ملا علی قاری حنفی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں وہ عورت یا تو مشرق و مغرب کے درمیان کو چمکا دے یا جنت اور زمین کے تمام علاقہ کو چمکا دے۔ دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ یہاں جنت اور زمین کا ذکر ہو رہا ہے

(مرقات)

صاحب اشعۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے دوسرے معنی کو اختیار فرمایا۔ جنتی عورتوں کا حسن دیکھنے کے لئے آنکھیں بھی دوسری ہی عطا ہونگی 'جو اس تابش کو جھیل سکیں۔ ہم تو ان

Marfat.com

آنکھوں سے سورج کو نہیں دیکھ سکتے - مخلوق تو ان آنکھوں سے جناب مصطفیٰ ﷺ کا اصل رنگ و روپ بھی نہیں دیکھ سکتی - اسی لئے معراج رات کے وقت لوگوں سے چھپا کر کرائی گئی - یعنی سارے معجزے دکھائے گئے مگر یہ بڑا معجزہ معراج دکھایا نہ گیا بلکہ چھپا لیا گیا - صرف سنایا گیا ' کیونکہ اس دن حسنِ مصطفیٰ ﷺ اپنے اصلی رنگ میں تھا -

جنتی عورت ' جنت اور زمین کے درمیان کے علاقے کو مہکا دے ' وہ مہک بھی ایسی ہو جس کی دنیا والے تاب نہ لاسکیں - ہم خالص مشک سونگھیں تو ناک سے خون جاری ہو جائے ' وہ مہک تو اللہ اکبر -

نَصِيفُ سے مراد یا تو سر پر باندھنے والا رومال ہے جو امیر عورتیں دوپٹے کے نیچے رکھتی ہیں ' یا دوپٹہ ہی مراد ہے ' یا اس سے مراد جنتی عورت کی مانگ ہے ' مانگ میں موتیوں کی لڑی لگائی جاتی ہے ' اس لڑی کے موتیوں کی قیمت دنیا کے سارے خزانوں سے زیادہ ہے - جنتی حوروں کی یہ چیزیں اتنی بیش قیمت ہیں کہ دنیا بھر کے سونے چاندی ' ہیرے ' جواہرات اور لعل و گوہر اس ایک کی قیمت نہیں بن سکتے - (مرأت)

اللہ کی راہ میں چلنے والوں کے ذکر کے بعد ساتھ ہی جنتی عورتوں کا ذکر کیا جانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی راہ میں چلنے والو ! تمہیں بیش بہا انعام و اکرام سے نوازا جائے گا - جنتی کو ملنے والے انعام و اکرام کی عظمت و خوبی کے بیان سے جنتی کی عظمت بآسانی سمجھی جا سکتی ہے - یعنی جو چیز بطور انعام دی جا رہی ہے وہ اتنی خوبیوں والی نعمت ہے - تو جس کو دی جائے گی اس کی عظمت اس سے کہیں زیادہ ہے -

حدیث نمبر :-۱۲

جنت ایک نعمت ہے جو ہمارے فہم سے ماوراء ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ-

(مشکوٰۃ باب صفتہ الجنۃ و اھلھا)

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ ہی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خطرہ گذرا، اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھ کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے- (بخاری و مسلم)

تشریح :-

شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ صالحین یا تو بنا ہے صلاح سے یا صلاحیت سے یعنی نیک

Marfat.com

اعمال والے بندوں کے لئے یا جنت کے قابل لوگوں کے لئے - پہلی صورت میں جنت کسبی ہے 'دوسری صورت میں عام جنت کسبی ہو یا وہبی ہو یا عطائی -

(کسبی، وہبی، عطائی کی تشریح پہلے گزر چکی ہے)

جنت کی نعمتیں نہ تو بیان میں آسکتی ہیں نہ گمان میں - وہ تو دیکھ کر ہی معلوم ہونگی - اللہ تعالٰی سب مسلمانوں کو دکھائے - آمین

خیال رہے کہ یہاں آنکھ' کان اور دل سے مراد عام مسلمانوں کے آنکھ' کان اور دل ہیں - ورنہ حضرت آدم علیہ السلام تو وہاں رہ کر آئے ہیں - ہمارے پیارے نبی ﷺ نے معراج میں وہاں کی سیر فرمائی اور حضرت ادریس علیہ السلام تو وہاں ہی موجود ہیں - یا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں نہ ایسی نعمتیں ہیں نہ کسی کے دیکھنے میں آئیں -

آیت کریمہ میں بھی نفس سے مراد عام لوگ ہیں - آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد دل کی خوشی اور سرور کے اسباب ہیں 'جن سے دل میں چین رہے - آج ہم اپنے بیٹوں کو قرۃ العین یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہتے ہیں اس آیت کریمہ اور حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں پیدا ہو چکی ہیں - کیوں نہ ہوں کہ حضرت آدم و حوا علیہ السلام وہاں رہ چکے ہیں سرکار دو جہاں ﷺ دیکھ آئے ہیں - وہاں کی نعمتیں اب دنیا میں بھی آ رہی ہیں - نیل و فرات وہاں سے آئے ہیں - اور حجر اسود بھی جنت سے آیا ہے - جیسے روایات میں مذکور ہے - (مرآت)

جنتیوں پر جب حُسنِ خدا جلوہ فرما ہوگا تو وہ اس دیدار میں مست ہو جائیں گے حُسنِ مصطفٰے ﷺ جب آشکار ہوگا تو عشاق چین پائیں گے -

Marfat.com

حدیث نمبر :-۱۳

نیک بندوں کی شفاعت کا ذکر

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَفُّ اَھْلُ النَّارِ فَیَمُرُّبِھِمُ الرَّجُلِ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ یَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَہٗ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ

(مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخی لوگ صف بستہ ہونگے تو جنتیوں میں سے ایک شخص ان پر گزرے گا تو ان دوزخیوں میں سے ایک کہے گا اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں میں وہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور ایک اور دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا- یہ جنتی ان کی شفاعت کرے گا پھر اسے جنت میں داخل کریگا- (ابن ماجہ)

Marfat.com

تشریح :-

جنتیوں کے راستے میں گنہگار مسلمان دوزخ میں جانے کے لئے ایسے صف باندھے کھڑے ہونگے جیسے امیر وغنی کی راہ میں بھکاری صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں- (مرقات)

وہ ان سے یہ آس لگائے کھڑے ہونگے کہ کوئی ہمیں پہچان لے اور چھڑائے - ادھر جنتی آگے پیچھے گذر رہے ہونگے-

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ وہ شخص کہے گا کہ میں نے تجھے فلاں وقت کھانا کھلایا فلاں وقت سلام کیا' فلاں وقت کپڑا دیا 'فلاں وقت تجھے محبت سے کچھ معمولی ہدیہ پیش کیا تھا- غرضیکہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا 'یہ بھی اسی طرح سہارا لے گا - یہ دو چیزیں بطور مثال ارشاد ہوئی ہیں- (مرقات)

حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے-

☆- صالحین ' علماء اور شہدا کی شفاعت برحق ہے-

☆- شفاعت سے ہم جیسے گنہگاروں کی تقدیریں پلٹ جائیں گی ' دیکھو یہ پکارنے والا دوزخیوں کی صف میں آ گیا تھا -شفاعت کی برکت سے وہاں سے نکل کر جنتی ہو گیا دعا سے قضا بدل جاتی ہے- (مرأت)

ہم جیسے گنہگاروں کو چاہئے کہ صالحین' مقبولین کی خدمت کیا کریں- ان کی خدمت بڑا کام آئے گی- ان سے تعلق رکھیں ان سے تعلق بہت فائدہ دے گا- انہیں ہدیہ پیش کریں اگرچہ زبانی اچھی بات ہی ہو یعنی محبت والی بات- (مرقات و اشعتہ)

رب تعالٰی کی قدرت یہ ہے کہ ہر ایک کو براہِ راست بغیر وسیلہ ہر چیز دے ' مگر قانون

Marfat.com

یہ ہے کہ گنہگاروں کو نیکو کاروں کے وسیلہ سے دے - دیکھو ان دوزخی صف والوں کو رب ہی بخشے گا مگر جنتی راہ گذروں کی شفاعت سے ' بلکہ ان لوگوں کو جنتیوں کے راستہ میں اسی لئے کھڑا کرے گا کہ انہیں ان کے وسیلے سے شفاعت کی بھیک ملے-

دنیا میں اللہ والوں سے تعلق چاہئے' ان کو دیکھنا بھی کل قیامت میں کام آئے گا-

اُٹھ جاگ فریدا سُتیا ' خلقت دیکھن جا

مت کوئی بخشیا مِل پَوے کہ تو بھی بخشیا جا

قیامت میں جان پہچان بھی کام آئے گی- یَدْخُلُہُ الْجَنَّۃَ فرما کر یہ بتایا کہ وہ جنتی اس دوزخی کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا-

قیامت کے دن لوگوں کو اپنے اچھے بُرے اعمال یاد ہونگے - دنیا کی دوستیاں' آپس کے سلوک یاد ہونگے' ایک دوسرے کی پہچان ہوگی-

وفات یافتہ بزرگوں کی فاتحہ' ختمِ قرآن وغیرہ انشاء اللہ قیامت میں کام آئے گی' کیونکہ اس میں بھی ان حضرات کی خدمت میں کھانے پانی وغیرہ کا ثواب ہدیہ کیا جاتا ہے- ممکن ہے کہ ان کے ذریعے ہم کو ان کی شفاعت نصیب ہو جائے- (مرأت)

حدیث نمبر :-۱۴۰

جنّت میں داخلہ کی تعداد

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ

Marfat.com

اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ اَرْبَعَ
مِائَۃَ اَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ زِدْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ وَھٰکَذَا فَحَثَ بِکَفَّیْہِ وَجَمَعَھُمَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ زِدْنَا
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَھٰکَذَا فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا یَا بَا بَکْرٍ فَقَالَ
اَبُوْ بَکْرٍ وَمَا عَلَیْکَ اَنْ یُّدْخِلَنَا اللّٰہُ کُلَّنَا الْجَنَّۃَ فَقَالَ
عُمَرُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِنْ شَآءَ اَنْ یُّدْخِلَ خَلْقَہُ الْجَنَّۃَ
بِکَفٍّ وَاحِدٍ فَعَلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
صَدَقَ عُمَرُ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ -

(مشکوٰۃ باب الحوض و الشفاعۃ)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے چار لاکھ کو بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا - تو جناب ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو اور زیادہ دیجئے 'فرمایا اس طرح اور پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ملائے ان کا لپ بھرا - حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں زیادہ دیجئے 'فرمایا اور اسی طرح' تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابوبکر ہمیں چھوڑ و بھی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تمہارا کیا حرج ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے ؟ تو حضرت عمرؓ

Marfat.com

نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو ایک مٹھی میں ساری خلقت کو جنت میں داخل کر دے ' وہ کر سکتا ہے'
(شرح سنہ)
تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمرؓ سچ کہتے ہیں۔

تشریح :-

یہ چار لاکھ کی تعداد حضور ﷺ کی امت کی ہے ' جو احکام شرعیہ کے مکلف تھے۔ انبیاء کرامؑ 'مومنوں کے ناسمجھ بچے جو فوت ہو جائیں ' دیوانے جو دیوانگی میں فوت ہوئے ان کا کچھ حساب نہیں۔ انبیاء کرامؑ کے بلا حساب جنت میں داخلے کی تائید یہ آیت کریمہ کر رہی ہے۔

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (پ ۲۴ مومن)

(یعنی وہ جنت میں داخل ہونگے اور انہیں وہاں بغیر حساب رزق دیا جائے گا)

ان چار لاکھ کے علاوہ رب تعالیٰ کے لپ بھر اور بھی بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ حق تعالیٰ ان مومنوں کو اپنے دونوں دستِ قدرت میں لے کر وہاں پہنچا دے گا۔ خدا کرے ہم بھی اس لپ میں ہوں 'منہ چھوٹا ہے طلب بڑی ہے 'مگر وہ بڑی قدرتوں والا ہے۔ حضور ﷺ نے دونوں ہاتھ جمع فرما کر یہ بتایا کہ رب تعالیٰ مٹھی بھر کر نہیں بلکہ دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر بخشے گا۔

صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور زیادہ کی بخشش کی خبر دیجئے اور زیادہ بخشش کرایئے۔ حضور ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ کو بغیر حساب بے عذاب بخشے۔ کیونکہ رب تعالیٰ ' آپ کی بات ٹالتا نہیں جو آپ ﷺ کہتے ہیں رب وہی کرتا ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (اور عنقریب تمہارا رب تمہیں عطا کرے گا سو آپ راضی ہو جائیں گے)۔ (پ ۳۰ ضحٰی)

حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابو بکرؓ یہ اجمال رہنے دو زیادہ کی تصریح نہ کراؤ تا کہ ہم خوف و

Marfat.com

امید پر اعمال کرتے رہیں-صدیق اکبرؓ کہنے لگے عمرؓ ذرا خاموش تو رہو میں حضور ﷺ سے ساری امت کے لئے بے حساب جنتی ہونے کا وعدہ لے لیتا ہوں-اے عمرؓ تمہارا اس میں کیا بگڑتا ہے کہ سارے امتی بے حساب جنتی ہو جائیں؟ خیال رہے کہ اللہ ورسول ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے بڑھ کر رحیم و کریم ہیں-

حضرت عمرؓ کہنے لگے اے ابوبکرؓ تم جو کچھ چاہتے ہو وہ تو حاصل ہو گیا کہ صرف چار لاکھ کا حضور ﷺ نے ذکر نہیں فرمایا 'ساتھ ہی رب کے لپ بھر کا بھی ذکر ہے 'یہ لپ بڑا وسیع ہے -یاد رہے اللہ تعالیٰ لپ سے پاک ہے یہاں دستِ قدرت کا لپ مراد ہے-

یہاں صدیق اکبرؓ کی عرض و معروض میں غلبۂ اُمید کی جھلک ہے اور عمر فاروقؓ کی عرض و معروض میں رضا بالقضاء کا ظہور ہے- اس لئے حضرت عمرؓ کے قول کی تائید بارگاہ نبوت سے ہوئی نیز سب لوگ بغیر حساب بخش دیے جائیں تو شفیعوں کی شفاعت 'محبوبوں کی محبوبیت 'گرتوں کو سہارا دینے والے 'ڈوبتوں کو ترانے 'بگڑتوں کو بنانے' گرتوں کو سنبھالنے کا ظہور کیسے ہو ؟ اس لئے حضرت عمرؓ کے قول کو ترجیح دی گئی اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں-قیامت میں گنہگاروں کو بخشنا بھی ہے ' مگر محبوبیت کی شانِ بندہ نوازی بھی دکھانی ہے-

(مرأت)

علامہ سعیدی فرماتے ہیں کہ حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس اللہ کا پیغام آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اللہ میری آدھی امت کو جنت میں داخل کر دے یا میں شفاعت کروں-چنانچہ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور یہ شفاعت ہر مسلمان کو حاصل ہو گی جو شرک پر نہیں مرے گا-

Marfat.com

علامہ موصوف نے شرح مسلم میں ۴۹ اقسام کی شفاعت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ایک قسم ''جب تک چاہیں شفاعت کریں'' بھی ہے۔ (شرح مسلم)

حدیث نمبر :-۱۵

ایک گنہگار کی صرف کلمۂ شہادت پر بخشش

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ سِجِلاًّ كُلَّ سِجِلٍّ مِثْلَ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اَظَلَمَكَ كَتَبَتِیْ الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰی اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَّاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلُ اُحْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذَا الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِیْ كَفَّةٍ وَّالْبِطَاقَةُ فِیْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ

Marfat.com

الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ (مشکوۃ باب الحساب و القصاص والمیزان)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو قیامت کے دن مخلوق کے سامنے چھانٹے گا تو اس کے سامنے ننانوے دفتر پھیلائے جائیں گے- ہر دفتر تا حدِ نگاہ ہوگا - پھر فرمائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے ؟ کیا تجھ پر میرے نگران کاتبین نے ظلم کیا ہے ؟ عرض کرے گا نہیں یارب - پھر فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ عرض کرے گا نہیں یارب-تو فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا- تو ایک ورق نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ - رب فرمائے گا جا اپنے تول پر حاضر ہو وہ کہے گا یارب یہ ورق ان دفتروں کے مقابل کیا ہے؟ رب فرمائے گا کہ ظلم نہیں کیا جائے گا ، پھر یہ ورق ایک پلڑے میں اور دفتر دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا ، تو یہ دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور وہ ورق بھاری ہو جائے گا- اللہ کے نام کے مقابل کوئی چیز وزنی نہ ہوگی (ترمذی ابن ماجہ)

تشریح :-

باقی مخلوق سے ایک شخص کو الگ کر کے اس کے سامنے ننانوے دفتر پھیلائے جائیں گے اور اسے دکھائے جائیں گے ، لفظ سجل سین اور جیم پر زیر اور لام پر شد یعنی قرآن کریم میں

دفتر کے محافظ فرشتے کو سجل فرمایا گیا ہے۔ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ترجمہ = جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں۔

خیال رہے قیامت میں کوئی شخص اندھا ' کانا' ان پڑھ نہ ہوگا۔ ہر جاہل سے جاہل شخص بھی اس دن سب کچھ پڑھے گا۔ یہ بھی خیال رہے کہ بندے کا یہ اقرارِ جرم ہی اللہ کو آج پیارا ہے۔ کل قیامت میں بھی پیارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اقرارِ جرم کی توفیق دے بہانہ بازیاں اور انکارِ جرم بڑی سخت پکڑ ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

عذرِ بدتر از گنہ کا ذکر کیا
ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے

یہاں عذر سے مراد اپنی معذوری یا بہانہ ہے جو گناہ کا باعث ہو یعنی کیا تیرے پاس کوئی وجہ گناہ موجود ہے؟ بندہ عرض کرے گا کوئی عذر نہیں میں نے بغیر کسی مجبوری 'بغیر کسی بے علمی کے گناہ کئے ہیں۔ میں گناہگار ہوں معافی دے دیجئے۔ جس لائق میں تھا وہ میں نے کر دیا ' جو تیری شان عالی کے لائق ہے وہ تُو کر۔ میں گناہگار' تُو ستار و غفار ہے مہربانی فرما۔

صاحب لمعات فرماتے ہیں کہ بندے کے اس عذر پر دریائے رحمت جوش میں آ جائے گا بطاقہ وہ چھوٹا سا پرچہ جو حفاظت کے لئے کپڑے میں لپیٹ کر رکھا جائے ' طاق کپڑے کی تہہ کو کہتے ہیں ''ب'' زائد ہے۔ (قاموس و لمعات)

معلوم ہوا مومن کا کلمہ طیبہ رب کی بارگاہ میں بڑا محفوظ ہوتا ہے۔ یہ کلمہ وہ ہوگا جسے مومن زندگی میں صدقِ دل سے پڑھا کرتا تھا' اور جو اس نے مرتے وقت پڑھا تھا اسی پر جان رب کے سپرد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ کلمہ طیبہ پر فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

اس بندے کو کہا جائے گا کہ میزان اعمال پر جا اور اپنے دفتروں کو اس پرچہ سے وزن کرا معلوم ہوا ' وہاں وزن باٹوں سے نہ ہوگا بلکہ نیک اعمال کا بُرے اعمال سے ہوگا۔ اس لئے حضرات انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ کے وزن نہیں کیونکہ کوئی گناہ نہیں پھر وزن کس چیز سے ہو ؟

وہ عرض کرے گا یا رب اس وزن سے سوائے میری رسوائی کے اور کیا ہوگا ؟ ابھی تو معاملہ تیرے حضور ہے ' اور جب وزن ہوا تو اس وزن کو سب دیکھیں گے۔ وہاں یہ پرچہ یقیناً ہلکا ہوگا تو میری رسوائی ہی ہوگی۔ اس لئے وزن نہ کرا۔ بلکہ میرا پردہ رکھ لے۔ یہ تو بندے کی عرض تھی لیکن اللہ کے حکم سے کلمہ شہادت کا وہ پرچہ نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا اور گناہوں کے پلڑہ میں لاکھوں من کے دفتر۔ معلوم ہوا وزن خود اعمال کا نہ ہوگا بلکہ اعمال کی تحریروں کا ہوگا۔ جو نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ (اور جسے چاہے بخش دے)

حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے:-

توغنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو مے دانی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفےٰ پنہاں بگیر

خیال رہے کہ قیامت کے دن وزن بقدرِ اخلاص ہوگا منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے ' آج مرزائی ' چکڑالوی وغیرہ بھی کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کے کلمے کا کوئی وزن نہیں ' گویا یہ بے معنی الفاظ ہیں۔ حضور ﷺ کے نام مبارک کا جب یہ وزن ہے تو سمجھو کہ حضور ﷺ کے اعمال کا

وزن کیا ہوگا ؟حضور ﷺ کا ایک سجدہ ہم جیسے کروڑوں گنہگاروں کے گناہوں سے زیادہ وزنی ہوگا - خدا تعالیٰ ہماری بدکاریوں کو ہماری نیکیوں سے نہ تولے بلکہ اس راتوں کو رونے والے ' گنہگاروں کے غم کھانے والے 'امت کے رکھوالے کے سجدہ سے وزن فرمادے تاکہ ہم ڈوبتوں کا بیڑا پار ہو جائے-

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اعمال کا وزن نہ ہوگا کیونکہ کارخانہ قدرت میں کوئی ترازو ایسا نہیں بنا جو حضور ﷺ کے اعمال تول سکے' جس طرح آج بھی کوئی ترازو ایسا نہیں جو سمندر کے پانی یا ہوا کو تول سکے 'سورج کی روشنی کا کوئی صحیح میٹر نہیں ہے- (مرأت)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایک پلڑے میں گناہوں کے لاکھوں من دفتر اور دوسرے پلڑے میں صرف کلمۂ شہادت ہوگا جو ان لاکھوں دفتروں سے زیادہ وزنی ہوگا - اور یہ گنہگار صرف کلمۂ شہادت کی بنا پر جنت میں داخل ہوگا-

کسی شاعر نے کہا ہے :-

اس شانِ کریمی نے کچھ اس انداز سے تولا
بھاری ہی رہا میرا دیدۂ تر دامنِ تر سے

حدیث نمبر :-١٦

جنت میں بغیر حساب کے داخلہ

عَنْ اَبِیْ اَمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَ عَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ

Marfat.com

سَبْعِيْنَ اَلْفٍ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَثَلٰثُ حَثَيَاتٍ مِّنْ حَثَيَاتِ رَبِّیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنِ مَاجَةَ -

(مشکوٰۃ باب الحساب والقصاص والمیزان)

ترجمہ :-

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار جنت میں اس طرح داخل فرمائے گا کہ نہ ان کا حساب ہوگا نہ عذاب اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار' میرے لپوں میں سے تین لپ- (احمد ترمذی ابن ماجہ)

تشریح :-

عربی زبان میں لفظ سَبْعَتِیْنَ یا سَبْعِیْنَ الف زیادتی بیان کرنے کے لئے آتا ہے' وہی یہاں مراد ہے 'لاحساب کے معنی کہ ان سے مطلقاً حساب نہ ہوگا اور جب حساب ہی نہ ہو تو عذاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ' ان سے نہ حسابِ یسیر ہوگا نہ حسابِ مناقشہ- صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ یہاں حساب مناقشہ کی نفی ہے- پیشی والا حساب تو ہوگا- (مرقات)

حساب سے مراد حسابِ قیامت ہے اور ہوسکتا ہے کہ حسابِ قیامت اور حسابِ قبر دونوں مراد ہوں نہ حسابِ قبر سب کے لئے ہے نہ عذابِ قیامت سب کے لئے ہے- بعض حضرات ان حسابوں سے الگ ہیں- (ماوراء ہیں) (مرأت)

Marfat.com

پہلے ستر ہزار تو وہ تھے جو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے بے حساب جنتی ہوئے اور یہ دوسرے ستر ہزار وہ ہیں جو ان پہلے والوں کے طفیل ان کی خدمت' ان کے قُرب کی وجہ سے بے حساب جنت میں جائیں گے۔ گلدستہ میں پھولوں کے ساتھ اگر گھاس بھی بندھ جائے تو وہ بھی عزت پا جاتی ہے۔ یعنی ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بے شمار لوگ ہونگے' جوان کے طفیل بخشے جائیں گے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ در روزِ اُمید و بیم
بَداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

ترجمہ = میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن بدوں کو نیکوں کے طفیل اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔

ظاہر یہ ہے کہ ثَلٰثَ معطوف ہے سَبْعُوْنَ اَلْفًا پر مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار اور رب تعالیٰ کے تین لپ۔ بعض نے فرمایا کہ یہ معطوف ہے سَبْعِیْنَ اَلْفًا پر اور یَدْخُلُ کا مفعول ہے۔ یعنی مجھ سے رب نے وعدہ فرمایا کہ تین لپ بھر اور بھی جنت میں بے حساب بھیجے گا۔ مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ لپ سے مراد ہے بے اندازہ کیونکہ جب کسی کو بغیر گنے بغیر تولے ناپے دینا ہوتا ہے تو وہاں لپ بھر بھر کر دیتے ہیں۔

یہ حدیث متشابہات سے ہے ورنہ رب تعالیٰ مُٹھی اور لپ سے پاک ہے۔ (مرأت)

ایک مجلسِ وعظ میں سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء کو بے شمار نعمتیں عطا کیں اور علوم غیبیہ سے نوازا' لیکن جب اپنے آخری نبی محبوب آخر الزماں کی

باری آئی تو اپنی تمام وکمال نعمتیں ساری کی ساری انڈیل دیں جیسے کہ کسی آدمی کی بہت اولاد ہو تو وہ جھول بھر کر اپنی اولاد میں شیرینی تقسیم کرنے لگے اور جب آخری بیٹا آئے تو اس پر اپنی پوری جھول نچھاور کردے- کہ یہ سب کچھ تم لے لو ' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام کی سب نعمتیں اپنے محبوب نبی کو عنایت فرمادیں-

حدیث نمبر :-۱۷

مومن کی بخشش اور کفار پر عذاب

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِى الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَ يَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَىْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِىْ نَفْسِهٖ اِنَّهٗ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا فِى الدُّنْيَا وَ اَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَ اَمَّا الْكُفَّارُ الْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

(مشکوٰۃ باب الحساب والقصاص والمیزان)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قریب کرے گا اس پر اپنا پردہ رکھے گا - اور اسے چھپائے گا' پھر فرمائے گا کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ وہ کہیں گے ہاں یارب- حتیٰ کہ اس سے اس کے سارے گناہوں کا اقرار کرا لے گا - اور وہ شخص اپنے دل میں سمجھے گا کہ ہلاک ہوا ' رب فرمائے گا کہ میں نے یہ عیب دنیا میں چھپا لئے تھے اور آج انہیں بخشتا ہوں پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اسے دے دی جائے گی- لیکن کفار و منافقین کے سامنے پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب پر جھوٹ بولتے تھے- خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے- (بخاری و مسلم)

تشریح :-

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ کَـــنَف کے کئی معنی ہیں 'پردہ حفاظت' نگاہ' سایہ' پرندے کے بازو وغیرہ مگر یہاں پردہ کے معنی میں ہے- (اشعۃ)

چونکہ پرندہ انہیں بازوؤں 'پروں سے اپنے انڈوں بچوں کو چھپاتا بھی ہے اور ان کی حفاظت بھی کرتا ہے اسلئے اسے کَنَف کہتے ہیں-

قیامت کے دن مومن کو گناہوں کے حساب کے وقت محشر والوں سے چھپایا جائے گا کسی کو خبر نہ ہوگی کہ رب نے کیا حساب لیا اور بندے نے کیا حساب دیا- (مرأت)

فرمانِ پاک سے معلوم ہوا کہ مومن اپنے گناہوں کا فوراً اقرار کرلے گا -وہاں بہانے نہ بنائے گا بلکہ کفار و منافقین جھوٹ بولیں گے-

وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ (اور اللہ کی قسم ہم مشرکوں سے نہ تھے) (پ ۷ انعام)

Marfat.com

یہ بھی معلوم ہوا کہ مومنوں کی نیکیوں کا حساب علانیہ ہوگا اور گناہوں کا خفیہ ہوگا- بلکہ نیکی مومنوں کے چہرے پر نمودار ہوگی ' کہ ان کے منہ چمکتے ہونگے -مگر بدوں کی برائیاں چہروں پر ظاہر نہ ہونگی 'ان کے منہ نہ بگڑیں گے کیوں نہ ہو کہ یہ لوگ پردہ پوش لج پال محبوب ﷺ کی امت میں سے ہیں-ان کی پردہ پوشی دنیا میں بھی ہے ' آخرت میں بھی ہوگی-

گنہگار سوچے گا کہ اب میں پکڑا گیا ' عذاب میں گرفتار ہوا ' وہ شخص یہ دل میں ہی سوچے گا کسی کو بتائے گا نہیں 'اس لئے فی نفسہٖ فرمایا گیا ' رب بھی اس شخص کے عیب چھپائے گا اور بندہ بھی خاموش رہے گا - اس فرمان الٰہی سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں دنیا کے چھپے گناہوں کو جو بندہ خود ہی اعلانیہ کرتا رہا ہو پھر وہاں بھی اعلان ہوگا -

حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مومن کی بخشش ضرور ہوگی -کسی کو اول ہی بخشا جائے گا ' کسی کو کچھ سزا دے کر - کسی کو شفاعت کے پانی سے اس کے گناہ دھوکر ' کسی کی بخشش دوزخ کی آگ میں کچھ روز تپا کر ' بہر حال ہر گنہگار کی بخشش یقینی ہے ' کیوں نہ ہو کہ محبوب کی امت ہے- علامہ اقبال فرماتے ہیں-

ے کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے

قیامت میں اس مومن کو تحریر دی جائے گی یہ تحریر گویا جنت کا پروانہ اور ویزا ہوگا - اس میں بندے کی نیکیوں کا ذکر تو ہوگا مگر گناہوں کا تذکرہ نہ ہوگا - کیونکہ وہ تو معاف کر دئے گئے -کفار ومنافقین کی نیکیوں کا ذکر تک نہ ہوگا ' کیونکہ وہ سب رَد ہو چکیں - بغیر ایمان کے کوئی نیکی صدقہ وغیرہ قبول نہیں نیز وہ لوگ ان نیکیوں کا بدلہ دنیا میں اللہ کی نعمتیں استعمال کر چکے' ہاں ان کے

Marfat.com

گناہوں کا اعلان بھی ہوگا اور ان کا حساب بھی اعلانیہ ہوگا- کیونکہ وہ پردہ پوش نبی کریم ﷺ کے دامن سے دور رہے-

لہٰذا اے مومن تو اپنے سَتَّارُ الْعُیُوب اور غَفَّارُ الذُّنُوب رب سے عشق کی امید بھی رکھ اور اس کی ناراضگی کا خوف بھی رکھ- اسی امید وخوف کے درمیان ایمان ہے-

مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے عیوب تلاش کر کے ان کا اظہار کرتا پھرے-

حدیث نمبر :-۱۸

دنیا کے زوال کی علامت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ةَ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْیءُ دُوَلًا وَالْاَ مَانَةُ مُغْنَمًا وَالزَّكوٰةُ مَغْرَمًا وَ تُعَلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَ عَقَّ اُمَّهٗ وَ اَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَ اَقْصٰی اَبَاهُ وَ ظَهَرَتِ الْاَ صْوَاتُ فِیْ الْمَسَاجِدِ وَسَادَا لْقَبِیْلَةَ فَا سِقُهُمْ وَ كَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلُهُمْ وَاُكْرِمُ الرَّجُلُ مَخَافَةِ شَرِّهٖ وَ ظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَ لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا

Marfat.com

فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَ زَلْزَلَۃً وَ خَسْفًا وَ مَسْخًا وَ قَذْفًا وَ اٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ فَتَتَابَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب غنیمت کو اپنی دولت وامانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو ٹیکس بنالیا جائے اور غیر دین کے لئے علم حاصل کیا جائے اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے اپنے دوست کو قریب اور باپ کو دور کرے اور مسجدوں میں آوازیں اونچی ہوں 'اور آدمی کی تعظیم اس کے شر کے خوف سے کی جائے اور رنڈیاں 'باجے ظاہر ہو جائیں اور شراب پی جائے 'اور اس کے پچھلے' پہلے والوں پر لعنت کریں - اس وقت تم سُرخ ہوا 'زلزلہ 'دھنسا اور صورتیں بدلنا' پتھر برسنے اور ان نشانیوں کا انتظار کرنا جو لگا تار ہونگی 'جیسے ہار جس کا دھاگہ توڑ دیا جائے تو لگا تار گرے -

(ترمذی)

تشریح :-

جہاد میں مالِ غنیمت غازیوں میں تقسیم ہوتا ہے گویا غنیمت غازیوں کا حصہ ہوتا ہے مگر قریب قیامت مالِ غنیمت مالدار آپس میں تقسیم کرلیا کریں گے اور غریب غازیوں کو اس سے محروم کر دیا کریں گے- اسے اپنی دولت سمجھیں گے اور امانت کا مال 'مالِ غنیمت کی طرح ہضم کر جائیں گے- زکوٰۃ زکوٰۃ ٹیکس سمجھ کر ادا کریں گے یعنی بے دلی اور بد دلی یا مجبور ہو کر دیں

Marfat.com

گے۔مسلمان دینی علوم چھوڑ کر دنیاوی علوم پڑھیں گے یا دینی علوم دین کے لئے نہیں بلکہ دنیا کمانے کے لئے پڑھیں گے۔تبلیغ دین کے لئے نہیں پڑھیں گے۔ جیسے آج عربی فاضل' تنظیم المدارس یا فقہ وتفسیر وحدیث کی ایک آدھ کتاب صرف امتحان کے لئے پڑھ لیتے ہیں۔ ان کا مقصد امتحان پاس کر کے نوکری حاصل کرنا ہوتا ہے۔بعض صرف وعظ گوئی کے لئے دینی علم پڑھتے ہیں۔ (مرأت)

خیال رہے دنیاوی علوم پڑھنا جرم نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ جدید علوم سیکھنے کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی ضرور حاصل کریں ' تاکہ اپنے پیارے مذہب سے بھی واقفیت حاصل ہو۔ مقامِ افسوس ہے کہ آج بعض ایم اے پاس کو دعائے قنوت یا نماز جنازہ بھی یاد نہیں بلکہ تجربہ ہے کہ بعض میٹرک پاس کو غسل کے فرائض تک کا علم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرمائے۔ (مرأت)

نبی کریم ﷺ نے علاماتِ قیامت بتاتے ہوئے فرمایا کہ آدمی بیوی کے کہنے میں آکر ماں سے دور رہے گا۔ ماں کی نافرمانی کرے گا۔ نیک باپ سے نفرت اور فاسق دوستوں سے محبت کرے گا۔غرض یہ کہ بیوی اور دوستوں کی محبت میں والدین کو ستائے گا۔ اور مسجدوں میں دنیاوی باتوں کا شور ' لڑائیاں ' جھگڑے ہونے لگیں گے۔ دیکھ لو آج کل مسجدوں میں قتل ہو رہے ہیں محفلِ نعت ' میلاد شریف' ذکر کے حلقے تو حضور ﷺ کے زمانہ ہی میں مسجدوں میں ہوتے تھے یعنی آپ ﷺ کی ظاہری موجودگی میں بلند آواز میں ذکر ہوتا تھا۔ حضرت حسانؓ مسجد نبویؐ میں حضور ﷺ کی نعت شریف پڑھتے تھے۔حضور ﷺ نے مسجد میں اپنا میلاد خود ارشاد فرمایا ہے۔ بلکہ حضور ﷺ کے وعظ پر نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے لہٰذا یہ آوازیں یہاں مراد نہیں۔ (مرأت)

Marfat.com

آدمی کی تعظیم اس کی شرارتوں کے خوف سے ' رنڈیاں باجے ظاہر ہونا اور فاسق وفاجر کا سردار بننا - یہ تینوں باتیں آج کل دیکھی جا رہی ہیں- شریر لوگوں کے سامنے حق بات کہنے سے لوگ ڈرتے ہیں- عرب کے عام علاقوں میں شراب کھانے کا جزو بن چکی ہے- ریڈیو ٹی وی کے علاوہ آج ڈش انٹینا اور کیبل سے اکثر گھر رنڈی خانہ بنے ہوئے ہیں اور ہر در و دیوار سے گانے کی آوازیں آ رہی ہیں- یہودی لابی کے فحش لٹریچر سے ہماری نسل تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے-

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمانوں میں مذکورہ عیوب جمع ہو جائیں گے تو ان پر پانچ دنیاوی عذاب یکے بعد دیگرے مسلسل آئیں گے- یعنی سُرخ ہوا' زلزلہ' دھنسا' صورتیں بدلنا اور پتھر برسنا - یہ عذاب اس طرح آئیں گے جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جانے پر اس کے دانے مسلسل اوپر تلے گرتے ہیں- دیکھ لو مسلمانوں میں یہ تمام عیوب پیدا ہو چکے ہیں- بعض عیوب مسلمانوں میں ایسے بھی پیدا ہو چکے ہیں- جو کسی دوسری قوم میں نہیں مثلاً مسجدوں کی بے ادبی' سلف صالحین کو مشرک کہنا' ان کو گالیاں بکنا' عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خچر کے کُھر کے نعل کا بھی بڑا ادب واحترام کرتے ہیں- مگر مسلمان خود ہی حضور ﷺ کی ذات اقدس میں نقائص کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور حضور ﷺ کے تبرکات خود مٹا رہے ہیں- ساری قومیں اپنے بزرگوں کا بڑا احترام کرتی ہیں- حتیٰ کہ ہندو ہنومان کا ادب کرتے ہیں جو رام چندر کا ساتھی تھا اور مصیبت کا مددگار تھا- مگر مسلمان قوم میں ایسے افراد بھی ہیں جو اپنے نبی کی بیویوں' دوستوں پر تبرا کرنا عبادت سمجھتے ہیں- (مرآت)

ابن عساکرؒ نے حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کی محبت ایمان ہے- ان سے بغض رکھنا کفر ہے ' جو میرے صحابہ کرامؓ کو بُرا کہے اس پر اللہ کی

لعنت ہے اور جوان کی عزت کی حفاظت کرے میں اس کی حفاظت کروں گا۔ (مرقات)

دیکھ لو اب مذکورہ عذاب آنے شروع ہو چکے ہیں ہر جگہ مسلمان زمینی اور آسمانی مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ (مرآت)

حدیث نمبر :-۱۹

قیامت کیسے وقت میں آئے گی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَالْيَوْمِ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنَ السَّاعَةِ كَالضَّرِمَةِ بِالنَّارِ

رواه الترمذی۔ (مشکوٰة باب اشراط الساعة)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ زمانہ جلد گذرنے لگے گا۔ تو ایک سال ایک مہینہ کی طرح ہوگا اور مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح ایک دن ایک گھڑی کی طرح اور گھڑی آگ سلگانے کی طرح۔ (ترمذی)

Marfat.com

تشریح :-

یہ زمانہ یا تو اس طرح گزرے گا کہ زمانہ اور وقت میں برکت نہ ہوگی- انسان ایک کام بھی نہ کر سکے گا کہ دن ختم ہو جائے گا یا اس طرح کہ لوگ مصیبتوں' آفتوں میں مبتلا ہو جائیں گے کہ انہیں وقت محسوس نہ ہوگا - مصیبت کا زمانہ اگر محسوس کیا جائے تو دراز محسوس ہوتا ہے- اگر احساس ہی نہ رہے اور ہوش اُڑ جائیں تو وقت محسوس ہی نہیں ہوتا یا لوگوں میں عیش و آرام بہت زیادہ ہوگا اور عیش و آرام کا زمانہ محسوس نہیں ہوتا-

''ضَرِمَه ''ض کے فتح اور '' ر ''کے کسرہ سے بمعنی آگ سلگانا جو جلانے سے پہلے ہوتا ہے- یہ فرمانِ عالی بطور مثال سمجھانے کے لئے ہے -یہاں ساعت سے مراد پل' سیکنڈ یا گھڑی نہیں بلکہ کم از کم ایک گھنٹہ مراد ہے- (مرأت)

حدیث نمبر :-۲۰

بحیرہ راہب کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شجر و حجر کا سلام

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٌ رض قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا هُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیْ وَالدَّارِمِیْ

Marfat.com

(مشکوٰۃ باب المعجزات)

ترجمہ :-

حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا کہ ہم لوگ اس کے بعض اطراف میں گئے تو جو درخت 'پتھر آپ ﷺ کے سامنے آتا تھا وہ کہتا تھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو- (ترمذی و دارمی)

تشریح :-

غالباً یہ واقعہ ظہورِ نبوت کے بعد کا ہے 'آپؓ کسی کام کے لئے حضور ﷺ کے ساتھ مکہ کے اطراف میں گئے تھے-

ظاہر ہے کہ درختوں' پتھروں کا یہ سلام حضرت علیؓ نے خود سنا- لہٰذا اس واقعہ میں حضور ﷺ کا معجزہ اور حضرت علیؓ کی کرامت دونوں کا ذکر ہے- اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہمارا یہ عرض کرنا " اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ " شرک یا حرام نہیں بلکہ جائز ہے- اسے تو پتھر اور درخت بھی حرام نہیں سمجھتے -نماز میں بھی پڑھتے ہیں - " اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ " سلام ہو آپ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- لہ

ترمذی اور دارمی کی ایک اور روایت میں حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ابو طالب شام کی طرف گئے ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ قریش کے سرداروں کی جماعت میں تشریف لے گئے- جب وہ راہب پر پہنچے تو اترے' سواریاں کھولیں' ان کے پاس راہب آ گیا حالانکہ اس سے قبل یہ لوگ گزرتے تھے تو وہ ان کے پاس نہ آتا تھا- وہ لوگ ابھی اپنا سامان کھول ہی رہے تھے کہ راہب ان لوگوں کے درمیان گھسنے لگا' حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور بولا یہ تمام نبیوں

Marfat.com

کے سردار ہیں- یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے "تو قریش کے سرداروں نے پوچھا تجھ کو کیسے علم ہوا؟ وہ بولا تم جب اس گھاٹی کے سامنے آئے تو تمام درختوں اور پتھروں نے سجدہ کیا - یہ مخلوق اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتی اور میں اس مُہرِ نبوّت سے پہچان گیا ہوں جو ان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے-

راوی فرماتے ہیں راہب چلا گیا ان کے لئے کھانا تیار کر کے لایا تو اس وقت حضور ﷺ اونٹ چرانے میں مشغول تھے- وہ کہنے لگا انہیں بلا لاؤ چنانچہ آپ ﷺ تشریف لائے تو بادل آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا- جب آپ ﷺ قریب آئے تو دیکھا کہ درخت کے سائے پر قبضہ ہو چکا ہے- چنانچہ آپ ﷺ ایک طرف بیٹھ گئے درخت کا سایہ آپ ﷺ پر جھک گیا- پھر وہ راہب بولا میں تم کو قسم دیتا ہوں ان کا ولی کون ہے لوگوں نے کہا ابو طالب ہیں وہ انہیں قسمیں دیتا رہا کہ یہ شخصیت ایسی ہے کہ کسی وقت بھی کوئی خطرہ پیش آ سکتا ہے- انہیں واپس لے جاؤ حتیٰ کہ ابو طالب نے آپ ﷺ کو واپس بھیج دیا - راہب نے بسکٹ اور زیتون کا توشہ دیا تھا-

(مرأت)

شیخ محقق عبد الحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ کی عمر بارہ سال تھی- ابو طالب تجارتی قافلہ لے کر مکہ سے شام کی طرف گئے تھے- حضور ﷺ بخوشی ساتھ تشریف لے گئے تھے "گویا راز یہ تھا کہ راہب جمال دیکھ کر ایمان لائے- اس عیسائی پادری کا نام بحیرہ تھا اور اس کی منزل کا نام بصری تھا جو شام میں ہے-

(اشعۃ)

پادری انجیل کا بڑا عالم تھا اور عابد بھی - وہ اس راستے پر بیٹھا ہی اس لئے تھا کہ نبی آخر الزمان ﷺ اس راہ سے گزریں گے "گویا اسے زیارت کا شوق تھا-

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ العالمین سے مراد اوّلین وآخرین تمام جہان ہیں۔ حضورﷺ گذشتہ، موجودہ، آئندہ ساری مخلوق کے نبی رحمت اور سردار ہیں۔ اب سارے انبیاء کرامؑ اوران کی امتیں حضورﷺ کی امت ہیں۔ (مرقات)

وہ راہب اس زمانہ کے اولیاءاللہ میں سے تھا اس نے کشف سے ان تمام کا سجدہ دیکھ لیا تھا۔ خیال رہے اولیاءاللہ کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے ۔ اس وقت عیسائیت تھی وہاں اولیاءاللہ تھے ، عیسائیت منسوخ ہوتے ہی ولایت نہ رہی ، معلوم ہوا جس مذہب میں ولی ہوں وہ مذہب حق ہے۔

گرمیوں میں دن کے وقت بادل حضورﷺ پر سایہ کرتا تھا رات کو نہیں اور سردیوں کے موسم میں سایہ نہ کرتا تھا۔ آپﷺ کا جسم اقدس اول ہی سے بے سایہ اور خوشبودار تھا۔ کبھی جسم مبارک پر مکھی نہیں بیٹھی ، بعض نادان کہتے ہیں کہ جب حضورانورﷺ پر بادل سایہ کئے رہتا تھا تو جسم اقدس کا بے سایہ ہونا کیونکر معلوم ہوا۔ ان کا یہ سوال عبث ہے کیونکہ سایہ صرف دھوپ میں نہیں پڑتا بلکہ چاندنی میں اور شمع کے سامنے بھی پڑتا ہے۔ اور رات کے وقت بادل سایہ نہ کرتا تھا ۔ نیز سردیوں میں بھی بادل کا سایہ نہ ہوتا۔ (مرأت)

صاحب اشعۃ فرماتے ہیں کہ حاکم کی روایت میں ہے کہ اس دوران جب حضورﷺ معہ قافلہ شام جارہے تھے تو راہب کو سات رومی ملے جو حضورﷺ کے قتل کے ارادے سے اس طرف آرہے تھے۔ انہیں بھی کاہنوں نے پتہ بتایا تھا کہ نبی آخرالزمان اس ماہ اس راستے سے گزریں گے۔ بحیرہ نے بمشکل انہیں واپس کیا۔ (اشعۃ)

مسلم شریف میں حضرت جابرؓ بن سمرۃ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے فرمایا میں

Marfat.com

مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلانِ نبوت سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔ میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ (شرح مسلم)

وہ پتھر ان لوگوں سے کہیں افضل ہیں جو آج بھی اپنے نبی ﷺ پر سلام بھیجنے پر ہر وقت معترض رہتے ہیں۔

حدیث نمبر :-۲۱

ستونِ حنانہ کا ذکر اور اس کا رونا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ اِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِى الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِى كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاَنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِىْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ

(مشکوٰۃ باب المعجزات)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت جابرؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو کھجور کے ایک ڈنڈے سے ٹیک لگا لیتے تھے- جو مسجد کے ستونوں میں سے ایک تھا' پھر جب حضور ﷺ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ ﷺ اس پر جلوہ گر ہوئے' تو جس ستون کے پاس آپ ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے وہ چیخ پڑا حتیٰ کہ قریب تھا کہ چِر جاوے- نبی کریم ﷺ منبر سے اترے حتیٰ کہ اسے پکڑا اپنے ساتھ چمٹایا تو وہ سسکیاں بھرنے لگا اس بچے کی سسکیوں کی طرح جسے چُپ کرایا جائے حتیٰ کہ قرار پکڑ گیا- راوی نے کہا کہ وہ اس ذکر الٰہی پر رویا جو وہ سنا کرتا تھا-

(بخاری)

تشریح :-

اس ستون کا نام اَسطَوانِ حَنَّانَہ ہے' حنانہ بنا ہے حنین سے بمعنیٰ باریک آواز سے رونا- یہ ستون محراب النبی ﷺ کے بائیں طرف بالکل متصل ہے- اب وہاں نیا ستون بنایا گیا ہے - اسے اب بھی حنانہ کہتے ہیں' یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب منبر نہیں بنا تھا- حضور انور ﷺ زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے تھے- حنانہ کے رونے کی آواز تمام صحابہؓ نے سنی - کہ یہ ستون کیوں رو رہا ہے؟ اس کے متعلق بعض ظاہر بین لوگوں نے کہا ہے کہ وہ ذکر الٰہی سنا کرتا تھا اب اس محرومی پر رویا ہے- مگر یہ سوچ محض غلط ہے' آج ہم لوگ بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں' ستون کیوں نہیں روتے؟ نیز خطبہ کی آواز تو منبر سے بھی اس تک پہنچ رہی تھی- کیونکہ وہ منبر سے بالکل قریب تھا- نیز پھر وہ حضور ﷺ کے سینہ سے لگا لینے پر خاموش کیوں ہوا؟ وجہ صرف یہ تھی جو

Marfat.com

مولانا روم فرماتے ہیں-

ے مسندت من بُودم از من تاختی
بر سرِ منبر تو مسند ساختی
در فراقِ تو مرا چوں سوخت جان
چوں نہ نالم بے تو اے جانِ جہاں

ترجمہ= آپکی مسند (بیٹھنے کی جگہ) تو میں تھا اب مجھ سے دور ہو گئے ہو -اور منبر پر اپنی مسند بنالی ہے- میری جان تو آپ کے فراق (جدائی) میں جل رہی ہے -تو اے! جہاں کی جان میں کس طرح تیرے بغیر نالہ (رووں) نہ کروں-یہ گریہ زاری اس لئے تھی کہ وہ جمعہ کے دن پشتِ پاک مصطفے ﷺ کے بوسے لیتا تھا- آج اس وصال کی نعمت سے محروم ہو گیا اور اس فراق پر رویا-

ے فلسفی را فکر حنانہ است
از حواسِ انبیاء بے گانہ است

ترجمہ = فلسفی جو حنانہ کے واقعہ سے انکار کرتا ہے وہ (اس لئے) کہ حواسِ انبیاء کے ادراک سے ناواقف ہے-

جب حضور ﷺ نے اس ستون کو سینہ پاک سے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں بھرنے لگا جیسے روتے بچے کو ماں سینے سے لگائے تو خاموش ہونے سے پہلے سسکیاں بھرتا ہے- اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام حسینانِ جہاں صرف انسانوں کے محبوب رہے مگر حضور ﷺ ایسے انوکھے حسین ہیں کہ ساری مخلوقات کے محبوب ہیں- کیوں نہ ہو کہ خالق کے محبوب جو ٹھہرے- دیکھو

Marfat.com

لکڑیاں فراق میں گریہ زاری کررہی ہیں - دوسرا یہ کہ سارے حسیناؤں کا یہ حال ہے کہ انہیں دیکھا ہزاروں نے مگر عاشق ایک ہوا - حسنِ یوسفؑ کی عاشق صرف زلیخا، لیلیٰ پر فریفتہ صرف مجنوں مگر حضورﷺ ایسے حسین ہیں کہ آج انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں مگر جان قربان کرنے والے لاکھوں عاشق موجود ہیں - حسنِ یوسفؑ صرف مصر کے بازار میں چمکا مگر حسنِ محمدیﷺ ہر جگہ تا ابد چمک رہا ہے -

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

ستونِ حنانہ ذکرِ الٰہی پر روتا تھا یہ حاشیہ آرائی صرف قتادہ کی ہے مگر قتادہ کے ذکر پر کبھی کوئی ستون نہیں رویا - یہ محض غلط ہے - وہ فراقِ رسولﷺ میں روتا تھا - خواجہ حسن بصریؒ جب یہ حدیث پڑھتے تو بہت روتے تھے، فرماتے تھے کہ حضورﷺ کے عشق میں خشک لکڑی روئی تم اس لکڑی سے کم نہ ہو - (مرآت)

صاحبِ اشعۃ فرماتے ہیں کہ علماء نے فرمایا کہ معجزۂ شق القمر اور ستونِ حنانہ کے رونے کی احادیث معناً متواتر ہیں، لفظاً مشہور مستفیض ہیں - (اشعۃ)

صاحبِ مرقات نے فرمایا کہ ستونِ حنانہ قُربِ رسولﷺ فوت ہونے پر رویا تھا -

(مرقات)

دارمی نے بریدہ سے روایت ذکر کی ہے کہ سرورِ کائناتﷺ نے ستونِ حنانہ سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کرلو - میں تجھے اسی جگہ رکھ دیتا ہوں جہاں سے تُو لایا گیا ہے - یا پھر تجھے جنت کا درخت بنا دیتا ہوں تو وہاں کی نہروں کا پانی پئے گا - تیری شکل وصورت اچھی

ہوگی اور پھلدار ہوگا - اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں گے 'اس نے جناب رسول ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھے جنت کا درخت بنا دیں- (عینی، تفہیم البخاری)

علامہ سعیدی فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ کھجور کا تنا بھی آپ ﷺ کو پہچانتا تھا - آپ ﷺ سے محبت کرتا تھا 'آپ ﷺ کے فراق میں دھاڑیں مار مار کر روتا تھا اور یہ تمام امور بغیر حیات کے متصور نہیں ہو سکتے - معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے قُرب اور لمس سے اس تنے میں اللہ نے حیات پیدا فرمادی تھی-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے جن میں پہلے عادتاً اور عرفاً حیات ہوتی تھی 'مگر زیادہ حیرت اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لمس اور قُرب سے کھجور کے تنے میں جان آ گئی جس میں عادتاً اور عرفاً حیات نہیں ہوتی - جن کے اعجاز آفرین لمس سے بے جان میں حیات آ جائے تو پھر خود ان کی حیات کی عظمتوں کا کیا کہنا-

کھجور کا خشک تنا تو آپ ﷺ کے فراق میں روئے مگر کلمہ پڑھنے والا انسان آپ کی محبت اور فراق میں نہ روئے 'تو بے جان کھجور سے بھی گیا گذرا ہے- (شرح مسلم)

مولانا فرماتے ہیں-

؎ کم ز خاکی ' چونکہ خاکے یار یافت

در بہارے صد ہزار انوار یافت

ترجمہ :- کیا تو مٹی سے بھی گیا گزرا ہے 'کیونکہ مٹی جب بہار میں یار سے ملتی ہے 'یعنی بارش' تو اس میں سو ہزار قسم کا سبزہ اگ آتا ہے-

حدیث نمبر :-۲۲

رسول اللہ ﷺ کی دعا سے ایک ہفتہ تک بارش برسنا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِيْءُ اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجُوْدِ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - (مشکوٰۃ باب المعجزات)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کو سخت قحط سالی نے گھیر لیا ' تو جب نبی کریم ﷺ جمعۃ المبارک کا خطبہ پڑھ رہے تھے تو ایک دیہاتی اٹھا اور بولا یارسول اللہ ﷺ مال برباد ہو گیا اور بچے بھوکے ہو گئے ' آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیں - حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہم آسمان میں بادل نہیں دیکھتے تھے - تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور ﷺ نے ابھی ہاتھ نیچے نہ کئے تھے حتیٰ کہ بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا ' پھر حضور ﷺ اپنے منبر سے نہ اترے تھے کہ میں نے آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک سے بارش ٹپکتے دیکھی ' پھر ہم پر آج ' کل اور پرسوں دوسرے جمعہ تک ہوتی رہی - اور یہی بدو یا کوئی اور دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ عمارتیں گر گئیں مال ڈوب گئے آپ اللہ سے دعا کریں ' تو حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر عرض کیا اے اللہ ہمارے آس پاس برسا ہم پر نہ برسا - پھر آپ بادل کے کسی گوشہ کی طرف اشارہ نہ فرماتے مگر وہ چر جاتا اور مدینہ شریف تالاب کی طرح ہو گیا اور وادیٔ قنات ایک مہینہ تک بہتی رہی کسی طرف سے کوئی بھی آتا تو بارش کی خبر دیتا - (مسلم و بخاری)

تشریح :-

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اپنے فقر و فاقہ کی شکایت حضور ﷺ سے کرنا ' انہیں اپنے دکھ سنانا سنتِ صحابہؓ ہے - ہم بھی عرض کر سکتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ گناہوں نے ہماری

Marfat.com

پیٹھ (کمر) توڑ دی ہے آپ ﷺ پناہ دیجئے - مولانا جامی فرماتے ہیں -

یا رسول اللہ بسوئے تو پناہ آوردہ ام

ہمچو کاہے عاجزم کوہے گناہ آوردہ ام

ترجمہ = یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی پناہ لینے آیا ہوں - ایک تنکے کی طرح عاجز ہوں لیکن گناہ کا ایک پہاڑ لے کر آیا ہوں -

ان کے دکھڑے سنانے کی اصل حدیث یہ ہے - صحابہ کرامؓ نے بارش کی دعا خود نہ کی بلکہ حضور ﷺ سے دعا کے لئے عرض کیا - معلوم ہوا کہ ہماری دعاؤں اور حضور ﷺ کی دعا میں فرق ہے - یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقاء کے لئے نماز پڑھنا شرط نہیں - صرف دعا بھی استسقاء ہے - یہ امام صاحب کی دلیل ہے امام ابوحنیفہؒ نماز کا انکار نہیں کرتے بلکہ اسے شرط نہیں مانتے - دیکھو حضور ﷺ نے صرف دعا کی تو بارش آ گئی - معلوم ہوا کے عین خطبہ جمعہ میں دعا مانگ سکتے ہیں 'یاد رہے کہ امام صاحب کے نزدیک بارش کے لئے دعا استغفار کا پڑھنا ہے - قزعہ بادل کے چھوٹے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے - اس وقت آسمان بالکل شیشے کی طرح صاف تھا - جونہی سرکار نے ہاتھ اٹھائے بادل آیا اور بارش شروع ہو گئی - اللہ اکبر دعا تھی یا تیر تھا جو قبولیت کے نشانے پر لگا - دورانِ خطبہ بارش شروع ہوئی اور مسجد کی چھت ٹپکنے بھی لگی - اور حضور ﷺ کے رخسار پر قربان ہو کے گرنے بھی لگی - صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ -

یارسول اللہ ہمارے خشک دلوں پر بھی کرم کی بارش برسا دو -

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم

برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

Marfat.com

صحابہ کرامؓ یہ سمجھتے تھے کہ جن کی دعا بارش لائی ہے انہی کی دعا بارش ہٹائے گی- اس لئے بارش تھمنے کی دعا بھی خود نہ کی بلکہ حضور ﷺ سے کرائی ' معلوم ہوا کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور ﷺ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا- اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں-

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بارش اگر مضر ہو تو اس کے بند کرنے کی دعا کرنا بھی جائز ہے بارش حد میں ہو تو رحمت ہے اگر حد سے بڑھ جائے تو زحمت ہے- جو لوگ کہتے ہیں کہ بارش رحمت ہے رُکنے کی دعا نہیں کرنا چاہئے '' غلط '' ہے-

حضور ﷺ نے دعا کے بعد اپنے خداداد اختیارات کا اظہار بھی فرمایا ' ایک بار اسی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے کر دیا تھا- اسی اشارے سے ڈوبا ہوا سورج خیبر میں واپس لوٹا دیا تھا اسی انگلی کے اشارے سے جما ہوا بادل پھاڑ دیا اور واپس لوٹا دیا-

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں ہوا دی گئی تھی- وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ - ترجمہ= اور ہم نے اس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے چلتی تھی (پ ۲۳ ص) حضور ﷺ کے قبضہ میں ساری خدائی دے دی- (مرأت)

ملا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں کہ بارش سے مدینہ پاک کی زمین میں پانی ایسا بھرا تھا جیسے تالاب میں بھرا ہوتا ہے- اس پانی پر اب دھوپ پڑ رہی تھی- (مرقات)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ جوبہ کے معنی ہیں بڑی گیند یعنی مدینہ پاک کے اوپر آسمان گیند کی طرح ہو گیا کہ یہاں بادل کوئی نہیں ' آس پاس بادل تھا اور ضرورت

Marfat.com

کی جگہ برس رہا تھا- (اشعۃ)

وادیٔ قنات ایک ماہ تک بہتی رہی قنات ایک جنگل کا نام ہے اُس میں پہاڑی پانی آتا تھا گویا یہ ایک نالہ تھا جو عام طور پر خشک رہتا تھا ' بارش ہونے پر بہتا تھا- فرماتے ہیں کہ اتنی بارش ہو چکی تھی کہ ایک ماہ تک پہاڑ سے پانی اس نالے میں بہتا رہا-

معلوم ہوتا ہے اولاً بارش صرف مدینہ پاک پر ہوئی پھر دوسری دعا سے اردگرد مقامات پر ہوئی اور دوسری دعا کے بعد لوگ جس طرف سے بھی آئے بارش کی خبر لائے- حضور ﷺ کا فیضان عام ہوا جس سے دور و نزدیک سب نے فائدہ اٹھایا-

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن ہو

خیال رہے گذشتہ جمعہ کو یہ حضرات دھوپ میں مسجد میں آئے تھے بارش لے کر گھروں کو گئے تھے - آج اس کے برعکس بارش میں مسجد میں تشریف لائے اور دھوپ لے کر گھر گئے-

(مرآت)

شارح بخاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے- جبکہ سرورِ کائنات ﷺ کے ذرہ بھر اشارہ سے موسلا دھار بارش ہوئی اور یکسر قحط سالی کا سماں خوشحالی میں بدل گیا- (تفہیم البخاری)

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :-۲۳

سخت قحط کی وجہ سے حضرت عائشہؓ سے شکایت

عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ قَحطًا شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ فَجَعَلُوْ مِنْهُ کُوًی اِلَی السَّمَآءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ

(مشکوۃ باب الکرامات)

ترجمہ :-

حضرت ابی الجوزاؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اہلِ مدینہ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی- انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف غور کرو اُس سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو حتیٰ کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے- لوگوں نے ایسا ہی کیا تو بادل خوب برسائے گئے حتیٰ کہ چارہ اُگ گیا اور اونٹ موٹے ہو گئے- یہاں تک کہ چربی سے گویا پھٹ پڑیں گے- اس سال کا نام عـــــامَ

Marfat.com

لفتق (پھٹن کا سال) رکھا گیا- (داری)

تشریح :-

حدیث پاک کے راوی ابی الجوزا ؒ کا نام اوس ابن عبداللہ ہے- آپ بصری تابعی ہیں آپ نے نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملاقات کی ہے- آپ کو ۸۳ھ ہجری میں شہید کیا گیا-

اہلِ مدینہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی کہ بارش نہیں ہوئی- جس سے چیزیں مہنگی ہوگئی ہیں- مقصد یہ تھا کہ آپ رب سے دعا کریں تاکہ بارش ہوجائے معلوم ہوا کہ آسمانی آفات کی شکایت اللہ کے مقبول بندوں سے کرسکتے ہیں-

جناب ام المومنینؓ نے فرمایا میرے حجرے کی چھت قدرے پھاڑ دو تاکہ قبر اور آسمان کے درمیان کوئی آڑ نہ رہے 'یہ طریقہ تھا قبرِ انور کے وسیلہ سے بارش مانگنے کا 'یہ طریقہ حضرت عائشہؓ نے اپنے اجتہاد سے اختیار فرمایا- (مرأت)

مرقات اور اشعتہ نے فرمایا کہ حضورﷺ کی ظاہری حیات شریف میں حضورﷺ کے وسیلہ سے دعائیں مانگی جاتی تھیں- بعد وفات جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی قبرانور بلکہ اس کی خاک کی برکت سے دعا کرائی 'یہ بھی درحقیقت حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا ہے- یہ طریقہ بہت مبارک ہے- حدیث شریف سے چند مسائل اخذ ہوئے-

۱- وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز ہے-

۲- ان کے تبرکات کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز بلکہ سنتِ صحابہؓ ہے-

۳- بزرگوں کی قبریں بِاِذْنِ اِلٰہِیْ دَافِعَ الْبَلَاءِ اور مشکل کشا ہیں-

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص دافع البلاء تھی کہ اس کی برکت سے حضرت یعقوب
علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ (القرآن)

حضرت ایوب علیہ السلام کے پاؤں کا دھوون شفاء تھا۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ
(اپنے پاؤں سے لات مار)

بعض صوفیا کرام ننگے سر آسمان کے نیچے بیٹھ کر دعائیں یا وظیفے کرتے ہیں۔ یہ حدیث
ان کی اصل ہے۔ خیال رہے آسمان ہماری روزی کا خزانہ ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ
وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۔ ترجمہ = اور آسمان میں تمہارا رزق ہے جو تمہیں حسب وعدہ دیا جائے گا
لہٰذا آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یا قبرِ انور کی چھت کھول کر دعا کرنا جائز ہے۔

ایک دفعہ اعلیٰ حضرت للّٰہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی درسگاہ للّٰہ شریف میں ایک اجنبی
جس کی پہلے جان پہچان نہ تھی۔ اس وقت دار العلوم میں ستر اسی کے لگ بھگ طلباء قیام پذیر
جن کے تعلیمی امور کے علاوہ خورد و نوش کی ذمہ داری بھی اعلیٰ حضرت کی تھی۔ غالباً وہ شخص یہ جائزہ
لینے آیا تھا کہ یہ درسی نظام ایسی وسعت کے ساتھ کیسے چل رہا ہے تقریباً ایک ہفتہ خاموشی کے ساتھ
قیام کر کے حالات کا جائزہ لیتا رہا اور پھر جب رخصت چاہی اور جا رہا تھا تو اعلیٰ حضرت للّٰہی
صاحب نے اس کا کندھا پکڑ کر یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ رزق آسمان سے
ہے زمین سے نہیں اور یہ شعر پڑھا۔

کار سازِ ما بفکرِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

"ہمارا کارساز ہماری فکر میں رہتا ہے ہمیں فکر کی ضرورت نہیں۔"

Marfat.com

حدیث نمبر :-۲۴

صحابی اور تابعی کو آگ مس نہیں کرسکتی

عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسَّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي اَوْرَاٰى مَنْ رَآنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(مشکوٰة باب مناقب الصحبة)

ترجمہ :-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(ترمذی)

تشریح :-

فرمانِ رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ جس نے بحالتِ ایمان مجھے دیکھا اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔ لہٰذا جو لوگ حضور ﷺ کے بعد مرتد ہو کر مرے وہ اس بشارت سے الگ ہیں۔

اسی طرح جن لوگوں کو اخلاص سے صحابہ کرامؓ کی صحبت نصیب ہوئی ان کی خدمات میسّر ہیں وہ بھی دوزخ سے محفوظ ہیں۔

صحابی اور تابعی کا فرق یہ ہے کہ صحابیت کے لئے ایک نظر جمالِ مصطفوی ﷺ دیکھ لینا
کافی ہے۔ مگر تابعیت کے لئے صحابی کی صحبت و خدمت ضروری ہے۔ اس فرمانِ عالی کا مطلب یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک اعمال کرنے ' برے اعمال سے بچنے یا ان سے توبہ کرنے کی توفیق
دے گا۔ جس سے وہ دوزخ سے بچ جائیں گے۔ عوام میں مشہور ہے جو پاک پتن شریف میں حضور
بابا گنج شکر فریدالدینؒ کے مقبرہ کے بہشتی دروازے میں داخل ہو جائے وہ جنتی ہے۔ اس کا مطلب
بھی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسے جنتی اعمال کی توفیق دے گا۔ اور اس دروازہ میں داخلہ کی برکت سے
گذشتہ گناہِ صغیرہ معاف فرما دے گا اور گناہِ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا۔ رب فرماتا ہے
اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ
ترجمہ = اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ' ہم
تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔

یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کے لئے گناہ حلال ہو گئے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

گفت طوبیٰ من رانی مصطفےٰ
وَالَّذِیْ یَبْصِرُ لِمَنْ وَجْهِی یَرٰے

ترجمہ = حضور ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہو جس نے مجھے دیکھا اور اس کو بھی خوشخبری ہو جو اس
دیکھے جس نے میرا چہرہ دیکھا۔

جنہاں اکھیاں دلبر ڈٹھا اوہ اکھیں تک لیاں
تو ملیوں تے ساجن ملیا ' ہن آساں لگ گیاں

حضور ﷺ کو دیکھنے والی آنکھ کی زیارت بھی بہشتی ہونے کا ذریعہ ہے۔

Marfat.com

احمد اور ابن حبان اور عبد الحمید نے بروایۃ حضرت ابن عمرؓ حدیث نقل فرمائی کہ

طُوْبیٰ لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبیٰ لِمَنْ لَّمْ یَرَانِیْ وَاٰمَنَ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

ترجمہ= کہ جو مجھے دیکھ کر مجھ پر ایمان لائے اسے ایک بار مبارک اور جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائے اسے سات بار مبارک۔ (مرقات)

خیال رہے کہ سارے صحابہ کرامؓ جنتی ہیں مگر عشرہ مبشرہ وہ ہیں جنہیں ایک حدیث [illegible] نے جمع فرمایا ورنہ سارے صحابی جنتی ہیں۔ عشرہ مبشرہ ذیل صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

[illegible] وہ یار بہشتی اند قطعی

بوبکر و عمر و علی و عثمان

سعد است و سعید و بوعبیدہ

طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حدیث نمبر :-۲۵

ابوبکر صدیقؓ کی رفعتِ شان ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ

Marfat.com

مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَا تَخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ
خَلِيْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ

(مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم پر کسی
کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ کر دیا سوائے ابو بکرؓ کے ہم پر ان کا احسان ہے کہ اللہ انہیں اس
کا بدلہ قیامت کے دن دے گا- مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا کہ ابو بکرؓ کے مال نے د
- اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکرؓ کو دوست بناتا - خیال رکھو تمہارے صاحب اللہ کے
دوست ہیں- (ترمذی)

تشریح :-

حدیث پاک میں احسان سے مراد شخصی خدمات و احسانات ہیں یعنی سوائے صدیق
اکبرؓ کے جس شخص نے بھی ہم سے کچھ سلوک کیا تھا ہم نے اس سے بڑھ کر بدلہ دے دیا ہے- لہٰ
یہ حدیث اس فرمانِ پاک کے خلاف نہیں کہ انصار کے احسانات کا بدلہ نہ ہو سکا- قیامت میں ر
تعالیٰ سے دلوایا جائے گا- وہ قومی اور جماعتی احسان و خدمات ہیں-

صدیق اکبرؓ کے احسان سے یا تو وہ بدنی ، مالی ، وطنی، اولادی قربانیاں مراد ہیں
جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ برابر کرتے رہے یا حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کرنا مر
ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صدیقؓ نے مجھ پر احسان کیا کہ بلالؓ کو آزاد کرایا- ر

Marfat.com

تعالیٰ فرماتا ہے- وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (اور ہم عنقریب بچالیں گے اس کو جو بہت بڑا پرہیزگار ہے 'مال دیتا ہے تاکہ تزکیہ ہوجائے) اس آیت کریمہ میں اس آزادیٔ بلال کا ذکر ہے- (مرقات)

حضرت بلالؓ کی خریداری پر حضور ﷺ نے صدیق اکبرؓ کے لئے فرمایا تھا-

مصطفےٰ گفتش کہ اے اقبال جو
در خریدن می شوم انباز تو

اے ابوبکرؓ بلالؓ کی خریداری میں ہم کو بھی اپنے ساتھ ملالو- آدھی قیمت ہم سے لے لو ہم تم دونوں ان کے خریدار ہونگے -تو حضرت صدیق اکبرؓ تڑپ گئے 'قدموں پر فدا ہو کر بولے-

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو
کردمش آزاد ہم بر روئے تو

حضور ﷺ میں بھی آپ کا غلام 'بلالؓ بھی آپ کے غلام 'حضور ﷺ میں نے انہیں آپ ﷺ کے لئے ہی خریدا ہے 'میں نے انہیں آزاد کردیا 'بلالؓ نے جب چہرۂ مصطفےٰ کو دیکھا تو-

چوں بدید آں خستہ روئے مصطفےٰ
خر مغشیا علیہ بر قفا

چہرہ مبارک دیکھتے ہی غش کھا کر گر گئے 'بے ہوش ہو گئے حضور نے اپنی چادر سے چہرے کی گرد صاف کی اور فرمایا" اُوْذِيْتَ فِى اللّٰهِ كَثِيْرًا " اے بلالؓ تجھے اللہ کی راہ میں بڑی اذیتیں پہنچیں ہیں-

Marfat.com

فرمانِ پاک کہ صدیق اکبرؓ کے مال نے جتنا نفع دیا کسی اور کے مال سے نہ ہوا' چنانچہ جب ابوبکرؓ ایمان لائے تو آپؓ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے- آپ بڑے امیر کبیر تھے اتنی بڑی دولت حضور انور ﷺ پر خرچ کردی بہت سے غریب مسلمان جو کفار کے غلام تھے بڑی مصیبت میں تھے انہیں خرید کر آزاد کیا ان سب میں حضرت بلالؓ ابن ابی رباح اور مالکؓ ابن فہیرہ بہت مشہور ہیں-

جب ہجرت میں حضورﷺ کے ساتھ گئے تو چند درہم آپ کے ساتھ تھے وہ بھی حضور ﷺ پر خرچ کرنے کے لئے ساتھ لئے تھے-

حدیث پاک میں لفظ خلیل آیا ہے- صوفیاء کے نزدیک خلیل وہ ہے جس کا محبت میں دل رہے اور رفیق وہ ہے جس کی محبت دل میں رہے-

"کشتی دریا میں اور دریا کشتی میں بڑا فرق ہے"

اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ (خیال رکھو کہ تمہارے صاحب اللہ کے دوست ہیں)

یہاں صاحبکم سے مراد حضورﷺ کی اپنی ذات مبارک ہے-

یہ وہی صدیق اکبرؓ ہیں جن کے بارے میں آپ کی لختِ جگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں-

جب میرے والد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیّت کی کہ مجھے حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جانا اور اجازت طلب کرنا اور کہنا 'یہ ابوبکرؓ ہیں ' یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس دفن کردیں ؟ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کردینا اگر اجازت نہ دیں تو مجھے جنت البقیع میں لے جانا - اِلٰی آخر -

Marfat.com

(طویل روایت حدیث ہے) الختصراس وصیت پر من و عن عمل کیا گیا- حضرت عائشہؓ فرماتی ہے 'ہم نے آواز سنی کہ اس کو اندر داخل کر دو- اور ایک اور روایت میں الفاظ یوں ہیں-

رَاَیْتُ الْبَابَ قَدْ فُتِحَ فَسَمِعْتُ قَائِلًا یَقُوْلُ اُدْخُلُوْ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ-

(الخصائص اکبری ۲۸۱ ' ۲۸۲)

ترجمہ= میں نے دروازہ دیکھا کہ وہ کھل گیا اور میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ دوست کو دوست سے ملا دو 'بے شک دوست 'دوست کے ساتھ ملنے کا مشتاق ہے -

مولانا اشرف علی تھانوی" 'امام رازیؒ کے حوالے سے رقمطراز ہیں ''حضرت ابو بکرؓ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپؓ کا جنازہ حضور اکرم ﷺ کے مزار مبارک کے سامنے دروازے پر لایا گیا اور آواز دی گئی '' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ ''یہ ابو بکرؓ دروازے پر حاضر ہے تو دروازہ خود بخود کھل گیا -قبر شریف کے اندر سے کوئی آواز دیتا ہے کہ ایک دوست کو دوسرے دوست کے ہاں داخل کر دو- (جمال الالیاء ۲۹)

حدیث نمبر :-۲۶

حضور ﷺ نے کوئی خلیفہ مقرر نہ فرمایا کہ انکار پر عذاب نہ آ جائے

عَنْ حَذَیْفَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَ

Marfat.com

سَلَّمَ لَوِ اسۡتَخۡلَفۡتَ قَالَ اِنِ اسۡتَخۡلَفۡتُ عَلَيۡكُمۡ فَعَصَيۡتُمُوۡهُ عُذِّبۡتُمۡ وَلٰكِنۡ مَا حَدَّثَكُمۡ حُذَيۡفَةُ فَصَدِّقُوۡهُ وَمَا اَقۡرَاَكُمۡ عَبۡدُ اللّٰهِ فَاقۡرَءُوۡهُ رَوَاهُ التِّرۡمِذِيُّ -

(مشكوة باب جامع المناقب)

ترجمہ :-

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیتے' فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کر دوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے- لیکن جو تم کو حذیفہؓ خبر دیں اس کو سچ مانو اور جو تم کو عبداللہؓ پڑھائیں تم پڑھو-

(ترمذی)

تشریح :-

پہلے تو حضرات صحابہ کرامؓ نے انتظار کیا کہ حضور ﷺ خود ہی کسی کو خلیفہ بنا دیں گے مگر جب حضور ﷺ نے یہ نہ کیا تو خود زبانی عرض کیا کہ حضور ﷺ کسی کو اپنا خلیفہ نامزد فرما دیں

فَعَصَيۡتُمُوۡهُ عُذِّبۡتُمۡ (پھر تم نافرمانی کرو گے تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے)

اس ارشادِ عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں- ایک یہ کہ تم میرے نامزد خلیفہ کی میرے بعد نافرمانی کرو تو تم پر دنیا میں عذاب آ جائے گا- دوسرا یہ کہ تم میرے نامزد کرنے کی مخالفت کرو تو بھی تم پر عذاب آ جائے گا- اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ نے خلیفہ مقرر نہ کیا- ورنہ امیر معاویہ اوران کے ساتھی یوں ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اوران کے ہمراہیوں پر دنیا

میں عذاب آجاتا کہ یہ حضرات ان کے مخالف رہے 'اس سے پُرلطف بات یہ ہے کہ لوگوں نے خداتعالیٰ کے نامزد کردہ نبی یعنی حضور ﷺ کی مخالفت کی ان پر عذاب نہ آیا لیکن اگر حضور ﷺ کے نامزد کردہ خلیفہ کی مخالفت کرتے تو عذاب آجاتا۔ حضور ﷺ کا انتخاب فرمانا حضور ﷺ کی نامزدگی بہت اہم ہے۔

ادب گاہے است زیرِ آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

ترجمہ = آسمان کے نیچے ایک ایسی ادب گاہ ہے جو عرشِ اعظم سے بھی نازک ہے یہاں تو جنیدؒ اور بایزیدؒ جیسے لوگ بھی فناہ ہو کر حاضری دیتے ہیں۔

صوفیاء فرماتے ہیں۔مصرع باخدا دیوانہ وبا مصطفیٰؐ ہشیار باش

بعض مجذوبوں نے جوش میں آکر اَنَا اللّٰہ تو کہہ دیا مگر اَنَا مُحَمَّد ﷺ کہنے کی جرأت کسی میں نہ ہوئی۔

سرکار مدنی ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد جو بات حضرت حذیفہؓ کہیں اسے سچ ماننا جسے وہ خلیفہ کہیں وہ خلیفہ برحق ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے خلافت کے مطالبہ پر یہ ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے حضرت حذیفہ نے جناب صدیق وفاروق کی خلافت کا اقرار کیا۔لہٰذا وہ خلیفہ برحق ہیں۔حضرت حذیفہ حضور انور ﷺ کے صاحب راز صحابی ہیں۔حضور ﷺ کے دل کی باتوں' دلی ارادوں سے مطلع ہیں -آپ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ارادۂ قلبی میں کون کن حضرات کب کب خلیفہ ہونے ہیں۔

حدیث نمبر :-۲۷

ایک شخص کا سوال کہ ایمان کیا ہے؟

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَاءَتْکَ سَیِّئَتُکَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا الْاِثْمُ قَالَ اِذَا حَاكَ فِیْ نَفْسِکَ شَیْءٌ فَدَعْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔ (مشکوۃ باب الایمان)

ترجمہ :-

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے ؟ فرمایا کہ جب تمہیں اپنی نیکی خوش کرے اور اپنی برائی غمگین کرے تو تم کامل مومن ہو۔عرض کیا یارسول اللہ ﷺ گناہ کیا ہے ؟ فرمایا جو چیز تمہارے دل میں چبھے اسے چھوڑ دو۔ (احمد)

تشریح :-

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں سوال کیا کہ مومن ہونے کی پہچان کیا ہے ؟ جس سے میں سمجھ سکوں کہ اب میں مومن ہوگیا ہوں۔

Marfat.com

سبحان اللہ کیسی نفس پہچان ہے لوگ تین قسم کے ہیں - غافل، عاقل، کامل- غافل وہ جو گناہوں پر خوش اور نیکی پر مغموم ہو جیسے کفار یا بعض فساق- عاقل وہ کہ نیکی کو اچھا اور گناہ کو اپنی عقل سے برا سمجھے مگر عملاً بے پرواہ ہو- کامل وہ جس کے دل کا رنگ بدل گیا ہو- نیکی پر ایسا خوش ہو جیسے بادشاہت مل گئی ہو- گناہ پر ایسا غمگین جیسے سب مال واولاد تباہ ہو گئے ہوں- یہ درجہ بہت ہی اعلیٰ ہے- اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے- آمین

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کامل کا دل ہی گناہ وثواب میں فرق کر لیتا ہے- جیسے نفسِ انسانی مکھی ہضم نہیں کرتا قے کر دیتا ہے- ایسے ہی نفسِ ایمانی گناہ برداشت نہیں کرتا - یہ حدیث ان لوگوں کے لئے ہے جوان صحابی جیسے کامل مومن ہوں- ہم جیسے گنہگاروں کے لئے نہیں- ہم تو بہت دفعہ برائیوں کو نیکیاں سمجھ لیتے ہیں-

حدیث نمبر :-۲۸

وسوسہ کے متعلق عجیب وضاحت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْہُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ یَتَکَلَّمَ بِہٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْہُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذٰلِکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ باب الوسوسۃ)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے کچھ حضرات حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ انہیں بیان کرنا بہت بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے -فرمایا کیا تم نے یہ بات پائی ہے ؟ عرض کیا ہاں 'فرمایا یہ کھلا ہوا ایمان ہے- (مسلم)

تشریح :-

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کمال ایمان کی دلیل ہے کہ وسوسہ پر عمل کرنا تو کیا اسے زبان پر لاتے بھی گھبراتے ہیں-

وسوسے آنا کمال ایمان کی دلیل ہے، کیونکہ چور بھرے گھر میں ہی جاتا ہے- اور شیطان مومن کی فکر میں زیادہ رہتا ہے- حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جو نماز وسوسہ سے خالی ہو وہ نماز یہود و نصاریٰ کی ہے (مرقات)

یا وسوسوں کو برا سمجھنا عین ایمان ہے- کیونکہ کافر تو انہیں اچھا سمجھ کر ایمان لے آتے ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی شخص کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ کہتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا -جب کسی شخص کو ایسا تردد لاحق ہو تو وہ شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اپنی توجہ اس وسوسہ سے ہٹالے- (شرح مسلم)

حدیث نمبر :-۲۹

نماز میں وہم آنا اور اس کا علاج

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَهِمُ فِیْ صَلَاتِیْ فَیَکْثُرُ ذٰلِکَ عَلَیَّ فَقَالَ لَهٗ اِمْضِ فِیْ صَلَاتِکَ فَاِنَّهٗ لَنْ یَّذْهَبَ ذٰلِکَ عَنْکَ حَتّٰی تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلَاتِیْ رَوَاهُ مَالِکٌ

(مشکوٰۃ باب الوسوسۃ)

ترجمہ :-

حضرت قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا کہ میں اپنی نماز میں وہم کرتا ہوں اور یہ واردات مجھ پر اکثر ہوتی رہتی ہے۔ فرمایا اپنی نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ وہم تو جائے گا نہیں۔ یہاں تک کہ تم یہ کہتے ہوئے نماز ختم کرو گے کہ میری نماز مکمل نہ ہوئی۔ (مالک)

تشریح :-

قاسم بن محمدؒ حضرت صدیق اکبرؓ کے پوتے ہیں، جلیل القدر تابعی۔ مدینہ منورہ کے سات قاریوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کی پھوپی اور زین العابدین آپ کے خالہ زاد بھائی۔ امام محمد باقر کے آپ سسر، امام جعفر صادق کے آپ نانا ہیں۔ چونکہ آپ

Marfat.com

یتیم رہ گئے تھے اس لئے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپ کی پرورش کی۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور امیر معاویہ سے روائتیں کیں۔ (اشعۃ و مرقات)

سبحان اللہ کیا عجیب تعلیم ہے کہ ان خطرات کی وجہ سے نہ نماز چھوڑو نہ لوٹاؤ یہ تو آتے ہی رہیں گے۔ جب نفس شیطان اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تو تم نماز کیوں چھوڑتے ہو ؟ مکھیوں کی وجہ سے کھانا نہیں چھوڑا جاتا۔ تم اللہ کے بندے ہو شیطان کے بندے نہیں۔ دل لگے یا نہ لگے نماز پڑھے جائے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نماز مکمل نہ ہونے کا وہم کافی نہیں۔ ان وہموں کا خیال نہ کرے نماز پڑھے جائے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۳۰

گناہِ کبیرہ چار ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدْلَ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - (مشکوٰۃ باب الکبائر و علامات النفاق)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

کہ اللہ کے ساتھ شرک' ماں باپ کی نافرمانی' جان کا قتل' جھوٹی قسم بڑے گناہ ہیں- اسے بخاری

نے روایت کیا اور حضرت انسؓ کی روایت میں بجائے جھوٹی قسم کے جھوٹی گواہی ہے-

(بخاری و مسلم)

شرح :-

یعنی والدین کے حقوق ادا نہ کرنا یا ان کے جائز حکموں کی مخالفت کرنا- ماں باپ کے حکم

میں دادا دادی اور نانا نانی بھی شامل ہیں- اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ والدین کی نافرمانی بدترین

جرم ہے- کہ شرک کے بعد اس کا ذکر فرمایا گیا- اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ماں

باپ کی اطاعت کا ذکر فرمایا- اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

(یہ کہ اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو)

غَمُوس قسم وہ ہے جو دیدہ دانستہ گذشتہ واقعہ پر جھوٹی قسم کھائی جائے- اس میں

گناہ ہے ' کفارہ نہیں- یہ قسم انسان کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے- اس لئے اسے غموس کہتے ہیں چونکہ

جھوٹ اور جھوٹی قسم ہزارہا گناہوں کی جڑ ہے اس لئے یہ گناہِ کبیرہ ہے-

خیال رہے حضور ﷺ کے جوابات سائلین کے حالات کے لحاظ سے ہوتے ہیں- یاد

رہے کہ شرک کی دو اقسام ہیں شِرْكَ فِی الذَّات اور شِرْكَ فِی الصِّفَات

شِرْكَ فِی الذَّات سے مراد کسی اور ذات کو معبودِ حقیقی سمجھنا یعنی اللہ کے علاوہ

Marfat.com

کسی اور ذات کو اللہ ماننا شِرْكَ فِي الذَّات ہے۔

شِرْكَ فِي الصِّفَات سے مراد اللہ کی صفات کسی اور ذات میں ہو بہو ماننا ' شِرْكَ فِي الصِّفَات ہے۔

یہاں پر ایک اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ غیب جاننا ' دور نزدیک سے سننا' ہر جگہ موجود ہونا یہ خدا کی صفات ہیں لہٰذا کسی اور ذات میں ماننے سے شرک ہو جاتا ہے' ہرگز ہرگز اس طرح نہیں۔ مذکورہ صفات اللہ کی ذاتی صفات ہیں۔ اللہ کو یہ صفات کسی نے عطا نہیں کیں۔ اور جس وقت ہم یہ صفات حضور اکرم ﷺ کی ذات میں مانتے ہیں تو اس سے مراد اور عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ صفات (غیب کا جاننا' دور و نزدیک سے سننا وغیرہ) اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ سو اس طرح شرک کا شائبہ بھی نہیں۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْر ' بے شک وہ (اللہ) سَمِيْع وَ بَصِيْر ہے یعنی سننے اور دیکھنے والا ہے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا وَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا اور ہم نے اس (انسان) کو سَمِيْع و بَصِيْر بنایا۔ سو واضح ہوا کہ اللہ خود سمیع و بصیر ہے اور اسی اللہ نے انسان کو بھی سمیع و بصیر بنایا۔ اللہ کا سَمِيْع و بَصِيْر ہونا ' یہ صفات اللہ کی ذاتی ہیں اور انسان کا سَمِيْع و بَصِيْر ہونا خدا کی عطائی صفات ہیں۔

حدیث نمبر :-۳۱

جنت اور دوزخ والوں کا فیصلہ ہو چکا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا اِنِ
الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ
لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ
اَسْمَآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَآءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ
عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ
لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهِ هٰذَا كِتٰبٌ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَآءُ
اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَآءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِ
هِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا فَقَالَ اَصْحَابُهٗ
فَفِيْمَا الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ
فَقَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ
بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ وَاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ
يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ
الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ تشریف لائے کہ دستِ اقدس میں دو کتابیں تھیں فرمایا کیا جانتے ہو یہ کتابیں کون سی ہیں؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے بتائے بغیر ہم نہیں جانتے- تو اپنے داہنے ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا یہ کتاب رب العالمین کے پاس سے آئی ہے جس میں تمام جنتیوں کے نام اوران کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں ' پھر آخر تک کا میزان لگا دیا گیا ہے- لہٰذا ان میں کبھی زیادتی یا کمی نہیں ہوسکتی- پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے آئی ہے- اس میں دوزخیوں ' ان کے ماں باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں- پھر آخر تک کا ٹوٹل لگا دیا گیا ہے- اب ان میں کبھی زیادتی اور کمی نہیں ہوسکتی- صحابہ کرامؓ نے عرض کیا عمل کہاں گئے یارسول اللہ ﷺ ؟ اگر اس معاملہ میں فراغت ہوچکی ؟ فرمایا سیدھے رہو ' قربِ الٰہی حاصل کرو ' کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوتا ہے -اگر چہ پہلے کوئی بھی کام کرے اور یقیناً دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے کام پر ہوتا ہے اگر چہ پہلے کوئی عمل کرے -پھر حضور ﷺ نے دستِ مبارک سے اشارہ فرما کر انہیں جھاڑ دیا -پھر فرمایا کہ تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ایک ٹولہ جنتی اور دوسرا ٹولہ دوزخی ہے-

تشریح :-

حضور ﷺ کے ایک دائیں ہاتھ میں اور دوسری بائیں ہاتھ میں کتاب تھی- حق یہی ہے کہ کتابیں حسی تھیں- جن کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دیکھ رہے تھے نہ کہ فقط خیالی

اور وہی جیسا کہ بعض نے وہم کیا ہے۔ (مرقات واشعۃ)

فرمایا یہ دونوں کتابیں جو تم میرے ہاتھ میں دیکھ رہے ہو کس مضمون کی ہیں ؟ اور ان میں کیا لکھا گیا ہے ؟ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتابیں نظر آ رہی تھیں۔ ورنہ ھذا ان سے اشارہ نہ فرمایا جاتا ' نیز پھر صحابہؓ پوچھتے کہ کون سی کتابیں اور وہ کہاں ہیں ؟

صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم کتابیں تو دیکھ رہے ہیں مگر ان کے مضامین سے بے خبر ہیں۔ آپ ﷺ اطلاع بخشیں تو خبردار ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کتابوں کو بھی دیکھ رہے ہیں اور ان کتابوں کے تفصیلی عالم بھی ہیں اور لوگوں کو وہ کتابیں پڑھا اور بتا بھی سکتے ہیں ' یہی صحابہؓ کا عقیدہ تھا۔

فرمایا یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے آئی ہے جس میں رب کے خصوصی علم کا اظہار ہے۔ فرمایا اس ساری کتاب میں جنتیوں کے نام ' پتے ' کام تو فہرست میں ہیں اور آخر میں ٹوٹل ہے کہ کل اتنے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہر جنتی و دوزخی کا تفصیلی علم بخشا ہے۔ ان کے باپ دادوں' قبیلوں اور اعمال پر مطلع کیا۔ یہ حدیث حضور ﷺ کے علم کی تابندہ دلیل ہے ۔ جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ (مرأت)

سرکار نے فرمایا کہ اس کتاب میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے اس میں تقدیر مبرم کی تفصیل فرمائی ہے اور مجھے اس کا علم بخشا ہے۔ تقدیر معلق اور مشابہ معلق میں زیادتی کی ممکن ہے۔ خیال رہے لوحِ محفوظ میں محو واثبات کی تحریر بھی ہے۔ اور اُم الکتاب میں صرف قضائے مبرم ہیں ' لوحِ محفوظ تک ملائکہ کا علم پہنچتا ہے مگر حضور ﷺ کا علم اُم الکتاب تک ہے۔ یہاں صحابہ کرامؓ کو اجمالی طور پر بتایا گیا ہے۔ (مرقات)

Marfat.com

آقائے دو جہاں ﷺ نے دوسری کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ رب کی طرف سے آئی ہے یعنی بلاواسطہ فرشتہ یا بالواسطہ فرشتہ اُم الکتاب سے نقل ہو کر جہاں کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں کیونکہ یہ قضاء مبرَم ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قضاء مبرَم پر حضور ﷺ کو مطلع فرمایا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اگر انجام کا دارومدار اللہ کی تحریر پر ہے ' نہ کہ ہمارے اعمال پر' پھر اعمال کی ضرورت ہی کیا رہی ؟ فرمایا نیک اعمال اور صحیح عقائد اختیار کرو تاکہ تمہیں اللہ کا قرب حاصل ہو۔

پھر حضور ﷺ نے ہاتھوں کو جھٹکا دیا جس سے دونوں کتابیں غائب ہو گئیں یا کتابوں کو عالمِ غیب کی طرف پھینکا ' یہ پھینکنا ان کی اہانت کے لئے نہ تھا نہ اس سے وہ کتابیں زمین پر گریں۔

ایک ٹولہ جنتی اور ایک ٹولہ دوزخی ' یہ قرآن پاک کی آیت سے اقتباس ہے اور بندوں سے مراد انسان ہیں کیونکہ جنت میں ثواب کے لئے انسانوں کے سوا کوئی نہ جائے گا - یہ آدم علیہ السلام کی میراث ہے انہی کی اولاد کو ملے گی۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں ایک روایت ہے کہ صحابی نے عرض کیا کہ جو ہم منتر کرتے ہیں اور جو دوائیں اور پرہیز ہمارے استعمال میں آتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو پلٹ دیتے ہیں؟ فرمایا یہ خود اللہ کی تقدیر سے ہے۔

خیال رہے تعویذ' گنڈے' دم دُرود' جھاڑ پھونک اگر قرآنی آیات یا حدیث کی دعاؤں یا بزرگوں کے اعمال سے ہوں تو جائز ورنہ ممنوع ہیں۔ سرکار نے فرمایا منتر ' دوا ' پرہیز وغیرہ ان

Marfat.com

کا استعمال جائز ہے اور تقدیر میں یہی لکھا جاچکا ہے کہ فلاں بیماری ' فلاں دوا یا تعویذ سے جائے گی اور فلاں مصیبت اس جھاڑ پھونک یا پرہیز سے رفع ہوگی - یعنی مصیبتوں کا آنا اور تدابیر سے جانا سب مقدر میں شامل ہے - تدبیر تقدیر کے خلاف نہیں - معلوم ہوا گنڈا' تعویذ ' جھاڑ پھونک مثلِ دوا کے علاج ہیں جائز ہیں بلکہ سنتِ صحابہؓ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ ہیں -

(مرأت)

اسی لئے اکثر اہلِ اللہ کا معمول بھی ایسا ہی رہا ہے -

حدیث نمبر :-۳۲

مومن اور منافق سے منکر ونکیر کے سوال جواب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّكِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ نَمْ فَیَقُوْلُ

اَرْجِعُ اِلٰی اَھلِیْ فَاُخْبِرُھُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا اَحَبُّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذٰلِکَ وَاِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَہٗ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اِنَّکَ تَقُوْلُ ذٰلِکَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَیْہِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْہِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُہٗ فَلَا یَزَالُ فِیْھَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذٰلِکَ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

(مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت دفن کی جاتی ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ 'نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔وہ پوچھتے ہیں کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا ہے ؟ تو میت کہتا ہے یہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔تب وہ کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا۔پھر اس کی قبر میں فراخی دی جاتی ہے۔ستر گز ' ستر گز میں 'پھر اس کے لئے وہاں روشنی کر دی جاتی ہے۔پھر اس سے کہا جاتا ہے 'سو جا 'وہ کہتا ہے میں اپنے گھر

Marfat.com

جاؤں گا تا کہ ان کو یہ خبر دوں-تو وہ کہتے ہیں دلہن کی طرح سو جا ' جسے اس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی نہیں جگاتا- یہاں تک کہ اللہ اسے اس کی خواب سے اٹھائے گا- اور اگر مردہ منافق ہو تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے کچھ کہتے سنا تھا ' اس طرح میں بھی کہہ دیتا تھا ' میں نہیں پہچانتا - تب وہ کہتے ہیں کہ ہم جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا- پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا ' وہ اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ مُردے کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں- پھر وہ عذابِ قبر ہی میں رہتا ہے تا آنکہ اللہ اسے اس ٹھکانے سے اٹھائے- (ترمذی)

تشریح :-

مُردے کے دفن کا ذکر اتفاقی ہے ' چونکہ عرب میں عام طور پر مُردے دفن ہی کئے جاتے ہیں ' ورنہ جو مردہ دفن نہ بھی ہو بلکہ اسے جلا کر خاک کر دیا گیا ہو یا شیر ' مچھلیاں کھا گئی ہوں ' اس کے اجزائے اصلیہ سے روح متعلق کر دی جاتی ہے اور سوال و جواب ہو جاتے ہیں - اگرچہ وہ اجزاء دنیا میں بکھرے ہوں- (مرقات ولمعات)

منکر و نکیر دونوں وہ فرشتے ہیں جو حسابِ قبر پر مقرر ہیں- یہ انسانی شکل میں اس لئے آتے ہیں تا کہ ان کی ہیبت سے کفار تو گھبرا جائیں اور حیرانی سے جواب نہ دے سکیں اور مومن مطمئن رہیں اور بآسانی جواب دیں- یہ گھبراہٹ و اطمینان کافر و مومن میں فرق کے لئے ہے- اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نورانی مخلوق میں بیک وقت ہزار ہا جگہ موجود ہو جانے کی طاقت ہے- دو فرشتے ایک آن میں ہزار ہا قبروں میں پہنچ جاتے ہیں لہٰذا بعض اولیاء کا بیک وقت چند جگہ پایا جانا ممکن ہے- دوسرا یہ کہ جب نور شکلِ انسان میں آئے تو جسم انسانی کے لوازمات اس میں پائے جائیں گے- فرشتے نور ہیں ' نور نہ کالا نہ نیلا ' مگر جب شکلِ انسانی

میں آئے تو ان کے چہرے کا رنگ کالا اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں -موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی جب سانپ بنتی تو کھاتی پیتی بھی تھی-ہاروت ماروت فرشتے جب انسانی شکل میں آتے تو کھاتے پیتے تھے-معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کھاتے پیتے تھے لیکن تھے نور -

منکر ونکیر کے معنی ہیں ''اجنبی'' جس کو دیکھ کر گھبراہٹ ہو چونکہ میت نے انہیں کبھی دیکھا نہیں ہوتا 'ان کی شکل ہیبت ناک ہوتی ہے-اس لئے ان کا یہ نام ہے-

صاحب اشعۃ فرماتے ہیں کہ کافروں سے سوالات پوچھنے والے فرشتوں کے یہ نام ہیں اور مومنوں کے ممتحنوں کے نام مبشر اور بشیر ہیں 'ناموں کا فرق ہے مگر ذات ایک ہی ہے-

(اشعۃ)

صاحب مرقات نے فرمایا کہ شکل پاک مصطفیٰ ﷺ ہر قبر میں جلوہ گر ہوتی ہے جیسے ہر آئینہ میں سورج -بعض علماء فرماتے ہیں کہ قبر سے روضہ اطہر تک کے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں --جس سے میت بے تکلف جمالِ جہاں آراء کا نظارہ کرتا ہے-بعض نے فرمایا کہ مومن سے پھر یہ جمال قیامت تک غائب نہیں ہوتا-اسی لئے بعض عشاق موت کی تمنا کرتے ہیں-حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا کہ اہلِ بیت میں تم مجھے سب سے پہلے ملو گی-یا ازواجِ مطہرات سے فرمایا کہ تم میں سے جو زیادہ سخی ہوگی وہ مجھ سے پہلے ملے گی-اس کا یہی مطلب ہے فرشتوں کا حضور ﷺ کو رجل کہنا توہین کے لئے نہیں کہ یہ کفر ہے- بلکہ امتحان کی تکمیل کے لئے ہے- اگر وہ نبی یا رسول کہہ دیتے تو امتحان کیسا ؟

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حسابِ قبر حضور ﷺ سے نہیں لیا گیا کیونکہ حضور ﷺ ہی کی پہچان کا تو حساب ہے 'پھر آپ سے کیسے ہوتا-دوسرا یہ کہ قبر میں ہر

Marfat.com

مردے کوقریب سے حضور ﷺ کی زیارت کرائی جاتی ہے- جیسا کہ ھذا سے معلوم ہوا 'ھذا وہاں بولتے ہیں جہاں چیز بھی نظر آ رہی ہو اور قریب بھی ہو- تیسرا یہ کہ حضور ﷺ بیک وقت سب کی قبور میں پہنچ سکتے ہیں یا بیک وقت سب کو نظر آ سکتے ہیں- جیسے سورج کی شعائیں بیک وقت لاکھوں جگہ موجود اور بیک وقت خود ہر جگہ سے نظر آ تا ہے- اس سے حاضر ناظر کا مسئلہ حل ہوا -چوتھا یہ کہ فرشتے خود حضور ﷺ کی زیارت کراتے ہیں نہ کہ آپ کی فوٹو کی- کیونکہ فوٹو نہ رجل ہے نہ اس فوٹو کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ' نہ وہ فوٹو نبی ہے 'جیسے پتھر کو خدا کہنا شرک ہے ایسے ہی کسی فوٹو کو نبی بنانا بھی کفر ہے- عشاق اس دیدارِ قبر کی بناء پر موت کی تمنا کرتے ہیں اور عاشقوں کی موت کو عُرس کہا جاتا ہے یعنی برات کا دن یا دولہا کی دید کی عید کا دن-

قبر میں سوالات و جوابات تین ہوتے ہیں مگر اس حدیث میں ایک سوال فرمایا گیا ہے جو سب کو جامع تھا اور جواب تینوں کا توحید ' دین اور رسالت- منکر نکیر کے یہ سوال و جواب قانونی طور پر ہوتے ہیں -ہم تیرے ایمان سے بے خبر نہ تھے 'معلوم ہوا کہ فرشتے ہر شخص کی سعادت اور شقاوت 'کفر و ایمان سے خبردار ہیں- ہمارے حضور ﷺ جو اعلم الخلق ہیں ان کے علم کا کیا پوچھنا- (مرات)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ فرشتے مومن میت کی پیشانی میں نورِ ایمان کی شعاع عبادت کا اثر اور سعادت کی علامتیں دیکھتے ہیں- جیسے قیامت میں ہر شخص مومن و کافر کو پہچان لے گا- اللہ تعالٰی فرماتا ہے یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ یعنی اس دن کے کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے-

ستر گز' ستر گز میں کا مطلب ہے (70 x 70) ستر ضرب ستر یعنی چار ہزار نو سو

مربع گز ' ستر گز لمبی اور ستر گز چوڑی (کل رقبہ چار ہزار نو سو مربع گز (4900)) یہ بیان وسعت کے لئے ہے نہ کہ حصر کے لئے۔ بعض روایتوں میں تا حدِ نگاہ آتا ہے۔

قبر میں روشنی چاند سورج وغیرہ کی نہیں ہوتی بلکہ نورِ الٰہی یا نورِ مصطفویٰ کی جگمگاہٹ ہوتی ہے ۔ممکن ہے کہ ایمان قلبی کا نور ہو۔

میت چاہتا ہے کہ میں گھر والوں کو بتاؤں کہ میں کامیاب ہو گیا اور نہایت آرام سے ہوں معلوم ہوا میت اپنے گھر والوں کو پہچانتا ہے اور وہاں پہنچنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ نہیں کہتا کہ تم مجھے لے چلو ' یا سواری لاؤ بلکہ کہتا ہے میں جاتا ہوں ' اگر چہ اس کے گھر والے صدہا کوس دور ہوں۔ (مرأت)

صاحبِ مرقات نے فرمایا کہ قبر میں سونے سے مراد آرام کرنا ہے یعنی یہ برزخی زندگی آرام سے گزار لے کہ تجھ تک سوا خدا کی رحمت کے کوئی آفت یا بلا نہیں پہنچ سکے گی۔ جیسے کہ نو عروس دلہن کے پاس دولہا کے سوا کوئی نہیں پہنچتا - یہ نیند غفلت والی مراد نہیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ -

ترجمہ = جو روزی پاتے ہیں اس پر خوش ہیں ' جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دی اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی ' جو ابھی ان سے نہ ملے۔

معلوم ہوا اللہ کے مقبول بندے قبر میں جنتی روزی کھاتے ہیں ' خوش و خرم رہتے ہیں اور دنیا کے لوگوں کی خبر رکھتے ہیں اگر وہ سو گئے ہوتے تو پھل کیسے کھاتے ۔ یہاں کی خبر کیسے رکھتے نیز قبرستان میں پہنچ کر سلام کرنا سنت نہ ہوتا ' کیونکہ سوئے ہوئے لوگوں کو سلام کرنا منع ہے

Marfat.com

-یہ حدیث پاک بزرگوں کے عرس کا ماخذ ہے چونکہ فرشتوں نے اس دن صاحب قبر کو عروس کہا ہے لہٰذا اس دن کا نام روزِ عُرس ہے- موت مومن کی شادی اور کافر کی گرفتاری کا دن ہے-معلوم ہوا کہ دلی ایمان قبر میں ساتھ جائے گا نہ کہ زبانی اسلام-

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں-

عُروسی بود نوبتِ ماتمت

اگر نیک روزے شود خاتمت

ترجمہ = تیری موت کا دن شادی کا دن ہوگا بشرطیکہ ایمان پر خاتمہ ہو-

فرشتوں کا منافق کو یہ کہنا کہ تیرا کفر پر مرنا ہمیں معلوم ہے- کیونکہ لوحِ محفوظ ہمارے سامنے ہے- تیری پیشانی میں کفر کی تاریکی دیکھ رہے ہیں یہ سوال جواب محض قانون کے لئے ہے

-

منافق پر قبر اس طرح تنگ ہو جاتی ہے کہ دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف' لیکن یہ حالت ہماری حس سے بالا ہے- اگر ہم کافر کی لاش دیکھیں تو ویسی ہی معلوم ہوگی -اگر ایک ہی قبر میں کافر اور مومن دفن ہو گئے تو وہی قبر مومن کے لئے فراخ ہوگی اور کافر کے لئے تنگ- مومن کے لئے روشن اور کافر کے لئے اندھیری- مومن کے لئے ٹھنڈی اور کافر کے لئے گرم- مومن کے لئے مہکی ہوئی اور کافر کے لئے بدبودار ' جیسے ایک بستر میں دو آدمی سو رہے ہوں ایک اچھی اور خوش کُن خواب دیکھے دوسرا پریشان کُن اور ہیبت ناک خواب دیکھے -بستر ایک ہے مگر دونوں کی حالتیں مختلف 'خواب برزخ کی ایک تمثیل ہے- خواب اکثر خیال ہوتی ہے مگر برزخ میں حقیقت ہوگی' پسلیاں فرمانا سمجھانے کے لئے ورنہ جن کفار کی

پسلیاں راکھ بنادی گئیں یا جانوروں نے ہضم کرلیں ان کی روح پر بھی تنگی ایسی ہوگی ' اس لئے قبر ایک شکنجہ ہے۔

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹتے ہیں ۔اَنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ (تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مُردے سنتے ہیں۔مُردوں کا سننا قرآنی آیات اور بے شمار احادیث سے ثابت ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا گیا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاتِيْنَكَ سَعْيًا (ذبح کیے ہوئے جانوروں کو پکارو دوڑتے ہوئے آجائیں گے) یہ حدیث سماع موتٰی کے لئے نَصِّ صریح ہے ۔ہمارے حضور ﷺ نے بدر میں مقتول کفار کی لاشوں پر کھڑے ہوکر ان سے کلام کیا۔خیال رہے مُردے کا یہ سننا ہمیشہ رہتا ہے ' اس لئے حکم ہے کہ قبرستان میں جاکر مُردوں کو سلام کرو ' حالانکہ نہ سننے والوں کو سلام کیسا ؟جن آیات میں سماع موتی کی نفی ہے وہاں مُردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کافر ہیں اور سننے سے مراد قبول کرنا ہے۔اسی لئے جہاں قرآن نے یہ فرمایا اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (تم مردوں کو نہیں سنا سکتے) وہاں ساتھ میں یہ بھی فرمایا اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا یعنی تم صرف مومنوں کو ہی سنا سکتے ہو۔جس سے معلوم ہوا کہ وہاں مردوں سے مراد کافر تھے۔

صاحب مرقات ملا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں کہ میت اپنے کفن دینے والوں ' نماز پڑھنے والوں ' اٹھانے والوں اور دفن کرنے والوں کو جانتا پہچانتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گنبدِ خضریٰ میں حضرت عمرؓ کے دفن ہونے کے بعد

Marfat.com

پردے کے ساتھ اندر جاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں عمرؓ سے حیا کرتی ہوں ' معلوم ہوا میت دیکھتی بھی ہے۔ امام صاحبؒ نے میت کے سننے میں توقف نہیں کیا بلکہ سننے کی نوعیت میں توقف کیا ' جیسا کہ اس جگہ مرقات میں ہے۔

دوسرا یہ کہ بعد موت قوتیں بڑھ جاتی ہیں کہ ہزار ہا من مٹی میں دفن ہونے کے باوجود میت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن لیتی ہے۔ تو جو انبیاء اور اولیاء زندگی میں مشرق و مغرب دیکھتے ہیں وہ بعد وفات فرش و عرش کی یقیناً خبر رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر جمعرات کو میت کی روح اپنے عزیزوں کے گھر پہنچ کر ان سے ایصال ثواب کی درخواست کرتی ہے۔

(اشعتہ باب زیارتِ قبور)

معراج کی رات سارے نبی بیت المقدس میں اور پھر آناً فاناً آسمانوں پر موجود تھے ' یہ ہے روح میت کی رفتار۔ واللہ اعلم (مرأت)

حدیث نمبر :- ۳۳

دعائے مغفرت دفن کے بعد

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْئَلُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ (مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو- پھر اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اس سے سوالات ہو رہے ہیں- (ابوداؤد)

تشریح :-

ہمارے ہاں رواج ہے کہ بعد دفن فوراً واپس نہیں ہوتے بلکہ قبر کے آس پاس حلقہ بنا کر کھڑے ہوتے ہیں کچھ پڑھ کر بخشتے ہیں اور میت کے لئے دعا کرتے ہیں ' ان سب کا ماخذ یہ حدیث پاک ہے- یہ تمام فعل سنت ہیں ' بعض جگہ بعد دفن قبر پر اذان بھی کہتے ہیں - یہ بھی اسی حدیث پاک سے نکل سکتا ہے کہ مردے کو تلقین ہے اور اس کے اثبات قدمی کی کوشش ہے- حدیث شریف میں ہے لَقِّنُوا مَوتَاکُمْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرو-

فرمایا میت سے سوال ہونے ہی والے ہیں کیونکہ حسابِ قبر لوگوں کے لوٹنے کے بعد شروع ہوتا ہے- اس سے معلوم ہوا کہ زندوں کی دعا سے مُردوں کو فائدہ ہوتا ہے - ایسے ہی ان کے صدقات و خیرات میت کو مفید ہیں- ابوامامہؓ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دفن کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ کہو کہ اے فلاں ابن فلاں اپنا وہ کلمہ یاد کر جسے تو دنیا میں پڑھتا تھا- تیرا رب اللہ ہے ' تیرا دین اسلام ہے ' تیرے نبی محمد مصطفٰے ﷺ ہیں-

(اشعۃ)

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ قبر پر ختم قرآن کرنا مستحب ہے- (مرقات)

Marfat.com

بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ دفن کے بعد سرہانے قبر پر سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع اور پائنتی پر آخری رکوع پڑھنا مستحب ہے۔ شیخ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ قبر پر قرآن پڑھنا بہت اعلیٰ ہے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس وقت دو چار فقہی مسائل بیان کر کے ثواب میت کو پہنچایا جائے تو اچھا ہے۔ (اشعۃ)

حدیث نمبر :-۴۰

جنتی کون ہوتا ہے ؟

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ لَکَثِیْرٌ فِی النَّاسِ قَالَ وَسَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاک و حلال کھائے 'سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے فتنوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں

Marfat.com

جائے گا - ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج کل بہت سے ایسے لوگ ہیں -فرمایا میرے بعد والے زمانے میں بھی ہونگے- (ترمذی)

تشریح :-

یہ حدیث درستی عبادات اور معاملات کی جامع ہے دو لفظوں میں دونوں جہاں سنبھال دیئے گئے- فی سنة میں اشارتاً بتایا گیا کہ کسی بھی سنت کو معمولی نہ سمجھا جائے حتیٰ کہ بیٹھ کر پانی پینا ' راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا نا- کبھی ایک گھونٹ پانی جان بچالیتا ہے -آمِنَ فرما کر بتایا کہ مسلمان کے اخلاق ایسے پاکیزہ ہوں کہ لوگوں کو قدرتی طور پر اس کی طرف سے امن ہو ' کہ یہ تکلیف نہیں پہنچاتا یعنی اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا-

فرمانِ رسول ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ میرے فیضان صرف اس زمانہ سے ہی خاص نہیں بلکہ تا قیامت میری امت میں ایسے پرہیز گار ہوتے رہیں گے-انشاء اللہ یہ امت نیکیوں سے خالی نہیں ہوگی- ہاں جس قدر زمانہ دور ہوگا ایسے لوگ کم ہونگے- الحمد للہ حضور ﷺ کی یہ پیشنگوئی بالکل درست ہوئی- اب بھی ان اوصاف سے بھرے ہوئے مخلص لوگ موجود ہیں اور رہیں گے-

حدیث نمبر :-۳۵

آخری زمانے والوں کو نجات کی خوشخبری

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّكُمْ فِیْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ

Marfat.com

هَلَكَ ثُمَّ يَاتِي زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا - رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ

(مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ جو احکام شرعیہ کا دسواں حصہ چھوڑ دے تو وہ ہلاک ہو جائے - پھر وہ زمانہ آئے گا کہ جو احکام کے دسویں حصے پر عمل کر کے نجات پائے گا - (ترمذی)

تشریح :-

یہاں احکام سے مراد تبلیغ اور سنن نوافل وغیرہ ہیں نہ کہ فرائض و واجبات یعنی آج چونکہ تبلیغ اور ساری نیکیوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ' اب کچھ بھی چھوڑنا اپنا قصور ہے- آخری زمانہ میں رکاوٹیں بہت ہونگی اس وقت آج کے لحاظ سے دسویں حصہ پر عمل کرنا بھی بہت بڑی بہادری اور اجر و ثواب ہوگا-

لہذا حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ اب ایک ہی نماز اور ہزارواں حصہ زکوۃ اور رمضان کے تیس (۳۰) روزے کافی ہیں -یا یہ مناسبت مجموعی احکام کے لحاظ سے ہے- چنانچہ آج اسلامی جہاد ' قضاء کے احکام پر پورا عمل ناممکن ہے-ہم چور کے ہاتھ نہیں کاٹ سکتے ' زانی کو سنگسار نہیں کر سکتے وغیرہ- (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۳۶

ہدایت پر اجر اور ضلالت پر گناہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰی ھُدًی کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِھِمْ شَیْئًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہدایت کی طرف بلائے اس کو تمام عاملین کی طرح ثواب ملے گا اور اس سے ان کے اپنے ثوابوں میں کمی نہ ہوگی۔ اور جو گمراہی کی طرف بلائے تو اس پر تمام پیروی کرنے والے گمراہوں کے برابر گناہ ہوگا اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔ (مسلم)

تشریح :-

یہ حکم نبی کریم ﷺ اور ان کے صدقہ سے تمام صحابہؓ، آئمہ مجتہدین علما متقدمین

Marfat.com

وآخرین سب کو شامل ہے۔ مثلاً اگر کسی کی تبلیغ سے ایک لاکھ نمازی بنیں تو اس مبلغ کو ہر وقت ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا اور اجر قیامت کے دن ملے گا اور نمازیوں کو بھی اپنی اپنی نمازوں کا ثواب ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ثواب مخلوق کے اندازے سے وراء ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ (اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے) اسی طرح وہ مصنفین جن کی کتابوں سے لوگ ہدایت پا رہے ہیں قیامت تک لاکھوں کا ثواب انہیں پہنچتا رہے گا۔

یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرے) کیونکہ یہ ثوابوں کی زیادتی اس کے عمل تبلیغ کا نتیجہ ہے۔

حدیث پاک کا دوسرا حصہ جس میں گمراہیوں کے موجدین مبلغین سب شامل ہیں تاقیامت ان کو لاکھوں گناہ ہر وقت پہنچتے رہیں گے۔ یہ حدیث مبارک اس آیت کے خلاف نہیں وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ (اور اس پر وہی (نقصان) ہے جو اس نے (برائی) کمائی) کیونکہ یہ اس کے اپنے فعل یعنی تبلیغ شر کی سزا ہے کہ مسلمانوں کو نیکی سے دور رکھنے کا سبب بنا۔

(مرأت)

حدیث نمبر :-۳۷

دو چیزوں پر حسد کرنا جائز ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَا لًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھُلْکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَةَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ:-

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کے سوا کسی میں رشک جائز نہیں -ایک وہ شخص جسے اللہ مال دے تو اسے اچھی جگہ خرچ پر لگا دے ' دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ علم دے اور وہ اس سے فیصلے کرے اور لوگوں کو سکھائے-

(بخاری و مسلم)

تشریح :-

کسی نعمت والے پر جلنا , اسکی نعمتوں کا زوال اور اپنے لئے حصول چاہنا حسد ہے جو بہت بڑا عیب ہے ,جس سے شیطان مارا گیا- مگر دوسروں کی سی نعمت اپنے لئے بھی چاہنا غبطہ (رشک) ہے- حسد مطلقاً حرام ہے ,غبطہ (رشک) دو جگہ جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے- ایسا مالدار سخی جسے خدا اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے ,ایسا ہی بافیض عالمِ دین جس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھائیں قابلِ رشک ہے- سبحان اللہ بعض علماء کے علم اور بعض سخیوں کے مال سے لوگ تا قیامت فائدہ اٹھاتے ہیں- اللہ تعالیٰ میری اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے - آمین

انشاءاللہ نیکی کی تمنا کرنے والا قیامت میں نیکیوں کے ساتھ ہی ہوگا- (مرأت)

Marfat.com

شارح بخاری سیّد محمود احمد رضوی فرماتے ہیں کہ رشک اگر نیک باتوں پر کیا جائے تو یہ محمود ہے اور اگر رشک معصیت اور برائیوں پر کیا جائے تو یہ مذموم ہے اور امر مباح جبکہ حسد حرام ہے حسد کے معنی یہ ہیں کہ کسی میں کوئی خوبی دیکھی اچھی لگی تو اب دل میں یہ تمنا ہو کہ یہ نعمت اس کے پاس نہ رہے بلکہ مجھے مل جائے۔ (فیوض الباری)

حدیث نمبر :-۳۸

موت کے بعد تین عمل باقی رہ جاتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰة کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ,فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل بھی ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے- ایک دائمی خیرات یا وہ علم جس سے نفع پہنچتا رہے یا وہ نیک بچہ جو اس کے لئے دعائے خیر کرتا رہے- (مسلم)

Marfat.com

تشریح :-

انسان سے مراد مسلمان ہے -عمل سے مراد نیکیوں کا ثواب ہے- جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے- لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مقبول افراد قبر میں نماز و قرآن پڑھتے ہیں جیسا کے احادیث میں ہے- کیونکہ ان اعمال پر ثواب نہیں اسی واسطے مردے زندوں سے ثواب بخشنے کی تمنا کرتے ہیں جیسا کہ روایت میں ہے ' کیونکہ ثواب زندگی کے اعمال پر ہے -مرنے کے بعد نہیں-

صدقہ جاریہ ' نافع علم اور نیک بچہ جو والدین کے لئے دعا کرتا رہے یہ وہ تین چیزیں ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے- کوئی ایصال ثواب کرے یا نہ کرے -صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں- جیسے مسجدیں مدرسے وقف کئے ہوئے یا باغ جن سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں -ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں نیک اولاد سے مراد عالم و عامل بیٹا ہے-

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ یدعوا کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہئے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتیٰ کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے 'سلام بعد میں پھیرے ' ورنہ اگر نیک بیٹا دعا نہ بھی کرے والدین کو ثواب ملتا رہے گا- (مرقات)

خیال رہے یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھے طریقے ایجاد کرے اسے قیامت تک ثواب ملتا رہے گا یا فرمایا گیا کہ نمازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے -کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا نافع علم میں داخل ہیں-

Marfat.com

حدیث نمبر :-۳۹

درس وتدریس کی فضیلت اور غم ومصیبت سے نجات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ مَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ وَ مَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مشکوٰة کتاب العلم)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کو دنیاوی تکلیف سے رہائی دے تو اللہ اس سے روزِ قیامت کی مصیبت دور کر دے گا- اور جو کسی تنگی والے پر آسانی کرے تو اللہ دین و دنیا میں اس پر آسانی فرمائے گا- اور جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ دین و دنیا میں اس کی پردہ پوشی کرے گا- اور اللہ بندے کی مدد میں رہتا ہے' جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہے- اور جو کوئی تلاشِ علم میں راستہ طے کرے تو اس کی برکت سے اللہ اس پر جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن پڑھنے اور آپس میں قرآن سیکھنے سکھانے کے لئے نہیں جمع ہوتی مگر ان پر دن کا چین اترتا ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے- اور فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہے- جسے عمل پیچھے کر دے اسے نسب نہیں بڑھا سکتا- (مسلم)

تشریح :-

تم کسی کی فانی مصیبت دور کرو اللہ تم سے باقی مصیبت دور فرمائے گا- تم مومن کو فانی آرام پہنچاؤ' اللہ تمہیں اخروی آرام دے گا- کیونکہ بدلہ احسان کا احسان ہے- یہ حدیث بہت جامع ہے کسی مسلمان کے پاؤں سے کانٹا نکالنا بھی ضائع نہیں جاتا' حدیثِ پاک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف قیامت ہی میں بدلہ ملے گا- بلکہ قیامت میں تو بدلہ ضرور ملے گا اگرچہ کبھی دنیا میں بھی مل جاتا ہے-

جو مقروض کو معافی یا مہلت دے غریب کی غربت دور کرے تو انشاء اللہ دین و دنیا میں

اس کی مشکلیں آسان ہوں گی۔ (مرأت)

صاحبِ مرقات نے فرمایا کہ اس حکم میں مومن کافر سب شامل ہیں۔ کافر مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک رنڈی نے پیاسے کتے کو پانی پلا کر اس کی جان بچائی تو اللہ نے اسے بھی بخش دیا۔ یہ فیضِ عام سب کو حاصل ہے۔ (مرقات)

پردہ پوشی یا تو اس طرح کہ ننگے کو کپڑے پہنائے یا ایسے کہ اس کے چھپے ہوئے عیب ظاہر نہ کرے بشرطیکہ اس ظاہر نہ کرنے سے دین یا قوم کا نقصان نہ ہو ' ورنہ ضرور ظاہر کر دے ' کفار کے جاسوسوں کو پکڑوائے' خفیہ سازشیں کرنے والوں کے راز طشت از بام کرے ' ظلماً قتل کی تدبیر کرنے کی مظلوم کو خبر دے دے۔ اخلاق اور ہیں اور سیاسیات کچھ اور ہیں۔

اللہ بندے کی مدد میں رہتا ہے ' جب تک وہ بھائی کی مدد میں رہے ۔ یہ الفاظ بہت جامع ہیں 'جن میں دین و دنیا کی ساری امدادیں شامل ہیں۔ امداد بدن سے ہو یا علم و مال سے ہو۔

جو شخص علمِ دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لئے عالم کے گھر سفر کر کے جائے یا چند قدم چلے 'تو اس کی برکت سے اللہ دنیا میں اس پر جنت کے کام آسان کرے گا۔ مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا ۔قبر و حشر کے حساب میں کامیابی اور پلِ صراط پر آسانی عطا فرمائے گا ۔ جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم کے لئے سفر کرنا ثواب کا کام ہے۔ موسیٰ علیہ السلام طلب علم کے لئے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس سفر کر کے گئے۔

(مرأت)

Marfat.com

حضرت جابرؓ ایک حدیث کے لئے ایک ماہ کا سفر طے کر کے عبداللہ بن قیس کے پاس پہنچے- (مرقات)

اللہ کے گھر سے مراد مسجدیں ' دینی مدرسے اور صوفیاء کی خانقاہیں ہیں جو اللہ کے ذکر کے کئے وقف ہیں- یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے اس سے خارج ہیں کہ وہاں مسلمان کو بلا ضرورت جانا ہی منع ہے- درسِ قرآن سے مراد قرآن پاک کی تلاوت ' تجوید کے احکام سیکھنا ہیں لہٰذا اس میں صرف ونحو ' فقہ وحدیث اور تفسیر وغیرہ کے درس شامل ہیں- اسی لئے تلاوت کے بعد درس کا الگ ذکر فرمایا-

سکینہ اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کے اترنے سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے- کبھی ابر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور دیکھی بھی جاتی ہے- اس کی برکت سے غیر خدا کا خوف جاتا رہتا ہے رحمت سے خاص رحمت مراد ہے جو بوقتِ ذکر ذاکر کو ہر طرف سے گھیرتی ہے اور فرشتوں سے سیاحین فرشتے مراد ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں ورنہ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے تو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں- مقصد یہ ہے کہ جہاں مجمع میں ذکر اللہ ہو رہا ہو وہاں یہ تین رحمتیں اترتی ہیں- اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ذکر کرنے سے جماعت کامل کر ذکر کرنا افضل ہے- جماعت کی نماز کا درجہ زیادہ ہے کہ اگر ایک کی قبول تو سب کی قبول-

ایک حدیثِ پاک میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اللہ کو اکیلے یاد کرے تو رب بھی ایسے ہی یاد کرتا ہے- جو جماعت میں یاد کرے رب اسے فرشتوں میں یاد کرتا ہے -قرآن کریم فرماتا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اس رب کی یاد کا اثر یہ پڑتا ہے کہ مخلوق اس بندے کو یاد کرنے لگتی ہے- بزرگوں کے مزارات پر زائرین کا ہجوم وہاں

Marfat.com

ذکرِ اللہ کی دھوم دھام اسی یاد کا نتیجہ ہے-نسب کی شرافت عمل کی کمی کو پورا نہ کرے گی-

بندۂ عشق شُدی ترکِ نسب کُن جامیؔ

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

ترجمہ = جامیؔ جب تم عشق کے بندے ہو گئے تو نسب ختم ہو گیا کیونکہ اس راہ فلاں ابن فلاں کی کوئی حقیقت نہیں-

کیا تمہیں خبر نہیں کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتے بلیوں کی جگہ تو تھی مگر ان کے کافر بیٹے کنعان کے لئے جگہ نہ تھی-مقصد یہ ہے کہ شریف النسب اعمال سے لاپرواہ نہ ہو جائیں 'یہ منشاء نہیں کہ شرافتِ نسب کوئی چیز ہی نہیں-مومن کو نسب الرسول ﷺ ضرور فائدہ دے گا-تمام دنیا کی عورتیں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قدم پاک کو نہیں پہنچ سکتیں-رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا-

اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ (بے شک میں نے اس زمانے کے سب لوگوں پر تمہیں فضیلت دی) بنی اسرائیل کے تمام عالم پر افضل ہونے کی یہی وجہ تھی کہ وہ اولادِ انبیاء ہیں- (مرأت)

حدیث نمبر :-٤٠

طلب علم اور عالم کی فضیلت

عَنْ کَثِیْرِ ابْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ

Marfat.com

فِیْ مَسْجِدِ دَمِشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّیْ جِئْتُکَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَ اِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاؤُدَ وَ ابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیْ وَ سَمَّاهُ التِّرْمِذِیُّ قَيْسَ بْنَ کَثِيْرٍ -

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

کثیرابن قیسؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداءؓ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ آپؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور بولا کہ اے ابودرداء میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ سے آپ کے پاس صرف ایک حدیث کے لئے آیا ہوں 'مجھے خبر ملی ہے کہ آپ حضور ﷺ سے وہ روایت فرماتے ہیں ,میں اس کے سوا اور کسی کام کے لئے نہیں آیا- آپؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور رسولِ کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص تلاشِ علم کرتے ہوئے کوئی راہ طے کرے تو اللہ اسے بہشت کے راہوں میں سے کسی ایک راہ پر چلائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے لئے پر بچھاتے ہیں- یقیناً عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی چیزیں اور پانی میں مچھلیاں دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں رات میں چاند کی فضیلت سارے تاروں پر اور علماء نبیوں کے وارث ہیں- پیغمبروں نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہ بنایا- انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ لیا-

(احمد'ترمذی 'ابوداؤد'ابن ماجہ 'دارمی 'ترمذی نے ان کا نام قیس بن کثیر بتایا)

شرح :-

دمشق شام کا دارالخلافہ ہے کثیر ابن قیس تابعی ہیں اور حضرت ابودرداءؓ کے صحبت یافتہ

ظاہر یہ ہوا کہ اس طالب علم نے متنِ حدیث سن لیا تھا 'اس شوق میں یہاں آئے صحابی کے منہ سے سنوں تاکہ برکت اور زیادتیٔ یقین حاصل ہو- یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ

انہوں نے متنِ حدیث نہیں سنا تھا - اجمالاً پتہ لگا تھا کہ حضرت ابودرداءؓ فلاں بارے میں حدیث فرماتے ہیں ' چونکہ مدینہ منورہ کے معنی مطلقاً شہر کے ہیں اس لئے مدینۃ الرسول فرمایا یعنی مدینہ منورہ سے آیا ہوں ' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ طلبِ علم کے لئے سفر بزرگوں کی بلکہ نبیوں کی سنت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام طلبِ علم کے لئے بہت دور دراز سفر کر کے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے ' دوسرا یہ کہ نبی کریم ﷺ کو فقط الرسول کہہ سکتے ہیں جبکہ علامت سے معلوم ہوا کہ یہاں حضور ﷺ مراد ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَـٰٓأَيُّهَا الرَّسُولُ (اے رسول ﷺ) اور فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ (اور جس نے رسولؐ کی اطاعت کی) اسے ناجائز کہنا بے دلیل ہے۔

اس آدمی نے کہا کہ میں نے سوائے حدیث سننے کے اور کسی دینی یا دنیاوی غرض کے لئے سفر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ملاقات ' زیارتِ قبور کے لئے سفر جائز ہے جیسا کہ شامی وغیرہ میں ہے۔

ظاہر یہ ہوا کہ یہ وہ حدیث نہیں ہے جس کے سننے کے لئے وہ صاحب حاضر ہوئے تھے بلکہ ان کی ہمت افزائی اور ان کے سفر کی قبولیت کی بشارت کے لئے یہ حدیث سنائی۔ مطلب یہ ہے کہ جو مسئلہ پوچھنے، علم پڑھنے ' یا حدیث سننے وغیرہ کے لئے سفر کر کے یا بغیر سفر تھوڑا راستہ طے کر کے جائے تو اسے دنیا میں نیک اعمال کی توفیق ملے گی جو جنت ملنے کا سبب ہیں یا آخرت میں پل صراط پر گذر آسان ہوگی اور جنت میں آرام سے پہنچے گا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ علم دین کی طلب نفلی نماز سے افضل ہے کہ یہ فرض ہے اور وہ نفل۔ (مرقات)

جب طالب علم ، علم میں مشغول ہوتا ہے تو اس کا کلام سننے کے لئے ملائکہ نیچے اتر آتے

ہیں اور گفتگو سنتے ہیں جیسے تلاوتِ قرآن کے موقع پر یا قیامت میں طالب علم کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھائیں گے- یا مطلب یہ ہے کہ طالب علم کے لئے فرشتے نیازمندی کا اظہار کرتے ہیں اوراس کی مشقتوں کو آسان کرتے ہیں-

علمائے دین کے لئے چاند سورج تارے آسمانی فرشتے 'زمین کے ذرے' سبزیوں کے پتے اور بعض جن وانس اور تمام دریائی جانور مچھلیاں وغیرہ دعائے مغفرت کرتے ہیں- کیونکہ علمائے دین کی وجہ سے دین باقی ہے اور دین کی بقا سے عالم قائم ہے 'علماء کی ہی برکتوں سے بارشیں ہوتی ہیں اور مخلوق کو رزق ملتا ہے- حدیث شریف میں ہے بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ (ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے) علماء کے اٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت برپا ہوجائے گی- علماء دین کا تعویذ ہیں- (مرقات اشعتہ)

علماء میں علمائے شریعت اور علمائے طریقت بھی شامل ہیں- بلکہ کوئی شخص علم کے بغیر ولی اللہ نہیں بنتا- اللہ تعالیٰ جاہلوں کو ولی نہیں بناتا- جہالت سے مراد یہ ہے کہ دین کے ابتدائی احکام واصول سے بھی بے بہرہ ہو- فرمانِ باری تعالیٰ ہے -اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (بے شک علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں) حدیث پاک میں عالم سے مراد وہ عالم ہے جو صرف ضروری اعمال پر قناعت کرے اور بجائے نوافل کے علمی خدمات انجام دے- عابد سے مراد وہ شخص ہے جو صرف اپنے ضروری مسائل سے واقف ہو اور اپنے اوقات نوافل میں گذارے بے دین اور فاسق عالم اور نرا جاہل عابد اس گفتگو سے خارج ہیں- خیال رہے کہ چاند آفتاب سے نور لے کر رات میں سارے عالم کو جگمگا دیتا ہے -ایسے ہی عالم نبی کریم ﷺ سے فیض لے کر دینی روشنی پھیلا دیتے ہیں تارے خودنور ہیں مگر چاند نور بخشنے والا' عابد اپنے لئے اور علماء

Marfat.com

عالم کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ عابد اپنی کملی بچاتا ہے عالم طوفان سے لوگوں کا جہاز نکال لے جاتا ہے۔لازم سے متعدی افضل۔

سبحان اللہ جب انبیاء کے مورث اتنے اعلیٰ ہوں تو وارث کیسے شاندار ہونگے ؟

صاحب مرقات نے فرمایا کہ علمائے مجتہدین رسولوں کے وارث ہیں اور علمائے خیر مجتہدین نبیوں کے۔لفظ علماء اور انبیاء ان دونوں میں شامل ہے۔علمائے اسلام حضور ﷺ کے وارث ہیں اور چونکہ حضور ﷺ تمام نبیوں کی صفات کے جامع ہیں لہٰذا علماء سارے انبیاء کے وارث ہیں۔ (مرقات)

بعض انبیاء تارک الدنیا تھے ' جنہوں نے کچھ جمع نہ کیا ' جیسے حضرت یحیٰی علیہ السلام اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اور بعض نے بہت مال رکھا جیسے حضرت سلیمان و حضرت داؤد علیھم السلام لیکن کسی نبی کی مالی میراث نہ بٹی۔ان کا چھوڑا ہوا مال دین کے لئے وقف ہوتا ہے اور تا قیامت علماء ان کے وارث۔اسی لئے علماء کو وارثین انبیاء کہا جاتا ہے۔ (مرآت)

شارح مسلم اس حدیث کی نقل کر کے فرماتے ہیں کہ علماء ہی کو وارثِ کتاب بنایا گیا اور انہی کو جنت کی عظیم بشارت دی گئی ہے۔اور یہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ کی عظیم اصل اور علماء کی بہت بڑی فضیلت ہے۔نیز حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ رات کی ایک گھڑی میں علم حاصل کرنا ساری رات جاگنے سے افضل ہے۔

ابو جعفرؒ نے کہا کہ شیطان کے نزدیک ایک عالم کی موت ستر (۷۰) عابدوں کی موت سے زیادہ محبوب ہے۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نیکی کے معلّم کے لئے ہر چیز استغفار کرتی ہے۔حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں بھی۔ (شرح مسلم)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۴۱

اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے بعد مجدّد بھیجتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے میری دانست میں وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو برس پر ایک مجدّد بھیجتا رہے گا ' جو ان کا دین تازہ کرے گا۔ (ابوداؤد)

شرح :-

فِيْمَا اَعْلَمُ یہ کلام کسی نیچے کے راوی کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث حضور انور ﷺ سے روایت کی ' ان کا خود اپنا قول نہیں۔ اس امت کی خصوصیت یہ ہے کہ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء اور اولیاء ہوتے رہیں ۔ لیکن ہر صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے ' جو سنتوں کو پھیلائیں گے بدعتوں کو مٹائیں گے ' غلط تاویلوں کو دور کریں گے ' صحیح تبلیغ کریں گے۔ اس

Marfat.com

حدیث کی بنا پر بہت لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق مجدّد گنائے ہیں کہ پہلی صدی میں فلاں دوسری صدی میں فلاں ' بہت سے مفسدوں نے بھی اپنے آپ کو مجدّد کہا - مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی پہلے مجدّد ہی بنا تھا پھر نبیؐ-حق یہ ہے کہ اس سے نہ کوئی خاص شخص مراد ہے نہ کوئی خاص جماعت-کبھی اسلامی بادشاہ کبھی محدثین کبھی فقہا کبھی صوفیاء کبھی اغنیاء کبھی بعض حکّام دین کی تجدید کریں گے-کبھی ایک کبھی ان کی جماعتیں جو دین کی یہ خصوصی خدمت کرے وہی مجدّد ہے-جیسے ایک زمانہ میں حضرت سلطان محی الدین اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور کیا اور جیسے قطب الوقت حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ یا پھر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ' کہ انہوں نے اپنی زبان اور قلم سے حق و باطل کو چھانٹ کر رکھ دیا- (مرأت)

حدیث نمبر :-۴۲

وہ صدقات جاریّہ جو موت کے بعد کام آتے ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِہٖ وَ حَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ عِلْمًا عَلَّمَہٗ وَ نَشَرَہٗ وَ لَدًا صَالِحًا تَرَکَہٗ اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَہٗ اَوْ مَسْجِدًا ابَنَاہٗ اَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاہٗ اَوْ نَھْرًا

Marfat.com

اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَ جَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَ حَيٰوتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ - (مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اعمال ونیکیاں مومن کو موت کے بعد بھی پہنچتی رہتی ہیں ان میں سے وہ علم ہے جسے سیکھا گیا اور پھیلایا گیا اور نیک اولاد جو چھوڑ گیا 'یا قرآن پاک جس کا وارث بنا گیا یا مسجد یا مسافر خانہ جو بنا گیا' یا نہر جو جاری کر گیا یا خیرات جسے اپنے مال سے اپنی تندرستی وزندگی میں نکال گیا - یہ چیزیں اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتی رہتی ہیں- (ابن ماجہ' بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح :-

وہ علم جسے سیکھا گیا یا پھیلایا گیا خواہ زبان سے یا قلم سے کہ اپنے کامل شاگرد اور بہترین تصنیفات چھوڑیں' جب تک مسلمان ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اسے ثواب پہنچتا رہے گا-

اولاد کو خواہ نیک بنا کر گیا یا اس کے مرنے کے بعد نیک ہوگئی دونوں صورتوں میں ثواب پہنچتا رہے گا- اسی طرح قرآنِ پاک اپنے ہاتھ سے لکھ کر یا خرید کر چھوڑ گیا اسی حکم میں دینی کتب بھی شامل ہیں-

مدرسہ یا مسافر خانہ اپنی کوشش سے یا اپنے پیسہ سے یا اپنے ہاتھ سے اسی حکم میں

Marfat.com

مدرسے اور خانقاہیں بھی ہیں۔

اپنے مال سے تندرستی وزندگی میں صدقہ نکال گیا۔ اس میں تندرستی کی اس لئے قید لگائی گئی ہے کہ مرض الموت میں خیرات کرنے کا آدھا ثواب ہے کیونکہ اس وقت خود اپنے کو مال کی حاجت نہیں رہتی۔ اس میں تمام صدقہ جاریہ آ گئے جیسے کنوئیں کھدوانا ' نلکے لگوانا ' ہسپتال بنوانا وغیرہ۔

یہ تمام صدقات وخیرات کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے ۔ بعض کا ثواب تا قیامت اور بعض کا ثواب اس سے کم پہنچتا ہے۔ جس قدر صدقہ کا بقا اسی قدر اس کا اجر۔

(مرآت)

حدیث نمبر :-۴۳

ایک ساعت کا درس تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ الَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اَحْيَائِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (مشکوٰة کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رات میں ایک گھڑی علم کا درس تمام رات بیداری سے افضل ہے۔ (دارمی)

تشریح :-

جس طرح رات میں کچھ دیر علم کا مشغلہ ‘تمام رات سے افضل ہے اسی طرح دن میں کچھ دیر علم کا درس تمام دن کی عبادت سے افضل ہے-عبادت سے نفلی عبادت مراد ہے- یہ مطلب نہیں کہ فرائض چھوڑ کر علم سیکھے -صوفیا فرماتے ہیں کہ عالمِ دین کی نیند بھی عبادت ہے- علما فرماتے ہیں کہ تلاوتِ قرآن سے فقہ سیکھنا افضل ہے-ان دونوں کا ماخذ یہ حدیث مبارکہ ہے عالم تھوڑی عبادت پر جاہل کی بڑی عبادت سے زیادہ ثواب حاصل کر لیتا ہے-

حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی شرح مشکوٰۃ میں ایک لطیفہ لکھتے ہیں -کہ ایک بزرگ پٹنہ سے حج بیت اللہ کے لئے پیدل چلے اور ہر پانچ قدم پر دو نفل پڑھتے چلے دس سال میں گجرات پہنچے ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر ہوائی جہاز سے آپ مکہ معظمہ پہنچ جاتے اور اتنے نوافل وہاں پڑھتے تو ہر رکعت پر ایک لاکھ رکعت کا ثواب پاتے- (مرأت)

شیخ سعدیؒ بوستان میں فرماتے ہیں-

شعر
بہ احسانے آسودہ کردن دلے
بہ از الف رکعت بہر منزلے

ترجمہ = کوئی احسان کرکے کسی کا دل خوش کرنا ‘ہر منزل پر ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے-

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :-٤٤

عالم کی عابد پر فضیلت حضور ﷺ کا فرمان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هُوْ لَآءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَ يَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَ اَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَ يُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ رَوَاهُ الدَّارِمِیُ

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں دو مجلسوں پر گزرے تو فرمایا یہ دونوں بھلائی پر ہیں۔مگر ایک مجلس دوسری مجلس سے بہتر ہے۔ لیکن یہ لوگ اللہ سے دعا کر رہے ہیں اس کی طرف راغب ہیں اگر چاہے انہیں دے چاہے نہ دے لیکن وہ لوگ جو فقہ وعلم سیکھ رہے ہیں 'ناواقفوں کو سکھا رہے ہیں 'وہ افضل ہیں۔میں بے شک

معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں- پھر آپ ﷺ ان میں ہی تشریف فرما ہوئے- یعنی علماء کی مجلس میں-

تشریح :-

مسجد نبوی شریف میں صحابہ کرامؓ کی دو جماعتیں دو گوشوں میں تھیں- ایک گوشہ میں ایک جماعت نوافل وتلاوت وغیرہ عبادت کر رہی تھی ' دوسرے گوشہ میں دوسری جماعت علمی گفتگو اور سیکھے ہوئے سبق کی تکرار کر رہی تھی-

فرمایا مجلسِ علم ' مجلسِ عبادت سے افضل ہے- یعنی عابدوں کی محنت اپنی ذات کے لئے ہے ' جس کی قبولیت اور ثواب یقینی نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے- اس نے ان چیزوں کا وعدہ نہیں فرمایا ' اس حدیث میں معتزلہ کا کھلا رد ہے - جو عبادت کا ثواب واجب اور ضروری جانتے ہیں - خیال رہے آیت کریمہ "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ" کے معنی یہ ہیں کہ تم مجھے پکارو میں جواب دونگا- یا تم مجھ سے دعا کرو تو ثواب دونگا ' قبولیت دعا کا وعدہ نہیں-

علم سکھانے والے افضل ہیں کیونکہ اپنے لئے کچھ نہیں مانگتے بلکہ دین پھیلا رہے ہیں ان کی خدمت یقینی قابلِ قدر ہے یاد رہے بےعمل علم اس اندھے چراغ والے کی طرح ہے جو اپنے چراغ سے خود فائدہ نہ اٹھا سکے مگر لوگ فائدہ اٹھالیں- لیکن غیر مقبول عبادت بالکل ہی بے کار ہے جس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا - بے عمل عالم ایسا ہی ہے جیسے بیمار طبیب اوروں کا علاج کر دے-

سبحان اللہ مجلس علم کیسی بابرکت ہے- اب بھی سرکار علماء ہی میں تشریف فرما رہتے ہیں ' انہیں مجلسِ علم میں ڈھونڈو - خیال رہے حضور ﷺ اگرچہ اول درجہ کے عابد بھی ہیں لیکن حضور ﷺ کی عبادت عملی تعلیم ہے لہٰذا آپ ﷺ نماز پڑھتے ہوئے بھی معلم ہیں ' اور حضور ﷺ کی

Marfat.com

تشریف آوری کا اصل مقصد تعلیم ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ
(اور آپ ﷺ انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں) (مرأت)

حدیث نمبر :-۴۵

چالیس حدیثیں یاد کرنے پر حضور ﷺ کی شفاعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ الْعِلْمِ صَانُوْا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْہُ عِنْدَ اَھْلِہٖ لَسَادُوْا بِہٖ اَھْلَ زَمَانِھِمْ وَ لٰکِنَّھُمْ بَذَلُوْہُ لِاَھْلِ الدُّنْیَا لِیَنَالُوْا بِہٖ مِنْ دُنْیَاھُمْ فَھَانُوْا عَلَیْھِمْ سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ ھَمًّا وَّاحِدًا ھَمَّ اٰخِرَتِہٖ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَا وَ مَنْ تَشَعَّبَتْ بِہِ الْھُمُوْمُ اَحْوَالُ الدُّنْیَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہِ فِیْ اَیِّ اَوْدِیَتِھَا ھَلَکَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْھَقِیْ فِیْ شُعْبِ الْاِیْمَانِ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ علماء علم محفوظ رکھتے اور

Marfat.com

اسے اہل ہی پر پیش کرتے تو اس کی برکت سے اپنے زمانہ والوں کے سردار ہوتے ' مگر انہوں نے علم دنیاداروں کے لئے خرچ کیا تا کہ اس سے ان کی دنیا کمائیں اس سے وہ ان پر ہلکے ہو گئے- میں نے تمہارے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو تمام غموں کو ایک آخرت کا غم بنا لے اللہ اسے دنیا کے غموں سے کافی ہوگا- اور جسے دنیا کے غم ہر طرف لئے پھریں تو اللہ اس کی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ کون سے جنگل میں ہلاک ہوا ؟ (ابن ماجہ 'بیہقی شعب الایمان عن ابن عمر)

تشریح :-

عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر علماء علم کو ذلت اور اہانت سے بچاتے اس طرح کہ خود طمع اور لالچ میں دنیاداروں کے دروازے پہ دھکے نہ کھاتے کہ عالم کی ذلت سے علم کی ذلت ہے اور علم کی بے حرمتی دین کی ذلت ہے -علماء اگر علم قدردانوں اور شریف الطبع لوگوں کو سکھاتے تو سردار ہوتے- اس طرح کہ بادشاہ ان کے قدموں کے نیچے اور ان کے احکام ان کی قلموں کے نیچے ہوتے ہیں- اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (اور جن کو علم دیا گیا ان کے درجات بلند فرمائے گئے) -

معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں لالچی اور حریص عالم پیدا ہو چکے تھے ' جنہیں دیکھ کر صحابہؓ یہ فرما رہے ہیں-

سبحان اللہ تجربہ بھی اس حدیث کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو دو غم اور دو فکریں نہیں دیتا- جس دل میں آخرت کا غم و فکر ہے انشاء اللہ اس میں دنیا کا غم و فکر نہیں آتا- دنیاوی تکلیفیں اگر آ بھی جائیں تو دل ان کا اثر نہیں لیتا- کلوروفارم سنگھا دینے سے اپریشن کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ غمِ آخرت نصیب کرے- آمین-

Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یہی کلوروفارم سونگھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے کربلا کی مصیبتیں خندہ پیشانی سے جھیل گئے -اور جان بجانان سپرد کردی- (مرأت)

اس کی عجیب مثال یہ اللہ والے ہیں جو دنیا اور اہل دنیا سے منہ موڑ کر صرف اللہ سے لو لگائے بیٹھے ہیں ان کا مطمع نظر صرف ذاتِ احدیت ہے- دنیا ان کے کام میں لگی ہوئی ہے - لیکن وہ غم وفکر سے بے پرواہ ہیں اللہ نے اپنے بندوں کو ان کی خدمت پر لگا رکھا ہے-

بقول مولانا روم

کَانَ لِلّٰہِ بودہٗ در ماضٰے
تا کہ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ آمد جزا

ترجمہ = تو اپنے گزرے ہوئے زمانہ میں اللہ کا ہوا پھر بطور جزاء اللہ تیرا ہو گیا-

حدیث نمبر :-٤٦

وہ عالم جو اپنے علم سے نفع نہ اٹھائے

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَالِمٌ لَا یُنْتَفَعُ بِعِلْمِہٖ رَوَاہُ الدَّارِمِیُ -

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدتر درجے والا وہ عالم ہے جس کے علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے۔ (دارمی)

تشریح :-

یعنی لوگ اس کے علم سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ نہ مسائل بیان کرے نہ کوئی دینی کتاب لکھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ خود نفع حاصل نہ کرے یعنی عالم بےعمل -

علم درخت ہے اور عمل اس کا پھل ہے 'بڑا بدنصیب وہ شخص ہے جو اپنے درخت کا پھل خود نہ کھائے۔ جاہل بےعمل کو ایک عذاب ہے اور عالم بےعمل کو سات گنا عذاب۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-٤٧

علم دو ہیں قلبی اور لسانی

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَ عِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَاكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

Marfat.com

حضرت حسنؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں علم دو طرح کا ہے 'ایک علم دل میں 'یہ علم فائدہ مند ہے 'دوسرا علم صرف زبان پر 'یہ انسان پر اللہ کی حجت ہے۔ (دارمی)

تشریح :-

علم دین کی دو قسمیں ہیں 'ایک وہ جس کا نور عالم کے دل میں اتر جائے اور قلب روشن اور قالب مطیع ہو جائے۔ یہ علم عالم کو نفع دے گا اور دوسروں کو بھی نفع دے گا ایسے عالم کا وعظ بلکہ اس کی صحبت اکسیر ہے ۔ اس کی علامت یہ ہے کہ عالم کے دل میں خوفِ خدا اور محبت جنابِ مصطفٰے ﷺ 'آنکھوں میں تری 'زبان پر اللہ کا ذکر ہوگا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ علم بغیر تصوّف فسق ہے اور تصوّف بغیر علم بے دینی ہے۔

علم کی دوسری قسم یہ ہے کہ عالم باتیں تو اچھی کرے مگر اس کا اپنا دل نورِ علم سے اور بدن اثرِ علم سے خالی ہو۔ یہ علم قیامت میں عالم کے الزام کھا جانے کا ذریعہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالٰی فرمائے گا تو سب کچھ جانتا تھا پھر گمراہ اور بدعمل کیوں بنا ؟ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جس علم میں تصوّف کی چاشنی نہ ہو وہ علم لسانی وراثتِ شیطانی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا علم قلبی تھا اور شیطان کا علم لسانی۔

(مرأت)

حدیث نمبر :-۴۸

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ سے علم کے دو برتن حاصل کئے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَامَّا اَحَدُ هُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِیْکُمْ وَاَمَّا الْاٰخِرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبَلْعُوْمُ یَعْنِیْ مَجْرَی الطَّعَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِیْ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم کے دو برتن محفوظ کئے ایک تو تم میں پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو یہ کاٹ ڈالا جائے یعنی گلا - (بخاری)

تشریح :-

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ سے دو قسم کے علم ملے' ایک علم شریعت' جو میں نے تمہیں بتا دیا- دوسرا علم اسرار و طریقت و حقیقت ہے- اگر میں وہ ظاہر کروں تو عوام نہ سمجھیں اور مجھے بے دین سمجھ کر قتل کر دیں- یا ایک علمِ احکام اور دوسرا علمِ اخبار' جس میں ظالم حاکموں اور بے دین سرداروں کے نام موجود ہیں- اگر میں بتاؤں تو ان کی ذرّیت مجھے ہلاک کر دے- حضرت ابو ہریرہؓ کبھی اشارۃً کنایۃً کچھ کہہ دیتے تھے' چنانچہ دعا مانگا کرتے تھے کہ خدا مجھے سنہ ۶۰ھ کے فتنوں اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ دے- چنانچہ ۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کی وفات ہوئی یزید پلید تخت نشین ہوا - اس دعا میں ان دو واقعات کی طرف اشارہ تھا آپ کی دعا قبول ہوئی اور امیر معاویہؓ کی وفات سے ایک سال پہلے اس دارِ فانی سے کوچ کر

Marfat.com

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ شرعی مسئلہ بے دھڑک بیان کیا جا
مگر تصوف کے اسرار نااہل کو نہ بتلائے جائیں- دوسرا یہ کہ غیر ضروری چیزیں جن کے اظہار
فتنہ پھیلتا ہو ہرگز ظاہر نہ کی جائیں- تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو علومِ غیبیہ ع
فرمائے- حضور ﷺ کے ذریعے صحابہ کرامؓ کو بھی- جب حضرت ابو ہریرہؓ کے علم کا یہ حال ہے
تو حضرات خلفائے راشدینؓ کے علوم تو ہماری سمجھ سے بالا ہیں- (مرأت)

شاید مولانا رومؒ نے اسی حدیث کا مفہوم بیان کیا ہے-

حیف باشد شرح او اندر جہاں ہمچو رازِ عشق باید در نہاں

ترجمہ = اس کا جہاں میں اظہار کرنا غلطی ہوگی ' یہ رازِ عشق کی طرح پوشیدہ ہی رہنا چاہیے-

شارح بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے دو قسم کے علوم حاصل کیے ایک دی
' جس کا پھیلانا فرض ' جبکہ دوسرے کا تعلق احکامِ شرعیہ سے نہ تھا ' اور اس کا اظہار بھی ضروری نہ
تھا - معلوم ہوا کہ دین کے احکام کو چھپانا حرام ہے- اور اس اسرارِ باطنی کو ظاہر کرنا غلطی ہے
خصوصاً وہ جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو -

(فیوض البخاری)

صوفیاء فرماتے ہیں کہ نبی کو نبوت کا اظہار واجب ہے اور ولی کو ولایت کا اخفا واجب
ہے -

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :-۴۹

جو علم کے لئے گھر سے نکلے وہ اللہ کی راہ میں ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمَذِيْ وَالدَّارِمِيْ (مشکوٰۃ باب کتاب العلم)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو علم کی تلاش میں نکلا وہ واپسی تک اللہ کی راہ میں ہے۔

(ترمذی ودارمی)

تشریح :-

جو کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے اپنے گھر سے یا علم کی جستجو میں اپنے وطن سے علماء کے پاس گیا وہ بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہے - غازی کی طرح گھر واپس آنے تک اس کا سارا وقت اور وقت اور ہر حرکت عبادت ہوگی- گھر آنے کے بعد یہ ثواب ختم ہو جائے گا ' پھر عمل اور تبلیغ کرنے کا ثواب شروع ہوگا - لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ علم صدقہ جاریہ ہے- جس کا

Marfat.com

ثواب موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۵۰

کون سی چیز گناہ مٹاتی ہے اور درجے بلند کرتی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا یَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجٰتِ قَالُوْ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَاِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ رضی فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیْ ثَلٰثًا۔

(مشکوٰۃ کتاب الطھارۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ خطائیں مٹادے 'درجے بلند کردے۔لوگوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا وضو پورا کرنا مشقتوں میں 'مسجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا ' نماز کے

Marfat.com

بعد نماز کا انتظار کرنا یہ ہے سرحد کی حفاظت- اور مالک ابن انسؓ کی حدیث میں ہے کہ یہ ہے سرحد کی حفاظت- یہ ہے سرحد کی حفاظت دو بار- اسے مسلم نے روایت کیا' ترمذی کی روایت میں تین بار ہے -

تشریح :-

حدیث پاک میں خطاؤں سے مراد گناہِ صغیرہ ہیں نہ کہ گناہِ کبیرہ اور نہ ہی حقوق العباد محو سے مراد ہے بخش دینا یا نامۂ اعمال سے ایسا مٹا دینا کہ اس کا نشان بھی باقی نہ رہے -

درجات سے مراد جنت کے درجے ہیں یا دنیا میں ایمان کے درجے ہیں-

حضور اکرم ﷺ کا یہ سوال اس لئے ہے کہ اگلا فرمان غور سے سنا جائے- ورنہ حضور ﷺ کی تبلیغ ان کی عرض پر موقوف نہیں- وضو پورا کرنے سے مراد اعضائے وضو کا کامل دھونا اور تین بار دھونا اور وضو کی سنتوں کو پورا کرنا ہے-

مشقت سے مراد سردی یا بیماری یا پانی کی گرانی کا زمانہ ہے- یعنی جب وضو مکمل کرنا بھاری ہو اس وقت مکمل کرنا -مسجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا اس لئے فرمایا کہ گھر مسجد سے دور ہو یا قدم قریب قریب ڈالے- مطلب یہ ہے کہ ہر نماز مسجد میں پڑھنا- نماز کے علاوہ وعظ وغیرہ کے لئے مسجد میں حاضری دینا موجب ثواب ہے- اس کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ قریب کی مسجد چھوڑ کر دور جا کر نماز پڑھے- نماز کے بعد نماز کے انتظار کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت کی پڑھ کر دوسری کا منتظر رہنا خواہ مسجد میں بیٹھ کر یا اس طرح کہ جسم گھر یا دوکان میں ہو اور کان اذان کی طرف

Marfat.com

اور دل مسجد میں لگا ہو۔ "یعنی ہتھ کار وَل دِل یار وَل "

رباط کے لغوی معنی ہیں گھوڑا پالنا - اصطلاح میں جہاد کی تیاری یا اسلام کی سرحد میں رہ کر کفار کے مقابلے میں ڈٹا رہنا 'رباط ہے۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

صَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی حفاظت کرو)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کے مقابل مورچے سنبھالنا ظاہری رباط ہے اور مذکورہ اعمال باطنی رباط ہے۔ یعنی نفس شیطان کے مقابل حدودِ ایمان کی حفاظت۔

شارح مسلم علامہ سعیدیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ یحیٰ بن شرف نودی نے فرمایا کہ رباط کے معنی کسی چیز کو کسی جگہ محبوس کرنا 'گویا اس شخص نے اپنے نفس کو اس اطاعت پر محبوس کر دیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ افضل رباط ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے اصل جہاد جہاد بالنفس ہے۔

(شرح مسلم)

اعلیٰ حضرت للّٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ مولانا اللہ جوایاؒ اپنی کتاب رسالہ نوری (جو پنجابی شعروں میں تصوف پر ایک جامع رسالہ ہے) لکھتے ہیں۔

جنگ کبیر شہادت کُبریٰ نفسے نال لڑائی ؎
کافر حربی کو ہنے نالوں کتنے تول سوائی

حدیث نمبر :-۵۱

قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے ؟

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْمَقْبَرَۃَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا دَارَ قَوْمٍ مُّوْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَا حِقُوْنَ وَدِدْتُ اِنَّا قَدْرَ اَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْ اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَ اِخْوَانُنَا الَّذِیْنَ لَمْ یَاتُوْا بَعْدَ فَقَالُوْا کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ یَاْتِ بَعْدَ مِنْ اُمَّتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اَرَئَیْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً لَہٗ خَیْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَۃٌ بَیْنَ ظَھْرِیْ خَیْلٍ دُھْمٍ بُھْمٍ اَلَاّ یَعْرِفُ خَیْلَہٗ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنَّھُمْ یَاتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُھُمْ عَلَی الْحَوْضِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے تو فرمایا' اے مومن قوم کی جماعت تم پر سلام ہو- انشاءاللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں- مجھے یہ تمنا ہے کہ اپنے بھائیوں کو دیکھتا' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں-تم میرے ساتھی دوست ہو' ہمارے بھائی وہ ہیں جو اب تک آئے نہیں' لوگوں

Marfat.com

نے عرض کیا کہ آپ کے جو امتی اب تک نہیں آئے انہیں حضور ﷺ کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا بتاؤ تو سہی اگر کسی شخص کے گھوڑے پنج کلیان ہوں اور نہایت سیاہ گھوڑوں میں مخلوط ہو گئے ہوں تو کیا یہ اپنے گھوڑے نہ پہچان لے گا ؟ بولے ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا وہ آثارِ وضو سے پنج کلیان آئیں گے اور میں حوض پر ان کا پیش رو ہونگا۔ (مسلم)

تشریح :-

مقبرہ سے مراد مدینہ منورہ کا قبرستان "جنت البقیع" ہے جہاں حضور ﷺ زیارتِ قبور کے لئے تشریف لے جاتے تھے - دار کے معنی گھر یا حویلی کے ہیں 'اہل پوشیدہ ہے یعنی گھر والے۔ (مرأت)

صاحب مرقات ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ عوام کی قبروں پر پہنچ کر سلام کرنا سنت ہے۔ کیونکہ مُردے زائرین کو دیکھتے ہیں پہچانتے ہیں ان کے کلام اور سلام کو سنتے اور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ نہ سننے والے اور جواب نہ دے سکنے والے کو سلام کرنا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ (اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو) معلوم ہوا کہ مُردوں اور زندوں کو سلام یکساں کیا جائے یعنی اس طرح کہ سلام پہلے علیکم بعد میں - وہ جو حدیث پاک میں ہے کہ علیکم السلام مُردوں کا سلام ہے 'اس سے مراد یہ ہے کہ جب مُردے آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تب یہ سلام کرتے ہیں۔ (مرقات)

پیارے آقا ﷺ نے فرمایا عنقریب وفات پا کر ہم تم سے ملاقات کریں گے 'انشاء اللہ برکت کے لئے فرمایا 'ورنہ موت تو یقینی ہے یا ایمان پر خاتمہ اور کسی خاص جگہ مرنا ہم لوگوں

کے لئے مشکوک ہے۔ یعنی اگر اللہ نے چاہا تو ہم ایمان پر مر کر مومنوں سے ملیں گے یہ سب کچھ امت کی تعلیم کے لئے ہے۔ (مرأت)

سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ پیدا ہونے والے مسلمانوں سے ظاہری حیات میں ملاقات کرنا ورنہ حضور ﷺ ساری امت کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کا اپنا بھائی فرمانا انتہائی کرمِ کریمانہ ہے امت کو یہ جائز نہیں کہ حضور ﷺ کو اپنا بھائی کہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ نے بھی حضور ﷺ کو بھائی نہ کہا۔ بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے کہ میں آپ کا بھائی اور خادم ہوں لیکن اگر رعایا اسے خادم کہہ کر پکارے تو سزا پائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (رسول اللہ ﷺ کو اس طرح مت پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو)

سرکار ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تم بھائی ہو اور صحابی بھی، اور جو مسلمان آئندہ آنے والے ہیں وہ صرف بھائی ہونگے، صحابی نہ ہونگے۔ خیال رہے بھائی ہونا ظاہری لحاظ سے ہے رشتہ ایمانی کی بناء پر، ورنہ حضور ﷺ امت کے لئے روحانی والد ہیں اور ان کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں، نہ کہ بھاوجیں۔ رشتۂ ایمانی سے تو سگا باپ اور دادا اسلامی بھائی ہیں۔ اور حقیقی ماں اور بیوی اسلامی بہنیں۔ مگر رشتہ کی بناء پر نہ ان لوگوں کو بہن بھائی کہا جاتا ہے اور نہ ان پر بہن بھائی کے احکام مرتب ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر بیوی کو بہن سے تشبیہ بھی دے تو ظہار ہو جاتا ہے، جس کی سزا میں ساٹھ روزے کفارہ واجب ہے، تو جو حضور ﷺ کو بھائی کہے اور سمجھے وہ بھی سخت سزا کا مستحق ہے۔ (مرأت)

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ جو امتی اب تک نہیں آئے انہیں آپ کیسے پہچانیں گے؟

Marfat.com

صحابہؓ کا یہ سوال حضورﷺ کے علم کی نفی کی بناء پر نہیں بلکہ ذریعہ علم کے متعلق ہے یعنی جن مسلمانوں کو آپ ﷺ نے زندگی شریف میں ظاہری نگاہ سے نہیں دیکھا انہیں کل قیامت میں کیسے پہچانیں گے اور کیسے شفاعت کریں گے ؟ محض نورِ نبوت یا وحی سے یا کچھ ان میں علامتیں بھی ہونگی ؟ جن سے ہم بھی پہچان سکیں ورنہ صحابہؓ کا تو یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کو اپنی ساری امت کے کھلے چھپے ایک ایک عمل کی خبر ہے- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تھا کہ آپ کی امت میں کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں ؟ فرمایا ہاں عمرؓ کی- یہ سوال وجواب علیم وخبیر سے ہی ہو سکتے ہیں-

پنج کلیان وہ سرخ یا سیاہ گھوڑا ہے جس کے چاروں ہاتھ پاؤں اور پیشانی سفید ہوں' یہ بہت خوبصورت بہت قیمتی اور طاقتور ہوتا ہے- سبحان اللہ حدیث پاک میں کیا نفیس تمثیل ہے کہ جیسے پنج کلیان گھوڑا کالے گھوڑوں میں نہیں چھپتا - ایسے ہی میری امت دیگر امتوں میں نہیں چھپے گی- اس کا مطلب یہ نہیں کہ پچھلی امتوں کے سارے مومن سیاہ رُو ہونگے بلکہ سیاہ رُوئی تو صرف کفار کے لئے ہے- مطلب یہ کہ آثارِ وضو کی خاص چمک صرف امتِ مصطفوی ﷺ پر ہوگی-

حضورﷺ فرماتے ہیں کہ میں حوضِ کوثر پر ان کا پیش رو ہونگا- یہ حوضِ کوثر ہمارے آقا کا ہے 'دوسرے انبیاء کے بھی حوض ہونگے- مگر کوثر کسی کا نہیں' فرط اسے کہتے ہیں جو آگے پہنچ کر انتظام فرمائے- مطلب یہ ہے کہ کوثر پر ہم تم سے پہلے پہنچ کر تمہارا انتظام وانتظار فرمائیں گے- تمہیں اپنے انتظام سے پانی پلوائیں گے-

شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں- علامہ نودی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کی

Marfat.com

تمنا کرنا جائز ہے۔خصوصاً خیر اور فضلا سے ملاقات کے لئے۔لیکن دنیاوی مصائب اور مشکلات سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے دینی بھائی نہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ تم میرے صحابہ ہو اور ہمارے (دینی) وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس قول سے ان صحابہ کے دینی بھائی ہونے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ آپ ﷺ نے ان کی فضیلت کا ذکر فرمایا ' اور وہ صحابیت ہے۔لہٰذا صحابہ بھائی بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں۔لیکن بعد میں آنے والے صرف دینی بھائی۔جیسا کے قرآن پاک میں ہے انما المومنون اخوۃ (بیشک مومن بھائی بھائی ہیں)

علامہ سعیدی فرماتے ہیں کہ میرے استاد محترم حضرت علامہ عطا محمد بندیالویؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ قاعدہ مستنبط ہوتا ہے کہ جب کسی معزز اور صاحبِ فضیلت آدمی کا ذکر کیا جائے تو اس کا ذکر عام اوصاف کے ساتھ نہیں بلکہ مخصوص اوصاف کے ساتھ کیا جائے۔کیونکہ بھائی کا وصف صحابہ کرامؓ اور بعد کے مسلمانوں میں عام اور مشترک تھا۔ اس لئے صحابہ کرامؓ کا ذکر آپ ﷺ نے عام وصف سے ناپسند فرمایا۔اس لئے رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں صرف بشر کہنا صحیح نہیں بلکہ اَفْضَلُ الْبَشَرْ یَا سَیِّدُ الْبَشَرْ کہا جائے۔کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلاموں کے ساتھ اس وصف کو ناپسند فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کے لئے محض بشر کا لفظ کہنا کب پسندیدہ ہوگا۔بشر تو کفار اور مشرکین بھی ہیں اس لئے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو اوصافِ مخصوصہ یعنی اَفْضَلُ الْبَشَرْ ' سَیِّدُ الْبَشَرْ ' رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْن وغیرہ القاب کے ساتھ کیا جائے۔

Marfat.com

حدیث نمبر :-۵۲

قبلہ کی طرف منہ کرکے پیشاب کرنا ؟

عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرْ قَالَ رَاَیْتُ ابْنِ عُمَرَ اَنَاخَ رَاحِلَتَہٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ ثُمَّ جَلَسَ یَبُوْلُ اِلَیْھَا فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَیْسَ قَدْ نُھِیَ عَنْ ھٰذَا قَالَ بَلْ اِنَّمَا نُھِیَ عَنْ ذٰلِکَ فِی الْفَضَاءِ فَاِذَا کَانَ بَیْنَکَ وَ بَیْنَ الْقِبْلَۃِ شَیْءٌ یَسْتُرُکَ فَلَا بَاسَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب اداب الخلاء)

ترجمہ :-

حضرت مروان اصفرؒ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ رُخ بٹھالی پھر بیٹھ کر اس کی طرف پیشاب کرنے لگے - میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن کیا اس کی ممانعت نہیں ہے ؟ فرمایا اس سے جنگل میں منع فرمایا گیا ہے - مگر جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز آڑ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں- (ابوداؤد)

تشریح :-

Marfat.com

حدیث پاک کے راوی مروان اصفرؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں بصری تابعی ہیں آپ سے ایک دو حدیثیں مروی ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جنگل کا ہے جیسا کہ جواب سے معلوم ہو رہا ہے۔ نیز جنگل ہی میں سواری پر بیٹھا جاتا ہے۔ تابعی کے اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عام صحابہؓ اور تابعین میں یہی مشہور تھا کہ مطلقاً قبلہ رُو پیشاب 'پاخانہ کرنا منع ہے۔ تب ہی تو اس تابعی کو حضرت ابن عمرؓ کے اس فعل پر تعجب ہوا۔ لہٰذا یہ حدیث امام اعظمؒ کی دلیل ہے۔

اس حدیث پاک میں حضرت ابن عمرؓ کا اجتہادی فتویٰ ہے یہ جنگل اور بستی کا فرق حدیثِ مرفوع میں نہیں۔ (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۵۳

مبشّرات کی تشریح

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُ

(مشکوٰۃ کتاب الرءیا)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ باقی رہیں موت سے مگر بشارتیں۔لوگوں نے عرض کیا بشارتیں کیا ہیں ؟فرمایا اچھی خواب۔(بخاری)

تشریح :-

مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا کہ ہماری وفات پر وحی نبوّت تا قیامت ختم ہو جائے گی۔مگر نبوّت کا ایک حصہ یعنی ڈرانا اور بشارت باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ خوابوں کے ذریعے علوم غیبیہ یعنی اگلے حالات پر اطلاع برابر جاری رکھے گا۔خوابیں غیبی خبریں دیتی رہیں گی 'خوابیں بشارت بھی ہوتی ہیں اور ڈراتی بھی ہیں۔مگر تغلیباً بشارت فرمایا۔ (مرقات)

صَالِحَہ سے مراد یا توسچی خوابیں ہیں یا اچھی خوشی کی خوابیں عموماً خوشی کی خواب کو رؤیا کہتے ہیں اور ڈراونی خواب کو حُلم 'مگر یہاں رویا سے عام خواب مراد ہے 'چاہے اچھی ہو یا ڈراونی۔ (اشعۃ ومرقات)

خیال رہے رُؤیَا بمعنی خواب آتا ہے مگر جب اس کے بعد رویت کا کوئی مشتق آجائے تو بیداری میں دیکھنے کے بھی معنی دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤيَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ (اور ہم نے وہ دکھاوا نہیں کیا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کے لئے۔)

حضور انور ﷺ نے معراج کی رات سارے عالم غیب کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا 'مگر اسے اللہ تعالیٰ نے رُؤیَا فرمایا کیونکہ آگے اَرَیْنٰکَ ہے اس لئے وہاں آنکھ سے بیداری میں دیکھنا مراد ہے۔جسمانی معراج کے منکر اسی لفظ رُؤیَا سے انکار کرتے ہیں۔یہ بحث الگ ہے دوسری کتابوں میں دیکھیں۔

Marfat.com

مالک نے بروایت عطا ابنِ یسارؓ اس حدیث میں یہ زیادہ کیا کہ جسے مسلمان دیکھے یا اس کے متعلق خواب دکھائی جائے -یعنی مسلمان خود خواب دیکھے یا دوسرا شخص اس کے متعلق خواب دیکھے-طبرانی نے بروایت عبادہ ابن صامتؓ حدیث نقل فرمائی کہ مومن کا خواب اس کا اپنے رب سے کلام کرنا ہے-یا رب کا اس سے کلام کرنا ہے- (مرقات)

خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہوسکتا ہے ہمارے امام اعظمؒ نے ننانوے بار اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا-معلوم ہوا کہ بعض خواب انسان خود دیکھتا ہے کہ دن میں جو خیالات رکھتا ہے وہی خواب میں دیکھتا ہے اور بعض خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائے جاتے ہیں-مومن کے یہ خواب الہام کا حکم رکھتے ہیں اور ان کو ہی رُوَیا صَالِحَہ کہتے ہیں- (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-٥٤

حضور ﷺ کا کنّیت سے منع فرمانا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَبَا الْقَسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا دَعَوْتُ ھٰذَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ سَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(مشکوٰۃ باب الاسامی)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے ابوالقاسم 'تو اس کی طرف نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی وہ بولا کہ میں نے تو اس کو بلایا ہے 'تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا نام تو رکھو میری کنیت نہ رکھو۔ (مسلم و بخاری)

تشریح :-

کسی اور شخص کا نام ابوالقاسم تھا اس نے اس کو پکارا -مقصد یہ ہے کہ اگر ہزاروں کے نام ''محمد'' ہوں تو دھوکا نہ ہوگا کیونکہ حضور ﷺ کو صرف نام سے پکارنا حرام ہے۔ اب جو حضور ﷺ کو پکارے گا وہ'' یارسول اللہ'' ﷺ کہے گا ''یامحمد'' نہیں کہے گا- اگر ''یا محمد'' کہہ کر پکارے گا تو کسی اور ''محمد'' کو پکارے گا نہ کہ حضور ﷺ کو پکارے گا- اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کو نام لے کر نہ پکارا قرآن پاک اٹھا کر دیکھو۔

یَاَیُّھَا النَّبِیُّ ' یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ 'یٰسٓ ' طٰہٰ '' یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ' یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ پکارا لہذا نام کے اشتراک میں ضرور دھوکا ہوگا۔ (مرقات)

حضور اکرم ﷺ کو یاابوالقاسم کہہ کر پکار سکتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کا لقب ہے ' جیسے رسول اللہ 'نبی اللہ مگر ''یا محمد'' کہہ کر نہیں پکار سکتے -کہ محمد حضور ﷺ کا نام شریف ہے

(مرقات)

حضور انور ﷺ کے بڑے صاحبزادے کا نام قاسم تھا اس نام سے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرامؑ کو نام بنام خطاب کیا 'یا آدم' 'یا ابراہیم' 'یا موسیٰ' 'یا عیسیٰ وغیرہ لیکن جب اپنے حبیب کو ندا فرمائی تو ان کی کمال عظمت رفعت کے اظہار کے لئے نام کے ساتھ ندا نہ کی گئی بلکہ ان کے معزز اوصاف والقابات سے پکارا۔

یا آدم است با پدرِ انبیاء خطاب
یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ خطابِ محمد است

ترجمہ = انبیاء کے باپ آدم کا خطاب تو یا آدم ہے لیکن حضور سے خطاب 'یا اَیُّھَا النَّبِیُّ' سے ہے۔

قرآن کریم نے بارگاہِ نبوت کا ادب یوں سکھایا لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (رسول کو اس طرح مت پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو) آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ظاہری و باطنی حیات طیبہ میں ایسے الفاظ کے ساتھ پکارنا ہرگز جائز نہیں جو الفاظ ادب سے خالی ہوں۔

(فیوض الباری)

حدیث نمبر :-۵۵

اذان کا جواب اور حضور ﷺ کے لئے وسیلے کی دعا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ

Marfat.com

مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَئَلَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ عَلَیْهِ الشَّفَاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ باب فضل الاذان و اجابة المؤذن)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جو وہ کہہ رہا ہے- پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے- پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو ' وسیلہ جنت میں ایک جگہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی کے لائق ہے- مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے اس پر میری شفاعت لازم ہے-

(مسلم)

تشریح :-

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اذان کے کلمات سارے دہرائے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ بھی حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ بھی اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی ایک

حدیث میں ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر لَا حَوْلَ پڑھے چاہیے کہ دونوں ہی کہہ لیا کرے تا کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔بعض مؤذن اذان سے پہلے بھی درود شریف پڑھتے ہیں اس میں بھی حرج نہیں ان کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔

شامی نے فرمایا اقامت کے وقت درود شریف پڑھنا سنت ہے۔یاد رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا بھی جائز بلکہ ثواب ہے۔بلا وجہ اس سے منع نہیں کیا جا سکتا۔

وسیلہ سبب اور توسّل کو کہتے ہیں چونکہ اس جگہ پہنچنا رب سے قربِ خصوصی کا سبب ہے اس لئے وسیلہ فرمایا گیا۔حضور ﷺ کا فرمانا کہ ''امید کرتا ہوں ''تواضع اور انکساری کے لئے ہے 'ورنہ وہ جگہ حضور ﷺ کے لئے نامزد ہو چکی ہے۔ (مرقات واشعتہ)

ہمارا حضور ﷺ کے لئے وسیلہ کی دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے فقیر امیر کے دروازے پر صدا لگاتے وقت اس کے جان و مال کو دعائیں دیتا ہے تا کہ بھیک ملے۔ہم بھکاری ہیں اور حضور ﷺ داتا 'انہیں دعائیں دینا مانگنے کھانے کا ڈھنگ ہے۔

حدیث پاک کے آخر میں سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کی شفاعت ضرور کرونگا۔یہاں شفاعت سے خاص شفاعت مراد ہے ورنہ حضور ﷺ ہر مومن کے شفیع ہیں۔حضور ﷺ کی شفاعت بہت قسم کی ہے۔ (مرأت)

اذان کے جواب کی چند احادیث کے خلاصے مندرجہ ذیل ہیں۔

Marfat.com

۱- حضور ﷺ نے فرمایا جب اذان سنو تو اللہ کے داعی کا جواب دو- (طبرانی)

۲- جب مؤذن اذان کہے تو سنو ' جو وہ کہتا ہے تم بھی کہو- (ابن ماجہ)

۳- مومن کو بدبختی و نامرادی کے لئے کافی ہے کہ مؤذن کی تکبیر سنے اور جواب نہ دے-

۴- حضور ﷺ نے عورتوں سے فرمایا جب تم بلالؓ کو اذان اور اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہے تم بھی کہو اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کلمے کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا- ہزار درجات بلند کرے گا اور ہزار گناہ مٹا دے گا- اور مردوں کے لئے دوگنا ثواب ہے- (ابن عساکر)

۵- اذان کا جواب دینے والے کی مغفرت ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا-

(مسلم ابوالشیخ)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے- مؤذن جو کہے سننے والا بھی وہی کہے- مگر جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں کو لگائے اور کہے قُرَّةِ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اور حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ وَحَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنبی بھی اذان کا جواب دے سکتا ہے- جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور سننے والے درود شریف پڑھیں اور پھر دعا مانگیں- سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقامِ محمود تو حضور ﷺ کو حاصل ہے ہی اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی فرما لیا ہے پھر اس کے لئے دعا کرنے کا کیا مطلب ہے ' تو جواب یہ ہے کہ حاصل شدہ

Marfat.com

ت کے لئے دعا کرنا یا کرانا بھی شانِ عبدیت ہے اور بعض اوقات حاصل شدہ نعمت کے دوام و
ا کے لئے بھی دعا کی جاتی ہے۔ پس جو صالحینِ امت یہ دعا کریں گے انشاء اللہ وہ حضور
ﷺ کی شفاعت سے بغیر حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

(فیوض الباری)

علامہ طحاوی وغیرہ نے لکھا ہے کہ مؤذن کے پہلی مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ
الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کے جواب میں انگوٹھے آنکھوں پر رکھ کر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
یا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور دوسری دفعہ سن کر قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا مستحب
ہے۔ علامہ شامی نے دیلمی کی کتاب "الفردوس" میں یہ حدیث پاک ذکر کی کہ حضور ﷺ نے
فرمایا "جس شخص نے اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر آنکھوں پر رکھ
کر انگوٹھے چومے میں اس کی قیادت کر کے اس کو جنت کی صفوں میں شامل کر دونگا"

(شرح مسلم از علامہ سعیدی)

حدیث نمبر :-٥٦

اذان کی اُجرت لینے سے منع فرمانا

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْنِیْ اِمَامَ قَوْمِیْ قَالَ اَنْتَ اِمَا
مُهُمْ وَاقْتَدِ بِاَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَاْخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ

Marfat.com

اَجْرًا - رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنِّسَائِیْ -

(مشکوۃ باب فضل الاذان و اجابۃ المؤذن)

ترجمہ :-

حضرت عثمان ابن ابو العاصؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے میری قوم کا امام بنادیجئے -فرمایا تم ان کے امام ہو اوران میں کمزور کو مقتدی جانو اور کوئی ایسا مؤذن مقرر کرو جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے- (احمد 'ابوداؤد 'نسائی)

تشریح :-

حدیث پاک کے راوی حضرت عثمان ابن ابو العاصؓ مشہور صحابی ہیں 'ثقفی ہیں حضور ﷺ نے آپ کو طائف کا حاکم بنایا اور شروع خلافت فاروقی تک وہیں حاکم رہے پھر حضرت عمرؓ نے وہاں سے معزول کر کے عمان اور بحرین کا گورنر بنایا- (مرأت)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ امام مقرر کرنے اور معزول کرنے کا حق سلطانِ اسلام کو بھی ہے-اوراس کا مقرر کردہ امام قوم کے معزول کرنے سے علیحدہ نہیں ہوسکتا-

حضرت عثمانؓ سے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھ کر نماز پڑھاؤ کہ میرے مقتدی کمزور اور بیمار بھی ہیں-اس لئے نماز ہلکی پڑھاؤ-

اس حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے-

۱- مؤذن رکھنے اور معزول کرنے کا حق امام کو ہے-

۲- اذان پر اجرت لینا جائز ہے مگر نہ لینا بہتر ' اس لئے حضور ﷺ نے یہاں

Marfat.com

اجرت کوحرام نہیں کہا بلکہ فرمایا ڈھونڈھ کر کوئی للہ اذان دینے والا رکھو ' جو تنخواہ نہ لے- خیال رہے کہ اس زمانے میں دینی خدمات پر اجرت لینا امرِ ممنوع بھی تھا- تو اُس وقت کے لحاظ سے تھا 'اب ممنوع نہیں ورنہ سارے دینی کام بند ہو جائیں گے- دیکھو سوائے حضرت عثمان غنیؓ کے باقی تمام خلفاء نے خلافت پر اجرت لی- حالانکہ خلافت امامتِ کبریٰ ہے- نیز حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانے میں غازیوں اور حکام کی تنخواہیں مقرر کیں ' حالانکہ جہاد بھی عبادت ہے اور حاکمِ اسلام بننا بھی عبادت ہے- (مرأت)

چنانچہ صدیق اکبرؓ کو جب متفقہ طور پر خلیفہ نامزد کر دیا گیا تو اس وقت آپ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے- حسبِ معمول دوسرے ہی روز آپ کپڑے کے تھان اٹھائے بازار جا رہے تھے- راستے میں حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوگئی حضرت عمرؓ کہنے لگے آپ خلیفۃ المسلمین ہیں آپ اگر تجارت کریں گے تو خلافت کے امور کون سرانجام دے گا ؟ صدیق اکبرؓ نے فرمایا میں اگر تجارت نہ کروں تو اپنا اور بال بچوں کا پیٹ کیسے پالونگا ؟

حضرت عمر فاروقؓ نے اکابرین صحابہؓ کو جمع کیا اور اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی اور خلیفہ کے لئے باقاعدہ تنخواہ مقرر کر دی گئی جو اس وقت کے لحاظ سے مناسب تھی- اور صدیق اکبرؓ اسی تنخواہ پر اپنی ضروریات پوری کرتے رہے-

حدیث نمبر :-۵۷

حضور ﷺ نے اپنے علم کلّی کی تشریح فرمائی

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَءَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا وَكَذَالِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلاً وَلِلتِّرْمِذِيْ نَحْوُهٗ عَنْهُ

(مشکوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ)

ترجمہ :-

حضرت عبدالرحمٰن بن عائشؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا -"رب نے پوچھا کہ فرشتے مقرب کس چیز میں جھگڑتے ہیں" میں نے عرض کیا مولا تو ہی جانے -تب رب نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا ' جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی 'تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا -اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی- "ہم یونہی ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے ملک دکھاتے ہیں تا کہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں-"

(دارمی نے مرسلاً روایت کیا اور ترمذی کی روایت اسی کی مثل ہے)

Marfat.com

تشریح :-

رب کو اچھی صورت میں دیکھنے کا مطلب ہے کہ اس وقت میری اپنی صورت بہت اچھی تھی نہ کہ خدا کی جیسے کہا جاتا ہے کہ میں اچھے کپڑوں میں حاکم سے ملا یعنی ملاقات کے وقت میرے کپڑے اچھے تھے ورنہ رب تو صورت سے پاک ہے- حضور ﷺ کا ہم میں آنا بشری صورت میں ہے اور رب سے ملنا نوری صورت میں ہے -انسان کا گھر کا لباس اور ہوتا ہے اور کچہری کا اور- یہ واقعہ غالباً معراج کا ہے- بعض لوگوں نے خواب کا دیدار بتایا' مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے 'اسی سے دیدارِ الٰہی ثابت ہوا- حق یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا- رب کا فرمان لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ دیدار کی نفی نہیں کررہا ہے بلکہ ادراک اور احاطے کی اس حدیث مبارک کی تائید آیت کریمہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (آنکھ نہ کسی کی طرف پھری نہ حد سے بڑھی) فرمارہی ہے -رب نے پوچھا کہ وہ کون سے اعمال ہیں جنہیں لے جانے اور بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے میں فرشتے جھگڑتے ہیں 'وہ کہتا ہے- میں لے جاؤں 'اور یہ کہتا ہے کہ میں لے جاؤں-

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ میری پشت پر رکھا اور اس کا فیضان میرے سینے اور دل پر پہنچا-

ملا علی قاری حنفی مرقات میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضور ﷺ کے وسعتِ علم کی کھلی دلیل ہے -رب نے حضور ﷺ کو ساتوں آسمان بلکہ اوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں اور ان کے نیچے کے ذرہ ذرہ اور قطرے قطرے بلکہ مچھلی وغیرہ سب کا علم کلی عطا فرمایا-

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام کلی و جزئی علوم کا عطا

Marfat.com

فرماتا ہے۔

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو گذشتہ، موجودہ اور تاقیامت ہونے والی ہر چیز کا علم دیا ۔ کیونکہ زمین پر لوگوں کے اعمال اور آسمان پر ان اعمال کے لئے فرشتوں کے یہ جھگڑے تاقیامت ہوتے رہیں گے۔ جنہیں حضور ﷺ آج آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ۔ اس حدیث کی تائید قرآن پاک کی بہت سی آیات کر رہی ہیں۔ جن آیات میں علم کی نفی ہے وہاں ذاتی علم مراد ہے اور یہ علوم اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔

حضور ﷺ نے آیت کریمہ تلاوت فرما کر یہ بتایا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو ملکوت دکھائے ایسے ہی مجھے بھی دکھائے ۔ معلوم ہوا کہ اس وقت حضور ﷺ کو صرف مسئلے ہی نہیں بتائے گئے تھے بلکہ ساری خدائی دکھائی گئی تھی ۔ ورنہ حضور ﷺ اس آیت سے دلیل نہ پکڑتے واضح رہے کہ حقیقی ملک اللہ ہی کا ہے۔ لیکن مجازاً بندے بھی مالک ہیں مگر ملکوت خدا کے سوا کسی کا نہیں۔ ملکوت دنیا ومافیہا مِنَ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبُ پر بولا جاتا ہے یعنی زمین وآسمان کے ہر ذرے کا حقیقی مالک وخالق اللہ ہی ہے ۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۵۸

حضرت بلال رض کا حضور ﷺ کے وضو کا پانی پینا اور جماعت کے آگے سے گزرنے کا حکم

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ ؓ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ وَھُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّۃٍ حَمْرَاءَ مِنْ اُدُمٍ وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِکَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْہُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْہُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِہٖ ثُمَّ رَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَۃً فَرَکَزَھَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حُلَّۃٍ حَمْرَآءٍ مُشَمِّرًا صَلّٰی اِلَی الْعَنَزَۃِ بِالنَّاسِ رَکْعَتَیْنِ وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ یَمُرُّوْنَ بَیْنَ یَدِیِ الْعَنَزَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(مشکوٰۃ باب السترۃ)

ترجمہ :-

حضرت ابی جحیفہ ؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مکہ کے ابطح مقام میں چمڑے کے سرخ خیمے میں دیکھا اور حضرت بلال ؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے وضو کا پانی لیا اور لوگوں کو دیکھا کہ اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں جس نے اس میں سے کچھ پالیا تو اسے مل گیا ' اور جس نے نہ پایا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری لے لی۔ پھر

Marfat.com

میں نے حضرت بلال ؓ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک نیزہ لیا اور اسے گاڑ دیا اور نبی کریم ﷺ سرخ جوڑے میں دامن سمیٹے تشریف لائے نیزے کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں اور میں نے لوگوں اور جانوروں کو نیزے کے آگے سے گزرتے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

حدیث پاک کے راوی ابو جحیفہ ؓ کا نام وہب ابن عبداللہ عامری ہے۔ آپ بہت نو عمر صحابی ہیں حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ نابالغ تھے۔ ۷۴ھ کوفہ میں وصال ہوا۔

مکہ شریف کا مقام ابطح جنت معلٰی سے آگے منٰی کی جانب ہے جسے وادیٔ مُحَصَّبْ و بَطْحَا بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسی نسبت سے حضور ﷺ کو اَبطَحِی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ابطح کے معنی ہیں بجری والا میدان جہاں بارش میں سیلاب آجاتا ہے۔

حضور ﷺ نے خیمہ میں وضو کیا ' غسالہ ایک لگن میں گرا ' حضرت بلال ؓ وہ پانی کا لگن باہر صحابہ ؓ کے پاس لائے تاکہ صحابہ ؓ اس سے برکتیں حاصل کر لیں۔ صحابہ کرام ؓ اس غسالہ شریف پر ٹوٹ پڑے لوگ پانی حاصل کرنے اور برکت لینے کے لئے دوڑ رہے تھے کیونکہ وہ پانی حضور ﷺ کے اعضاء مبارک سے لگ کر نورانی بھی ہو گیا اور نُور گر بھی۔ پھول سے لگی ہوئی ہوا دماغ کو مہکا دیتی ہے۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر سے لگا ہوا پانی روح و ایمان مہکا دے گا۔

جس کو پانی مل گیا اس نے جسم پر مل لیا جسے نہ ملا اس نے تری لی اور اسے اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ (مرأت)

صاحب مرقات نے فرمایا کہ حضرت ابو طیبہ ؓ نے حضور ﷺ کا فصد کیا اور خون نکال کر

Marfat.com

بجائے پھینکنے کے پی لیا۔

یاد رہے ہمارا فضلہ وضو کا پانی پینے کے قابل نہیں کیونکہ وہ ہمارے گناہ لے کر نکلا ہے۔ حضور ﷺ کا غسالہ متبرک ہے کیونکہ وہ نور لے کر نکلا۔ بعض مرید اپنے مشائخ کا جھوٹا پانی تعظیم سے استعمال کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

حضور ﷺ کے سرخ جوڑے سے مراد خالص سرخ رنگ میں رنگا ہوا کپڑا نہیں ہے کیونکہ یہ تو مرد کے لئے منع ہے۔ بلکہ سرخ خطوط سے مخطط کپڑا مراد ہے یا سرخ سوت سے بنا ہوا کپڑا۔

آپ ﷺ نے فجر یا ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں کیونکہ آپ ﷺ مسافر تھے غالباً یہ واقع حجۃ الوداع یا عمرۃ القضاء کا ہے۔

راوی کا کہنا کہ سترہ سے آگے لوگوں اور جانوروں کو گزرتے دیکھا ۔ امام کا سترہ ساری جماعت کا سترہ ہوتا ہے۔ اس سے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ لہٰذا جب جماعت ہو رہی ہو تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنا بالکل جائز ہے۔ اور اس میں گناہ نہیں ہے ' اس لئے جب اگلی صف میں جگہ خالی ہو تو پچھلی صف کے آگے سے گزر کر اگلی صف میں جانا بالکل جائز ہے۔ (مرأت)

شارح بخاری فرماتے ہیں کہ علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا کہ بزرگانِ دین کے جسم سے جو چیز لگ جائے اس سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے وضو کے پانی کو متبرک سمجھ کر ہی اپنے جسموں پر مل لیا اور حضور ﷺ نے منع نہ فرمایا۔ (فیوض الباری)

واضح رہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک وضو کا غسالہ نجس یا پلید ہے۔ اس سے مراد عام لوگوں کے وضو کا غسالہ ہے۔ حضور ﷺ کے وضو کرنے سے جو پانی گرتا ہے وہ امام صاحب کے

Marfat.com

نزدیک پاکیزہ اور پاکیزہ کرنے والا ہے- بلکہ حضورﷺ کے فضلات کریمہ پاک ہیں- بزاز ' حاکم' بیہقی' طبرانی اور ابونعیم میں ہے کہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے حضورﷺ کے جسم سے نکلا ہوا خون پیا' جن میں ابوطیبہؓ عبداللہ ابن زبیرؓ اور حضرت علیؓ شامل ہیں- نیز حاکم 'دارقطنی اور ابونعیم میں ہے کہ اُمّ ایمنؓ نے حضورﷺ کا پیشاب پی لیا تھا- چنانچہ اُمّ ایمنؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ نے رات کو اٹھ کر گھر کی جانب رکھے مٹی کے برتن میں پیشاب کیا - پھر میں رات کو اٹھی میں پیاسی تھی میں نے پیشاب کو پی لیا صبح میں نے حضورﷺ کو رات کا واقعہ بتلا دیا آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اس کے بعد تمہیں کبھی پیٹ کی بیماری نہیں ہوگی-

(شرح مسلم از علامہ سعیدی)

حدیث نمبر :-۵۹

حضرت معاذؓ کو حضورﷺ کا تنبیہ کرنا کہ نماز ہلکی پڑھائے

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كَانَ مَعَاذُ بْنِ جَبَلٍؓ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَاتِيْ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءِ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهُ فَاَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَهُ اَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَاٰتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَاُخْبِرَنَّهُ

Marfat.com

فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا اَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّھَارِ وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰی مَعَکَ الْعِشَاءِ ثُمَّ اَتٰی قَوْمَہٗ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مُعَاذٍ فَقَالَ یَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَاِذَا لسَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَسُوْرَۃ انشقاق والبروج والطارق متفق علیہ

(مشکوٰۃ باب القراۃ فی الصلوٰۃ)

ترجمہ :-

حضرت جابرؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کرتے - ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء پڑھی 'پھر اپنی قوم میں آئے ان کے امام بنے اور سورۃ بقرہ شروع کر دی ' تو ایک شخص پھر گیا کہ اس نے سلام پھیر کر اکیلے نماز پڑھی اور چلا گیا - لوگوں نے کہا اے فلاں کیا تو منافق ہو گیا ہے ؟ بولا نہیں - رب کی قسم میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا اور آپ ﷺ کو یہ خبر دونگا - پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ اونٹ والے ہیں دن بھر کام کرتے ہیں اور حضرت معاذؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ

Marfat.com

نماز پڑھی پھر اپنی قوم میں آئے - سورۃ بقرہ شروع کر دی ' تب حضور رسول کریم ﷺ حضرت معاذؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے معاذؓ ! کیا تم فتنہ گر ہو ؟ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ' وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ' و سورۃ انشقاق والبروج والطارق پڑھا کرو-

(بخاری و مسلم)

تشریح :-

ظاہر یہ ہے کہ حضرت معاذؓ حضور ﷺ کے ساتھ نفل پڑھ لیتے تھے ' پھر اپنی قوم میں آ کر انہیں فرض پڑھاتے تھے - کیونکہ یہاں یہ ذکر نہیں کہ آپؓ پہلے فرض پڑھ لیتے تھے اور بعد میں نفل - نیز یہ فعل حضرت معاذؓ کا ہے اور راوی حضرت جابرؓ ہیں' اور کسی کی نیت صرف اندازے سے معلوم نہیں ہو سکتی اور اگر معاذؓ حضور ﷺ کے ساتھ فرض ہی پڑھتے ہوں اور قوم کے ساتھ بھی فرض ہی پڑھتے تھے اور یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب ایک فرض دو بار پڑھے جاتے تھے - بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا - چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک فرض دو بار پڑھنے سے منع کیا گیا - اور اگر آپ حضور ﷺ کے پیچھے فرض ہی پڑھتے ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ نفل تو یہ آپؓ کا اجتہادی عمل ہے - جس کی حضور ﷺ کو اطلاع نہیں دی گئی تھی - اطلاع ہونے پر حضور ﷺ نے س سے منع فرما دیا - چنانچہ حضرت امام احمدؒ نے حضرت سلیم سلمٰی سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت معاذؓ کا یہ واقعہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ تم فتنہ گر نہ بنو یا تو میرے ہی ساتھ نماز پڑھا کرو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھایا کرو - بہر حال یہ حدیث حنفیوں کے خلاف نہیں اور اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نفل والے کے پیچھے فرض

والے کی نماز جائز ہو ' لیکن خیال رہے کہ فرض والے کے پیچھے نفل والے کی نماز جائز ہے۔ نفل والے کے پیچھے فرض والے کی نماز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ترمذی 'ابوداؤد اور احمد وغیرہ میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں "اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ" امام ضامن ہے یعنی مقتدی کی نماز کے ضمن میں ہے اور ظاہر ہے کہ فرض 'نفل کو اپنے ضمن میں لے سکتا ہے نہ کہ نفل فرض کو۔

(لمعات)

ایک صاحب نے جماعت سے نماز شروع کی مگر جب حضرت معاذؓ نے سورۃ بقرہ شروع کی تو وہ سمجھ گئے کہ آپؓ پوری سورۃ پڑھیں گے تو وہ نماز توڑ کر جماعت سے نکل گئے اور علیحدہ فرض پڑھ کر چلے گئے۔ یہ صاحب خرام ابن ابی کعب انصاریؓ ہیں۔

حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جماعت اولیٰ کے وقت جماعت سے علیحدہ رہنا منافقت کی علامت ہے۔ خواہ نماز علیحدہ پڑھے خواہ الگ بیٹھا رہے۔ دوسرا یہ کہ مقتدیوں پر امام کا احترام لازم ہے۔ یعنی حتی الامکان ان پر زبان طعن دراز نہ کریں - دیکھو حضرت خرام اور دوسرے صحابہؓ سے لڑائی شروع نہ کردی بلکہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں شکایت پیش کی۔ حضور ﷺ نے انہیں سمجھایا۔

تیسرا یہ کہ امام مسجد کی شکایت سلطانِ اسلام یا قاضی اسلام سے کرسکتے ہیں کہ امام کو سمجھا بجھادیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں سنت صحابہؓ سے ثابت ہے۔

نَوَاضِحَ 'نَاضِحَه کی جمع ہے ناضحہ وہ اونٹنی ہے جو کھیتوں کو پانی دے خواہ اس طرح کہ رہٹ چلائے یا اس طرح کہ دور سے پانی لاد کر لایا جائے اور کھیتوں میں پھینکا جائے 'شکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم لوگ دن بھر کام کاج کے باعث تھک جاتے ہیں 'رات کو

لمبی قرأت سے نماز نہیں پڑھ سکتے۔

ظاہر یہ ہے کہ شکایت حضرت معاذؓ کی موجودگی میں ہوئی اور اگر ان کے پسِ پشت ہوئی تو غیبت نہیں بلکہ اصلاح ہے جیسے استاد سے بعض شاگردوں کی شکایت کرنا۔

حضور ﷺ نے حضرت معاذؓ کو فرمایا کہ چونکہ تمہارے پیچھے کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں اور محنت مزدوری کرنے والے بھی لہٰذا انہیں نماز مختصر پڑھایا کرو اس واقعہ سے ذیل کے چند مسائل معلوم ہوئے۔

۱۔ مقتدی بوقتِ ضرورت نماز توڑ سکتا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے ان صاحب پر نماز توڑنے کی وجہ سے عتاب نہ فرمایا۔ یہ بھی نہ فرمایا کہ تم نے وہ نماز پڑھ لی ہوتی ' پھر مجھ سے شکایت کی ہوتی۔

۲۔ نماز توڑنا ہو تو پھر سلام پھیر دے کہ یہ سلام اگرچہ بے وقت ہے مگر اسے نماز سے خارج کردے گا اور اگر یونہی بغیر سلام نماز سے پھر جاوے تب بھی درست ہے۔

۳۔ امام پر لازم ہے کہ مقتدیوں کے حالات کا خیال رکھے تاکہ لوگ جماعت سے بددل نہ ہوجائیں۔

خیال رہے کہ یہاں حضور ﷺ نے حضرت معاذؓ کو خلافِ ترتیب سورتیں پڑھنے کی اجازت نہیں دی بلکہ بطور مثال ان سورتوں کا ذکر فرمایا کہ ان جیسی سورتیں اور آیتیں پڑھ لیا کرو۔
(مرأت)

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ میں صرف اس وجہ سے فجر کی نماز میں پیچھے رہتا ہوں کہ فلاں صاحب ہم

Marfat.com

پر نماز کو لمبا کر دیتے ہیں۔ حضور ﷺ غصہ ہوئے اور پھر فرمایا اے لوگو تم میں سے بعض لوگوں کو دین سے متنفر کرنے والے ہیں پس جو کوئی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے ' کیونکہ اس کے پیچھے ضعیف' بوڑھے اور کام کاج والے ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقتدیوں کا خیال رکھے تاکہ ضعیف بیمار اور حاجتمندوں کو تکلیف نہ ہو۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ غیر مسنون طریقہ سے نماز پڑھائے۔ حضور ﷺ مقتدیوں کے خیال سے چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے مگر رکوع و سجود ' قومہ و جلسہ اطمینان سے ادا فرماتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ کی نماز مختصر ہوتی مگر مکمل ہوتی۔

(فیوض الباری شرح بخاری)

حدیث نمبر :-۶۰

حضرت ربیعہؓ کو حضور ﷺ کا حکم کہ مانگ جو مانگنا ہے

عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ كَعْبٍؓ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ بِوَضُوْءِهٖ وَ حَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيَ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مَرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذٰالِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

Marfat.com

(مشکوٰۃ باب السجود و فضلہ)

ترجمہ :-

حضرت ربیعہ ابن کعبؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گذارتا تھا تو میں آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی اور ضروریات لایا 'مجھ سے فرمایا کچھ مانگ لو- میں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں -فرمایا اس کے سوا کچھ اور بھی 'میں نے عرض کیا بس یہی-فرمایا اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو- (مسلم)

تشریح :-

حدیث شریف کے راوی حضرت ربیعہؓ کی کنیت ابو فراس ہے 'اسلمی ہیں-اصحابِ صفہ میں سے تھے-پرانے صحابی ہیں-سفر و حضر کے حضور ﷺ کے خاص خادم ہیں- ۶۳ھ میں انتقال ہوا-حضرت ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ سفر میں رات کی خدمت خصوصیت سے میرے سپرد تھی اور اگر گھر مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ رات بھر آپ ﷺ کے دروازے پر موجود رہتے- اگر حضور ﷺ کو خدمت کی ضرورت ہوتی تو بجالاتے -ایک رات حسب معمول تہجد کے وقت وضو کا پانی 'مسواک اور مصلٰی لے کر خدمت میں حاضر ہوا بعض نسخوں میں اتیہ ہے یعنی لایا کرتا تھا-

ایک رات شان کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آ گیا مجھے

انعام دینے کا ارادہ فرمایا۔

اس جگہ صاحب مرقات اور صاحب لمعات فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ فلاں چیز مانگو۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ باذنِ الٰہی اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں۔ دین و دنیا کی جو نعمت جسے چاہیں دیں۔ بلکہ حضور ﷺ احکامِ شرعیہ کے بھی مالک ہیں۔ جس پر جو احکام چاہیں نافذ کریں۔ مثلاً حضرت خذیمہ ابن ثابتؓ کی گواہی دو گواہوں کی مثل قرار دی (بخاری) اُمّ عطیہؓ کو ایک مرتبہ نوحہ (نوحہ بلند آواز سے رونے کو کہتے ہیں) کی اجازت فرمائی (مسلم) ابی بردہ ابن نیازؓ کو چھ ماہ کی بکری کی قربانی کی اجازت فرمائی۔ اللہ نے جنت کی زمین کا آپ ﷺ کو مالک بنا دیا جسے چاہیں دیں۔ (مرقات)

حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا کہ مجھے آپ ﷺ جنت میں اپنے ساتھ رکھیں جیسے بادشاہ شاہی قلعہ میں اپنے خادموں کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں خیال رہے کہ حضرت ربیعہؓ نے اس جگہ حضور ﷺ سے صرف جنت ہی طلب نہ کی بلکہ حسب ذیل چیزیں مانگیں۔

۱۔ زندگی میں ایمان پر استقامت
۲۔ نیکیوں کی توفیق
۳۔ گناہوں سے کنارہ کشی
۴۔ مرتے وقت ایمان پر خاتمہ
۵۔ قبر کے حساب میں کامیابی
۶۔ حشر میں اعمال کی قبولیت
۷۔ پُل صراط سے بخیریت گزر
۸۔ جنت میں رب کا فضل
۹۔ جنت میں بلند مرتبہ ...... بلکہ

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات

Marfat.com

مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

یہ مذکورہ تمام چیزیں صحابی نے حضور ﷺ سے مانگیں اور حضور ﷺ نے عنایت فرمادیں- لہٰذا ہم بھی حضور ﷺ سے ایمان 'مال' اولاد 'عزت اور جنت سب کچھ مانگ سکتے ہیں- یہ مانگنا سنتِ صحابہؓ ہے -حضور ﷺ کے لنگر سے یہ سب کچھ قیامت تک بٹتا رہے گا -اور ہم بھکاری لیتے رہیں گے-صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت ربیعہؓ نے حضور سے حضور ﷺ کو ہی مانگا-مگر چونکہ حضرت ﷺ جنت میں ہی ملیں گے لہٰذا جنت کا بھی ذکر کردیا-

سرکار ﷺ نے گویا صحابی کو فرمایا کہ تمہاری یہ درخواست منظور ہے ' کچھ اور بھی چاہتے ہو-عرض کیا ''جب چمنِ الٰہی کا پھول مل گیا تو پتوں کی کیا ضرورت ہے'' کسی نے کیا اچھا کہا ہے-

ے جہانے مختصر خواہم کہ آنجا
ہمیں جائے من و جائے تو باشد

ترجمہ = میں ایک مختصر جہاں چاہتا ہوں 'یہی کہ ایک میری اور ایک تیری جگہ ہو-

سرکار ﷺ نے فرمایا جنت میں تمہیں اعلیٰ مقام پر پہنچانا میرے کرم سے ہے 'نہ کہ محض تمہارے سجدوں سے تم اپنے سجدوں سے مجھے اس کام میں امداد دو- علی نفسک فرما کر اشارتاً فرمایا گیا کہ نفس کی مخالفت جنت کا ذریعہ ہے- (مرقات)

کثرتِ سجود سے بتایا گیا کہ فقط نماز پنجگانہ پر کفایت نہ کرو بلکہ نوافل کثرت سے پڑھو تا کہ میرے قُرب کے لائق ہو جاؤ- جیسے بادشاہ کہے کہ میرے پاس آنا ہے تو اچھا لباس پہنو ' حاضری بادشاہ کے کرم سے ہے اور اچھا لباس دربار کے آداب میں سے ہے-

Marfat.com

ے مالک ہیں خزانہ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں (مرأت)

اس جگہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں - (فارسی عبارت کچھ اس طرح سے ہے)

"واز اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ و تخصیص نکرد - بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذنِ پروردگار خود بدہد"

ترجمہ = آپ ﷺ نے سوال کے مطلق ہونے کے بارے میں فرمایا کہ پوچھ 'اور پوچھ کچھ کو کسی مقصود سے مخصوص نہیں کیا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کام آپ ﷺ کی ہمت اور کرامت کے ہاتھوں میں ہیں - آپ ﷺ جو چاہتے ہیں اور جس کسی کے لئے چاہتے ہیں اپنے رب کے حکم سے دیتے ہیں -

ے فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ = کیونکہ دنیا اور اس کی سوکن (آخرت) آپ کی سخاوت میں سے ہیں - اور لوح اور قلم کے علوم آپ کے علوم میں سے ہیں -

ے اگر خیریتِ دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمنا کن

ترجمہ = اگر تجھے دنیا اور آخرت کی خیریت کی خواہش ہے تو آپ ﷺ کی درگاہ میں آ جا - جو چیز بھی چاہتا ہے اس کی آرزو کر (مانگ لے) (اشعۃ)

Marfat.com

حدیث نمبر :-٦١

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ

(مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیّ و فضلھا)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اپنے گھروں کو قبور نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو- (نسائی)

تشریح :-

یعنی گھروں میں مردے دفن نہ کرو ' باہر جنگل میں دفن کرو- اپنے گھر میں دفن ہونا حضور ﷺ کی خصوصیت ہے یا اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح اللہ کے ذکر سے خالی مت رکھو بلکہ فرائض مسجدوں میں ادا کرو اور نوافل گھر میں-

جس طرح عیدگاہ میں سال میں صرف دو بار جاتے ہیں ایسے میرے مزار پر نہ آؤ -

Marfat.com

بلکہ اکثر حاضری دیا کرو یا جیسے عید کے دن کھیل کود کے لئے میلوں میں جاتے ہو ایسے تم ہمارے روضہ پر بے ادبی سے نہ آیا کرو بلکہ با ادب رہا کرو۔

فرمانِ عالی کہ ''تم جہاں بھی ہو تمہارا درُود مجھ تک پہنچتا ہے'' یہاں صاحب مرقات ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ ارواحِ قُدسیہ بدن سے نکل کر ملائکہ کی طرح ہو جاتی ہیں کہ وہ سارے عالم کو کفِ دست کی طرح دیکھتی ہیں اور ان کے لئے کوئی شے حجاب نہیں رہتی۔

اسی طرح اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے بھی اسی کی مثل بیان فرمایا ہے۔

لہٰذا اس حدیث مبارک کے معنی یہ ہوئے کہ تم جہاں بھی رہو تمہارے درود کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ جب آج کل بجلی کی طاقت سے وائرلیس اور ریڈیو کے ذریعے ہزاروں میل کی آواز سن لی جاتی ہے یا جس طرح آج ڈِش انٹینا کے ذریعے پوری دنیا کی معلومات نہ صرف سنی جاسکتی ہیں بلکہ آنکھوں کے سامنے موجود نظر آتی ہیں۔ تو اگر طاقتِ نبوّت سے درُود کی آواز سن لی جائے تو کیا بعید ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے صدہا میل سے پیراہن حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پائی ، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سنی حالانکہ آج تک کوئی طاقت چیونٹی کی آواز نہ سن سکی ۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ جو سیّد الانبیاء ہیں جن کی خاطر کائنات معرضِ وجود میں آئی اور آپ ﷺ درُود خوانوں کی آواز ضرور سنتے ہیں۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-٦٢

Marfat.com

دو شخصیتوں کے لئے حضور ﷺ کی بد دُعا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَ لَهٗ وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ و فضلہا)

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ناک گرد آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درُود نہ بھیجے- اس کی ناک گرد آلود ہو جس پر رمضان آئے اور پھر اس کی بخشش سے پہلے گذر جائے- اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک بڑھاپا پائے اور اسے جنت میں نہ پہنچائیں- (ترمذی)

تشریح :-

یعنی ایسا مسلمان ذلیل و خوار ہو جائے جو میرا نام سن کر درُود نہ پڑھے- عربی میں اس بد دُعا سے مراد اظہارِ ناراضگی ہوتا ہے- حقیقتاً بد دُعا مراد نہیں ہوتی - اس حدیث پاک کی بنا پر

Marfat.com

بعض علماء نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں اگر چند بار حضور ﷺ کا نام شریف آئے تو ہر بار دُرود شریف پڑھنا واجب ہے۔مگر یہ استدلال کمزور سا ہے کیونکہ رغم انف ہلکا کلمہ ہے۔جس سے دُرود کا استحباب (یعنی مستحب ہونا) ثابت ہو سکتا ہے۔نہ کہ وجوب' مطلب یہ ہے کہ جو بلا محنت دس رحمتیں' دس درجے' دس معافیاں حاصل نہ کرے بڑا بے وقوف ہے۔

وہ مسلمان بھی ذلیل وخوار ہو جائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس کا احترام اور عبادات کر کے گناہ نہ بخشوائے' یونہی وہ بھی خوار ہو۔جس نے جوانی میں والدین کا بڑھاپا پایا پھر ان کی خدمت کر کے جنتی نہ ہوا۔بڑھاپے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ بڑھاپے میں اولاد کی خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت کی دُعا اولاد کا بیڑا پار کر دیتی ہے۔خیال رہے کہ تینوں چیزیں صرف مسلمان کے لئے ہی ہیں۔کافر کسی نیکی سے جنتی نہیں ہو سکتا۔ہاں بعض نیکیوں کی وجہ سے اسے ایمان لانے کی توفیق مل جاتی ہے اور بعض کی برکت سے اس کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے۔

(مرآت)

حدیث نمبر :-٦٣

صبح کی نماز سفیدی میں پڑھنے کا اجرِ عظیم

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَطِبْرَانِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا

Marfat.com

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ :۔

حضرت رافع بن خدیج ؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نمازِ فجر اجالا (روشنی) کر کے پڑھو کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔
(نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، ابن حبان، ابوداؤد، طبرانی اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے)

تشریح :۔

ہر زمانہ اور ہر موسم میں مستحب یہ ہے کہ نمازِ فجر خوب روشنی ہو جانے پر پڑھی جائے، اس ضمن میں بہت احادیث شاہد ہیں - نیز حنفیوں کے نزدیک بھی بہتر یہی ہے کہ نماز فجر خوب روشنی میں پڑھی جائے۔

مذکورہ حدیث شریف میں اجالا کرنے سے مراد خوب روشنی پھیل جانا مراد ہے۔ ابوداؤد، ابن ابی شیبہ اور طبرانی وغیرہ نے رافع بن خدیج ؓ سے ہی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا کہ اے بلال ! نماز صبح میں اجالا کرلیا کرو۔ یہاں تک کہ لوگ اجالے کی وجہ سے اپنے پھینکے ہوئے تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیا کریں۔ اجالا سے مراد خوب روشنی ہے

اسی طرح دیلمی ؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کی کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَوَّرَ بِالْفَجْرِ نَوَّرَ اللّٰہِ فِیْ قَبْرِہٖ وَ قَلْبِہٖ وَقَبِلَ فِیْ صَلٰوتِہٖ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو نماز فجر روشنی میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور اس

Marfat.com

کے دل میں روشنی کرے گا- ایک روایت میں ہے کہ اس کی نماز میں روشنی کرے)

فقہ کی کتاب نُوْرُ الْاِیْضَاح کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ فجر طلوع آفتاب سے بیس منٹ پہلے ادا کرنا مستحب ہے -نیز ہدایہ اولین نے بھی اسفار کی حدیث نقل کی ہے-

طحاوی شریف میں حضرت علی ابن ربیعہؓ سے روایت کی قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ یَا قَنْبَرُ اَسْفِرْ اَسْفِرْ (فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا 'کہ فرماتے تھے اے قنبر! اجالا کرو' اجالا کرو) معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ خوب روشنی میں نماز فجر پڑھتے تھے-

حضرت مفتی احمد یار نعیمیؒ نے جاء الحق میں 129 احادیث نقل فرمائی ہیں جن سے نماز فجر کا اسفار کرنا ثابت ہوتا ہے-

بہر حال معلوم ہوا کہ اجالے میں فجر پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ 'سنتِ صحابہؓ اور صاحبہ کرام کا اتفاقی عمل ہے-

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ چند وجوہات ذیل کی وجہ سے فجر نماز اجالے میں پڑھی جائے-

۱- فجر کے لغوی معنی اجالا اور روشنی کے ہیں 'لہذا نماز فجر اجالے میں پڑھنے سے نام کام کے مطابق ہوگا- جبکہ غلس (اندھیرے) میں پڑھنا نام کے مخالف ہوگا-

۲- اجالے میں نماز پڑھنا زیادتی جماعت کا ذریعہ ہے کیونکہ اکثر مسلمان صبح کو دیر سے اٹھتے ہیں اگر جلدی بھی اٹھیں تو اس وقت بعض لوگ سنتوں کے بعد استغفار وغیرہ پڑھتے ہیں-

Marfat.com

۳- اول وقت فجر کی جماعت کر لینے سے بہت سے لوگ جماعت یا تکبیر اولی سے رہ جاتے ہیں ' جبکہ اجالے میں پڑھنے سے تمام نمازی شرکت کر سکتے ہیں-

۴- جس چیز سے جماعت گھٹ جائے اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے ' جو جماعت کی زیادتی کا سبب ہو وہ بہتر ہے - رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو دراز قرأت سے منع فرمایا کہ مقتدیوں پر بار ہوتی ہے-

۵- اندھیرا جماعت کی کمی کا سبب ہے جبکہ اسفار جماعت کی زیادتی اور مسلمانوں کی آسانی کا ذریعہ -نیز اندھیرے میں مسلمانوں کو مسجد میں آنا بھی دشوار ہوگا-

۶- کچھ لوگ فجر پڑھ کر اسی جگہ ذکر اذکار کرتے رہتے ہیں اور سورج طلوع ہونے کے بعد نماز اشراق پڑھتے ہیں ان کے لئے بھی فجر اجالے میں پڑھنا مفید ہے کیونکہ اندھیرے میں پڑھنے سے ان کا زیادہ دیر باوضو اپنی جگہ بیٹھنا مشکل ہو جائے گا-

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے-

معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ نماز تہجد کے بعد سنتیں پڑھ کر سو جاتے پھر دوبارہ حضرت بلالؓ حاضر ہو کر نماز فجر کی اجازت طلب کر کے تکبیر پڑھتے -اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فجر اجالے میں پڑھتے تھے- نبی کا سونا وضو نہیں توڑتا -

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو فجر جماعت سے پڑھے پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے ' پھر دو رکعتیں پڑھے تو اسے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا- (ترمذی)

Marfat.com

فرمانِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق حج اور عمرے کا ثواب پانے کے لئے مناسب یہی ہے کہ فجر خوب اجالے میں پڑھی جائے۔

اکثر مشائخ عظام کا بھی یہی معمول دیکھا ہے کہ فجر اجالے میں ادا کرتے ہیں۔

خیال رہے فجر کا سارے کا سارا وقت افضل اصل ہے۔اس میں کراہت نہیں۔

فصل الخطاب (سراج الھدیٰ حصہ اول) میں مسلم شریف کی روایت حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فجر ادا کر کے مصلے پر تشریف فرما رہتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ نمازِ فجر کے بعد اشراق تک مصلے پر بیٹھے رہنا سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس پیاری سنت پر عمل اسی صورت آسان ہو سکتا ہے کہ فجر اجالے میں پڑھی جائے۔

فیوض الباری میں سیّد محمود احمد رضوی طحاوی کی حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے وَصَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَطْلُعَ (صبح کی نماز اس وقت پڑھی کہ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے)

نیز دوسری حدیث مسلم، ترمذی، طحاوی کی روایت ہے کہ حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے اوقاتِ نماز پوچھے تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ نماز پڑھو ۔تو آپ ﷺ نے نمازِ فجر پڑھی اور اسفار کیا۔ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ۔

(فیوض الباری شرح بخاری)

ہاں اگر کوئی غلس (اندھیرے) میں نماز پڑھتا ہے تو یہ بھی خلافِ سنت نہیں یہ افضلیت میں بحث ہے۔ وَاللهُ اَعْلَم

Marfat.com

حدیث نمبر :-٦٤

امام کو جماعت میں تخفیف کا حکم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوۃ باب ما علی الامام)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی کرے کہ ان میں بیمار ' کمزور اور بوڑھے ہوتے ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو جتنی چاہے دراز کرے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

افسوس کہ اب عوام کے اماموں کا حال اس حدیث کے برعکس ہے کہ اکیلی نماز مختصر پڑھتے ہیں اور جماعت کی نماز بہت لمبی ' خدا ہدایت دے۔

حضرت قیس ابن حازمؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ مجھے ابو مسعودؓ نے خبر دی

Marfat.com

کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم میں فلاں کی وجہ سے نماز فجر میں پیچھے رہتا ہوں کیونکہ وہ بہت دراز کرتے ہیں- میں نے نبی کریم ﷺ کو اس دن سے زیادہ کسی وعظ میں غضبناک نہ دیکھا- پھر فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ نفرت والے ہیں- جو کوئی بھی لوگوں کو نماز پڑھائے وہ مختصر کرے- کیونکہ ان میں کمزور بوڑھے اور کام کاج والے ہیں-

معلوم ہوا کہ امام کے قصور کی بناء پر اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے تو گنہگار وہ نہیں بلکہ امام ہے- نیز حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی شکایت کر دینا جائز ہے نہ یہ غیبت ہے اور نہ امام سے سرتابی- یہ بھی معلوم ہوا کہ حاکم امام کی اصلاح کر سکتا ہے-

حضرت عثمان ابن ابی العاص ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ سے جو آخری عہد لیا تھا وہ یہ تھا کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو تو انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ- ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا اپنی قوم کی امامت کرو' فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے دل میں کچھ پاتا ہوں' فرمایا قریب آؤ' مجھے اپنے سامنے بٹھایا اپنا ہاتھ میرے سینے پر دو پستانوں کے درمیان رکھا پھر ہاتھ مبارک میری پیٹھ پر دو کندھوں کے درمیان رکھا' پھر فرمایا اپنی قوم کی امامت کرو- جو کسی قوم کا امام ہو تو نماز ہلکی پڑھائے کہ ان میں کمزور' بوڑھے' بیمار' اور کام کاج والے ہیں اور جب کوئی نماز اکیلے پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے

(مسلم)

حضور ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے حضرت عثمان ابن ابی العاص ؓ کے دل کی ساری بیماریاں جاتی رہیں' جرأت و ہمت پیدا ہوئی تب یہ حکم دیا گیا' معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک دافع البلاء' مشکل کشا ہے- کیوں نہ ہو جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھ کی بیماریاں دور کرسکتی ہے تو سیّد الانبیاء ﷺ کا ہاتھ بلکہ آپ ﷺ کا لعابِ دہن آپ ﷺ کے تبرکات قلب وقالب کی تمام بیماریاں ایک آن میں دفع کرسکتے ہیں ان کے سہارے سے کمزور طاقتور ہو جاتے ہے اور کم ہمت دلیر۔

نسائی میں حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالتَّخْفِيفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَاتِ (نبی کریم ﷺ ہم کو ہلکی نماز کا حکم دیتے تھے اور خود صافات سے ہماری امامت کرتے تھے)

یعنی حضور ﷺ بہت لمبی نماز پڑھاتے تھے 'وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کی قرأت میں ایسی دلکشی اور جاذبیت تھی کہ صحابہ کرامؓ پر لمبی نماز بھی ہلکی ہوتی تھی اور ان حضرات پر ایسا فیضان ہوتا تھا کہ بیمار اپنی بیماری بھول جاتے تھے۔کام کاج والے اپنی حاجات فراموش کردیتے تھے اور کمزور طاقتور بن جاتے تھے 'لہٰذا حضور ﷺ کے احکام اور ہیں ہمارے اور۔ (مرأت)

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ اس وقت صحابہ کرامؓ کے ذوق کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ ایک رکعت میں تمام عمر گزر جائے ۔مبارک ہیں وہ آنکھیں جنہوں نے وہ چہرہ دیکھا 'مبارک ہیں وہ کان جنہوں نے خدا بھاتی آواز سنی۔ (مرقات)

خیال رہے اس حدیث مبارک میں عام حالات کا ذکر ہے ورنہ بعض خصوصی حالات میں حضور ﷺ نے نمازیں مختصر بھی پڑھائیں ہیں۔ (مرأت)

شارح بخاری سیّد محمود احمد رضوی فرماتے ہیں کہ جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو مرضی سے طول دے سکتا ہے مگر امامت میں سنت پر عمل کرتے ہوئے طوالت نہ کرے کہ لوگ اُکتا جائیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ لمبی نماز پڑھانے پر تعزیر بالکل جائز ہے۔ اور جب دینی کاموں میں کوئی

Marfat.com

منکر نظر آئے تو غضب کا اظہار بھی جائز ہے۔ (فیوض الباری)

شارح مسلم لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری حنفی نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی قرأت سے صحابہ کرامؓ کو اس قدر کیف و سرور آتا تھا کہ کمزوروں کو اپنی کمزوری ' بیماروں کو بیماری' حاجتمندوں کو حاجتیں بھول جاتی تھیں ' ان کی آرزو ہوتی تھی کہ ہماری عمر قیامت تک ہو اور حضور ﷺ کے پیچھے ایک ہی رکعت میں عمر تمام ہو جائے۔

حاصل کلام یہ کہ مقتدیوں پر رعایت کرتے ہوئے قرأت کم کرنا نہ صرف جائز بلکہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ (شرح مسلم)

حدیث نمبر :-٦٥

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو حضور ﷺ کا حکم ذکرِ جہر و خفی کی تشریح

عَنْ اَبِی قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ یُصَلِّیْ یَخْفِضُ مِنْ صَوْتِہٖ وَمَرَّ بِعُمَرَ وَھُوَ یُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَہٗ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ تَخْفِضُ صَوْتَکَ قَالَ قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَیْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ

Marfat.com

بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا وَ
قَالَ لِعُمَرَ اَخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا - رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَ
رَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الّیل)

ترجمہ :-

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور ابوبکر صدیقؓ تک پہنچے وہ نماز پڑھ رہے تھے 'بہت پست آواز سے اور حضرت عمر فاروقؓ پر گزرے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے بلند آواز سے- راوی فرماتے ہیں کہ جب یہ دونوں حضور ﷺ کے پاس جمع ہوئے تو فرمایا' اے ابوبکرؓ ! ہم تم پر گزرے تو تم پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے ؟ آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جس سے مناجات کر رہا تھا اسے سنالیا- حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا کہ ہم تم پر گزرے تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سوتوں کو جگاتا تھا اور شیطان کو بھگاتا تھا- فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے اے ابوبکرؓ تم اپنی آواز کچھ بلند کرو اور حضرت عمرؓ سے فرمایا تم اپنی آواز کچھ پست کرو-

(ابوداؤد اور ترمذی نے اس کی مثل روایت کی ہے)

Marfat.com

تشریح :-

حضور ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے شب کے حالات ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ سلطان کا رات میں گشت لگانا تاکہ رعایا کے حالات معلوم کرے سنت ہے۔ اسی طرح استاد و شیخ کا اپنے شاگردوں، مریدوں کے حالات کی تفتیش کرنا مسنون ہے۔ اور حق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی یہ گشت اب بھی جاری ہے۔ اپنی امت کے حالات ملاحظہ فرمانے کے لئے دنیا میں گشت فرماتے ہیں۔ صوفیاء نے بعض دفعہ مشاہدہ بھی کیا ہے اور کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نماز تہجد میں قرأت نہایت آہستہ کر رہے تھے اور حضرت فاروق اعظمؓ خوب اونچی آواز میں قرأت کر رہے تھے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ پر طریقت کا غلبہ ہے اور حضرت عمرؓ پر شریعت کا غلبہ ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رب تعالیٰ کو سنانا مقصود تھا۔ وہ تو آہستہ آواز بھی سنتا ہے، اللہ فرماتا ہے۔ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (اور اسے بھی جانتا ہے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے) پھر جہر کی کیا حاجت ہے۔

حضرت عمرؓ نے جواباً عرض کیا کہ میں تہجد میں رب تعالیٰ کو سنانے کے علاوہ دو کام اور بھی کر رہا تھا، سوتوں کو جگانا، تاکہ میری آواز سن کر جاگ جائیں۔ اور وہ بھی تہجد پڑھ لیں۔ اور شیطان کو بھگانا کہ جہر کی برکت سے شیطان مجھے وسوسہ میں نہ ڈال سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان اذان کی طرح قرآن کریم کی آواز سے بھی بھاگتا ہے۔ یہ حدیث شریف ذکر جہر کرنے والے صوفیاء کی بھی دلیل ہے۔ اور ذکر خفی کرنے والوں کی بھی دلیل ہے۔ دونوں اللہ کے پیارے

Marfat.com

ہیں نیت سب کی اچھی ہے۔

خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا (کاموں میں بہتر میانہ روی کا کام ہے)

سرکار دوعالم ﷺ نے حکم فرمایا کہ نہ تو اتنی بلند قرأت کرو کہ دوسروں کو تکلیف ہو نہ اتنی آہستہ کہ بالکل پتہ ہی نہ لگے۔ دونوں صاحب درمیانی روش اختیار کرو۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے

وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلاً (اور ڈھونڈلوان دونوں کے بیچ میں کوئی راستہ)

اے صدیقؓ خالق کو سنانے کے ساتھ مخلوق کو اپنی قرأت سے فائدہ پہنچاؤ اور اے عمرؓ مخلوق پر کچھ نرمی کرتے ہوئے اپنے نفس پر بھی زیادہ مشقت نہ ڈالو۔ سبحان اللہ کیسی پیاری تعلیم ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو رات کھڑے ہو کر دس (۱۰) آیتیں پڑھے تو وہ غافلوں میں نہ لکھا جائے گا۔ اور جو کھڑے ہو کر سو (۱۰۰) آیات پڑھے وہ مطیعون میں سے لکھا جائے گا اور جو کھڑے ہو کر ہزار (۱۰۰۰) آیات پڑھے تو وہ بہت ثواب والوں میں لکھا جائے گا۔

مقصد یہ ہے کہ جو تہجد کی ایک یا دو رکعت میں فاتحہ کے بعد دس آیات تلاوت کرے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ اس کا نام غافلوں کے رجسٹر میں نہ آئے گا۔ انشاءاللہ ذاکرین میں ہوگا۔ اسی طرح ۱۰۰ آیات پڑھنے پر اس کا شمار ان نیک بختوں کے زمرہ میں ہوگا جنہوں نے ساری زندگی اطاعتِ الٰہی میں گزاری یا اللہ تعالیٰ اس عبادت کی برکت سے اسے اپنی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کی توفیق دے گا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس میں تہجد کی قید نہیں بلکہ نماز پنجگانہ یا خارج نماز بھی تلاوت کا یہی درجہ ہے۔ اسی لئے شاید اکثر اہل اللہ ایک پارہ روزانہ منزل

Marfat.com

پڑھتے ہیں۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-٦٦

رات کے آخری حصہ میں نماز اور ذکر کی فضیلت

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ تِلْکَ السَّاعَةِ فَکُنْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

(مشکوٰۃ باب التحریض علیٰ قیام اللیل)

ترجمہ :-

حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری رات کے وسط میں رب تعالیٰ اپنے بندے سے بہت قریب ہوتا ہے۔ اگر تم یہ کرسکو کہ اس گھڑی اللہ کے ذاکرین میں سے بنو تو بن جاؤ۔ (ترمذی)

تشریح :-

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ رات کے آخری چھٹے حصے میں رب کی رحمت اور

Marfat.com

اس کی رضا بندے سے بہت قریب ہوتی ہے- یاد رہے یہاں قربت اوقات مراد ہے اور سجدے سے قربِ احوال مراد ہے- لہٰذا یہ حدیث مبارک اس کے خلاف نہیں کہ سجدے میں رب بندے سے زیادہ قریب ہوتا ہے- اگر بندہ اس وقت سجدے میں گرا ہو تو اسے وقت کا بھی قرب حاصل ہوگا اور حال کا بھی قرب حاصل ہوگا-

مرقات)

اس حدیث پاک میں خطاب حضرت عمرو ابن عبسہؓ سے ہے اور ان کے ذریعے سے ہم سب لوگوں سے خطاب ہے-

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان عمرو ابن عبسہؓ کے ایمان لانے کے وقت تھا- آپؓ بیت اللہ شریف میں حضور ﷺ کی نماز تہجد دیکھ کر فدا ہو گئے تھے اور اسی وقت ایمان لے آئے- آپؓ چوتھے مومن ہیں-

دیوانہ کنی و ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

اپنا دیوانہ بناتا ہے اور اور دونوں جہاں بخش دیتا ہے - تیرے دیوانے کو پھر دو جہانوں سے کیا واسطہ ہے ؟

ترجمہ = دیوانہ بنا کر دونوں جہاں دے دیتا ہے ' تیرا دیوانہ جہانوں کو کیا کرے گا-

(اشعۃ اللمعات)

شرح سنہ میں ایک اور حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے- پہلا وہ جو

Marfat.com

رات میں نماز (تہجد) پڑھنے کھڑا ہو دوسری وہ قوم جو نماز میں صف باندھیں اور تیسری وہ قوم جو دشمن سے جنگ کی خاطر صف آرا ہو۔

حدیث پاک میں اشارتاً فرمایا گیا کہ تہجد پڑھنا چاہئے اور فرائض نماز و جہاد جماعت سے۔ چونکہ یہ کام اللہ کو پیارے ہیں لہٰذا اٹھنا بھی اللہ کو پیارا اور اٹھنے والے بھی پیارے۔ لہٰذا اس وقت جاگنا ضروریات سے فارغ ہونا وضو وغیرہ کرنا سبھی خدا کو پیارا ہے۔ حدیث شریف میں قیام سے مراد نماز تہجد کا قیام ہے۔ (مرأت)

بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر رات جب آخری تہائی ہوتی ہے تو ہمارا پروردگار دنیا کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے کہ میں قبول کروں' کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں' کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔

(بخاری و مسلم)

اس حدیث شریف کے تحت صاحب لمعات فرماتے ہیں کہ سحری کے وقت اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کی رحمت آسمانِ دنیا کی طرف توجہ فرماتی ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ اترنے اور چڑھنے سے پاک ہے۔ (لمعات)

معلوم ہوا کہ رات دن سے افضل ہے کیونکہ قبولیت کی گھڑی ہفتے میں ایک دن یعنی جمعہ کو آتی ہے اور وہ بھی ہم سے چھپی ہوتی ہے۔ مگر رات میں روزانہ قبولیت کی ایک گھڑی نہیں بلکہ بہت سی ساعتیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں کو بھی اس وقت مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اگرچہ ہم براہِ راست نہیں سنتے لیکن جب حضور ﷺ نے یہ فرمان ہم تک پہنچادیا تو گویا ہم نے سن ہی لیا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-٦٧

رسول اللہ ﷺ کا رات کی نماز کی ترغیب دینا

عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ غُرَفًا یُرٰی ظَاھِرُھَا مِنْ بَاطِنِھَا وَبَاطِنُھَا مِنْ ظَاھِرِھَا اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِمَنْ اَلَانَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ رَوَاہُ لْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ نَحْوَہٗ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ۔

(مشکوٰۃ باب التحریض علیٰ قیام اللّیل

ترجمہ :-

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ جنت میں ایسے دریچے ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دیکھا جا سکتا ہے- اللہ تعالیٰ نے یہ ان لوگوں کے لئے بنائے ہیں جو گفتگو نرم کریں- کھانا کھلائیں اور مسلسل روزے رکھیں اور رات کو نماز پڑھیں جبکہ لوگ سو رہے ہوں-

بیہقی فی شعب الایمان اور ترمذی نے اس کی مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ایک اور روایت میں ہے کہ جو اچھا کلام کرے)

تشریح :-

جنت کے ان دریچوں کی دیواریں اور کواڑ ایسے صاف اور شفاف ہونگے کہ نگاہ کو نہیں روکتے' جس کا کچھ نمونہ دنیا میں شیشے کی دیواروں اور کواڑوں میں نظر آتا ہے- اس شفافی میں ان دریچوں کے حسن و خوبی کی طرف اشارہ ہے- وہ دریچے ان لوگوں کو عطا کئے جائیں گے جن میں یہ چار صفات جمع ہوں ہر مسلمان کا دوست یا دشمن سے نرمی سے بات کرنا لیکن کفار سے سخت کلامی بھی عبادت ہے-

۱- فرمانِ باری تعالیٰ ہے اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (کفار پر بہت سخت ہیں)

۲- دوسری صفت ہر خاص و عام کو کھانا کھلانا ' اس میں مشائخ کے لنگروں کا ثبوت ہے ' بعض بزرگوں کے ہاں چرندوں پرندوں کو بھی دانہ پانی دیا جاتا ہے- وہ طعام کو بہت عام کرتے ہیں-

۳- تیسری صفت ہمیشہ روزے رکھنا سوائے ان پانچ دنوں کے کہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے یعنی یکم شوال اور ذی الحجہ کی دسویں تا تیرھویں تاریخ ' یہ حدیث مبارک ان لوگوں کی دلیل ہے جو ہمیشہ روزے رکھتے ہیں ' بعض نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں

ہر مہینہ میں مسلسل تین روزے رکھے- (ایام بیض)

۴- چوتھی صفت نماز تہجد چونکہ یہ ریاء سے دور کرتی ہے اور تمام نمازوں کی زینت ہے اس لئے اس کے پڑھنے والے کو مزین درپیچ دے جائیں گے- خلاصہ یہ کہ جود وجود کا اجتماع بہترین وصف ہے-

شرفِ مرد بجود است و کرامت بسجود

ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجُود

ترجمہ = مرد کی شرافت سخاوت سے ہے اور بزرگی وعظمت سجدے کرنے سے ہے' جس مرد میں یہ دونوں ہی نہ ہوں تو اس کا نہ ہونا ہی ہونے سے بہتر ہے-

تہجد کی دو رکعتیں پڑھنے کی برکت سے تمام رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور اس وقت تھوڑے ذکر کی برکت سے انسان ہمیشہ ذکر کرنے والوں کے زُمرے میں آ جاتا ہے-

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص رات میں اپنے گھر والوں کو جگائے پھر وہ دونوں یا ایک دو رکعتیں تہجد پڑھ لے تو وہ ذکر کرنے والوں یا ذکر کرنے والیوں میں لکھے جائیں گے-

یہ حدیث مبارک اس آیت کی طرف اشارہ کرتی ہے وَالذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا (اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں' ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے)

صوفیاء فرماتے ہیں کہ دُعا کی قبولیت چاہتے ہو تو بددُعائیں نہ لو- بعض علماء نے فرمایا کہ سنن مؤکدہ سے نماز تہجد افضل ہے' کسی نے حضرت جنید بغدادیؒ کو بعد وفات خواب میں

Marfat.com

دیکھا تو پوچھا حضرت کیا گزری ؟ فرمایا عبادات ضائع ہوگئیں- اشارات فناہ ہو گئے لیکن نماز تہجد کی چند رکعتیں پڑھتا تھا وہ کام آگئیں-

صوفیاء فرماتے ہیں کہ تہجد میں جنت کی لذتیں ہوتی ہیں -خصوصا سجدوں کی طوالت میں- (اشعۃ)

حدیث نمبر :-٦٨

صبح بیدار ہوتے ہی ذکر اور اس کی قبولیت

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اَوْقَالَ ثُمَّ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّاَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(مشکوٰۃ باب ما یقول اذا قام من اللّیل)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت عبادہ ابن صامتؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میں جاگے تو کہے (ترجمہ) اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں ' اسی کا ملک ہے اور اسی کی حمد ہے- اور وہ ہر چیز پر قادر ہے- اللہ پاک ہے ' اللہ کی حمد ہے ' اس کے سوا کوئی معبود نہیں- اللہ بڑا ہے اللہ کے بغیر طاقت وقوت نہیں - پھر کہے اے میرے رب مجھے بخش دے یا فرمایا کہ پھر دُعا مانگے تو اس کی دُعا قبول ہوگی- پھر اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی-

نوٹ :- ترجمہ صرف تشریح اور فہمائش کے لئے ہے بندہ صرف عربی الفاظ میں ادائیگی کرے تو بہتر ہے- عربی الفاظ حدیث شریف میں موجود ہیں-

تشریح :-

لفظ تعار ' عرار سے بنا ہے یعنی ہلکی آواز چونکہ مسلمان جاگتے ہی کچھ ذکر الٰہی کرتا ہے اس لئے یہ لفظ جاگنے کے معنی میں استعمال ہوا - حدیث شریف میں ذکر کی گئی دُعا نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہی پڑھنی چاہئے حقیقی ملک اللہ کا ہے مجازاً بندوں کا بھی ' مگر ملکوت خدا کے سوا کسی کا نہیں ہے-

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دُعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے خدا کی حمد کرے پھر حضور ﷺ پر درُود بھیجے ' پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگے پھر دُعا مانگے ' انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی- خصوصاً تہجد کے وقت کی دُعا تیر بہدف ہے- شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ

Marfat.com

اللمعات میں فرماتے ہیں کہ اس دُعا کا نام دِرۡہَمُ الۡکِیۡس یعنی تھیلی کی نقدی۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی آخر رات میں جاگ کر تہجد نہ بھی پڑھے مگر یہ دُعا مانگ لے تو انشاء اللہ فائدے میں رہے گا۔ معذور لوگ جو نماز تہجد نہیں پڑھ سکتے وہ یہ دُعا ضرور پڑھ لیا کریں۔ (مرأت)

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا رب ہر رات کو آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے 'جس وقت کہ آخری رات کا تہائی حصہ باقی رہتا ہے 'فرماتے ہیں کون ہے جو مجھے پکارے 'میں اس کی پکار کو قبول کروں 'کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں 'کون ہے جو مجھ سے بخشش چاہے بس میں اس کو بخشش دوں۔

حدیث پاک سے واضح ہے کہ پچھلی رات دُعا' استغفار' قبولیت 'عمومِ رحمت اور بے انداز بخشش کی گھڑی ہے اور اس وقت خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے -اللہ آسمان دنیا پر کیسے نزول فرماتا ہے اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے ؟ان سوالات کے سمجھنے کے نہ تو ہم مکلّف ہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ متشابہات سے ہیں۔

(فیوض الباری)

حدیث پاک میں ذکر کی گئی دُعا حضور ﷺ نماز میں نہیں بلکہ بیدار ہونے پر نماز سے پہلے پڑھتے تھے۔رات کو جاگنے کے بعد اگر اس دُعا کو پڑھا جائے اور کوئی چیز مانع نہ ہو تو یقیناً دُعا قبول ہوتی ہے۔ابو عبد اللہ فریدی کہتے ہیں کہ میں نے جاگنے کے بعد اس دُعا کو پڑھا اور پھر سو گیا ایک شخص نے خواب میں آ کر کہا وَهُدُوۡۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ (اور یہ راہ پانا ہے ستھری بات کا) (فیوض الباری)

Marfat.com

حدیث نمبر :-٦٩

حضرت ابو ہریرہؓ کو تین باتوں کی نصیحت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ بِثَلٰثٍ صِیَامِ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ - (مشکوٰۃ باب الوتر)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں مجھے میرے محبوب نے تین چیزوں کی وصیت کی ہر ماہ تین روزوں کی ' چاشت کی دو رکعتوں کی اور یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھا کروں- (بخاری و مسلم)

تشریح :-

مہینہ کے شروع میں ایک روزہ' ایک مہینہ کے درمیان میں اور ایک مہینہ کے آخر میں یا ہر عشرہ کے شروع میں یا ہر مہینہ کی تیرھویں 'چودھویں اور پندرھویں کے روزے (ایام بیض) یہ تیسرا احتمال زیادہ قوی ہے-

حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو وتر سونے سے پہلے اس لئے پڑھنے کو فرمایا کیونکہ آپؓ بہت رات گئے تک دن کی سنی ہوئی احادیث یاد کرتے تھے -دیر میں سوتے اس

Marfat.com

لئے کہ تہجد کو اٹھنا مشکل ہوتا تھا۔ (مرقات واشعۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ دینی طلبہ کے لئے یہی بہتر ہے کہ رات گئے تک علم میں محنت کریں اور وتر عشاء کے ساتھ پڑھ لیا کریں۔طلباء کے لئے سبق یاد کرنا تہجد سے افضل ہے۔یاد رہے بعض صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت ابو ہریرہؓ قرآن کی طرح احادیث یاد کرتے تھے۔اسی لئے اکثر روایات ان سے منسوب ہیں۔

حضور ﷺ نے کبھی عشاء کے وقت وتر پڑھ لئے اور کبھی عشاء پڑھ کر سوئے اور درمیانی رات جاگ کر تہجد و وتر پڑھے ۔مگر آخری عمل یہ رہا کہ صبح صادق کے قریب تہجد کے بعد وتر پڑھے ۔مسلمان جس پر عمل کرے سنت کا ثواب پائے گا۔اگر چہ آخر رات میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اول شب میں وتر پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر فاروقؓ آخر شب میں پڑھتے ۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکرؓ تم احتیاط پر عمل کرتے ہو اور اے عمرؓ تم قوت واجتہاد پر عمل کرتے ہو۔یعنی دونوں کا عمل درست ہے۔

حضرت خارجہ بن حذافہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ اس نماز کو اللہ نے تمہارے لئے نمازِ عشاء وطلوعِ فجر کے درمیان رکھا ہے۔یعنی پانچ نمازوں کے علاوہ نمازِ وتر اور دُعا جو ان نمازوں کا تمتہ ہے اور تمہارے لئے دنیا کی تمام چیزوں حتیٰ کہ سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔اہلِ عرب سرخ اونٹ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب ہیں۔نیز امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی وتر واجب ہیں۔نماز وتر کی پہلی

Marfat.com

رکعت میں سُوْرَۃ الْاَعْلٰی (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی) دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنا مستحب ہے۔

حدیث نمبر :-۷۰

جمعہ کی فضیلت اور انبیاء کے جسم سلامت رہنا

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَ فِیْہِ قُبِضَ وَ فِیْہِ النَّفْخَۃُ وَ فِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ کَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَ قَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیْ وَابْنِ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیْ وَالْبَیْھَقِیْ فِیْ الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْر

(مشکوٰۃ باب الجمعۃ)

ترجمہ :-

حضرت اوس ابن اوس ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے-اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن میں وفات پائی-اور اسی میں صور پھونکنا ہے اور اسی میں بے ہوشی ہے-لہٰذا اس دن میں مجھ پر زیادہ دُرُود پڑھو- کیونکہ تمہارے دُرُود مجھ پر پیش ہوتے ہیں-لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہونگے ؟ آپ ﷺ تو رمیم (یعنی گلی ہڈی) ہو چکے ہوں گے-فرمایا کہ اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیے ہیں-

(ابوداؤد' نسائی 'ابن ماجہ' دارمی' بیہقی' دعوات کبیر)

تشریح :-

حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس تاریخ یا جس دن میں کوئی اہم واقعہ ہو جائے وہ دن 'تاریخ قیامت تک اہم بن جاتی ہے-دوسرا یہ کہ اس دن اور تاریخ میں ان واقعات کی یادگاریں قائم کرنا بہتر ہے-تیسرا یہ کہ ان میں عبادتیں زیادہ کی جائیں -میلا دشریف' گیارھویں شریف 'معراج شریف اور عرس بزرگاں کا یہی مقصد ہے اور اُن کی دلیل یہ حدیث شریف ہے-

جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے 'اس میں ایک نیکی کا ثواب ستر گنا ہے اور دُرُود شریف دوسری عبادتوں سے افضل ہے-گویا فرمانِ عالی ہے کہ افضل دن میں افضل عبادت کرو- کیونکہ جمعہ کے دن کا دُرُود خصوصی طور پر ہماری بارگاہ میں پیش ہوتا ہے اور ہم قبول فرماتے ہیں- خیال رہے ہمیشہ ہی درود شریف حضور ﷺ پر پیش ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن خصوصی قبولیت اور پیشی ہوتی ہے- (مرقات)

صحابہ کرام کا سوال انکار کے لئے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لئے تھا-یعنی آپ

Marfat.com

ﷺ کی وفات کے بعد ہمارے درُودوں کی پیشی صرف آپ ﷺ کی روح شریف پر ہوگی یا روح مع الجسم پر ہوگی ؟ جیسے حضرت ذکریا علیہ السلام نے رب کی طرف سے بیٹے کی خوش خبری پا کر عرض کیا تھا ' اے خدا ! میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں جبکہ میری بیوی بانجھ ہے۔یہ سوال بھی کیفیت پوچھنے کے لئے تھا نہ کہ انکار تھا -

اولاد کے اعمال والدین پر پیش ہوتے ہیں ' مرید کے شیخ پر ' لیکن یہ پیشی کبھی کبھی ہوتی ہے اور وہ بھی صرف روح پر ' لیکن حضور ﷺ پر یہ پیشی ہر وقت ہوتی ہے اور روح مع الجسم پر ہوتی ہے۔ (مرقات)

انبیاء کے اجسام زمین کھا سکتی ہی نہیں - چنانچہ وہ گلنے سے محفوظ ہیں -قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وفات کے بعد چھ ماہ یا ایک سال نماز کی ہیئت پر لکڑی کے سہارے کھڑے رہے پھر دیمک نے آپ کی لاٹھی تو کھائی مگر آپ کا پاؤں شریف نہ کھایا -اس حدیث کی بناء پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے زخموں پر جراثیم نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے آپ کا گوشت کھایا -کوئی اور بیماری تھی ' کیونکہ پیغمبر کا جسم کیڑا نہیں کھا سکتا- جنہوں نے یہ واقعہ درست مانا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بعد وفات ہے- زندگی میں یہ امتحان کے طور پر ہوسکتا ہے- جیسے تلوار' جادو اور ڈنگ ان پر اثر کر دیتے ہیں- شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں وہ زندگی بھی دنیاوی ' جسمانی اور حقیقی ہے-شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں- (اشعۃ)

علامہ جلال الدین سیوطی شرح الصدور فی احوال القبور میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی قبروں میں فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہیں-لیکن نماز پڑھتے ہیں قران پاک

Marfat.com

کی تلاوت اورذکراللہ کی لذت پاتے ہیں۔ (مرقات)

حدیث پاک سے معلوم ہورہا ہے کہ حضور ﷺ اپنی حیات بیان فرمارہے ہیں یعنی انبیاء بعد وفات زندہ ہی رہتے ہیں۔فرمایا تمہارے دُرود مجھ پر جس طرح اب پیش ہورہے ہیں اسی طرح پھر بھی پیش ہوتے رہیں گے۔ (مراٰۃ)

ملاعلی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ اولیاءاللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔اسی لئے ان کی موت کو انتقال یا وفات کہتے ہیں اور موت کے دن کو عرس کہتے ہیں کیونکہ دولہا کی طرح یہاں سے وہاں منتقل ہوتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا فرمانا کہ مجھے خوف ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھاجائے گا۔ظاہر یہ ہے کہ وہاں بھیڑیے سے مراد خود ان کے بھائی ہیں ورنہ پیغمبر کے جسم کو مٹی اور جانور نہیں کھاسکتا ۔انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

(مرقات)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات بعد وفات مختلف وقتوں میں مختلف جگہ تشریف فرماتے ہوتے ہیں ' یہ عقلاً نقلاً ہر طرح ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ (اے محبوب ﷺ اپنے سے پہلے انبیاء سے یہ مسئلہ پوچھو) معلوم ہوا کہ گذشتہ انبیاء کرام حضور ﷺ کے زمانہ میں زندہ ہیں کہ آپ ﷺ ان سے بات چیت اور سوال وجواب بھی کرسکتے ہیں۔پس ثابت ہوا کہ انبیاء کرام بعدوفات زندہ ہوتے ہیں بلکہ ان پر زندوں کے بعض احکام جاری ہوتے ہیں۔ان کی بیویاں دوسرا نکاح نہیں کرسکتیں۔ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی ۔حضور ﷺ پر ہر نمازی سلام کرتا ہے ہم کلمے میں پڑھتے ہیں

Marfat.com

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں- اگر وہ زندہ نہ ہوتے تو کہا جاتا "کہ اللہ کے رسول تھے" غرضیکہ حدیث پاک کی تائید قرآنی آیات سے بھی ہے اور دیگر عقلی ونقلی دلائل سے بھی- خیال رہے آیت کریمہ اِنَّکَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اوران کو بھی مرنا ہے)- اس حدیث پاک کے خلاف نہیں کیونکہ وہاں موت سے مراد حسی موت ہے، جس پر بعض موت کے احکام جاری ہو جاتے ہیں - جیسے غسل، کفن اور دفن وغیرہ اور یہاں زندگی سے مراد حقیقی زندگی ہے- نیز آیت مذکورہ میں روح کا جسم سے علیحدہ ہونا مراد ہے- اور یہاں زندگی سے مراد روح کا جسم میں تصرف کرنا ہے - جیسے ہماری سلطانی روح نیند میں جسم سے نکل کر جسم کو زندہ رکھتی ہے یوں ہی ان کی مقامی روح بوقتِ وفات جسم سے نکل کر بھی زندگی باقی رکھتی ہے- اسی لئے آیت کریمہ میں حضور ﷺ کے لئے مَيِّتٌ الگ بولا گیا اور دوسروں کے لئے مَيِّتُوْنَ الگ-

اگر حضور ﷺ کی وفات بھی دوسروں کی طرح ہوتی تو یوں فرمایا جاتا اِنَّکَ وَ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ -صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ روح ہیں سارا عالم جسم ہے، حضور ﷺ جڑ ہیں اور سارا عالم درخت- اگر حضور ﷺ فنا ہو گئے ہوتے تو عالم بھی ختم تھا- جیسے درخت کی سبز شاخیں جڑ کی زندگی کا پتہ دیتی ہیں اور جسم کی حس وحرکت روح کا پتہ دیتی ہے- ایسے ہی عالم کا قیام وبقا حضور ﷺ کی حیات کا پتہ دے رہا ہے -جسم کا سوکھا ہوا عضو اگر بے کار ہو جائے تو سڑتا گلتا نہیں کیونکہ ابھی روح سے وابستہ ہے، اسی طرح ہم بے کاروں، گنہگاروں، بدکاروں اور سیاہ کاروں کا دامن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہے- اسی لئے عذاب الٰہی نہیں آتا- اگر حضور ﷺ ہم میں نہ رہے ہوتے تو ہماری بدکاریوں کے سبب ہم پر عذاب آجانا چاہیے تھا

Marfat.com

فرمان باری تعالیٰ ہے مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ (اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا درآں حالیکہ آپ ﷺ ان میں موجود ہیں)

وہ شہداء جو حضور ﷺ کے غلامانِ غلام ہیں جب ان پر فدا ہو کر زندہ و جاوید ہو گئے تو خود حضور ﷺ کی زندگی کیسی اہم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرے میں حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ دفن رہے میں بے حجاب وہاں جاتی تھی۔لیکن جب حضرت عمر فاروقؓ دفن ہوئے تو میں بے حجاب جاتے ہوئے شرماتی ہوں ۔اگر وہ زندہ نہیں تو یہ شرم کس سے ہے ؟ بعض اولیاء کرام کے اجسام صد ہا برس کے بعد اب بھی درست دیکھے جاتے ہیں ۔اگر وہ بالکل مردے ہیں تو پھر جسم گلتا کیوں نہیں ؟ (مرأت)

حدیث نمبر :-۷۱

نابیناؤں کے لئے جنت کی بشارت

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اِذَابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْہِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُہٗ مِنْھُمَا الْجَنَّۃَ یُرِیْدُ عَیْنَیْہِ

رَوَاهُ الْبُخَارِیْ -

(مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض و ثواب المرض)

ترجمہ :-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں یعنی آنکھوں میں مبتلا کر دوں پھر وہ صبر کر جائے تو میں اس کے عوض اسے جنت دونگا- (بخاری)

تشریح :-

اس طرح کہ اسے اندھا کر دوں یا اس کی بینائی ایک دم کمزور کر دوں ،بعض روایتوں میں ایک آنکھ کا بھی ذکر ہے- ایسے شخص کو چاہئے کہ اس مصیبت پر ان انبیاء واولیاء کے حالات میں غور کرے جو نابینا ہو کر صابر وشاکر تھے- سیّدنا عبداللہ ابن عباس ؓ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو یہ پڑھا کرتے تھے-

اِنْ یَّذْھِبَ اللّٰہُ مِنْ عَیْنِیْ نُوْرَھُمَا
فَفِیْ لِسَانِیْ وَقَلْبِیْ لِلْھُدٰی نُوْرٌ

یعنی اگر میری آنکھ کی روشنی جاتی رہی تو کیا ہوا- میری زبان اور دل میں تو ہدایت کا نور ہے - (مرأت)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نابیناؤں کے لئے جنت کی بشارت ہے - یہ دنیا ان کے لئے اندھیری ہے لیکن اُخروی زندگی میں روشنی کی بشارت ہے-

حدیث نمبر :-۷۲

اللہ تعالیٰ کا بندے سے قیامت کے روز تین سوال کرنا

اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ لَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَهٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ اِسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تُسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اِسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ لَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اِنَّکَ لَوْ سَقَیْتَهٗ وَجَدْتَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے انسان میں بیمار ہوا تو تُو نے میری مزاج پرسی نہ کی - بندہ کہے گا الٰہی میں تیری عیادت کیسے کرتا ؟ تُو تو جہانوں کا رب ہے- فرمائے گا کیا تجھے خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تُو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی -کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا- اے آدمی میں نے تجھ سے کھانا مانگا تُو نے مجھے نہ کھلایا- عرض کرے گا الٰہی تجھے میں کیسے کھلاتا ؟ تُو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تُو نے اسے نہ کھلایا -کیا تجھے پتہ نہیں کہ اگر تُو اسے کھلاتا تو میرے پاس وہ پاتا- اے انسان میں نے تجھ سے پانی مانگا تو تُو نے مجھے نہ پلایا' عرض کرے گا مولا میں تجھے کیسے پلاتا ؟ تُو تو جہانوں کا رب ہے- فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تُو نے اسے نہ پلایا اگر تُو اسے پلاتا تو آج میرے پاس وہ پاتا- (مسلم)

تشریح :-

حدیث پاک میں اشارتاً فرمایا گیا ہے کہ بندہ مومن بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اس کے پاس جانا گویا اللہ کے پاس ہی جانا ہے اور اس کی خدمت گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے- فقط شرط یہ ہے کہ بیمار صابر و شاکر ہو کیونکہ بیمار مومن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دل بیار کا شانۂ یار ہیں- حدیث قدسی ہے- اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجَلِیْ میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ بیمار پرسی کرنا.

(کھانا کھلانے اور پانی پلانے وغیرہ اعمال سے) افضل ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس کا ذکر پہلے فرمایا۔

دوسرا عمل کھانا کھلانا ہے۔فرمایا اس کھانے کا ثواب یہاں پاتا۔خیال رہے کہ بیمار پرسی کے بارے میں فرمایا کہ تو بیمار کے پاس مجھے پاتا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارے میں فرمایا کہ تو اس کا ثواب یہاں پاتا۔معلوم ہوا کہ بیمار پرسی بہت اعلیٰ عبادت ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ فقراء 'مساکین اللہ کی رحمت ہیں۔ان کے پاس جانے 'ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت اللہ سے ملنے کا ذریعہ ہے۔ مولاناؒ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ؎

او نشیند در حضورِ اولیاء

ترجمہ = جو اللہ تعالیٰ سے ہم نشینی چاہتا ہے تو وہ اولیاء اللہ کی حضوری میں آ جائے۔

گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را ؎

گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

ترجمہ = اگر شیخ کو حق سے جدا دیکھے گا تو متن اور دیباچہ سب ضائع کر بیٹھے گا۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا .... لَوَجَدُ اللّٰهَ تَوَّابًا الرَّحِيْمًا ۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گنہگار تمہارے پاس آ جائے وہ خدا کو پا لے گا۔مولانا کے شعر کا ماخذ یہ آیت اور حدیث مبارک ہے۔

Marfat.com

محبوبِ خدا ﷺ کسی بیمار کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی ڈر نہیں خدا نے چاہا تو یہ صفائی ہے۔

یعنی گناہوں سے صفائی ہے اور بہت سی بیماریوں سے بچاؤ کیونکہ بعض چھوٹی بیماریاں بڑی بیماریوں سے انسان کو محفوظ کر دیتی ہیں۔

مسلم شریف میں بروایت حضرت ثوبانؓ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو جنت کے باغ میں رہتا ہے حتیٰ کہ لوٹ آئے۔

چونکہ بیمار پرسی کا ثواب جنت ہے اس لئے جو بیمار پرسی کرنے گیا گویا جنت ہی میں چلا گیا جیسے کہا جاتا ہے کہ جو ریل میں بیٹھ گیا گویا منزل تک پہنچ گیا۔ (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۷۳

بیماری میں تندرستی والے اعمال لکھے جانا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَانَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ حَسَنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرِضَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهٖ اُكْتُبْ لَهٗ مِثْلَ عَمَلِهٖ اِذَا كَانَ طَلِيْقًا حَتّٰى اُطْلِقَهٗ اَكْفِتَهٗ اِلَىَّ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ ابن عمرو سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ عبادت کے اچھے راستہ پر ہوتا ہے پھر بیمار ہو جاتا ہے تو اس پر مقرر شدہ فرشتہ سے کہا جاتا ہے تو اس کے تندرستی کے زمانہ کے برابر اعمال لکھ۔ یہاں تک کہ میں اسے شفا دے دوں یا اپنے پاس بلا لوں - (شرح سنہ)

تشریح :-

ہم جیسے گنہگار بندوں کو جو تکلیف یا بیماری آتی ہے وہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے -اور بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں- بے گناہ بچے یا انبیاء اور بعض اولیاء کو جو بیماری آتی ہے وہ ان لوگوں کے درجات بڑھانے کے لئے آتی ہے-اللہ تعالیٰ بہت سی خطاؤں سے درگذر فرما دیتا ہے-بعض پر معمولی پکڑ کرتا ہے-وہ بھی تمہیں آگاہ کرنے اور آئندہ احتیاط رکھنے کے لئے اس پکڑ میں بھی اس کا کرم ہے-

حدیث پاک میں اچھے راستے سے مراد اس کا تندرستی میں عبادت کرنا ہے -رب سے غافل نہیں ہونا پھر وہ بیمار پڑ جاتا ہے اور عبادت سے مراد نفلی عبادت، مسجد میں حاضری وغیرہ ہے-اگر بندہ بیماری میں یہ نہ کر سکے تو اسے برابر ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے-اس سے اشارتاً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر بندہ سخت بیماری یا غشی کی وجہ سے فرض نماز نہ پڑھ سکا پھر بغیر صحت ہوئے اسی حالت میں اسے موت آ گئی تو انشاء اللہ پکڑ نہ ہوگی- (مرأت معہ اضافہ)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۷۴

جسمانی بیماری میں مومن کا پورا عمل لکھا جاتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا ابْتَلَی الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِیْ جَسَدِہٖ قِیْلَ لِلْمَلِکِ اُکْتُبْ لَہٗ صَالِحَ عَمَلِہِ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ فَاِنْ شَفَاہُ غَسَّلَہٗ وَطَھَّرَہٗ وَاِنْ قَبَضَہٗ غُفِرَلَہٗ وَرَحِمَہٗ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

ترجمہ :-

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ تو اس کی وہی نیکیاں لکھ جو یہ پہلے کرتا تھا۔ پھر اگر رب اسے شفا دیتا ہے تو اسے دھو دیتا ہے اور پاک کر دیتا ہے اور اگر وفات دیتا ہے تو اسے بخش دیتا ہے اور رحم کرتا ہے۔ (شرح سنہ)

تشریح :-

سبحان اللہ کیسا مبارک فرمان ہے کہ بیمار کو تندرستی کی نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ مگر

Marfat.com

تندرستی کے گناہوں کا عذاب نہیں ہوتا یعنی اگر چور بدمعاش بیماری کی وجہ سے چوری 'بدمعاشی نہ کر سکے تو اس کے نامۂ اعمال میں چوری وغیرہ لکھی نہ جائے گی بلکہ ممکن ہے کہ توبہ کی توفیق مل جائے۔ جس سے اس کے گناہوں کی معافی ہو جائے۔ یہاں صالح عمل ارشاد ہوا یہ سب اس لئے ہے کہ ہم اس کے حبیب ﷺ کی امت ہیں۔

مومن کی بیماری میں گناہوں کی تو بخشش ہو جاتی ہے مگر بدستور نیکیاں لکھی جاتی رہتی ہیں۔ گویا بیماری روحانی غسل ہے یا میلے دِل کا صابن۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۷۵

بیماری سے مومن کے درجات بلند ہو جاتے ہیں

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ یَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِیْ جَسَدِهٖ اَوْفِیْ مَالِهٖ اَوْفِیْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰی یَبْلُغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاؤُدَ۔ (مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

ترجمہ :-

Marfat.com

روایت ہے حضرت محمد ابن خالد اسلمیؓ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے مروی ہیں-فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی بندہ کے لئے کوئی درجہ اللہ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہو جہاں تک یہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم یا مال یا اولاد کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اسے اس پر صبر بھی دیتا ہے حتیٰ کہ اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے اس کے لئے مقدر ہو چکا ہوتا ہے- (احمد ابوداؤد)

تشریح :-

یہ روایت محمد بن خالدؒ کے دادا سے ہے جو صحابیؓ ہیں -ایک عرصہ تک جناب مصطفےٰ ﷺ کی صحبت پاک میں رہے -نام شریف بحلاج ابن حکیمؓ ہے-

حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے-

۱- مصیبت پر صبر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ملتا ہے نہ کہ اپنی ہمت وجرأت سے-اور صبر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے-

۲- درجات اعمال سے ملتے ہیں اور بخشش اللہ کے کرم سے ہوتی ہے-علماء فرماتے ہیں کہ جنت میں داخلہ اللہ کے فضل سے ہوگا مگر وہاں کے درجات مومن کے اعمال سے مگر کبھی دوسرے کے عمل بھی کام آجاتے ہیں- صابر مومن کی چھوٹی اولاد اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی رہے گی اگرچہ کچھ عمل نہ کر سکی کیوں ؟ ماں باپ کے عمل سے - رب تعالیٰ فرماتا ہے وَاَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (ان کی اولاد ہم ان سے ملا دیں گے) انشاء اللہ حضور ﷺ کے اعمال میں امام حسینؓ

Marfat.com

کے صبر میں ہم گنہگاروں کا حصہ ہے۔ سخی کے مال میں فقیروں کا حصہ ہوتا ہے۔ ان سرکاروں کے اعمال میں ہم بدکاروں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَفِی اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (ان کے اموال میں سائل اور محروم کا بھی حق ہے)

۳۔ یہ کہ انسانوں کے درجات وغیرہ پہلے ہی سے مقرر ہو چکے ہیں جہاں لامحالہ پہنچنا ہے۔ قیامت کے دن اس کا ظہور ہوگا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۷۶

حضور ﷺ کا آخری بیماری میں قلم دوات طلب کرنا اور اختلاف

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةِ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَ لَغَطُهُمْ وَاِخْتِلَافُهُمْ قُوْمُوْا عَنِّيْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ بیمار کے پاس کم بیٹھنا اور کم شور کرنا سنت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کرام کی آوازیں اور اختلاف

Marfat.com

بڑھ گیا تو فرمایا ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ۔ (رزین)

تشریح :-

مریض کے پاس کم وقت بیٹھنا چاہئے کیونکہ تمہاری وجہ سے اس کی تیماردار عورتیں پردے میں رہیں گی اور دوسروں سے وہ بے تکلف بات چیت نہ کرسکے گا۔ نیز تمہارے شور سے اسے تکلیف ہوگی اس لئے اس کے پاس کم بیٹھو یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو صرف بیمار پرسی کے لئے جائیں۔ تیمارداری نہ کریں۔

دراصل واقعہ یہ تھا کہ حضور ﷺ کی وفات شریف سے چار دن پہلے یعنی جمعرات کے دن صحابہ کرامؓ دولت خانہ پر حاضر تھے۔ فرمایا قلم دوات اور کاغذ لاؤ میں تمہیں کچھ لکھ کردوں تاکہ میرے بعد بہک نہ سکو۔ بعض صحابہؓ سمجھے کہ یہ امر ہے اس کی اطاعت واجب ہے اور بعض نے خیال کیا کہ یہ مشورہ ہے ۔حضور ﷺ تو سارے تبلیغی احکام پہنچا چکے۔ یہ صرف امت پر شفقت فرمانے کے لئے فرمارہے ہیں۔ مرض کی شدت زیادہ ہے اب آپ ﷺ کو لکھنے کی تکلیف نہ دی جائے۔ اس اختلاف رائے پر مجموعی آوازیں اونچی ہوگئیں۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت علیؓ کے لئے خلافت لکھنا چاہتے تھے جو حضرت عمرؓ نے تحریر نہ ہونے دی۔ نیز صحابہ کرامؓ بارگاہِ نبوی میں اونچی آواز سے بولنے لگے۔ اس سے نعوذ باللہ وہ مرتد ہوگئے اور ان کے اعمال بھی ضبط ہوگئے۔ لیکن یہ دونوں اعتراضات غلط ہیں۔ خود جناب حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرتے وقت سب کے سامنے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ سے راضی تھے کہ میرے ہوتے ہوئے انہیں امامت کے مصلے پر کھڑا کیا۔ نیز حضور ﷺ نے کسی کے دباؤ میں حق نہ چھپایا تو یہاں کیسے کسی

Marfat.com

کے کہنے پر خاموش رہتے- نیز حضور ﷺ کی وفات اس واقعہ کے چار دن بعد ہوئی- اس دوران تحریر کیوں نہ فرمادی- نیز حضرت حسین ؓ نے ناجائز خلیفہ یزید کی بیعت نہ کی اور سر دے دیا- تو حضرت علیؓ ناجائز خلیفہ کی بیعت کیسے کر سکتے تھے- حالانکہ ابوسفیان نے حضرت علی المرتضٰےؓ سے اس وقت عرض کیا تھا کہ آپ چاہیں تو ابوبکرؓ کے مقابلے میں آپ کے لئے میں لشکر سے جنگل بھر دوں تو جناب علیؓ نے انہیں ڈانٹ دیا تھا- (مرقات وغیرہ)

دوسرا اعتراض اس لئے غلط ہے کہ اس کی زد میں حضرت علیؓ وغیرہ بھی آ جائیں گے- کیونکہ یہ شور تو سب کی گفتگو سے مچا نیز نہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا اور نہ ہی حضور ﷺ نے- خیال رہے حضور ﷺ کے سامنے بلند آواز ہونا منع نہیں صحابہ کرام ؓ تلبیہ میں، تکبیر تشریق میں 'اذان واقامت میں' اونچی آوازیں کرتے ہی رہتے تھے- وعظ کے دوران نعرۂ تکبیر بلند فرماتے تھے- بلکہ حضور ﷺ کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی کرنا جس سے سرکار ﷺ کی آواز دب جائے یہ ممنوع ہے- یہاں سب آوازیں ہلکی تھیں- مگر بہت ہی ہلکی آوازیں مل کر شور کی شکل اختیار کر لیتی ہیں- (مرآت)

حدیث نمبر :-۷۷

میّت کے لئے مسلمانوں کی شفاعت قبول ہے

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ

مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شَفَعُوْا فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

(مشکوٰۃ باب المشی با لجنازۃ والصلوٰۃ علیہا)

ترجمہ :-

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں فرمایا کہ ایسا کوئی میت نہیں جس پر مسلمانوں کی جماعت نماز پڑھے جماعت کی تعداد سو کو پہنچے وہ سب اس کی شفاعت کرتے ہیں مگر اس کے بارے میں ان کی شفاعت قبول ہوتی ہے- (مسلم)

تشریح :-

ایک دوسری حدیث میں جماعت کی تعداد چالیس ہے- اور اس میں تعداد سو(۱۰۰) ہے- اور یہ روایت چالیس کی روایت کے خلاف نہیں -ہوسکتا ہے کہ اولاً سو کی قید ہو پھر اللہ نے اپنی رحمت وسیع فرمادی ہو اور چالیس کی نماز پر بھی بخشش کا وعدہ فرمالیا ہو- بعض روایات تو اور بھی امید افزا ہیں-

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی نیکی کے چار آدمی گواہی دے دیں گے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا- ہم نے کہا اور تین ؟ فرمایا اور تین بھی- ہم نے کہا اور دو ؟ فرمایا اور دو بھی- پھر ہم نے حضور ﷺ سے ایک کے بارے میں نہ پوچھا-

یہ حدیث بہت امید افزا ہے کہ دو مسلمانوں کا بھی کسی کو اچھا کہنا اس کے جنتی ہونے

Marfat.com

کی علامت ہے- رحمت والے نبی ﷺ کی رحمت دیکھو کہ اس عدد میں شر کا ذکر نہیں صرف خیر کا ذکر ہے- یعنی دو ایک آدمیوں کے برا کہنے سے جہنمی نہ کہا جائے گا- ہاں ان کے اچھا کہنے سے جنتی کہا جائے گا-

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ شریعت میں گواہی کے نصاب دو ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَشْھِدُوْا ذَوَی عَدْلٍ مِنْکُمْ (اور آپس میں سے دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنالو) تو جیسے دو گواہیوں سے مقدمہ ثابت ہو جاتا ہے یوں ہی دو کی گواہی سے جنتی ہونا ثابت ہو گا-

(مرقات)

یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ جو حضور ﷺ کے منہ سے نکلتا ہے وہی رب کے ہاں ہوتا ہے -صحابہ کرامؓ کی عرض پر حضور ﷺ گواہوں کی تعداد میں کمی کرتے گئے تو وہاں بھی کمی ہو گئی-

(مرأت)

ان کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حدیث نمبر :-۷۸

میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرَ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرَ

Marfat.com

طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يُشْغِلُهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَ اَبُوْ دَاؤُدَ وَ اِبْنِ مَاجَةَ- (مشکوٰۃ باب البکاء علی المیّت)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت جعفرؓ کی موت کی خبر آئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جعفرؓ کے گھر والوں کے لئے کھانا پکاؤ کہ ان کے پاس وہ خبر آئی ہے جو کھانے سے باز رکھے گی- (ترمذی 'ابوداؤد' ابن ماجہ)

تشریح :-

حضرت جعفر حضرت ابوطالب کے فرزند ' حضرت علی المرتضےؓ کے بھائی ہیں آپ کی شہادت ۸ ھ غزوہ موتہ میں ہوئی- موتہ تبوک کے پاس ایک جگہ کا نام ہے-

حضور ﷺ نے کھانا پکانے کا حکم اپنے اہلِ بیت کو دیا - اس کھانے کو جو اہلِ میت کے لئے پکایا جائے عربی میں رفعہ اردو میں بھتی اور پنجابی میں کوڑا وٹہ کہتے ہیں - یہ کھانا بھیجنا سنت ہے- بلکہ چاہئے کہ خود کھانا پکانے والا میت کے گھر کھانا لے جائے اور خود بھی ان کے ہمراہ ہی کھائے- انہیں ساتھ کھانے پر مجبور کرے- صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے جس دن فوت ہو یا فوت ہونے کی خبر آئے- بعد میں نہ بھیجے- تین دن کا رواج غلط ہے-

سرکار ﷺ نے فرمایا کہ جعفرؓ کے گھر والے آج غم کی وجہ سے کھانا پکا نہ سکیں گے اگر کوئی کھانا نہ لے گیا تو وہ بھوکے رہیں گے- اس سے معلوم ہوا کہ یہ کھانا یا وہ لوگ کھائیں جو غم کی وجہ سے پکا نہ سکیں یا باہر کے مہمان جو شرکتِ دفن کے لئے آئے ہیں - عام برادری والوں کو

Marfat.com

دعوت اس وقت ممنوع ہے۔ حضرت جریر ابن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صحابہ کرامؓ میت کے ہاں دعوت کو نوحہ شمار کرتے تھے۔ اسی کو فقہاء منع کرتے ہیں یعنی تین دن تک تمام محلہ برادری والوں اور میت والوں کو کھانا بھیجنا اور پھر تیسرے دن خود میت والوں کے ہاں برادری کی روٹی ہونا دھوم دھام سے اسے کھانا یہ دونوں کام سخت منع ہیں۔ خصوصاً جبکہ میت کے یتیم بچے بھی ہوں اور میت کے متروکہ مال سے روٹی کی جائے تو اس کا کھانا اور کھلانا سخت حرام ہے ۔ الغرض اہلِ میت کی رسمی دعوت ممنوع ہے اور یہ کھانا ناجائز ہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۷۹

مسکین کی عجب تشریح

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَ اللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْهِ وَلَا یُفْطَنُ بِهٖ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْهِ وَ لَا یَقُوْمُ فَیَسْئَلُ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(مشکوٰۃ باب من لا تحل له الصدقة)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو لوگوں پر چکر لگاتا پھرے اسے ایک دو لقمے یا ایک دو چھوہارے لوٹا دیں- البتہ مسکین وہ ہیں جو غنا بھی نہ پائے جس سے لوگوں سے لا پرواہ ہو جائے اور اسے پہچانا بھی نہ جائے تا کہ اسے صدقہ دے دیا جائے اور نہ اُٹھ کر لوگوں سے سوال کرے- (بخاری و مسلم)

تشریح :-

یعنی جس مسکینیت پر ثواب ہے اور صابروں کے ذمرہ میں داخل ہے وہ یہ بھکاری فقیر نہیں ہیں بلکہ یہ تو عام حالات میں اسی سوال پر گنہگار ہیں کہ جب وہ بھیک مانگنے کے لئے اتنی دوڑ دھوپ کر سکتے ہیں تو کمانے کے لئے بھی کر سکتے ہیں- ہاں صابر مسکین وہ ہے جو حاجتمند ہو مگر پھر بھی کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہ کرے- اپنے فقر کو چھپانے کی کوشش کرے- اس مسکین کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی ہے- فرمایا ہے کہ-

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اصل حق ان حاجتمندوں کا ہے جو اللہ کی راہ میں مقید ہو گئے ہیں)

یہ خیال رہے کہ جس مسکینیت کی دعا حضور ﷺ نے مانگی ہے وہ مسکینیتِ دل ہے یعنی دل میں عجز و انکسار ہونا' تکبر اور غرور نہ ہونا- ایسا شخص اگر مالدار بھی ہو تو مبارک مسکین ہے- جن احادیث میں فقر و مسکینیت سے پناہ مانگی گئی ہے وہ ایسی تنگدستی ہے جو فتنہ میں مبتلا کر دے-

(مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۸۰

نیک کام پر معاوضہ لینا جائز ہے

عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَ لِيْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَاَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ قَالَ خُذْ مَا اُعْطِيْتَ فَاِنِّيْ قَدْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْئَالَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ -

(مشکوۃ باب لا تحل له المسئلة و من تحل له)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت ابن ساعدیؓ سے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمرؓ نے صدقہ پر عامل بنایا- جب میں اس سے فارغ ہوا اور صدقہ آپ کی خدمت میں ادا کر دیا تو مجھے اجرت کا حکم دیا- میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کام کیا ہے ' میری اجرت اللہ پر ہے- فرمایا جو تمہیں دیا جائے لے لو ' میں نے بھی زمانہ نبوی ﷺ میں یہ عمل کیا تھا - مجھے حضور ﷺ نے

Marfat.com

اُجرت دی تھی تو میں نے بھی تمہارے جیسی عرض کی تھی تو مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ تمہیں بغیر مانگے ملے وہ کھالو اور صدقہ کرو۔ (ابوداؤد)

تشریح :-

حدیث پاک کے راوی کو ابن ساعدیؓ اور ابن سعدی بھی کہتے ہیں۔ اپنی اسی کنیت میں مشہور تھے ۔صحابی تھے اور آپ نے شام میں ۵۷ھ میں وفات پائی۔ (اشعۃ)

ابن ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے لوگوں کے ظاہری مال' جانور' زرعی پیداوار وغیرہ کی زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا۔ اس زمانہ میں وصولی زکوٰۃ کا باقاعدہ محکمہ ہوتا تھا۔ جس میں ان لوگوں کو زکوٰۃ سے اجرت دی جاتی تھی اور انہیں عامل کہا جاتا تھا۔ قرآن پاک میں مصارفِ زکوٰۃ میں ان کا بھی ذکر ہے فرمایا۔ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا (زکوٰۃ وغیرہ لینے کے لئے کام کرنے والے)

حضرت ابن ساعدیؓ کا خیال یہ تھا کہ اجرت لینے سے ثواب ختم ہو جاتا ہے اور میں نے یہ کام ثواب کے لئے کیا ہے۔ اس لئے اجرت لینے سے انکار کیا۔ سبحان اللہ کیسی پیاری تعلیم فرمائی گئی کہ بغیر مانگے جو اللہ دے اسے نہ لینا گویا اللہ کی نعمت کا ٹھکرانا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ لہٰذا یہ ضرور لو۔ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

اول یہ کہ نیک اعمال کی اجرت لینا جائز ہے ۔چنانچہ علماء ' قاضی 'مدرسین حتیٰ کہ خود خلیفہ کی تنخواہ بیت المال سے دی جائے گی۔ سوائے حضرت عثمان غنیؓ کے باقی تینوں خلفاء نے بیت المال سے خلافت کی تنخواہ وصول کی ہے۔

دوم یہ کہ جب کام کرنے والے کی نیت خیر ہو تو تنخواہ لینے سے انشاءاللہ ثواب کم نہ

Marfat.com

ہوگا صرف تنخواہ کے لئے دینی کام نہ کرے -تنخواہ تو گزارے کے لئے وصول کرے اصل مقصد دینی خدمت ہو-

سوم یہ کہ غنی بھی اجرتیں لے سکتا ہے صرف فقیر ہی کو اجازت نہیں- پھر لے کر خود بھی کھا سکتا ہے-اس سے خیرات بھی کرسکتا ہے-

خیال رہے اس حدیث کی بنا پر امام احمدؒ کے ہاں ہدیہ قبول کرنا واجب ہے جبکہ باقی جمہور علماء کے ہاں یہ حکم استحبابی ہے- (مرأت)

مرقات نے اس جگہ فرمایا کہ سلطانِ اسلام پر واجب ہے کہ ایسے علماء 'مفتیوں ' مدرسین کی تنخواہیں مقرر کرے جنہوں نے اپنی ذات کو دینی خدمات کے لئے وقف کردیا ہو- (مرقات)

اس دور میں چونکہ سلطانِ اسلام عموماً دینی امور سے لاتعلق رہتا ہے اس لئے دینی اداروں کے سربراہ علما اور مدرسین کی خدمات کی اجرت کے ذمہ دار ہونگے-

حدیث پاک سے اشارتاً معلوم ہوا کہ دینی طلباء سے ختم قرآن کے بعد ان کی دعوت کرنا اور انہیں کچھ نقدی بھی دینا جائز ہے- یا علمائے دین سے وعظ کرا کر کرایہ اور نذرانہ دیا جاسکتا ہے کیونکہ ختمِ قرآن اور وعظ فی سبیل اللہ ہے- اور ان کی خدمات بھی فی سبیل اللہ ہیں-اسی طرح دَم اور تعویذ کی اجرت بھی لی جاسکتی ہے-کیونکہ یہ علاج کی اجرت ہے نہ کہ تلاوتِ قرآن کی- مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ صحابہؓ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر مار گزیدہ پر دَم کیا اور اجرت میں تین بکریاں لیں جن کا گوشت حضور ﷺ نے بھی ملاحظہ فرمایا- ہاں علماء اور حفاظ دینی کام کرتے وقت نیت فی سبیل اللہ کی رکھیں- اس نیت سے انشاءاللہ دین و دنیا سنور جائیں گے-یہ بات تجربہ شدہ ہے-

Marfat.com

(مرأت معہ اضافہ)

شرح مسلم میں حضرت عمرو بن میمون اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا گیا تو صحابہ کرامؓ نے ان کے لئے دو ہزار درہم مقرر کیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس میں اضافہ کرو کیونکہ میرے عیال ہیں اور تمہاری مصروفیات نے مجھے تجارت سے روک دیا ہے۔ تب صحابہ کرامؓ نے پانچ سو کا اضافہ کر دیا۔ وضین بن عطا بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں تین معلم بچوں کو تعلیم دیتے تھے اور حضرت عمرؓ ان میں سے ہر ایک کو پندرہ درہم ہر ماہ دیتے تھے تعلیمِ قرآن پر اجرت کا مسئلہ اختلافی ہے۔ بعض کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے خیال رہے امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب نے تعلیمِ قرآن پر اجرت لینے کو ناجائز قرار دیا ہے لیکن موجودہ دور میں یہ ایک مجبوری ہے ۔ وہ یہ کہ اجرت کے بغیر سلسلۂ تعلیمِ قرآن ختم ہو سکتا ہے

(شرح مسلم)

حدیث نمبر :-۸۱

ماں کے مرنے پر سعد بن عبادہؓ کا حضور ﷺ سے سوال کرنا کہ ان کے لئے کیا صدقہ کروں

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَؓ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَ قَالَ هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ ۔

Marfat.com

(مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ)

ترجمہ :-

حضرت سعد ابن عبادہؓ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُمِ سعد وفات پاگئیں -تو اب کون سا صدقہ بہتر ہے ؟ فرمایا پانی -لہٰذا سعدؓ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں اُمّ سعد کا ہے- (ابوداؤد نسائی)

تشریح :-

حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ میں کون سا صدقہ دے کر ان کی روح کو اس کا ثواب بخشوں -اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات میت کو نیک اعمال خصوصاً مالی صدقہ کا ثواب بخشنا سنت ہے قرآن پاک میں جو ہے-

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (اس کو ثواب بھی اس کا ملے گا جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے) یا فرمایا-

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (انسان کو' ایمان کے بارے میں' صرف اپنی ہی کمائی ملے گی)

جن سے معلوم ہوا کہ انسان کو صرف اپنی کی ہوئی نیکیاں فائدہ مند ہیں- وہاں بدنی فرائض مراد ہیں اسی لئے وہاں كَسَبَتْ اور سَعٰى ارشاد ہوا یعنی کوئی کسی کی طرف سے فرض نمازیں ادا نہیں کرسکتا -ثواب ہر عمل کا بخش سکتے ہیں -لہٰذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں-

Marfat.com

قرآن کریم سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ نیکوں کی برکت سے بُروں کی آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے۔

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا)

فرمایا ان کی طرف سے پانی خیرات کرو۔ کیونکہ پانی سے دینی دنیاوی منافع حاصل ہوتے ہیں۔ خصوصاً ان گرم وخشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو۔ بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں ' عام مسلمان ختم ' فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔

لِاُمِّ سَعْدٍ فرما کر بتایا کہ اُمّ سعد کی روح کے ثواب کے لئے ہے۔ یہ لام نفع کا ہے نہ کہ ملکیت کا۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنتِ صحابہؓ ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرا یہ کہ کسی چیز پر میت کا نام آ جانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعدؓ نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام پر منسوب کیا۔ وہ کنواں شاید اب بھی آباد ہو اور اس کا نام بئر اُمّ سعدؓ ہی تھا۔ یہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے خلاف نہیں کہ وہاں وہ جانور مراد ہیں جو غیر خدا کے نام پر ذبح کئے جائیں۔ یہ حدیث چند اسنادوں سے مروی ہے۔ ابوداؤد کی ایک سند میں یوں ہے۔

عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ السَّبِيْعِىْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ چونکہ اس میں عن رجل آ گیا اس لئے یہ سند مجہول ہوگئی۔ دوسری سند میں یوں ہے - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّ سَعْدًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الخ

.... یہ اسناد ابوداؤد ' نسائی اور ابن حبان میں بھی ہے -

Marfat.com

تیسری سند یوں ہے۔ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیِّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصَرِیْ کِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ یہ دونوں اسناد منقطع ہیں ۔ کیونکہ سعید ابن میسبؓ اور حسن بصریؒ کی ملاقات حضرت سعد بن عبادہؓ سے نہ ہوئی۔ (مرقات)

مگر یہ انقطاع وجہالت کوئی مضر نہیں ٗ چند وجوہات سے۔

ایک یہ کہ یہ حدیث اس بنا پر زیادہ سے زیادہ ضعیف ہوسکتی ہے اور حدیث ضعیف فضائل اعمال اور ثبوت استحباب میں کافی ہوتی ہے۔ دیکھئے کتبِ فقہ اور شامی وغیرہ ۔ ایصالِ ثواب فرض یا واجب نہیں بلکہ صرف سنتِ مستحبہ ہے۔

دوسرا یہ کہ یہ کسی حدیث صحیح کے متعارض نہیں۔ کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے تاکہ یہ حدیث چھوڑ دی جائے۔

تیسرا یہ کہ اس حدیث کی تائید بہت سی صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور انور ﷺ ایک قربانی اپنی امت کی طرف سے کرتے تھے اور فرماتے تھے الٰہی اسے امتِ مصطفےٰ کی طرف سے قبول فرمالے۔ (بخاری ومسلم)

اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے رہے۔ فرماتے تھے مجھے حضور ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

چوتھا یہ کہ اس حدیث کی تائید آیتِ قرآنی سے بھی ہوتی ہے فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (اور ان کے اموال میں سائل اور محروم کا بھی حق ہے) اور فرماتا ہے۔

وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ (اور جو کچھ وہ خرچ

Marfat.com

کرتے ہیں اس کو عنداللہ قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور رسول ﷺ کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں)

پانچواں یہ کہ ہمیشہ سے سارے مسلمان ایصالِ ثواب پر عمل کرتے رہے اور عملِ امت کی وجہ سے حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔

چھٹا یہ کہ جب امام بخاریؒ کی تعلیق قبول ہے جن میں وہ اسناد بیان ہی نہیں کرتے۔ سیدھے کہہ دیتے ہیں۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسؓ کیونکہ امام بخاریؒ ثقہ ہیں تو حضرت سعید ابن میتبؒ اور خواجہ حسن بصریؒ کا انقطاع بھی قبول کیونکہ یہ دونوں حضرات امام بخاریؒ سے کم ثقہ نہیں بلکہ اپنے یقین کامل کی بناء پر براہِ راست حضرت سعدؓ کا واقعہ بیان کر دیا۔

(مرأت)

شارح مسلم علامہ سعیدیؒ بحوالہ امام بخاریؒ حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ ان کی عدم موجودگی میں فوت ہو گئیں انہوں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ اگر میں والدہ کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پھلوں والا باغ اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

دوسروں کی دعائیں ، ایصالِ ثواب یا شفاعت یا نیک اعمال کا ثواب پہنچنا در حقیقت کلمہ طیبہ پڑھنے کا اجر ہے جو مرحوم نے خود کلمہ طیبہ پڑھا۔ ایمان کا درخت مرنے والا خود لگا گیا اب یہ دعائیں اس ایمان کے درخت کا پھل ہیں جو مرحوم کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔ دوسروں کے نیک اعمال یا ملاقات کا فائدہ مرحوم کے اپنے عمل کا ہی نتیجہ ہے اور وہ عمل کلمہ طیبہ ہے جو مرحوم نے پڑھا اور مومن ہوا۔

Marfat.com

كَمَثَلِ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

(شرح مسلم ج (۷) صفحہ ۹۲)

حدیث نمبر :-۸۲

ازواجِ مطہراتؓ نے بکری کا گوشت خیرات کیا اور حضور ﷺ کا ارشاد

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ -

(مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ)

ترجمہ :-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اہلِ بیت نے بکری ذبح کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس میں سے کیا بچا وہ بولیں کہ کندھے کے سوا کچھ نہیں بچا - فرمایا کندھے کے سواسب کچھ بچ گیا - (ترمذی اور ترمذی نے اسے صحیح فرمایا)

تشریح :-

Marfat.com

بکری ذبح کرنے والے بعض صحابہ کرامؓ تھے یا بعض اہلِ بیتؓ- چونکہ ازواجِ مطہراتؓ کو اہلِ بیت بھی کہا جاتا ہے اور یہ لفظ مذکر ہے اس لئے جمع مذکر کا صیغہ ارشاد ہوا-

حضور ﷺ کے پوچھنے پر ازواجِ مطہراتؓ نے عرض کیا سارا گوشت خیرات کر دیا گیا ہے صرف ایک شانہ بچا ہے- غالباً یہ گھر کے خرچ کے لئے رکھا گیا ہوگا- اور یہ بکری صدقہ کے لئے ذبح کی گئی ہوگی کیونکہ صدقہ کا گوشت گھر کے خرچ کے لئے نہیں رکھا جاتا تھا-

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جو راہِ خدا میں صدقہ دے دیا گیا وہ باقی اور لازوال ہو گیا اور جو اپنے کھانے کے لئے رکھا گیا وہ ہضم ہو کر فناہ ہو جائے گا- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے-

مَا عِنْدَ کُمْ یَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ (اور جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا) (مرأت)

حدیث نمبر :-۸۳

اللہ تعالیٰ تین لوگوں سے محبت کرتا ہے اور تین سے سخت ناراض ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ وَ ثَلٰثَۃٌ یُبْغِضُھُمُ اللّٰہُ فَاَمَّا الَّذِیْنَ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ فَرَجُلٌ اَتٰی قَوْمًا فَسَئَالَھُمْ بِاللّٰہِ وَ لَمْ یَسْئَالْھُمْ لِقَرَابَۃٍ

Marfat.com

بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ

سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِيْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا

لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ

فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِيْ وَيَتْلُوْا اٰيَاتِيْ وَرَجُلٌ

كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعُدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى

يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ وَالثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ الشَّيْخُ

الزَّانِيْ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُوْمُ رَوَاهُ التِّرْمَذِيْ

وَالنَّسَائِيْ - (مشکوٰة باب فضل الصدقة)

ترجمہ :-

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے محبت کرتا ہے اور تین سے سخت ناراض- جن سے وہ محبت کرتا ہے ایک تو وہ شخص جو کسی قوم کے پاس پہنچا ان سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا اپنی آپس کی قرابت داری کی وجہ سے مانگا لوگوں نے منع کر دیا تو انہی میں سے ایک شخص پیچھے ہٹا اسے چھپ کر کچھ دے دیا- جس کا عطیہ اللہ کے سوا اور اس دینے والے کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایک وہ قوم جو رات بھر چلتی رہی حتیٰ کہ جب انہیں نیند ہر ماسوا سے پیاری ہو گئی تو سر رکھ کر سو گئے- تو یہ شخص کھڑے ہو کر میری خوشامد کرنے لگا اور میری آیات تلاوت کیں- اور وہ شخص جو کسی لشکر میں تھا دشمن سے جنگ کی لوگ

بھاگ پڑے تو یہ اپنا سینہ تان کر کھڑا ہو گیا حتیٰ کہ قتل کر دیا گیا یا اس کی وجہ سے فتح ہو گئی- اور وہ تین جن سے اللہ سخت ناراض ہے بوڑھا زانی ' دوسرا متکبر فقیر اور تیسرا ظالم غنی-

(ترمذی ' نسائی)

تشریح :-

اللہ تعالیٰ کی محبت سے مراد خصوصی محبت ہے اور ناراضی سے بھی خصوصی ناراضی مراد ہے- ورنہ اللہ تعالیٰ تمام کفار اور فاسقوں سے ناراض ہے-

قوم کے پاس آنے والا شخص اور مانگنے والا خدا کا محبوب نہیں بلکہ وہ دینے والا ہے- جس کا ذکر آگے آ رہا ہے- اس کے صدقہ کی اہمیت دکھانے کے لئے یہ پورا واقعہ بیان فرمایا-

(لمعات)

اگر چہ قرابت دار فقیر کو دینے میں دوگنا ثواب ہے- مگر یہاں اس سخی کا اس اجنبی ناواقف فقیر کو دینا بہت ہی کامل ہوا کیونکہ یہاں سوائے رضاء الٰہی کے اور کوئی چیز فقیر کی ممنونیت وغیرہ ملحوظ نہ تھی-

لفظ اَعۡطَاہُ میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس سے لینے والا فقیر مراد ہو- دوسرا یہ کہ اس سے دینے والا سخی مراد ہو- مطلب یہ کہ اس سخی نے اپنا منہ چھپا کر یا اندھیرے میں اس طرح دیا کہ فقیر کو بھی پتہ نہ چلا کہ کون دے گیا- چونکہ اس شخص نے صدقہ بھی دیا- اس قوم کی مخالفت بھی کی اور فقیر کی ٹوٹی آس بھی پوری کی ' اس لئے یہ خدا کا زیادہ پیارا ہوا-

عرب میں عموماً اب بھی رات میں سفر ہوتا ہے اور تھکن اتارے کے لئے مسافر آخر رات میں آرام کر لیتے ہیں - چونکہ اس تہجد خواں نے تین بہادریاں کیں اس لئے یہ خدا کو زیادہ

Marfat.com

محبوب ہوا -ایسی حالت میں نیند کو عبادت پر ترجیح دینا 'سب کو سوتا دیکھ کر بھی نہ سونا- عابدوں میں عبادت آسان ہے غافلوں میں مشکل- اور تہجد کی نماز غافلوں میں رہتے ہوئے پڑھنا مشکل کام ہے-

حدیث پاک میں لفظ تَمَلُّقُ ملق سے بنا بمعنی دوستی ونرمی' ناجائز نرمی کا نام چاپلوسی ہے اور جائز نرمی کا نام خوشامد' نیازمندی وغیرہ ہے- یہاں دوسرے معنی میں ہے -صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ خوشامد اصل عرفان اور بندے ورب تعالیٰ کے درمیان خاص تعلق کا باعث ہے یہ حال قال سے وراء ہے-

وہ شخص جو جنگ میں گیا' ڈٹا رہا -اس طرح کہ اس اکیلے کی جرأت وہمت دیکھ کر بھاگنے والوں میں دلیری پیدا ہوئی- پلٹ پڑے اور جم کر لڑے جیسا کہ غزوہ حنین میں ہوا کہ اس دن سارے غازیوں کے قدم اکھڑ گئے تھے- حضور ﷺ میدان میں جمے رہے پھر وہی صحابہؓ پلٹ پڑے 'جم کر لڑے اور میدان جیت لیا-

اَلشَّيْخُ الزَّانِيْ سے ظاہر ہے کہ بوڑھا آدمی نہ کہ شادی شدہ جوان -چونکہ بڑھاپے میں موت قریب نظر آتی ہے ' شہوانی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں -بوڑھا بہت تکلیف سے ہی صحبت کر سکتا ہے اس لئے اس کا زنا انتہائی خباثت کی دلیل ہے کہ اسے نہ موت کا خوف اور نہ اللہ ورسول ﷺ سے شرم-

اگرچہ ہر تکبر برا ہے مگر فقیر کا تکبر زیادہ برا کیونکہ اس کے پاس اس کے اسباب نہیں ہیں- نفس شیطان کے دھوکے سے اپنے کو بڑا جانتا ہے- خیال رہے کہ تکبر ' استغناء اور تعفف میں فرق ہے اور مسلمانوں کو اپنے سے حقیر جاننا تکبر ہے اور اپنے کو ان سے بے نیاز سمجھنا صرف

Marfat.com

اللہ ورسول ﷺ ہی کا محتاج جاننا بہت اعلیٰ وصف ہے۔اسی کو استغناء وغیرہ کہتے ہیں اس کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نے یوں فرمایا۔

ے تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں جچے دیکھ کے تلوا تیرا

ع کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ کفار اور متکبرین کے مقابلہ میں تکبر کرنا عبادت ہے۔ (مرقات)

اشعۃ اللمعات میں ہے کہ حضرت بشیر ابن حارثؓ نے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کو خواب میں دیکھا 'عرض کیا مجھے کچھ نصیحت کیجئے 'فرمایا کہ امیروں کا فقیروں پر مہربانی کرنا بہت اچھا ہے مگر فقیروں کا خدا پر توکل کر کے امیروں سے تکبر کرنا اس سے بھی اچھا ہے۔

اَلْغَنِیُّ الظَّالِمُ یعنی اپنے نفس پر ظالم کہ نعمتوں کا شکر نہیں کرتا اور مخلوق پر ظالم کہ انہیں بجائے نفع پہنچانے کے ستاتا ہے چونکہ ان لوگوں کے جرم سخت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض ہے۔ (مرأت)

شارح مسلم علامہ سعیدیؒ ایک دوسری حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بوڑھے آدمی کی طویل زمانہ گزر جانے اور متعدد تجربات کے حصول کی وجہ سے عقل کامل ہو جاتی ہے اور اس میں جماع کے اسباب اور شہوت کم ہو جاتی ہے۔اگر تھوڑی ہو بھی تو حلال ذرائع موجود ہوتے ہیں تو پھر اس کا زنا کرنا بہت بعید ہوتا ہے کیونکہ زنا کا محرک شباب ' حرارت غریزہ ' قلتِ معرفت غلبہ شہوت ' ضعفِ عقل اور کم عمری ہوتا ہے۔پس معلوم ہوا کہ بوڑھے کا زنا بہت ہی برا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح فقیر کا تکبر کرنا بھی بہت بُرا ہے- کیونکہ تکبر کا سبب اپنے ہم عصروں پر فائق ہونا دنیا کی کثرت اور لوگوں کا اس کی طرف محتاج ہونا ہے- تو جس شخص کے پاس مال و دولت نہ ہو اور وہ خود دوسروں کا دستِ نگر اور محتاج ہو تو اس کا تکبر بہت بُرا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے-

(شرح مسلم ج-۱)

حدیث نمبر :-۸٤

صوم وصال سے صحابہؓ کو منع کرنا کہ تم میری مثل نہیں ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّکَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(مشکوٰۃ باب متفرق)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا تو کسی شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ تو وصال کرتے ہیں

Marfat.com

فرمایا تم میں مجھ جیسا کون ہے ؟ میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے
(بخاری و مسلم)

تشریح :-

روزہ کا وصال یہ ہے کہ رات کو بغیر افطار کئے 'بغیر کچھ کھائے پئے دوسرا روزہ رکھ لیا جائے- حق یہ ہے کہ یہ وصال ہمارے لئے مکروہ تحریمی ہے اور یہاں ممانعت حرمت کی ہے- اس ممانعت میں صدہا حکمتیں ہیں- وصال سے جسم بہت کمزور ہو جاتا ہے 'وصال سے دوسری عبادتیں بھاری پڑ جاتی ہیں- وصال میں جوگیوں' سادھوؤں کی مشابہت ہے- وصال ساری امت کے لئے ناجائز ہے خواہ اولیاء ہوں یا دیگر طبقہ کے لوگ-

حضور ﷺ صرف ایک دن کا نہیں بلکہ لگاتار کئی دن کا وصال فرماتے تھے کہ مسلسل روزے پر روزہ رکھتے تھے -اس لئے سائل کو شبہ ہوا کہ وصال تو سنتِ رسول اللہ ﷺ ہونا چاہئے- منع کیوں ہے ؟

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ میں استفہام انکاری ہے اور ایکم میں صحابہ کرامؓ اور تمام انسانوں سے خطاب ہے یعنی تم میں مجھ جیسا کوئی نہیں- جب صحابہؓ حضور انور ﷺ کی مثل نہ ہو سکے اور کسی کا کیا منہ ہے جو ان سے ہمسری کا دعویٰ کرے- ہمارا تو عقیدہ ہے-

نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

ترجمہ :- اپنی نسبت تیرے کتے سے کی ہے لیکن بہت شرمندہ ہوں کیونکہ تیرے کُتے کے ساتھ اپنی نسبت کرنا سخت بے ادبی ہے-

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے فرمان قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں خالص بشریت میں تشبیہ ہے جس میں اُلُوہِیَّتْ کا خلط نہ ہو یعنی میں تمہاری طرح خالص بشر ہوں نہ کہ خدا ' نہ خدا کا ساجھی ' پھر میری بشریت سے نبوت کا خلط ہوا جسے یُوْحٰی اِلَیَّ نے بیان کیا۔ لہٰذا یہ حدیث آیتِ قرآنی کے خلاف نہیں تمام جہان کے اولیاء ایک صحابیؓ کی مثل نہیں ہو سکتے۔ جس نے ایمانی نگاہ سے ان کا چہرہ ایک آن دیکھا ان کی ذات تو بہت اعلیٰ ہے۔

علماء نے اس کھلانے پلانے کی بہت توجیہیں بیان کی ہیں بعض نے کہا کہ اس سے قوتِ برداشت مراد ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے روحانی غذائیں مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک فیضان اور مناجات کی لذتیں مراد ہیں ۔ بعض کہتے ہیں اس سے بھوک پیاس نہ ہونا مراد ہے۔ لیکن حضرتِ عشق کا فتویٰ نرالا ہے کہ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے۔ اور اس میں حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تین نعمتوں کا ذکر فرمایا ۔ ایک یہ کہ تم سب اپنے بیوی بچوں کے پاس رات گزارتے ہو اور میں اپنے رب کے پاس۔

شعر

فرشی و بر اوج عرش منزل   امی و کتاب خانہ در دل

امی و دقیقہ دان عالم   بے سایہ و سائبان عالم

ترجمہ :۔ زمین پر رہتے ہیں لیکن عرش کی بلندیوں پر منزل ہے۔ کسی سے پڑھا نہیں لیکن تمام کتابیں دل میں ہیں۔ اُمّی ہیں اور تمام جہاں کی گہرائیاں جاننے والے ہیں۔ اپنا سایہ نہیں لیکن تمام جہانوں کے لئے سایہ ہیں۔

دوسرا یہ کہ میں اللہ کے پاس رہ کر خود نہیں کھاتا پیتا بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔ کھلانے والا اس کا دستِ کرم ہے۔ کھانے والا میں ۔ تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ روزی کھلاتا پلاتا

Marfat.com

ہے جس سے نہ روزہ ٹوٹے اور نہ روزوں کا تسلسل جائے یعنی جنت کے میوے اور سبیلِ تسنیم وغیرہ کے شربت۔

چند مسائل معلوم ہوئے :-

ایک یہ کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور انور ﷺ کی مثل نہیں ہو سکتا۔ جب انسان کو ناطق کی قید نے تمام حیوانات سے ذاتی امتیاز دے دیا تو نبوّت اور وحی کی صفتوں نے بھی حضور ﷺ کو تمام انسانوں سے ذاتی طور پر ممتاز کر دیا۔

دوسرا یہ کہ اگر حضور ﷺ بہ نیت عبادت کھانا پینا چھوڑ دیں تو خواہ ہفتوں نہ کھائیں ضعف و کمزوری بالکل طاری نہ ہو گی۔ اور اگر بطور عادت کھانا ملاحظہ نہ کریں تو ضعف نمودار ہو گا اور شکمِ مبارک پر پتھر بھی باندھے جائیں گے کیونکہ آپ ﷺ نُور بھی ہیں اور بشر بھی۔ عبادت میں نُورانیت کا ظہور ہے اور عادت میں بشریت کی جلوہ گری ہے۔

تیسرا یہ کہ جنتی میوے کھانے اور وہاں کا پانی پینے سے روزہ نہیں جاتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے اور حضور ﷺ کو سلام کرنے سے نماز نہیں جاتی، بعض اولیاء کرام خواب میں کھا پی لیتے ہیں کہ کھانے کی خوشبو بیداری کے بعد ان کے منہ میں پائی جاتی ہے۔ مگر ان کا روزہ قائم رہتا ہے۔ دیکھو احتلام سے ہمارا روزہ نہیں جاتا۔

چوتھا یہ کہ بعض بندوں کو اپنی زندگی میں جنتی میوے ملتے ہیں۔ حضرت مریم علیہ السلام کا جنتی میوے کھانا قرآن پاک سے ثابت ہے۔

پانچواں یہ کہ حضور ﷺ کا ہر کام ہمارے لئے سنت نہیں بلکہ وہ کام سنت ہے جو ہمارے لئے لائقِ عمل ہو۔ خصوصیاتِ مصطفوی ہمارے لئے سنت نہیں ۔9 بیویاں نکاح میں جمع

Marfat.com

فرمانا ' روزہ وصال ہمارے لئے نہ سنت ہیں نہ لائقِ عمل ' سنت و حدیث میں یہی فرق ہے۔

(مرأت)

حدیث نمبر :-۸۵

روزہ کے متعلق حضور ﷺ کا وضاحتی حکم

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَ اَفْطِرْ وَ قُمْ وَ نَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَیْکَ حَقًّا وَّ اِنَّ لِعَیْنِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَّاَنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَّ اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَیْکَ حَقًّا لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ کُلِّهٖ صُمْ کُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَ اقْرَءِ الْقُرآنَ فِیْ کُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِیَامَ یَوْمٍ وَّ اَفْطَارَ یَوْمٍ وَّ اقْرَاْ فِیْ کُلِّ سَبْعِ لِیَالٍ مَرَّةً وَ لَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ -

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ باب صیام التطوّع)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عمرو ابن عاصؓ سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ' اے عبد اللہ کیا مجھے یہ خبر نہ ملی کہ تم ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو - میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا ایسا نہ کرو - روزہ بھی رکھو افطار بھی کرو - قیام بھی کرو اور آرام بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تم پر تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے اور تم پر تمہاری بیوی کا بھی حق ہے اور تم پر تمہارے ملاقاتی کا بھی حق ہے - جس نے عمر بھر روزے رکھے 'اس نے روزے رکھے ہی نہیں - ہر مہینہ تین روزے ساری عمر کے روزے ہیں - ہر مہینہ میں تین روزے رکھو اور ہر مہینہ ایک قرآن ختم کرو - میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں - فرمایا تو تم بہترین روزے " روزۂ داؤد " رکھو - ایک دن روزہ ایک دن افطار اور سات راتوں میں قرآن پاک ختم کرو - اس سے زیادہ نہ کرو -

(بخاری و مسلم)

تشریح :-

فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تم سوائے پانچ ممنوعہ دنوں کے باقی سال بھر کے مسلسل روزے رکھتے ہو اور رات کو عبادات یعنی کہ نہ دن میں کبھی افطار کرتے ہو نہ رات میں سوتے ہو - تم اتنے کمزور ہو جاؤ گے کہ فرضی عبادتیں اور لوگوں کے شرعی حقوق ادا نہ کر سکو گے اور نفل کی وجہ سے فرض چھوڑنا یا فرض چھوٹنے کے اسباب پر عمل کرنا نہ عقلاً مناسب ہے نہ ہی شرعاً ٹھیک ہے - خیال

Marfat.com

رہے اس صورت میں یہ ممانعت تحریمی ہے۔ جو چیز فرائض چھوڑا دے وہ حرام ہے۔ خیال رہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے اور بالکل نہ سونے سے نگاہ کمزور پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

سرکار ﷺ کا کیا حکیمانہ جواب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے اور شب بیداری کرنے سے تم کما نہ سکو گے اور بیوی کو منہ نہ لگا سکو گے۔ ملاقاتی لوگ اور مہمان چاہتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ کھاؤ پیو اور رات کو دو گھڑی ان سے بات چیت کرو۔ تم یہ بھی نہ کر سکو گے۔ معلوم ہوا ہمیشہ روزہ نہ رکھنے کی ممانعت ہم جیسے لوگوں کے لئے ہے جو تمام حقوق چھوڑ بیٹھیں۔ جن کے لئے ہمیشہ روزہ اور رات بھر کا جاگنا مذکورہ حقوق سے آڑ نہ ہو۔ ان کے لئے اس میں حرج نہیں۔ مگر ایسے بہادر لوگ لاکھوں میں ایک آدھ ہیں جیسے حضرت طلحہؓ اور تابعین میں امام ابوحنیفہؒ وغیرہ۔

جس نے عمر بھر روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں کا مطلب یہ ہے کہ کامل روزے نہ رکھے جس سے پورا ثواب ملے۔ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ اس ترتیب سے ہر مہینہ میں تین روزوں کا ثواب پورے مہینہ کے روزوں کا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تین روزے چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ کو رکھے جائیں۔

''ہر مہینہ ایک قرآن ختم کرو'' یہ جملہ قرآن کریم کے تیس پارے بنانے کی اصل ہے۔ زمانہ نبویؐ میں قرآن کریم کی تقسیم سورتوں اور منزلوں پر تھی۔ رکوع اور پاروں پر نہ تھی۔ پھر خلافتِ عثمانیہ میں اس میں رکوع قائم کئے گئے کہ حضرت عثمان غنیؓ تراویح کی رکعتوں میں جس قدر تلاوت کر کے رکوع فرماتے اس کا نام رکوع رکھا گیا اور حاشیہ پر ''ع'' کا نشان لگایا گیا۔ تاکہ ترویح کا باقاعدہ رواج دینے والے جناب عمرؓ اور اس رواج کو دنیا میں پھیلانے والے حضرت عثمان غنیؓ کی طرف اشارہ ہو۔ تراویح روزانہ بیس رکعت ہوتی ہیں اور ستائیسویں شب کو ختمِ قرآن ۔ اس

طرح قرآن پاک کے ۵۴۰ (پانچ سو چالیس) رکوع ہوئے- بہت عرصہ کے بعد قرآن پاک کے تیس پارے کیے گئے تا کہ روزانہ تلاوت کرنے والوں کو آسانی رہے اور حدیث پر عمل کرتے ہوئے ہر مہینہ ایک قرآن ختم کرلیا کریں- بعض حفاظ کو میں نے دیکھا ہے کہ اب بھی بیس رکعت تراویح میں بیس رکوع تلاوت کر کے ستائیسویں شب ختم قرآن کا اعزاز حاصل کرتے ہیں-

عبداللہ ابن عمروؓ نے عرض کی مجھے زیادہ عبادت کی اجازت عطا فرمائی جائے- خیال رہے کہ حضور ﷺ کی اس ممانعت سے ان کے لئے اتنے نوافل اور روزے ناجائز ہو گئے تھے- اس لئے آپ خوشامد کر کے زیادہ کی اجازت طلب کر رہے ہیں- اس سے جہاں حضور انور ﷺ کے خداداد اختیارات معلوم ہوئے وہاں صحابہ کرامؓ کا شوقِ عبادت بھی ظاہر ہو گیا- اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے طفیل ہمیں بھی عبادات کا شوق عطا فرمائے- آمین

سات راتوں میں ختم قرآن کہ روزانہ فمی بشوق کی ترتیب پر ایک منزل پڑھوتا کہ ہفتہ میں ایک قرآن ختم ہو- یاد رہے یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو حضرت عبداللہؓ جیسی طاقت رکھتے ہوں- کمزور لوگ مہینہ میں ختم کریں- اور زیادہ قوی لوگ ہفتہ سے بھی کم وقت میں ختم کر سکتے ہیں- جو مہینہ میں بھی ختم نہ کر سکے وہ بڑا محروم ہے- (مرأت وغیرہ)

حدیث نمبر :-۸۶

اللہ کی حمد اور پھر صلوٰۃ وسلام کے بعد دُعا قبول ہو جاتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ مَعَهٗ فَلَمَّا
جَلَسْتُ بِدَءْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ رَوَاهُ التِّرْمَذِيْ

(مشکوۃ باب الصلوٰۃ علی النبی و فضلها)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے- جب میں بیٹھا اور اللہ کی حمد سے ابتداء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا' پھر اپنے لئے دُعا کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مانگ لے دیا جائے گا- مانگ لے دیا جائے گا- (ترمذی)

تشریح :-

یہ حضرات نماز سے فارغ ہو کر مسجد ہی میں تشریف فرما تھے میں نوافل وغیرہ پڑھ رہا تھا کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ علیحدہ فرض نہیں پڑھتے تھے بلکہ جماعت سے پڑھتے تھے- معلوم ہوا کہ نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا سنت ہے-

حدیث پاک سے چند ایک مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز سے بعد دُعا مانگنا سنت ہے - دوسرا یہ کہ دُعا میں ترتیب یہ چاہئے کہ پہلے حمد الٰہی کرے- پھر درود شریف پڑھے پھر اپنے

گناہوں کی معافی مانگے پھر دُعا مانگے - شامی نے فرمایا کہ دورانِ دُعا بار بار درود شریف پڑھتا رہے -دُرودوں سے بھری ہوئی دُعا انشاء اللہ رَدنہیں ہوتی-

ترمذی ' نسائی میں حضرت فضالہ ابن عبیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ تشریف فرماتھے کہ ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر کہا الٰہی مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما- رسول کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دُعا کر-اس کے بعد دوسرے شخص نے نماز پڑھی اللہ کی حمد اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے نمازی مانگ قبول ہوگی-

معلوم ہوا کہ رب دینے والا ہے اور اس کے حبیب دلوانے والے اور بانٹنے والے ہیں یا اس طرح کہو کہ رب سے مانگنا ہے تو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگو -لہٰذا حمد وصلوٰۃ کے بعد دُعا مانگی جائے- نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی دُعا بغیر حمد وصلوٰۃ قبول نہیں ہوتی -یہ دونوں دُعا کی قبولیت کی شرطیں ہیں (مرأت)

غالباً اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے عامۃ المسلمین دُعا عموماً اس طرح شروع کرتے ہیں- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اور دُعا ختم کرتے ہوئے اس طرح درود شریف پڑھا جاتا ہے- وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ -

شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں کہ دُعا کے اول 'وسط اور آخر میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے- علامہ فاسی نے دلائل الخیرات کی شرح میں لکھا ہے کہ علامہ شاطبی نے شرح الفیہ میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا قطعی طور پر مقبول ہے اور جب

Marfat.com

کوئی شخص درود شریف کے ساتھ کوئی دعا مانگے گا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے قبول کی جائے گی نیز علامہ فاسی فرماتے ہیں کہ کل اعمال میں سے بعض مقبول ہوتے ہیں اور بعض مرذود لیکن درود شریف صرف مقبول ہے مرذود نہیں۔

(شرح مسلم ج(۱) صفحہ ۱۱۷۳)

حدیث نمبر :-۸۷

حضرت اُمِّ ھانی رض کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوٹھا پینے کے لئے روزہ توڑ دینا

عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَلٰى يَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمِّ هَانِئٍ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَجَاءَتِ الْوَلِيْدَةُ بِاِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهٗ اُمَّ هَانِئٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ اَفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ لَهَا اَكُنْتِ تَقْضِيْنَ شَيْئًا قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ اِنْ كَانَ تَطَوُّعًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ نَحْوَهٗ وَفِيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اِنِّيْ كُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِيْرُ نَفْسِهٖ

Marfat.com

اِنْ شَآءَ صَامَ وَ اِنْ شَآءَ اَفْطَرَ -

(مشکوٰۃ باب متفرق الصّوم)

ترجمہ :-

حضرت اُمِّ ھانیؓ سے روایت ہے 'فرماتی ہیں کہ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو حضرت فاطمہؓ آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھ گئیں اور اُمِّ ھانیؓ حضور ﷺ کے دائیں طرف تھیں تو ایک لونڈی ایک برتن لائی جس میں شربت تھا حضور ﷺ کو پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس سے پیا پھر اُمِّ ھانیؓ کو دے دیا انہوں نے بھی پیا - پھر بولیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے روزہ توڑ لیا 'میں تو روزہ دار تھی - تو فرمایا کہ کیا تم کوئی روزہ قضا کر رہی تھیں ؟ بولیں نہیں فرمایا نفلی روزہ تھا تو تمہیں کچھ ضرر نہیں - ابوداؤد 'ترمذی 'دارمی اور احمد کی روایت میں اسی کی مثل ہے - اور اس میں یہ بھی ہے کہ کہ آپ بولیں یا رسول اللہ ﷺ میں روزہ دار تھی تو فرمایا نفلی روزہ دار اپنے نفس کا خود مختار ہے اگر چاہے روزہ پورا کرے اگر چاہے افطار کرے -

تشریح :-

غالباً مجلس کی یہ ترتیب حضور ﷺ کے حکم سے تھی - کیونکہ اُمِّ ھانیؓ فاطمۃ الزہراؓ کی نند بھی تھیں اور پھوپھی بھی - عمر میں آپ سے بڑی تھیں اس لئے حضور ﷺ نے بائیں طرف بٹھایا اور اُمِّ ھانی کو دائیں طرف - اب بھی اجتماع کے موقعہ پر نشست گاہوں میں مرتبہ کے مطابق ترتیب چاہیے - غالباً یہ واقعہ اُمِّ ھانیؓ کے گھر میں نہ ہوا کیونکہ اگر آپ کا گھر ہوتا تو آپ خود میزبانی کا شرف حاصل کرتیں - یہ واقعہ کسی دوسرے کے گھر ہوا ہوگا - خیال رہے حضرت

Marfat.com

اُمِّ ھانیؓ نے مکہ معظمہ سے ہجرت نہیں کی تھی۔ (مرأت)

سنت یہ ہے کہ مجلس میں پانی وغیرہ کا برتن پہلے بزرگ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ پھر داہنی طرف دور چلے اگر چہ اس طرف چھوٹا آدمی یا بچہ ہی کیوں نہ ہو اور بائیں جانب اگر چہ بڑا آدمی ہو پھر بھی داہنی طرف سے دیا جائے۔ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عزیز قرابت دار مرد و عورت ایک دوسرے کا جوٹھا پانی پی سکتے ہیں جن روایات میں ہے کہ عورت مرد کا جوٹھا نہ پیئے وہاں اجنبی لوگ مراد ہیں۔

سبحان اللہ حضرت اُمِّ ھانیؓ کا کیا عجیب عمل ہے کہ پہلے آپ نے روزہ توڑا پھر مسئلہ پوچھا۔ ان کے نزدیک حضور ﷺ کا پس خوردہ تبرک پینا روزے سے افضل تھا۔ ان کے دل نے فتویٰ دیا کہ روزے کی قضاء یا کفارہ ادا کرلوں گی۔ مگر حضور ﷺ کا جوٹھا پھر کہاں ملے گا۔ عشق کے رنگ ہی نرالے ہیں۔

؎ نیست ایں باراں ازیں ابر شما
ہست باراں دیگر و دیگر سما

ترجمہ = یہ اس بادل کی بارش نہیں ہے۔ یہ بارش بھی اور ہے اور آسمان بھی دوسرا۔

"عشق کا مدرسہ ہی دوسرا ہے اور اس کے آسمان و زمین ہی کچھ اور ہیں"

حضور ﷺ نے حضرت اُمِّ ھانیؓ کو گویا بتایا کہ اگر یہ روزہ نذر یا قضائے رمضان کا تھا تب تو اس کا توڑنا منع تھا۔ اور اگر محض نفلی تھا تو توڑنا بالکل جائز' اگر چہ اس کی قضاء واجب۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرید یا شاگرد اپنے پیر یا استاد کے تبرک کھانے کے لئے نفلی روزہ توڑ سکتا ہے۔ دعوت کی طرح یہ بھی روزہ توڑنے کا ایک عذر ہے۔

Marfat.com

حدیث پاک کے ظاہری الفاظ سے حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ نفلی روزہ توڑ دینے سے قضاء واجب نہیں لیکن یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ یہاں گناہ کی نفی ہے نہ قضاء کی۔ امیر نفسہ کا مطلب یہ ہے کہ نفلی روزہ دار کسی موقعہ پر افطار بہتر سمجھے تو توڑ سکتا ہے

(مرآت)

حدیث نمبر :-۸۸

سورۃ حشر کی آخری تین آیات کا درجہ اور ثواب

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَرَأَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ مَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ـ (مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت معقل ابن یسارؓ وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو صبح کے وقت تین بار یہ کہہ لے کہ میں سننے والے ' جاننے والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے - پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر (70) ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اسے دُعائیں دیں گے اور اگر یہ اس دن مر جائے تو شہید مرے گا- اور او یہ چیزیں شام کے وقت پڑھ لے تو اسی درجہ میں ہوگا-

(ترمذی' دارمی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

تشریح :-

اَعُوْذُ بِا اللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ یعنی میری بات سننے والے میرا دردِ دل جاننے والے رب کی پناہ مانگتا ہوں- خیال رہے کہ اعوذ جملہ خبر ہے- بمعنی انشاء یعنی اے اللہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے- تاکہ دن بھر وہ مردُود مجھے بہکا نہ سکے- عبادتوں میں دھیان بٹا نہ سکے چونکہ سویرا زندگی کی دوکان کھلنے کا وقت ہے اس لئے خصوصیت سے اسی وقت یہ دعا پڑھوائی گئی-

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ سے آخر سورۃ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک یہ آیات خالص حمد کی ہیں-

یہاں فرشتوں کی دعا سے ان کی خصوصی دعائیں مراد ہیں ورنہ فرشتے عمومی دعائے مغفرت تو ہر مسلمان کے لئے کرتے رہتے ہیں اور شہید سے مراد شہادت حکمی ہے کہ بندہ اگرچہ

Marfat.com

اپنے بستر پر مرے مگر قیامت میں اس کا شمار ان شہداء میں ہو جو راہ خدا میں مارے گئے۔
لغت میں صَبَاحَ آدھی رات سے زوال تک کو کہتے ہیں اور مَسَاءَ زوال سے اول نصف رات تک کو مگر اوراد ' وظائف میں صبح صادق سے سورج نکلنے سے کچھ بعد تک ہے اور شام اس کے مقابل یعنی سورج چھپنے سے کچھ رات گئے یعنی وقتِ عشاء آنے سے پہلے تک۔

(مرقات)

نوٹ :- یہاں صرف حکم کردہ آیات تلاوت کرنا ہے۔ ترجمہ نہیں۔

حدیث نمبر :-۸۹

کاتب لکھتے ہوئے قلم کہاں رکھے

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُولُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى اُذُنِكَ فَاِنَّهٗ اَذْكَرُ لِلْمَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ اَسْنَادِهٖ ضُعْفٌ

(مشکوٰۃ باب السّلام)

ترجمہ :-

حضرت زید ابن ثابتؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوا اور آپؐ کے سامنے کاتب تھا۔ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ قلم اپنے کان پر رکھو کہ یہ انجام کو زیادہ یاد کرانے والا ہے۔

(ترمذی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے)

تشریح :-

اگر کاتب قلم کو کان سے لگائے رکھے تو اسے وہ مقصد یاد رہے گا جو اسے لکھنا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قلم داہنے کان پر رکھے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں کوئی نہ کوئی تاثیر رکھی ہے۔ قلم کان میں لگانے کی یہ تاثیر ہے کہ اسے مضمون یاد رہتا ہے۔

یہ حدیث ابن عساکر نے بروایت حضرت انسؓ مرفوعاً نقل فرمائی اور جامع صغیر نے حضرت زید ابن ثابتؓ سے مرفوعاً نقل فرمائی ہے۔ بہر حال یہ حدیث بہت اسنادوں سے مروی ہے لہٰذا اس کا متن صحیح ہے۔

(مرقات)

حضرت ابو العلاء حضرمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے عامل تھے اور جب آپؐ ان کی طرف لکھتے تو اپنی ذات سے ابتداء کرتے۔

(ابوداؤد)

حضرت ابو العلاء حضرمیؓ کا نام عبد اللہ ہے حضر موت کے باشندے تھے۔ حضور ﷺ کی طرف سے بحرین کے گورنر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما نے ان کا عہدہ بحال رکھا چنانچہ آپؓ وفات تک اسی عہدہ پر رہے۔

یعنی حضرت علاءؓ جب بحرین سے حضور ﷺ کی خدمت میں کوئی عریضہ لکھتے تو پہلے

Marfat.com

اپنا نام پھر مکتوب الیہ کا نام لکھتے تھے۔ کیونکہ یہی سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب بلقیس کو خط لکھا تو لکھا۔

"وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

جب حضور ﷺ نے شاہ روم کو فرمانِ عالی لکھا تو اس طرح لکھا۔

"مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْم"

خط لکھنے کا طریقہ اس طرح ہونا چاہئے کہ پہلے اپنا نام لکھا جائے پھر جس کو خط لکھنا ہے اس کا نام پھر کچھ القاب پھر سلام پھر مقصد کی تحریر لکھے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تحریر لکھے تو اس پر مٹی ڈالے کہ یہ ضرورت کو بہت پورا کرنے والی ہے۔

(ترمذی)

اس طرح کہ خط پر مٹی ڈالے یا خط کو مٹی پر ڈالے اس کے حروف بھی خشک ہو جائیں گے اور انشاءاللہ جس مقصد کے لئے خط لکھا گیا ہے اس مقصد میں بھی کامیابی ہوگی کہ مٹی ڈالنے میں عاجزی کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ کو عاجزی بڑی پیاری ہے۔

؎ عجز کارِ انبیاء و اولیاء است
عاجزی محبوب درگاہِ خدا است

ترجمہ = عاجزی کرنا انبیاء اور اولیاء کا کام ہے اور عاجزی اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب (پیاری) ہے۔

لہٰذا اگر کسی کو کسی چیز کی درخواست دینا ہو تو یہ عمل کر کے درخواست دے انشاءاللہ کامیابی

Marfat.com

ہوگی۔بعض شارحین نے مٹی ڈالنے کی اور بھی توجیہیں کی ہیں مگر حق یہ ہے کہ اس سے ظاہری معنیٰ ہی مراد ہیں یعنی خط پر مٹی یا ریت چھڑک دینا۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۹۰

حضرت عکرم بن ابو جہل کا ایمان لانا

عَنْ عِكْرَمَةَ ابْنِ اَبِيْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جِئْتُهُ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ

(مشکوٰۃ باب المصافحۃ و المعانقۃ)

ترجمہ :-

حضرت عکرمہ ابن ابو جہلؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جس دن میں آپ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا خوش آمدید مہاجر سوار۔

تشریح :-

ابو جہل سے کون واقف نہیں -نام عمرو ابن ہشام قرشی مخزومی ہے لوگ اسے ابوالحکم کہتے تھے حضور ﷺ نے اس کا نام ابوجہل رکھا یعنی جہالت والا۔ یہ اس امت کا فرعون ہے اس کا بیٹا عکرمہ بھی حضور ﷺ کا سخت ترین دشمن تھا۔فتح مکہ کے دن یہ یمن بھاگ گیا بیوی

اُمّ حکیم بنت حارث پہلے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ایمان لائی پھر اپنے خاوند کے لئے امن لے کر یمن سے حضور اقدس کی خدمت میں لائی۔

جب عکرمہ مکہ آئے تو حضور انور ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو گئے۔ انہیں گلے لگایا اور اس وقت فرمایا 'خوش آمدید اے مہاجر سوار۔ خیال رہے کہ انہیں مہاجر کہنا اس معنیٰ میں ہے کہ کفر یا دارِ کفر سے اسلام یا دارِ اسلام کی طرف انہوں نے ہجرت کی۔ عکرمہؓ کا ایمان ۸ھ میں ہوا اور آپ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ یعنی خلافتِ فاروقی میں۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے اُمّ سلمہؓ سے فرمایا کہ میں نے ابوجہل کی ایک شاخ جنت میں دیکھی ہے۔ جب عکرمہؓ ایمان لائے تو فرمایا اے اُمّ سلمہ یہ ہے ابوجہل کی جنتی شاخ۔

آپؓ کا ایمان نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا ہوا آپ جب قرآن پاک کھولتے تو کہتے اے میرے رب کے فرمانِ عالی شان ۔ یہ کہہ کر اکثر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ (مرقات)

اشعۃ کے حاشیہ میں ہے کہ آپ یمن جانے کے لئے جدہ پہنچ گئے تھے کشتی میں سوار ہو گئے تھے کہ آپ کی بیوی پہنچ گئیں اور آپ کو اپنے دوپٹہ سے اشارہ کیا آپ کشتی سے اتر آئے۔ بیوی نے آپ کو حضور ﷺ کے امان دہی کی خبر دی 'وہ بولے میں تو امان کے لائق ہی نہیں ہوں ۔ میں بڑا مجرم ہوں وہ بولیں کہ حضور ﷺ کی رحمت تمہارے قصوروں سے زیادہ وسیع ہے' تب آپ واپس آئے۔ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں گلے لگا کر فرمایا کہ تم اب دارلکفر سے دارالسلام کی طرف آئے ۔ عکرمہؓ یہ کرم کریمانہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

(مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۹۱

قیامِ تعظیمی کرانا منع ہے-

عَنْ مُعٰوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاؤُدَ-

(مشکوٰۃ باب القیام)

ترجمہ :-

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے ‘فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے سروقد کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے بنائے-

(ترمذی ابوداؤد)

تشریح :-

یعنی جو کوئی اپنے لئے قیامِ تعظیمی کرانا چاہے اس کے لئے کھڑے نہ ہوں یا اس طرح کھڑا ہونا منع ہے کہ مخدوم بیٹھا ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں اور یہ عمل تکبر وغرور کے لئے ہو-ضرورتاً نہ ہو اس صورت میں سخت ممنوع ہے-

عالمِ دین کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا یوں ہی عادل حاکم کے سامنے کھڑا ہونا خصوصاً مقدمہ والوں کا اور استاد کے سامنے شاگرد کا کھڑا ہونا مستحب ہے اگرچہ یہ حضرات

بیٹھے ہوئے ہوں اور شاگرد وغیرہ کھڑے ہوں۔ (مرقات)

ہاں مخدومین کا تکبر اُخدام کو کھڑا کرنا خود بیٹھے رہنا یہ ممنوع ہے اور یہاں یہی مراد ہے

۔ (اشعۃ)

اس قسم کی تعظیم کو پسند کرنا یا لوگوں کو ایسی تعظیم کا اپنے لئے حکم دینا جہنمی ہونے کا سبب

ہے اور تکبر جہنم کا راستہ ہے۔ (مرات)

حدیث نمبر :-۹۲

خوشامدی قصیدہ پڑھ کر انعام لینا

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُخْرَجَ قَوْمٌ یَاکُلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ کَمَا تَاکُلُ الْبَقَرَةُ بِاَلْسِنَتِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ

(مشکوٰۃ باب البیان و الشعر)

ترجمہ :-

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایسی قوم نکلے گی جو اپنی زبانوں سے اُسے کھائے گی جیسے گائیں اپنی زبانوں سے کھاتی ہیں۔ (احمد)

Marfat.com

تشریح :-

یعنی ان کا ذریعہ معاش یہی ہوگا کہ کسی کی خوشامدانہ جھوٹی تعریف میں قصیدہ کہہ دیا اور انعام حاصل کرلیا کسی کے دشمن کی برائی میں نظم کہہ ڈالی اور کچھ وصول کرلیا لوگوں کو فصیح و بلیغ جھوٹے کلام سنائے ' چندہ کرلیا یعنی صرف زبان سے کمائی کریں گے جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے شعراء کا دستور تھا وہی پھر ہو جائے گا -نعت خواں ' نعت گو علماء اور واعظین اس میں داخل نہیں بشرطیکہ باعمل ہوں -حلال و حرام آمدنی میں فرق کریں- (مرأت)

حدیث نمبر :-۹۳

کلام سے متعلقہ فرمان عالی

عَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلاً وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عَيَالاً رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب البیان و الشعر)

ترجمہ :-

روایت ہے حضرت صخر بن عبداللہ ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے

Marfat.com

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم جہالت ہے اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام وبال ہیں۔ (ابوداؤد)

تشریح :۔

بریدہ اسلمیؓ مشہور صحابی ہیں ان کے فرزند عبداللہ ابن بریدہؒ تابعی ہیں ۔مرو کے قاضی رہے۔ان کے بھائی سلیمان ابن بریدہ ان سے زیادہ عالم و متقی تھے۔صخر ابن عبداللہ بھی تابعی ہیں ان کا لقب مروزی ہے۔انہوں نے اپنے دادا حضرت بریدہ سے ملاقات کی ہے۔ حضرت بریدہ غزوۂ بدر سے پہلے ایمان لائے مگر اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے ۔بیعتِ رضوان میں حاضر تھے مدینہ کے رہنے والے تھے۔ پھر بصرہ اور خراسان میں رہے یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں مقام مرو میں ۶۲ ھ میں وفات پائی۔وہاں ہی دفن ہوئے آپ سے بہت لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

فرمانِ پاک ہے کہ بعض علم جہالت ہیں یعنی غیر ضروری چیزیں سیکھنا ،ضروری چیزیں نہ سیکھنا جہالت ہے۔یوں ہی جو علم رب تک نہ پہنچائے وہ جہالت ہے۔بعض لوگ بجائے علمِ دین کے فلسفہ ، منطق اور ریاضی میں عمر صرف کردیتے ہیں یہ جہالت ہے۔اسی طرح ایسا علم جس پر عمل نہ ہو جہالت ہے یا علم کا دعویٰ ہو مگر علم نہ ہو۔یہ جہالتِ مرکبہ ہے۔جس علم کے ساتھ عقل یا معرفت نہ ہو وہ جہالت ہے۔

بعض علماء نے بہت سے علوم اشعار میں بیان کردئیے ہیں ایک بزرگ نے سارے قرآن مجید کی تفسیر پنجابی اشعار میں لکھی۔اسی طرح تفسیرِ سورۃ یوسف نظم میں بہت لوگوں نے لکھی یہ اشعار حکمت ہیں ان سے علم کی اشاعت بہت ہوتی ہے۔

Marfat.com

فرمانِ پاک کا آخری حصہ کہ بعض کلام وبال ہیں یعنی یا تو کہنے والے پر وبال کہ اپنے کلام سے پکڑا جائے یا سننے والے پر وبال کہ وہ اُکتا جائے مگر یہ ختم ہی نہ کرے یا وہ سمجھے نہیں اور یہ کہے جائے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-٩٤

قیامت میں لوگوں میں کون برا ہوگا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاتِیْ هٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ ولشتم)

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بدترین لوگوں میں سے دومنہ والے لوگوں کو پاؤ گے جو ان کے پاس اور منہ سے جائے اور ان کے پاس اور منہ سے جائے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح :-

یعنی بدترین بندہ منافق یا چغل خور ہے جو لوگوں میں لڑائی کرانے کے لئے ایک

Marfat.com

جماعت کے پاس اس کا خیر خواہ بن کر جائے۔ اور دوسری جماعت سے انہیں بھڑکائے دوسری جماعت کے پاس ان کا خیر خواہ بن جائے۔ انہیں بھڑکائے اور لڑائی کرائے۔ خدا کی پناہ یہ عیب فی زمانہ لوگوں میں بہت زیادہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہیے اس کا انجام دوطرفہ شرمندگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ شیخ سعدیؒ نے ان کا انجام یوں فرمایا۔

کنند ایں و آں خوش دگر بارہ دِل
ولے اندر میاں کور بخت و خجل

ترجمہ = وہ دونوں مل جائیں گے یہ دوطرفہ روسیاہ ہوگا۔ (مرات)

حدیث نمبر :-۹۵

حضور ﷺ کا ایک شخص کے ساتھ وعدہ فرمانا

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْیَضَ قَدْ شَابَ وَکَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ یُشْبِہُہٗ وَاَمَرَ لَنَا بِثَلٰثَۃَ عَشَرَ قَلُوْصًا فَذَھَبْنَا نَقْبِضُھَا فَاَتَانَا مَوْتُہٗ فَلَمْ یُعْطُوْنَا شَیْئًا فَلَمَّا قَامَ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِدَۃٌ فَلْیَجِیْٔ فَقُمْتُ اِلَیْہِ فَاَخْبَرْتُہٗ فَاَمَرَ لَنَا بِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

(مشکوۃ باب الوعد)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگت والا دیکھا کہ بڑھاپا آ گیا تھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے ہم شکل تھے اور ہمارے لئے 13 اونٹنیوں کا حکم جاری فرمایا- ہم قبضہ کرنے گئے تو ہم کو آپ کی وفات کی خبر پہنچ گئی- لوگوں نے ہمیں کچھ نہ دیا - پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس کا کوئی وعدہ ہو وہ آئے - میں آپ کے پاس گیا اور آپ کو یہ خبر دی تو آپ نے ہمارے لئے ان کو حکم دیا- (ترمذی)

تشریح :-

حدیث پاک کے راوی حضرت ابوجحیفہؓ کا نام وہب ابن عبداللہ اور کنیت ابوجحیفہ ہے آپ نے لڑکپن میں حضور ﷺ سے ملاقات کی 'کوفہ میں قیام رہا حضرت علیؓ نے آپ کو وزیر خزانہ بنایا آپ کے ساتھ تمام جنگوں میں شامل رہے اور کوفہ میں 74ھ کو وفات پائی- وہاں ہی مزار مقدس ہے- راوی کے بقول بڑھاپے سے مراد سفید مائل بسرخی خالص سفید مراد نہیں' سر مبارک اور ڈاڑھی شریف میں بیس بال شریف سفید ہوئے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے-

سر سے ناف تک حضرت حسنؓ حضور ﷺ کے ہم شکل تھے اور ناف سے قدم تک حضرت حسینؓ حضور ﷺ کے ہم شکل تھے- اور سرتا پا یعنی پاؤں سے سر تک جناب فاطمۃ الزہراؓ ہم شکل مصطفیٰ تھیں- اسی لئے حضرت امیر معاویہؓ امام حسنؓ کو اپنے تخت پر

Marfat.com

بٹھاتے تھے- اور آپ کا انتہائی احترام فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہم شکل رسول ، آلِ رسول ﷺ ہیں-

حضرت ابو حجیفہؓ فرما رہے ہیں کہ ہماری قوم کے لئے حضور ﷺ نے تیرہ اونٹنیاں لے لینے کا حکم فرمایا - مدینے منورہ سے کچھ دور جہاں حضور ﷺ کی وفات کی خبر پھیل گئی- اور جو اصطبل کے منتظم تھے انہوں نے ہم کو یہ اونٹنیاں نہ دیں- حضور ﷺ کی طرف سے ہبہ تو ہوگیا مگر ابھی قبضہ نہ ہوا تھا اور ہبہ بغیر قبضہ مکمل نہیں ہوتا - [illegible] اور اونٹنیاں دینے قبضہ کرانے کا حق نہ تھا- پھر جس وقت خلافت کا معاملہ مکمل ہو [illegible] تب آپؓ نے اعلان فرمایا کہ جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہو وہ آئے- حضرت صدیق اکبرؓ نے ان اونٹنیوں پر قبضہ کر لینے کا حکم جاری فرمایا- خیال رہے کہ بہت سے وعدے اکیلے میں کئے جاتے ہیں جن پر گواہ کم ہوتے ہیں اگر جناب صدیق اکبرؓ گواہی کی قید لگاتے تو حضور ﷺ کے بہت سے وعدے پورے نہ ہو سکتے- اس لئے بغیر گواہ وعدے جاری فرمائے -نیز صحابہ کرامؓ سارے کے سارے عادل ہیں وہاں جھوٹ کا احتمال ہی نہیں-

(مرأت و مرقات)

حدیث نمبر :-۹۶

وعدہ کرنے کے احکام

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

قَالَ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهٖ اَنْ يَّفِيَ لَهٗ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِئْ لِلْمِيْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤْدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

(مشکوٰۃ باب الوعد)

ترجمہ :-

حضرت زید ابن ارقمؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں، جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کی نیت ہو پھر پورا نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں-

(ابوداؤد، ترمذی)

تشریح :-

جائز وعدہ پورا کرنا عام علماء کے نزدیک مستحب ہے اور وعدہ خلافی مکروہ- بعض علماء کے نزدیک وعدہ پورا کرنا واجب ہے -وعدہ خلافی حرام ہے یہ حدیث ان حضرات کی ہی دلیل ہے- حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اگر وعدہ کرنے والا پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو مگر کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو وہ گنہگار نہیں یوں ہی اگر کسی کی نیت وعدہ خلافی کی ہو مگر اتفاقاً پورا کر دے تو گنہگار ہے اس بدنیتی کی وجہ سے- ہر وعدہ میں نیت کو بڑا دخل ہے-

(مرات)

.... ☆☆☆ ....

Marfat.com

حدیث نمبر :-۹۷

پرندے رکھنا یا پالنے کا حکم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِّیْ صَغِیْرٍ یَا اَبَا عُمَیْرَ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ کَانَ لَہٗ نُغَیْرٌ یَلْعَبُ بِہٖ فَمَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(مشکوٰۃ باب المزاح)

ترجمہ :-

حضرت انس ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہم میں گھلے ملے رہتے تھے -حتیٰ کہ میرے بھائی سے کہتے تھے اے ابوعمیر !چڑیا کیا ہوئی ؟ اُن کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلتے تھے وہ مرگئی- (بخاری ومسلم)

تشریح :-

بعض روایات میں لفظ لِیُخَاطِبُنَا ہے یعنی ہم سے کلام فرماتے تھے-ابوعمیر ؓ حضرت انس ؓ کے چھوٹے بھائی تھے ان کے باپ کا نام زید ابن سہیل تھا کنیت ابوطلحہ تھی ابوعمیر کا نام کبشہ تھا- (مرقات)

بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ نُغَیْر بلبل کا نام ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ کوئی اور چڑیا تھی جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے-حضور ﷺ کا یہ فرمان حضرت ابوعمیر ؓ کو تسکین دینے یا

Marfat.com

ان کا دل بہلانے کے لئے تھا-

حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے -

۱- چڑیا پالنا اُسے پنجرے میں رکھنا اس سے بچوں کا کھیلنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے دانہ پانی اور آرام کا خیال رکھا جائے-

۲-حرمِ مدینہ میں شکار کرنا درست ہے ورنہ چڑیا کا پنجرہ میں رکھنا بھی حرام ہوتا جیسا کہ حرمِ مکہ کا حال ہے کہ وہاں نہ تو شکار کرنا درست نہ ہی شکار کو پنجرہ وغیرہ میں رکھنا درست ہے-

۳- معلوم بات کا پوچھنا کسی اچھے مقصد کے لئے درست ہے حضور ﷺ کو خبر تھی کہ چڑیا مر گئی پھر بھی پوچھ رہے ہیں کہ چڑیا کا کیا ہوا ؟

۴-بچوں سے خوش طبعی کرنا ان کا دل بہلانے کے لئے جائز ہے-

۵- ہم وزن نام بولنا درست ہے جیسے حضور انور ﷺ نے فرمایا ابوعمیر- نُغیر-
خیال رہے کبوتر پالنا درست ہے کبوتر بازی حرام ہے-

حدیث نمبر :-۹۸

ایک بڑھیا سے حضور ﷺ کا مذاق کرنا

کہ کوئی بوڑھا جنت میں نہ جائے گا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ

قَالَ لِاِمْرَاةٍ عَجُوْزٍ اِنَّهٗ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ وَ مَالَهُنَّ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهَا اَمَا تَقْرَئِيْنَ الْقُرْآنَ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ

(مشکوٰۃ باب المزاح)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تحقیق نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ جنت میں بوڑھی نہ جائے گی۔ وہ بولی ان کا کیا بنے گا وہ قرآن پڑھتی تھیں ؟ فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتیں ؟ کہ ہم انہیں پیدا کریں گے دوبارہ پیدائش تو انہیں کنواریاں بنا دیں گے۔ (رزین اور شرح سنہ میں مصابیح کے لفظ سے ہے)

تشریح :-

ان بی بی صاحب نے حضور ﷺ سے جنت کی دعا کرائی تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی یہ عرض کرنے والی بی بی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب ہیں۔ حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت زبیر ابن عوامؓ کی والدہ ۔ یہ واقعہ دو بار ہوا ہے ایک دفعہ حضرت صفیہؓ سے یہ فرمایا تھا اور دوسری بار کسی اور بی بی رضی اللہ عنہما سے یہ معلوم نہیں کہ یہ کس

Marfat.com

واقعہ کا ذکر ہے۔ (مرقات)

بوڑھی عورت نے کہا کیا بوڑھی عورتیں جو مومنہ صالحہ ہوتی ہیں پھر بھی اگر وہ جنت میں نہ جائیں تو کہاں جائیں گی ؟ انہوں نے بہت مایوسی اور تعجب سے یہ سوال کیا۔ یعنی وہ بی بی صاحبہ قرآن مجید کی عالمہ 'نہایت ذکیہ صاحب فہم تھیں۔ تب ہی انہوں نے حضور انور ﷺ سے یہ سوال کیا تھا۔

یعنی جب وہ بوڑھی عورتیں جنت میں جانے لگیں گی تو بوڑھی نہ رہیں گی بلکہ نوجوان بنا دی جائیں گی۔ اور ہمیشہ کنواریاں رہیں گی۔ لہذا ہم ذات کی نفی نہیں کرتے ' صفت بڑھاپے کی نفی فرماتے ہیں جنتی عورتوں کی عمر تیں یا تینتیس (33 - 30) سال ہوگی یہی عمر ہمیشہ رہے گی۔ بعض مفسرین نے اِنْشَانَا هُنَّ کی ضمیر حوروں کی طرف راجع کی ہے۔ مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی ساری عورتیں خواہ حوریں ہوں یا دنیا کی بیویاں سب کی طرف ضمیر لوٹ رہی ہے اور سب کی عمر یہی ہے۔ (مرأت)

حدیث نمبر :-۹۹

مسلمان کی خیر خواہی کرنا

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَا يَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

Marfat.com

(مشکوٰۃ باب الشفقۃ و الرحمۃ علی الخلق)

ترجمہ :-

حضرت جریر ابن عبداللہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

(بخاری و مسلم)

تشریح :-

حضور ﷺ اپنے صحابہ ؓ سے ایمان و تقویٰ پر بھی بیعت لیتے تھے اور نیک اعمال پر بھی یعنی میری معرفت اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کرو کہ ہم نیک اعمال کریں گے گناہوں سے بچیں گے بیعت کی بہت سی اقسام ہیں یہاں بیعتِ اعمال مراد ہے۔

ایک بار حضرت جریر ؓ نے ایک شخص سے گھوڑا تین سو درہم میں خریدا - سودا طے ہو جانے پر فرمایا کہ تیرا گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے - اچھا چار سو درہم دونگا، پھر کہا نہیں پانچ سو دونگا حتیٰ کہ آٹھ سو درہم تک بڑھا کر خرید لیا۔ گھوڑا دینے والا حیران ہو کر بولا حضرت یہ کیا ؟ فرمایا میں نے حضور ﷺ سے بیعت کی ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا - یہ اس بیعت پر عمل ہے

(مرقات)

☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :-۱۰۰

غیبت کے متعلقہ ضروری احکام

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَہٗ اَخُوْہُ الْمُسْلِمُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ فَنَصَرَہٗ نَصَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَاِنْ لَّمْ یَنْصُرْہُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ اَدْرَکَہُ اللّٰہُ بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَوَاہُ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ

(مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

ترجمہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی فرمایا جس کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو پھر وہ اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں مدد کرے گا۔ لیکن اگر مدد پر قادر ہوتے ہوئے اس کی مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس جرم پر اسے دنیا و آخرت میں پکڑے گا۔ (شرح سنہ)

تشریح :-

یعنی اس کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی جائے خواہ وہ اس کا عزیز ہو یا اجنبی ہو۔

دونوں صورتوں میں اس کی مدد کرے- مدد اس طرح کرے کہ غیبت کرنے والے کو غیبت سے روک دے یا اس طرح کہ ان کی غیبت کا جواب دے دے- یا پھر اس طرح کہ اس غائب شخص کے اوصاف بیان کر دے- اسے بدنامی سے بچا کر نیک نام کر دے- آج کل لوگ غیبت سنتے رہتے ہیں پھر اس غائب شخص کو آ کر بتاتے ہیں کہ تجھے فلاں شخص نے یہ کہا تھا - یہ ممنوع ہے کہ اس صورت میں اس کے دل کو تکلیف اس نے پہنچائی- غیبت کرنے والوں نے تیر چلایا بتانے والے نے وہ تیر اس تک پہنچایا یا اس کے جسم کو چبھویا-

دفاع کرنے والے نے اللہ کے بندے کی پسِ پشت مدد کی محض اللہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا بدلہ خود دیتا ہے- دنیاوی آفات ' اُخروی مصیبتوں سے بچانا اللہ کی بڑی ہی مہربانی ہے-

اور جو کوئی قدرت کے باوجود کسی مسلمان بھائی کی عزت و آبرو نہ بچائے بلکہ تذلیل کرنے والوں کے ساتھ شریک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کا بدلہ خود لے گا کہ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا- جب اس پر کوئی آفت آئے گی تو اسے دُور نہ کرے گا-

(مرأت)

حدیث نمبر :-۱۰۱

اللہ کی راہ میں محبت کرنے والوں کا انجام

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَعُمُدًا مِنْ یَاقُوْتٍ عَلَیْهَا عَلَیْهِ غُرَفٌ مِنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ تُضِیْءُ كَمَا یُضِیْءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّیُّ فَقَالُوْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ یَسْكُنُهَا قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰهِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان

(مشکوٰۃ باب الحبّ فی اللّٰہ و من اللّٰہ)

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں یاقوت کے کچھ ستون ہیں جن پر زبر جد کے بالا خانے ہیں- ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، ایسے چمکتے ہیں جیسے روشن ستارہ چمکتا ہے- صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں کون رہے گا -فرمایا اللہ کی راہ میں محبت کرنے والے اللہ کی راہ میں مل بیٹھنے والے، اللہ کی راہ میں ملاقاتیں کرنے والے-

(بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح :-

سبحان اللہ ستون یاقوت کے اور بالا خانے زبرجد کے بہت ہی شاندار ہونگے لفظ

غرف جمع ہے غرفہ کی بمعنی بالا خانہ ' کھڑکی کو غرفہ کہنا مجازاً ہے کہ اکثر وہ بھی بالا خانہ میں ہوتی ہے۔

یہ جگہ تو صرف محبت فی سبیل اللہ کی جزاء ہے اس محبت فی سبیل اللہ سے جو اچھے نتیجے نکلتے ہیں ان کے ثواب الگ ہیں۔

یعنی ان بالا خانوں میں اللہ کی راہ میں محبت کرنے والے ' اللہ کی راہ میں مل بیٹھنے والے ' اللہ کی راہ میں ملاقاتیں کرنے والے ' ان تینوں کاموں میں سے ایک کام کرنے والے یا تینوں کام کرنے والے ہونگے۔

اہل اللہ سے محبت عقیدت اور بیعت کرنا ان پر جانثار کرنا عرف عام میں جس کو پیری مریدی کا نام دیا جاتا ہے وہ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں بشرطیکہ دنیاوی اغراض و آلائش سے پاک ہو۔ (مرات)

حدیث نمبر :-۱۰۲

لوگوں میں صلح کرانے کی اہمیّت

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَۃِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ قَالَ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَ فَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الْحَالِقَۃُ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمَذِیُّ

Marfat.com

وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ)۔

(مشکوٰۃ باب ماینھی عنه من التهاجر والتقاطع و اتباء العورات)

ترجمہ :-

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں روزے ' صدقہ اور نماز سے بڑھ کر درجہ والی چیز نہ بتاؤں؟ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا آپس کے معاملہ کی درستی اور آپس کے معاملہ کا بگاڑ وہ ہی مونڈ دینے والی ہے۔ (ابوداؤد ' ترمذی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے)

تشریح :-

یعنی وہ چیز جو درجہ میں یا ثواب میں ان مذکورہ عبادات سے بڑھ کر ہو۔ یہاں عطف اعلیٰ کا ادنیٰ پر ہے اس لئے نماز کا ذکر بعد میں فرمایا ورنہ نماز' روزہ اور صدقہ سے افضل ہے یا واؤ جمع کے لئے ہے یعنی وہ کام ان تینوں کے مجموعہ سے افضل ہے۔ یہاں نفلی روزے ' نفلی صدقہ ' نفلی نماز مراد ہے نہ کہ فرضی۔ (مرقات)

ذات کے معنی والی اور بین بمعنی درمیان تو ذات بین کے معنی ہوئے آپس والی چیز معاملات یا محبت والے تعلقات بعض شارحین نے فرمایا کہ ذات بین سے مراد ہے آپس کی دشمنی وعداوت اور ترکِ تعلقات اصلاح سے مراد ہے ان کو دور کر دینا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ

آیت کریمہ اس حدیث مبارکہ کی تائید کرتی ہے۔

Marfat.com

یعنی مسلمانوں کے آپس کے تعلقات خراب کر دینا ان میں دشمنی ڈال دینا بھلائیوں ثوابوں کو فناہ کر دینے والی چیز ہے اس کی نحوست سے انسان روزہ نماز کی لذت بلکہ خود روزے نماز وغیرہ دیگر عبادات سے محروم ہو جاتا ہے- سبحان اللہ کیسی پیاری تشبیہ ہے جس طرح اُسترہ سر کے بالوں کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے ایسے ہی یہ حرکت نیکیوں کو جڑ سے اڑا دیتی ہے-

مولانا فرماتے ہیں-

؎ تا توانی پا منہ اندر فراق

ابغض الاشیاء عندی الطّلاق

یہ حدیث اسنادوں اور مختلف الفاظ سے مروی ہے چنانچہ طبرانی اور بزار نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ لوگوں میں صلح کراؤ اس صلح کرانے میں جو کچھ تم بولو گے اس کے ہر حرف کے بدلے غلام آزاد کرنے کا ثواب پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح فرمائے گا تمہارے سارے گناہ بخش دے گا-

(مرقات)

حدیث نمبر :-۱۰۳

قیامت کے دن عقل کے مطابق ہی بدلہ ملے گا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ

Marfat.com

وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلَّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(مشکوٰۃ باب الحذر ولتا فی الامور)

ترجمہ :-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نماز، روزے، زکوٰۃ اور عمرہ کرنے والوں میں سے ہوتا ہے حتیٰ کہ حضور ﷺ نے نیکی کی ساری اقسام بیان فرمائیں مگر قیامت میں اپنی عقل کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا۔

(بیہقی شعب الایمان)

تشریح :-

یعنی جہاد، تبلیغ، تعمیر مساجد وغیرہ تمام نیکیوں کا نام لیا کہ بعض لوگ یہ سب کچھ کرتے ہیں مگر ثواب کم پاتے ہیں۔ چنانچہ بے وقوفوں کو ان نیکیوں کا ثواب کم ملتا ہے عقلمندوں کو زیادہ۔ جہاں مسجد کی ضرورت نہ ہو وہاں دس بیس مسجدیں بنوا دینے کا ثواب کم، بلکہ بالکل ہی نہ ملے گا اور اگر وہاں پانی کی کمی ہو وہاں ایک کنواں کھدوا دینے کا ثواب ان مسجدوں سے زیادہ ہوگا۔ مفتی احمد یار لکھتے ہیں کہ۔

لطیفہ :- پٹنہ کے ایک بزرگ ہر پانچ قدم پر دو نفل پڑھتے ہوئے پیدل حج کو جا رہے تھے دس سال میں وہ گجرات پہنچے۔ اگر وہ ہوائی جہاز سے مکہ مکرمہ پہنچ جاتے اور اتنے دن وہاں رہ

Marfat.com

کر نوافل پڑھتے تو فی رکعت ایک لاکھ کا ثواب پاتے۔ (مرأت)

اسی طرح شیخ سعدیؒ بوستان میں ایک حکایت لکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص حج پر جاتے ہوئے ہر رکعت پر دوگانہ ادا کرتا تھا۔ ایک صاحب دل نے دیکھا تو فرمایا۔

بہ احسانے آسودہ کردن دلے

بہ از الف رکعت بہر منزلے

ترجمہ = کسی پر احسان کر کے دل خوش کرنا ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

حدیث نمبر :-۱۰۴

عقل کی دو اقسام ہیں

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ وَلَا وَرَعَ کَالْکَفِّ وَلَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(مشکوٰۃ باب الحذر والتأنی فی الامور)

ترجمہ :-

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور بچنے جیسا کوئی تقویٰ نہیں۔ اور اچھے اخلاق جیسا

Marfat.com

کوئی نسب نہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح :-

عقل دو قسم کی ہوتی ہے عقل مطبوع اور عقل مسموع -تدبیر سے مراد عقل مسموع ہے کہ اس کے بغیر عقل مطبوع بے کار ہے ہاں عقل مسموع کبھی عقل مطبوع کے بغیر مفید ہو جاتی ہے عقل مطبوع وہ ہے جو فطری طور پر یا تجربہ یا عقل کے ذریعہ حاصل ہو اور عقل مسموع وہ ہے جو حضور ﷺ کی تعلیم سے حاصل ہو عقلِ مطبوع دنیاوی انجام کو معلوم کر لیتی ہے اور عقلِ مسموع اُخروی انجام کا پتہ چلاتی ہے۔عقلِ مطبوع کے ساتھ جب عقلِ مسموع شامل ہو تو مفید ہے۔ (مرقات)

تقویٰ کے دو رکن ہیں اچھے کام کرنا اور برے کاموں سے بچنا مگر اس کا رکنِ اعلیٰ برے کاموں سے بچنا ہے۔عبادات آسان ہیں مگر محرمات سے پرہیز بُرے معاملات سے بچنا بہت ہی مشکل ہے بعض کے نزدیک ورع اور تقویٰ ایک ہی چیز ہے بعض کے نزدیک محرمات سے بچنا تقویٰ ہے اور شبہ کی چیز سے بچنا ورع یا فرائض پر عمل تقویٰ ہے سنت و مستحب پر عمل ورع۔

خیال رہے نیکیاں گویا روحانی دوائیں ہیں اور گناہوں سے بچنا گویا روحانی پرہیز' دوا بغیر پرہیز مفید نہیں ہوتی۔ (اشعۃ)

حدیث پاک کا آخری حصہ یعنی اچھے اخلاق جیسا کوئی نسب نہیں-لغت میں حسب بمعنی نسب ہے یا باپ کی طرف سے نسب اور ماں کی طرف سے حسب-مگر یہاں اس سے مراد شرافت ہے-یعنی شرافت صرف نسب سے نہیں بلکہ اچھے اخلاق 'اچھے اعمال سے ہے-

رب فرماتا ہے -اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (تم میں سے اللہ کے

Marfat.com

نزدیک زیادہ عزت والا وہ جو تم میں سے زیادہ متقی ہے) اچھی عادت میں عبادات معاملات بلکہ ایمان و عرفان سب ہی داخل ہیں کوئی شخص کتنی ہی تواضع کرے خوش اخلاق نہیں جس نے اللہ و رسول ﷺ سے بگاڑلی جو انہیں راضی نہ کرسکا وہ خوش اخلاق کہاں سے آیا ہے یہ بات خوب یاد رکھو۔ (مرآت)

حدیث نمبر :-۱۰۵

خوشحالی کا دارومدار دو چیزوں پر ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَ حُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(مشکوٰۃ باب الحذر والتّأنّی فی الامور)

ترجمہ :-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خرچ میں میانہ روی آدھی زندگی ہے اور لوگوں سے محبت کرنا آدھی عقل ہے اور اچھا سوال آدھا علم ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

Marfat.com

تشریح :-

سبحان اللہ عجیب فرمانِ عالی ہے خوشحالی کا دارومدار دو چیزوں پر ہے کمانا اور خرچ کرنا مگر ان دونوں میں بہت ہی کمال ہے۔ کمانا سب جانتے ہیں خرچ کرنا کوئی کوئی جانتا ہے۔ جسے خرچ کرنے کا سلیقہ آ گیا وہ انشاء اللہ ہمیشہ خوش رہے گا ۔ یہاں لفظ مَعِيْشَةِ مصدر ہے بمعنی عیش کی زندگانی ۔

عقل کے سارے کام ایک طرف ہیں اور لوگوں سے محبت کر کے انہیں اپنا بنا لینا ایک طرف۔ لوگوں کی محبت سے دینی دنیاوی ہزاروں کام نکلتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کر لو پھر انہیں غازی ' حاجی ' نمازی بنا دو۔ مگر خیال رہے کہ لوگوں کی محبت حاصل کرنے کے لئے اللہ و رسول ﷺ کو ناراض نہ کر لینا بلکہ لوگوں سے محبت اللہ و رسول ﷺ کی رضا کے لئے ہونی چاہیے۔

حدیث پاک کا آخری حصہ یعنی اچھا سوال آدھا علم ہے۔ یعنی علم و تعلیم میں دو چیزیں ہوتی ہیں شاگرد کا سوال استاذ کا جواب۔ ان دونوں سے مل کر علم کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر شاگرد سوال اچھے کرے گا جواب بھی اچھا پائے گا' ایک استاد اپنے شاگرد سے کہتے تھے کہ میں اور تم مل کر علم کا نصاب ہیں۔ حافظِ قرآن تم ہو مفسرِ قرآن میں۔ سائل تم ہو جواب دینے والا میں ہوں۔

(مرقات)

ذہین طالب علم اچھے سوال کر کے علم کی باریکیاں حاصل کر لیتا ہے۔

(مراٰت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۱۰۶

نرمی اور سختی کی عجیب شرح

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ

(مشکوٰۃ باب الرفق والحیاء و حسن الخُلق)

ترجمہ :-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ عطا فرماتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا جو اس کے ماسوا ہو (مسلم) اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تم نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدگمانی سے بچو۔ کسی چیز میں نرمی نہیں ہوتی مگر اسے اچھا کر دیتی ہے اور کسی چیز سے (نرمی) نہیں نکالی جاتی مگر اسے عیب ناک کر دیتی ہے

Marfat.com

تشریح :-

اللہ تعالیٰ رفیق یعنی رحیم و کریم ہے- کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا حکم نہیں دیتا گناہ بخشتا ہے وہ چاہتا ہے کہ میرے بندے بھی اپنے ماتحتوں اپنے ساتھیوں پر رحیم و کریم ہوں- خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کو عام محاورہ میں رفیق کہنا جائز نہیں- یہ لفظ اسماء الٰہیہ سے نہیں ہے - یہاں لغوی معنی سے استعمال ہوا ہے-

مطلب یہ کہ نرمی سے دنیا و آخرت کے وہ کام بن جاتے ہیں جو سختی سے نہیں بنتے اکثر سختی سے دوست دشمن بن جاتے ہیں اور بنتے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں اور نرمی سے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور بگڑتے ہوئے کام بھی بن جاتے ہیں- کسی شاعر نے کیا خوب کہا-

؎ یا طالب الرزق الهینی بقوة
هیهات انت بباطل مشغوف
اکل العقاب بقوة جیف القلا
درعی الذباب الشهد و هو ضعیف

ترجمہ = یعنی سختی سے روزی نہ کماؤ عقاب سختی کی وجہ سے مردار ہی کھاتا ہے اور شہد کی مکھی نرمی کی وجہ سے پھول چوستی ہے- (مرقات)

بدگوئی سختی کا نتیجہ ہے اولاً دل میں سختی آتی ہے پھر بدگوئی پھر زبان درازی اور پھر ہاتھا پائی یعنی مار پیٹ پھر قتل و خون- اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے- شیطان پر سخت رہو اور مسلمان بھائی پر نرم-

اگر حقیر آدمی کے دل میں نرمی ہو تو وہ عزیز بن جائے گا۔ عظیم الشان آدمی کے دل میں سختی ہو تو وہ حقیر ہو جائے گا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

ترجمہ :- پتھر بہار میں سبزہ زار نہیں بنتے یہ مٹی ہی ہے کہ اس میں رنگ رنگ کے پھول کھلتے ہیں

لوہا نرم ہو کر اوزار بنتا ہے اور سونا نرم ہو کر زیور۔ زمین نرم ہو کر قابلِ کاشت ہوتی ہے انسان نرم ہو کر ولی بن جاتا ہے۔ جس پر رب مہربان ہوتا ہے اسے نرم دل بنا دیتا ہے۔ جس پر رب کا قہر ہوتا ہے اسے سخت دل کر دیتا ہے۔ سخت دل پر کسی کا وعظ اثر نہیں کرتا۔

(مرأت)

حدیث نمبر :-۱۰۷

یہود و نصاریٰ کی اتباع کی پیشینگوئی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ

Marfat.com

مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ

(مشکوٰۃ باب تغیّر الناس)

ترجمہ :-

حضرت ابو سعیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے سے پہلے لوگوں کی راہ چلو گے بالشت بالشت کے مطابق اور گز گز کے مطابق - حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کے پیچھے چلو گے - عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہود و نصاریٰ کے ؟ فرمایا تو اور کون ؟ (بخاری و مسلم)

تشریح :-

سنن جمع سنۃ کی بمعنی طریقہ روش خواہ اچھا ہو یا برا - یہاں بُرا طریقہ مراد ہے - اگلوں سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں یعنی تم ان یہود و نصاریٰ کے نقال بنو گے - اور رسم و رواج ' ان کی چال ڈھال پسند کرو گے - اسے ہی اختیار کرو گے بالکل ان کے مطابق ہو جاؤ گے جیسے ایک ہاتھ کی بالشت دوسرے ہاتھ کی بالشت کے برابر ہوتی ہے یا جیسے ایک گز دوسرے گز کے بالکل برابر ہوتا ہے - دیکھ لو آج ہمارا کیا حال ہے یہ فرمان پڑھئے اور اپنا حال دیکھئے - ہندو ' سکھ ' پارسی ' مجوسی سب اپنی شکل ' اپنے لباس کو اپنی وضع قطع کو پسند کرتے ہیں مگر مسلمان ہیں کہ عیسائیوں کی نقل میں فناہ ہوئے جا رہے ہیں - سر دیسی ہے تو بال انگریزی ' منہ دیسی ہے تو زبان انگریزی ' غذا دیسی ہے مگر اسے کھاتے ہیں انگریزی طریقے سے -

اگر عیسائی ایسا کام کریں جس میں کوئی نفع نہ ہو صرف تکلیف ہی ہو تو تم ان کی

نقالی میں وہ کام ضرور کرو گے -دیکھ لو سخت سردی ہے مگر صاحب بہادر سر نہیں ڈھکتے - ننگے سر پھرتے ہیں بیمار ہو جاتے ہیں منہ سے بھی روتے ہیں اور آنکھوں' ناک سے بھی -جنٹلمین بن کر روٹی کھڑے ہو کر بلکہ گھوم گھوم کر کھاتے ہیں اور عیسائی عورتوں کی نقالی میں ہماری عورتیں نیم عریاں لباس پہن کر فخر محسوس کرتی ہیں- اور اسے نام دیا جاتا ہے روشن خیالی کا- پوچھنا چاہئے کہ ان حرکتوں سے کیا فائدہ ہے ؟ صرف نقصان اور تکلیف ہی ہے -یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور- اس غیب دان نبی کریم ﷺ کے علم کے قربان-

اگلوں سے یہی تو میں مراد ہیں- یہاں مرقات نے فرمایا کہ انسان معجون مرکب ہے اس میں حیوانیت بھی ہے اور ملکیت بھی (فرشتوں کی صفات) اگر انسان پر ملکیت غالب آ جائے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے اور اگر اس پر حیوانیت کا غلبہ ہو جائے تو اَسْفَلُ السَّافِلِیْنَ میں پہنچ جاتا ہے -

حاکم نے بروایت حضرت ابن عباسؓ حدیث نقل کی اگر عیسائی سڑکوں پر اپنی بیویوں سے صحبت کریں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے ؟

(مرقات ' مرأت مع اضافہ)

حدیث نمبر :-۱۰۸

مشورہ کی اہمیت اور سیاسی حالات کی پیشینگوئی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ

سَلَّمَ اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارُكُمْ وَاَغْنِيَاءُكُمْ سُمَحَاؤُكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَاءُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(مشکوٰۃ باب تغیر الناس)

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے حکام تم میں بہترین ہوں اور تمہارے مالدار تم میں سے سخی ہوں اور تمہارے کام تمہارے آپس کے مشورہ سے ہوں تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکام تم میں سے بدترین ہوں اور تمہارے مالدار تم میں سے کنجوس ہوں اور تمہارے کام تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو پھر تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

(ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے)

تشریح :-

جب تک کہ بادشاہ اور حاکموں میں تقویٰ دینداری رہے - امیروں میں سخاوت اور خدا ترسی رہے اور تمہارے گھروں کے کام گھر والوں کے مشورہ سے ، قومی کام قوم کے مشورہ

Marfat.com

ہے ' ملکی کام ملک والوں کے مشورہ سے ہوا کریں تم میں جمہوریت ہو' شخصیت نہ ہو - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (ہر کام مشورہ سے کرتے ہیں)
اور فرماتا ہے وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ
(اور ان کا فیصلہ باہمی مشورہ سے ہوتا ہے) پ ۲۵

لیکن اللہ ورسول ﷺ کے احکام میں کسی مشورہ کی گنجائش نہیں- مشورہ والے کاموں میں ضرور مشورہ کرے -نماز روزے کے لئے مشورہ کی ضرورت نہیں- ملکی انتظامات ' بچوں کی شادی بیاہ کے لئے ضرور مشورہ کرو- ایسے حالات میں تمہاری زندگی تمہاری موت سے بہتر ہے کہ اس زندگی میں تم نیکیاں بڑھا کر آخرت کا توشہ زیادہ جمع کر لو گے-

لیکن اگر حالات ایسے ہو جائیں کہ بادشاہ ' حکام ظالم فاسق ہوں جن کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہو نہ نبی کریم ﷺ سے شرم اور امیروں میں غرباء پروری 'ملک وقوم کی خدمت کا جذبہ نہ رہے انہیں اپنا خزانہ بھرنے کی ہی فکر رہے 'اپنا بنک بیلنس بڑھانے کے چکر میں ہی رہیں گھر کی کار مختار عورتیں ہی ہو جائیں کہ وہ جو چاہیں سو کریں -مردان کے ماتحت ہو جائیں- یہ لعنتیں آج کل مکمل طور پر دیکھی جا رہی ہیں- پہلے قحط سالی میں امیر لوگ غرباء پروری کرتے تھے' اب غریبوں کا خون چوس کر اور زیادہ امیر بننے کی کوشش کرتے ہیں -گھروں میں عورتیں خود مختار ہیں- مردوں کی کچھ نہیں چلتی - حکام اور عدالتوں کے حال بالکل ظاہر ہیں- ملک میں انتشار 'جرموں کی زیادتی 'عام چوری ڈکیتی 'قتل وخون اور عدالتوں کے خرچ انہی کے سہارے ہو رہے ہیں- آج انصاف ملتا نہیں بکتا ہے -اس کے لئے لوہے کے پاؤں 'چاندی کے ہاتھ اور نوح علیہ السلام کی عمر چاہیے- اللہ سے فریاد ہے-

Marfat.com

فرمانِ پاک کا مطلب ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں زندگی فتنوں سے گھری ہوگی، انسان زندگی میں گناہ زیادہ کرے گا -موت راحت کا ذریعہ ہوگی -قبر گھر سے بہتر ہوگی -ایسی حالت میں اگر مسلمان اپنی موت کی تمنا یا دعا کرے تو گنہگار نہ ہوگا- (مرأت)

حدیث نمبر :-۱۰۹

مسلمانوں کی بزدلی اور سیاسی حالات بدل جانے کی پیشینگوئی

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعِیَ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعِیَ الاَكِلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَ لِيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَ لِيَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ-رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ-

(مشکوٰۃ باب تغیر الناس)

Marfat.com

ترجمہ :-

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ امتیں تم پر ایک دوسرے کو ایسی دعوت دیں جیسے کھانے والے اپنے پیالہ کی طرف (دعوت دیتے ہیں) کسی نے کہا کیا اس دن ہماری کمی کی وجہ سے ایسا ہوگا ؟ فرمایا بلکہ تم اس دن زیادہ ہوگے - لیکن تم سیلاب کے میل کی طرح ایک سَیل بن جاؤ گے اور اللہ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دل میں سُستی ، ضعف ڈال دے گا - کسی کہنے والے نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہن کیا چیز ہے ؟ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے ڈر -

(ابوداؤد ، بیہقی دلائل النبوۃ)

تشریح :-

یعنی کفار کی قومیں ، یہود و نصاریٰ ، مشرکین ، مجوسی وغیرہ تم کو مٹانے کے لئے متفق ہو جائیں گے بلکہ ایک دوسرے کو دعوت دیں گے کہ آؤ مسلمانوں کو مٹاتے ، انہیں ستاتے ہیں - تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ - اب دیکھ لو - یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر آج مسلمانوں کو مٹانے کے لئے دونوں بلکہ مشرکین بھی ان کے ساتھ ہو گئے ہیں - یہ ہے فرمان پاک کا ظہور ، حضور ﷺ کا ایک ایک لفظ حق ہے -

ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ ہمارے مقابلے میں جو کفار کے حوصلے اتنے بلند ہو جائیں گے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس زمانے میں ہماری تعداد تھوڑی ہو گئی ہوگی ؟ آج ہماری تعداد زیادہ ہی ہے - اس سے کفار پر ہماری دھاک بیٹھی ہوئی ہے - فرمایا آج کے مقابلہ میں تمہاری تعداد اس

Marfat.com

دن زیادہ ہوگی مگر تم ایسے ہوگے جیسے سمندر میں پانی کے مَیل کا دکھاوا زیادہ حقیقت کچھ نہیں- بزدلی ' نااتفاقی ' پریشانی دل ' آرام طلبی ' عقل کی کمی ' موت سے ڈر دنیا سے محبت تم میں بہت ہوجائے گی- (مرقات)

ان وجوہات سے کفار کے دل سے تمہاری ہیبت نکال دی جائے گی-

وھن بمعنی سُستی ' ضعف ' کمزوری ' مشقت ہے- یہاں اس سے مراد سُستی یا ضعف ہے رب فرماتا ہے- حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ

(جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی) پ ۲۱

اور فرماتا ہے رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ -

(اے میرے رب میرے جسم کی ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں) پ ۱۶

یعنی تم دل کے کمزور وسُست ہو جاؤ گے- جہاد سے دل چراؤ گے- مقصد یہ ہے کہ اس سُستی وضعف کا سبب دو چیزیں ہیں ایک دنیا میں رغبت دوسرا موت کا خوف - جس قوم میں یہ دو چیزیں جمع ہو جائیں وہ عزت کی زندگی نہیں گزار سکتی - خیال رہے کہ حُبّ دنیا اور موت سے نفرت لازم وملزوم چیزیں ہیں-

جو قوم خیانت کرنے کی عادی ہوگی اس کا اثر یہ ہوگا کہ اس قوم کے دل میں ہمت و جرأت نہ رہے گی - دشمن کا خوف اس پر غالب ہوگا - اس کے مقابلے میں امین کا دل قوی ہوتا ہے- (مرأت)

Marfat.com

حدیث نمبر :-۱۱۰

نفلی نماز یا کسی نیکی کا ثواب بخشنا جائز ہے

عَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَاِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا اِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْاُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ اَنْ يُّصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُهَدَآءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَآءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهْرَ (مشکوٰۃ باب الملاحم)

ترجمہ :-

صالح ابن درھم روایت فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ایک شخص ملا پس اس نے کہا کیا تم سے قریب کوئی بستی ہے جسے اُبلہ کہا جاتا ہے ؟ ہم بولے ہاں ہے۔ تو اس نے کہا تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ میرے لئے مسجد عشار میں دو یا چار رکعتیں پڑھ دے اور یہ کہہ دے کہ یہ نماز ابو ہریرہؓ کی ہے۔ میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

Marfat.com

سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ ان کے سوا شہداء بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہوگا۔

(ابوداؤد اور فرمایا کہ یہ مسجد نہر کے قریب ہے)

تشریح :-

حدیث مذکور کے راوی صالح بن درہم تابعی ہیں قبیلہ باہلہ سے ان کا تعلق اور آپ نے حضرت ابو ہریرہؓ اور سمرہ بن جندبؓ سے روایات لی ہیں پھر آپ سے شعبہ اور فسطان نے روایات لیں۔ (اکمال' مرقات)

اُبُلَّہ (الف' ب کے پیش اور لام کے شد سے) یہ بصرہ کے قریب مشہور بستی ہے -علماء کہتے ہیں کہ دنیا میں چار شہر زمین کی جنت ہیں- بصرہ کا اُبلہ " دمشق کا غوطہ ' سمرقند کا صغد اور بوان شہر کا شعب- یہ چاروں بستیاں بہت ہی سرسبز ہیں

اس ملنے والے شخص کا کہنا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص مسجد عشار میں جو کہ ابلہ کی مشہور و متبرک مسجد ہے دو یا چار رکعت نفل پڑھ کر مجھے ان الفاظ سے ایصال ثواب کر دے کہ الٰہی یہ نماز جو ہم نے پڑھی یہ ابو ہریرہؓ کی طرف سے ہے۔اس کا ثواب انہیں ملے۔اس حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے

۱-متبرک و مقدس مسجد میں نماز ادا کرنا دوسری جگہ کی نمازوں سے افضل ہے۔ دیکھو مسجد نبوی ﷺ کی ایک نیکی دوسری جگہ کی پچاس نیکیوں کے برابر ہے۔

۲- نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے ہاں کسی کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھی جا سکتی وہ تو خود ہی پڑھنا پڑے گی۔

Marfat.com

۳- کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو ثواب بخشنا کہ اے خدا اس کا ثواب فلاں کو ملے بالکل جائز بلکہ سنتِ صحابہ کرامؓ ہے- لہٰذا فاتحہ، مروّجہ ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے- دیکھو حضرت ابو ہریرہؓ ثواب بخشنے کے الفاظ بتا رہے ہیں-

۴- اپنے سے بڑے کو ثواب بخشنا جائز ہے- اگرچہ وہ کیسی ہی شان کا مالک ہو- دیکھو جناب ابو ہریرہؓ صحابی ہیں اور تابعین کو اپنے لئے ثواب کا حکم دے رہے ہیں- یہ حدیث بہت سے احکام کا ماخذ ہے- نیز زندہ کو زندہ کا ثواب بخش دینا جائز ہے-

یعنی آخر زمانہ میں ایک عظیم الشان جہاد ہوگا اس جہاد کے غازی اس مسجد میں جمع ہو کر میدان میں جا کر شہید ہونگے- وہ کل قیامت میں شہداء بدر کے ساتھ کھڑے ہونگے- لہٰذا اس مسجد میں نماز پڑھنا بہت ہی افضل ہے- معلوم ہوا اگرچہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جس مسجد میں یا جس شہر میں اللہ کے مقبول بندے رہ چکے ہوں یا اب رہتے ہوں یا آئندہ رہنے والے ہوں- وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے- اس نسبت کی وجہ دیکھو کہ وہ غازی شہداء قریب قیامت اس مسجد میں جمع ہونگے مگر وہاں نماز آج ہی سے افضل ہے- جس مقام پر حضور ﷺ نے قدم بھی رکھا ہے وہ مقام اللہ کو محبوب ہے- حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سفیدہ زمین کا ادب کیا جہاں آئندہ مدینہ منورہ شہر آباد ہونے والا تھا- (مرأت)

تمام شد

''سراج الھدیٰ المعروف فصل الخطاب حصہ اول وحصہ دوم''

'' بتوفیق اللہ و احسانہ ''

خوشا مسجد و منبر و خانقاہے
کہ در وَے بود قیل و قالِ محمدؐ

دارالعلوم جامعہ مقبولیہ مطلوبیہ نقشبندیہ لِلّٰہ شریف

زیرسرپرستی صاحبزادہ الحاج حافظ پیر محمد مطلوب الرّسول صاحب لِلّٰہی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ لِلّٰہ شریف

ادارہ ہذا ایک سو تریسٹھ (163) سال سے تشنگانِ علم وادب کو سیراب کر رہا ہے۔شعبہ حفظ وناظرہ میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ فقہ وحدیث وغیرہ اور میٹرک تک مقامی وغیر مقامی طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے ۔قیام وطعام اور لباس ادارہ کے ذمہ ہے۔غریب طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس وقت دوسو طلباء نُورِ قرآن سے اپنے قلوب منور کر رہے ہیں۔یہ سب حکومتی تعاون کے بغیر ہو رہا ہے۔

تاہم مخیر حضرات کا تعاون قابلِ صد تحسین ہے۔دارالعلوم میں آٹھ اساتذہ متعین ہیں مزید برآں ادارہ میں سال بھر میں مذہبی تقریبات کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے جو ذیل ہیں :۔

- ☆ ۱۲ ربیع الاول عید میلاد النبی ﷺ اور جلسہ وجلوس
- ☆ ۲۱ ربیع الاول عرس اعلیٰ حضرت حافظ غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۲۶ رجب المرجب شب معراج شریف ﷺ ﴿عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے﴾
- ☆ ۷ رمضان المبارک عرس حضرت ثالث عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۱۸ ذوالحجہ عرس حضرت ثانی دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۱۴ اکتوبر عرس قصور شریف

منجانب:۔ ادارہ دارالعلوم جامعہ مقبولیہ مطلوبیہ نقشبندیہ لِلّٰہ شریف (ضلع جہلم)

Marfat.com

خوشا مسجد و منبر و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قالِ محمدؐ

دارالعلوم جامعہ مقبولیہ مطلوبیہ نقشبندیہ للّٰہ شریف

زیر سرپرستی صاحبزادہ الحاج حافظ پیر محمد مطلوب الرسول صاحب للّٰہی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ للّٰہ شریف

ادارہ ہذا ایک سو ستر (170) سال سے تشنگان علم وادب کو سیراب کر رہا ہے۔ شعبہ حفظ و ناظرہ میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث وغیرہ اور میٹرک تک مقامی و غیر مقامی طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ قیام و طعام اور لباس ادارہ کے ذمہ ہے۔ غریب طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس وقت دو سو طلباء نور قرآن سے اپنے قلوب منور کر رہے ہیں۔۔ یہ سب حکومتی تعاون کے بغیر ہو رہا ہے۔ تاہم مخیّر حضرات کا تعاون قابل صد تحسین ہے۔ دارالعلوم میں آٹھ اساتذہ متعین ہیں مزید برآں ادارہ میں سال بھر میں مذہبی تقریبات کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے جو ذیل ہیں :-

- ☆ ۱۲ ربیع الاوّل عید میلاد النبی ﷺ اور جلسہ و جلوس
- ☆ ۲۱ ربیع الاوّل عرس اعلیٰ حضرت حافظ غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۲۶ رجب المرجب شب معراج شریف ﷺ
- ☆ ۷ رمضان المبارک عرس حضرت ثالث عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۱۸ ذوالحجہ عرس حضرت ثانی دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۱۴ اکتوبر عرس قصور شریف

منجانب :- ادارہ دارالعلوم جامعہ مقبولیہ مطلوبیہ نقشبندیہ للّٰہ شریف (ضلع جہلم)

Marfat.com